سلطان شمس الدین التمش

اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

ایک منفرد تاریخی ناول

شمس الدین التمش

اسلم راہی ایم۔اے

مکتبہ القریش
قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔
فون: 042-7231595۔ 042-7352835

Marfat.com

98282

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
سن اشاعت	:	2010ء
تعداد	:	600
کمپوزنگ	:	کلائمکس کمپیوٹرز
قیمت	:	-/600 روپے

فون: 37352835_37231595

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔

Marfat.com

انتساب:

وقت کے جبر تلے، وقت کی عظمت، قوم کے وقار،
ملت کی آبرو اور اسلام کی سربلندی کے لئے بے نام و بے دام
بکنے اور شہید ہو جانے والوں کے نام۔
ایسوں کو اسلم راہی کا صد بار سلام!

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

زیرِ نظر ناول، سلطان شمس الدین التمش سے متعلق ہے۔

التمش، ہندوستان کا پہلا مستقل حکمران تھا۔ وہ یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں باپ سے جدا ہوا، ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں غلام بن کر بکتا رہا۔ آخر اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر غلام سے ترقی کر کے ہندوستان کا سلطان ہوا۔

وہ پہلا حکمران تھا جس نے مختلف ریاستوں کو ملا کر مملکت وحدہ کا تصور پیش کیا۔ علم نوازی، تعمیرات، حُسنِ انتظام اور رعایا پروری کے لحاظ سے اس نے اپنی مملکت کو قابلِ فخر بنا دیا۔ بے شمار اہلِ علم اُس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے۔

وہ بظاہر بادشاہی سے لاتعلق تھا مگر دل سے فقیر دوست تھا۔ کم کھاتا، کم سوتا، راتوں کو عموماً بیدار رہتا تھا۔

اُمید ہے سلطان شمس الدین التمش پر لکھا گیا یہ ناول آپ کی پسندیدگی کا باعث ہوگا۔

Marfat.com

Marfat.com

رات، لطیف اور خوش گوار دھڑکنوں، پھول برساتی امیدوں کی نئی روشنی کو گلے لگاتی، داستانوں کے کھلے اوراق میں حسین سپنوں کی تعبیریں دکھاتی بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ چاروں طرف اُداس پتوں کی زرد رُتوں اور تشنہ مسافروں کی سی خاموشی اور چپ طاری تھی۔ ایسے میں ایک سوار اُس شاہراہ پر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا، جو شاہراہ دہلی سے بدایوں کی طرف جاتی تھی۔ جس وقت دُور مشرق سے سورج طلوع ہوتے ہوئے دھرتی کو جھانکنے لگا تھا، وہ سوار اسی طرح اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا بدایوں شہر کے نزدیک جا پہنچا تھا۔

شہر کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے سوار نے اپنے گھوڑے کی رفتار کم کر دی تھی۔ کئی بار گھوڑے کی گردن اور شانے کا اوپر والا حصہ تھپتھپایا۔ جواب میں گھوڑا ہنہناتا اور نتھنے پھڑپھڑاتا ہوا، معتدل سی چال چلنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سوار، بدایوں شہر میں داخل ہوا۔ بدایوں کے حاکم کا جو قصر تھا، وہاں آیا اور ایک محافظ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! میں دہلی سے آیا ہوں۔ میرے پاس ایک انتہائی اہم پیغام ہے اور میں بدایوں کے عامل التمش سے ملنا چاہتا ہوں۔''

اس پر وہ محافظ بڑے خوش کن انداز میں اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اپنے گھوڑے کو وہاں باندھ دو۔ وہاں ہمارے آدمی اس کے دانے چارے کا اہتمام کر دیں گے۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ اگر تمہارا کوئی ضروری سامان بندھا ہوا ہو تو اتار لو۔ آؤ، میں تمہیں امیر سے ملاتا ہوں۔''

Marfat.com

اس پر وہ اپنے گھوڑے کو ادھر لے گیا جدھر اس محافظ نے اشارہ کیا تھا۔ گھوڑے کو اس نے وہاں باندھ دیا۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ جو اس کی اپنی خرجین بندھی ہوئی تھی، وہ اتار کر اس نے شانے سے لٹکا لی۔ پھر اس محافظ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

محافظ ایک کمرے کے سامنے جا کر رکا۔ دہلی سے آنے والے شخص کو اپنے پیچھے کھڑا کیا، پھر کمرے میں بیٹھے بدایوں کے حاکم التمش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! دہلی سے ایک قاصد آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس آپ کے نام ایک انتہائی اہم اور ضروری پیغام ہے۔ اور وہ پیغام، وہ آپ تک پہنچانا چاہتا ہے۔''

یہ الفاظ سن کر التمش چونکا تھا۔ اس محافظ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دہلی سے آنے والے قاصد کو روکو نہیں، میرے پاس لے کر آؤ۔''

اس پر وہ محافظ، قاصد کو اندر لے گیا۔ التمش نے ہاتھ کے اشارے سے قاصد کو ایک نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ وہاں بیٹھ گیا تب اسے مخاطب کر کے التمش کہنے لگا۔

''اب کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''مجھے دہلی سے وہاں کے امراء نے اتفاقِ رائے سے بھیجا ہے۔ وہ سب مل کر موجودہ حکمران آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کی جگہ آپ کو ہندوستان کا حکمران بنانا چاہتے ہیں اس لئے کہ سلطنت کے اندر چاروں طرف فتنہ و فساد اور بلوے اور بغاوتوں کے آثار اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر حالت ایسی ہی رہی تو حالات ابتر اور قابو سے باہر ہو جائیں گے۔'' قاصد ایک ہی سانس میں کہتا چلا گیا تھا۔

اُس قاصد کے ان الفاظ کے جواب میں التمش نے کچھ سوچا، پھر اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ کہو، تمہیں کن لوگوں نے روانہ کیا ہے؟ ان میں سے کچھ لوگوں کے نام لو۔''

اس پر قاصد نے گلا صاف کیا، کہنے لگا۔

''مجھے بھیجنے والوں میں امیر عدل علی اسماعیل وزیر نظام الملک، محکمہ قضا کے نصیر الدین، جلال الدین، کبیر الدین، لشکر کے سالاروں میں سے علاؤ الدین جانی، سیف الدین کوچی، کبیر خان، ضیاء الدین، خواجہ مہذب تاج الدین ریزہ اور بہت سے

Marfat.com

دوسرے شامل ہیں۔"
قاصد کے یہ الفاظ سن کر التمش نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا تھا۔ کہنے لگا۔
"اگر ان لوگوں نے اتفاقِ رائے سے تمہیں بھیج کر مجھے بلایا ہے تو میں دہلی جانے کے لئے تیار ہوں۔ تم بدایوں کے مہمان خانے میں دو دن قیام کرو۔ اس دوران میں اپنی تیاری مکمل کرلوں گا۔ اس کے بعد تم میرے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہو گے۔"
اس کے ساتھ ہی اسی محافظ کو التمش نے بلایا اور اس کے ساتھ اس قاصد کو بھیج دیا تھا۔
التمش نے بدایوں میں بڑی تیزی سے اپنی تیاری کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی۔ جہاں تک بدایوں شہر کی تاریخ کا تعلق ہے تو یہ شہر مؤرخین کے مطابق 905ء میں ایک ہندو راجہ بدھ نے تعمیر کرانا شروع کیا تھا۔ اس کی بنیاد اُس نے دریائے سوت کے مشرقی کنارے بریلی شہر سے ستائیس میل جنوب مغرب کی سمت رکھی تھی۔
ہجری 421 میں مسعود سالار غازی، جو سلطان محمود غزنوی کا بھانجا تھا، اُس نے اس شہر کو فتح کیا۔ ہجری 594 میں قطب الدین ایبک نے اس پر حملہ کیا اور اسے فتح کیا۔ پھر اسی شہر پر التمش کو عامل بنا کر بھیجا گیا۔ ہجری 612 میں التمش نے تاج الدین یلدوز کو لاہور کے قریب شکست دی اور گرفتار کر کے اسی شہر میں بھیج دیا۔ خلجیوں کے زمانے میں بدایوں، لشکر کی چھاؤنی اور مستقر کی صورت اختیار کر گیا۔ ہجری 690 میں جلال الدین خلجی ایک لشکرِ جرار لے کر ملک چھجو کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بدایوں پہنچا تھا۔ ہجری 787 میں فیروز تغلق نے اردگرد کے قبائل کی بغاوت کو فرو کر کے قبول خان شیروانی کو بدایوں کا حاکم مقرر کیا تھا۔
بدایوں کو اکبر کے عہد میں صوبہ دہلی کی ایک سرکار بنا دیا گیا تھا اور یہاں تانبے کے سکے ڈھالنے کے لئے ایک ٹکسال قائم کیا گیا تھا۔ ہجری 979 میں اس شہر میں زبردست آتش زدگی ہوئی جس میں سارا شہر جل گیا اور آبادی کی ایک بڑی تعداد جل کر ہلاک ہوگئی۔ شاہجہاں نے بدایوں اور سنبل کو ملا کر ایک سرکار بنا دیا اور اس کا نام کٹھیر رکھ دیا۔ بریلی اس کا صدر مقام بنا دیا۔
مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد بدایوں پر روہیلوں نے قبضہ کر لیا۔ ہجری 1192

Marfat.com

میں اودھ کے نوابوں کے قبضے میں چلا گیا اور پھر انگریز اس پر قابض ہو گئے۔ کچھ اہم لوگ جو اس شہر سے تعلق رکھتے ہیں، وہ مشہور مورخ عبدالقادر بدایونی ہیں۔ اس کے علاوہ نظام الدین اولیاء کی ولادت بھی اسی شہر میں ہوئی۔ اس شہر میں چند تاریخی عمارات اور پرانا قلعہ بھی ہے، جو اب کھنڈر ہو چکا ہے۔ جامع مسجد قطبی، جامع مسجد شمسی کے علاوہ کئی ایک مساجد اور مقبرے ہیں۔ ان میں سلطان علاؤالدین کا مقبرہ قابلِ ذکر ہے۔

دہلی کے امراء نے التمش کو بدایوں سے اس لئے بلایا تھا کہ سلطان قطب الدین ایبک کے لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے وفات پانے کے بعد اُس کا بیٹا، آرام شاہ بن قطب الدین ایبک، ہندوستان کا حکمران بنا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد سلطنت کے امیروں کی اتفاق رائے سے ہی آرام شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا اور اس نے دہلی کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ آرام شاہ میں حکومت کرنے کی اہلیت بالکل نہ تھی۔ اسی وجہ سے ایک ہی سال کے اندر تمام سلطنت انتشار کا شکار ہو گئی اور ملک میں سخت طوائف الملوکی پھیل گئی۔

حالت یہ ہو گئی کہ ناصر الدین قباچہ نے سندھ میں پہنچ کر ملتان، اوچ اور کچھ دوسرے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بنگال میں خلجی امراء نے اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔ مسلمان امراء کی خودسری دیکھتے ہوئے بعض ہندو راجاؤں میں بھی خود مختاری، بغاوت اور سرکشی کا شوق پیدا ہو گیا۔ غرض کہ سلطنت کے تمام سرحدی علاقوں میں فتنہ اور فساد کے شعلے بھڑکنے لگے تھے۔

آرام شاہ بن قطب الدین کی نا اہلیت اور سلطنت کی بری حالت دیکھ کر دہلی کے امراء بہت پریشان ہوئے۔ انہیں اس بات پر ندامت بھی تھی کہ انہی کے ایماء اور خواہش پر قطب الدین کے بیٹے، آرام شاہ کو قطب الدین کا جانشین مقرر کیا گیا تھا۔ ان امراء نے اب آرام شاہ کو بادشاہت سے ہٹا کر بدایوں کے عامل التمش کو، جو قطب الدین کا لے پالک بیٹا اور داماد تھا، اسے ہندوستان کا حکمران بنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ التمش ان دنوں بدایوں میں تھا چنانچہ جب وہ قاصد التمش کے پاس پہنچا تو التمش، بدایوں میں اپنے امراء اور لشکر کے ساتھ بدایوں سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔

Marfat.com

دوسری طرف وہ امراء اور لشکری، جو ہندوستان کے موجودہ حکمران آرام شاہ بن قطب الدین کے حامی تھے، انہیں بھی خبر ہوگئی تھی کہ کچھ امراء نے ان سے مشورہ کئے بغیر اور بالا ہی بالا آرام شاہ بن قطب الدین کو تاج و تخت سے محروم کر کے اس کے بہنوئی یعنی التمش کو بدایوں سے بلا لیا ہے اور اب وہ آرام شاہ بن قطب الدین کی جگہ التمش کو ہندوستان کا حکمران بنانا چاہتے ہیں۔

ان حالات کی اطلاع جب موجودہ حکمران آرام شاہ بن قطب الدین کو ہوئی تو وہ اپنے حواریوں، اپنے بہی خواہوں اور اپنے حامی لشکریوں کو لے کر دہلی سے باہر نکلا اور ایک محفوظ جگہ اس نے اپنے ہمنواؤں کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ اسے انگیخت کر رہے تھے کہ وہ ہار نہ مانے۔ بلکہ جن امراء نے التمش کو بدایوں سے بلایا ہے، ان کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائے۔

چنانچہ آرام شاہ، دہلی سے نکل کر اپنے سالاروں کے ساتھ اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنے لگا۔ ادھر التمش اپنے اس لشکر کے ساتھ، جو بدایوں میں رکھتا تھا اور اپنے امراء کے ساتھ بدایوں سے نکل کر دہلی میں داخل ہوا اور شمس الدین التمش کے نام سے دہلی کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

جہاں تک التمش کی پیدائش اور اُس کے بچپن کا تعلق ہے تو مؤرخین، جن میں سے طبقات ناصری اور تاریخ فرشتہ کے مؤرخ زیادہ اہم ہیں، لکھتے ہیں:

> "شمس الدین التمش، قراختائی ترکوں کے ایک بہت بڑے گھرانے کا بیٹا تھا۔ التمش کے باپ کا نام ایلم خان تھا اور وہ البری قبیلے کا سردار تھا۔ اس نے اپنی دولت مندی اور خدمت گاروں اور محاسبوں کی کثرت کی وجہ سے آس پاس کے علاقوں میں بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔"

مؤرخین مزید لکھتے ہیں۔ التمش اپنی صورت اور سیرت کے لحاظ سے اپنے تمام بھائیوں میں ممتاز تھا۔ اسی وجہ سے ایلم خان اسے اپنے بیٹوں میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ التمش کے بھائی اس سے خوش نہ تھے۔ التمش کے ساتھ اس کے دشمنوں نے وہی سلوک کیا جو یوسفؑ کے ساتھ ان کے بھائیوں نے کیا تھا۔ التمش کے بھائیوں نے

Marfat.com

اسے گلہ بانی کے بہانے اس کے باپ ایلم خان سے جدا کر کے ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ کچھ عرصہ تک جس شخص نے اسے خریدا تھا، التمش اس کے ہاں آرام سے پرورش پاتا رہا لیکن قسمت نے اسے یہاں بھی نہ رہنے دیا اور اسے ایک اور سوداگر حاجی بخاری نامی نے خرید لیا۔

حاجی بخاری نے التمش کو حاجی جمال الدین چست قبا کے حوالے کیا۔ حاجی جمال اسے اپنے ساتھ غزنی لے گیا۔ اہلِ غزنی نے اس وقت تک التمش جیسا ترکی غلام نہ دیکھا تھا اس لئے التمش کے غزنی پہنچتے ہی اُس کے حُسن و جمال کا بڑا شہرہ ہوا۔

بادشاہوں کے درباریوں نے التمش کا ذکر شہاب الدین غوری سے کیا۔ شہاب الدین غوری نے التمش کی قیمت کے تعین کا حکم دیا۔ حاجی جمال کے پاس التمش کے علاوہ ایک غلام اور بھی تھا۔ دونوں غلاموں کی قیمت دو ہزار دینار بتائی گئی۔ شہاب الدین نے ایک ہزار دینار کے عوض دونوں غلاموں کو خریدنے کا خیال ظاہر کیا۔

حاجی جمال نے اس قیمت پر ان غلاموں کو بیچنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شہاب الدین نے سوداگر کے اس گستاخانہ جواب پر ناراض ہو کر یہ حکم دیا کہ کوئی شخص ان غلاموں کو نہ خریدے۔ چنانچہ جمال الدین ایک سال غزنی میں رہا، کسی نے ان غلاموں کو نہ خریدا۔ آخر وہ ناکام اور نامراد واپس بخارا چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد بخارا میں قیام کرنے کے بعد حاجی جمال دوبارہ غزنی گیا۔ جونہی التمش شہر میں داخل ہوا، اہلِ شہر اس کے اردگرد گھومنے لگے۔ ہر دولت مند آدمی یہی تمنا رکھتا تھا کہ وہ اس غلام کو خرید کر پرورش کرے لیکن سلطان شہاب الدین غوری کے خوف کی وجہ سے کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ جمال الدین سے غلام کے معاملے کی بات چیت کرے۔

اسی اثناء میں التمش کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ اس لئے کہ انہی دنوں قطب الدین ایبک، راجہ نہروالا کو شکست دے کر نظام الدین کے ساتھ غزنی آیا ہوا تھا۔ قطب الدین نے جب التمش کے حُسن کا شہرہ سنا تو اس نے شہاب الدین سے التمش کو خریدنے کے لئے اجازت مانگی۔ شہاب الدین نے جواب دیا۔ "کیونکہ میں ایک بار لوگوں کو اس غلام کو خریدنے سے منع کر چکا ہوں، اس لئے اب یہ مناسب نہیں کہ میں اسے غزنی کے بازار میں بکنے کی پھر اجازت دوں۔ ہاں، یہی سوداگر اگر غلاموں کو لے

Marfat.com

کر دہلی میں تمہارے پاس پہنچ جائے تو وہاں تم غلاموں کو خرید سکتے ہو۔"

چنانچہ سلطان قطب الدین نے کچھ دن تک غزنی میں قیام کیا، پھر اپنے وزیر نظام الدین کو چند اہم کاموں کو سرانجام دینے کے لئے چھوڑ کر خود واپس دہلی آیا۔ غزنی سے روانگی کے وقت قطب الدین نے نظام الدین کو ہدایت کر دی تھی کہ جب وہ دہلی آئے تو اپنے ساتھ التمش کے آقا جس نے اسے خریدا تھا، جس کا نام جمال الدین تھا، اسے بھی اپنے ساتھ لے آئے۔

چنانچہ نظام الدین، سلطنت کے ضروری کاموں سے فارغ ہو کر دہلی آیا اور اپنے ساتھ سوداگر جمال الدین کو بھی لیتا آیا۔ قطب الدین نے جمال الدین کے دونوں غلاموں کو ایک لاکھ کے عوض خرید لیا۔ قطب الدین نے ایک غلام کو طماخ کے نام سے موسوم کیا اور دوسرے کا نام التمش رکھا۔ طماخ کو تو قطب الدین نے بھٹنڈا کا امیر بنا دیا اور التمش کو اپنا بیٹا بنا کر اپنے درباریوں میں داخل کر لیا۔ قطب الدین اور یلدوز کی جنگ میں دوسرا غلام، جس کو بھٹنڈا کا حاکم بنایا گیا تھا اور جس کا نام طماخ تھا، وہ تو انتقال کر گیا اور التمش اپنے آقا کے دامنِ کرم میں پرورش پاتا اور ترقی کرتے کرتے امیرِ شکار کے عہدے تک جا پہنچا۔

قطب الدین ایبک، التمش پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ گوالیار کا قلعہ فتح کر کے التمش کو اس کا حاکم بنایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد التمش کو برن یعنی بلند شہر اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کی جاگیر دے دی گئی اور بدایوں کا حاکم مقرر کیا۔ جب شہاب الدین کھکروں کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان آیا تو قطب الدین بھی شاہی حکم کے مطابق ایک زبردست لشکر لے کر شہاب الدین کی مدد کے لئے پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ التمش کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بھی بدایوں سے ایک لشکر لے کر قطب الدین کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ التمش نے پنجاب کے اس معرکے میں اپنی فطری بہادری کے بڑے جوہر دکھائے اور یہ ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کے لشکر میں اس جیسا بہادر اور جیالا سپاہی اور ہے ہی نہیں۔

کھکروں کی فوج، دریا کے دوسری طرف تھی اور مسلمان سپاہیوں کا ان پر کوئی بس نہیں چلتا تھا۔ التمش نے ہمت اور جرأت سے کام لے کر دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ دریا

Marfat.com

کو عبور کر کے دشمن پر حملہ آور ہوا۔ التمش نے اس جنگ میں تلوار کے وہ جوہر دکھائے اور ایسی جرأت مندی کا مظاہرہ کیا کہ ایک لشکر کے ساتھ اس نے دس بارہ ہزار ہندو باغیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ چنانچہ التمش کے ان حملوں کی وجہ سے غیر مسلم کھکروں کی فوج شکست کھا کر میدانِ جنگ سے فرار ہو گئی۔ چنانچہ شہاب الدین غوری، التمش کی اس جانبازی، بہادری کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور اسے شاہی انعامات سے نوازا۔

سلطان قطب الدین ایبک کو خداوند قدوس نے تین بیٹیاں عطا کی تھیں۔ ان میں سے ایک تو التمش کے نکاح میں آئی، باقی دو باری باری ناصر الدین قباچہ سے بیاہی گئی تھیں۔ قطب الدین کی وفات کے بعد دہلی کے امراء اور ارکینِ سلطنت نے ... الدین کے بیٹے آرام شاہ کو سریر آرائے سلطنت کیا اور جب وہ سلطنت کا کاروبار ... سنبھالنے میں ناکام ہو گیا تو انہوں نے بدایوں سے التمش کو بلا کر دہلی کا حکمران بنا دیا تھا۔

اب ... حال یہ تھی کہ التمش دہلی میں آ چکا تھا۔ دہلی کے انتظامات اس نے اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی حالت کو مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا جبکہ بہت سے باغی امراء اور بہت سے لشکری دہلی شہر سے نکل کر قطب الدین کے بیٹے آرام شاہ سے جا ملے تھے۔

شمس الدین التمش جانتا تھا کہ جب تک آرام شاہ اور اس کا ساتھ دینے والے سالاروں اور لشکریوں کو زیر نہیں کیا جاتا، اس وقت تک وہ دہلی کے تخت و تاج کا مالک بن کر سکون کے ساتھ حکمرانی نہیں کر پائے گا۔ لہٰذا اس وقت جو لشکر اس کے پاس تھا، اسے لے کر وہ نکلا تاکہ آرام شاہ اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرایا جائے۔

دوسری طرف آرام شاہ بھی اپنی تیاریوں کی تکمیل کر چکا تھا۔ چنانچہ شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سامنے گیا تو آرام شاہ اپنے سالاروں کے ساتھ ٹوٹتی صداؤں میں بدبختی کی بھاری تہیں جماتی، جرم تمنا کی پاداش، دشتِ تنہائی میں کو بہ کو، قریہ بہ قریہ، جوں بہ جوں، ہر بازگشت کو کرچی کرچی کرتے ہجر لمحوں کے عذابوں اور قضا کے اندھے کنوئیں کھودتی عدواتوں کی کرب خیزی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

Marfat.com

جوابی کارروائی کرتے ہوئے شمس الدین التمش کے سالار اور لشکری بھی زمین کی ساری تہوں تک کو کھنگال دینے والے موت کے گہرے بحر، وقت کے سایوں اور ہر شے کے منشور سے گزر جانے والی شعاعوں کی آتش ناکی، جرم بھری خاموشیوں میں قاتلوں کے گروہوں کے اندر ٹوٹے خوابوں کی کرچیوں، افسردہ دلوں کے وسوسوں، غلامی کے بے انت جھگڑوں اور کف اُڑاتی موجوں کی کیفیت برپا کرتے آگ کے جوش مارتے ولولوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ شمس الدین التمش اور آرام شاہ کے درمیان یہ جنگ دہلی کے نواح میں باغ جون کے گرد و نواح میں لڑی گئی اور یہ جگہ دریائے جمنا کے کنارے تھی۔ مؤرخین نے اس جگہ سے متعلق وضاحت سے لکھا ہے۔ بہرحال دونوں لشکروں کے درمیان دہلی کے نواح میں دریائے جمنا کے کنارے ہولناک جنگ ہوئی۔ آرام شاہ اور اس کے ساتھیوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح شمس الدین التمش اور اس کے سالاروں کو اپنے سامنے زیر کریں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ اُلٹا یوں ہوا کہ شمس الدین اور اُس کے سالاروں کے سامنے آرام شاہ اور اُس کے لشکریوں کی حالت جڑ کٹی بیلوں، اُجڑے در و بام، پیاسے کھولتے نفس اور بے چین بھٹکتی روحوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اس ٹکراؤ میں شمس الدین التمش کو فتح نصیب ہوئی۔ باغی سرداروں کا خاتمہ کر دیا گیا اور اس طرح شمس الدین التمش، بلاشرکتِ غیرے ہندوستان کا سلطان بن گیا تھا۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش کا ایک امیر اور سالار، فخر الدین ایک روز دہلی کے مغربی حصے میں گھڑ دوڑ سے واپس آ رہا تھا کہ اس نے دیکھا، شاہراہ کے بائیں جانب دو آدمی لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ یہ فخر الدین، سلطان التمش کے نامی گرامی سالار، سیف الدین کوچی کا بھائی تھا۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے فخر الدین نے اپنے گھوڑے کا رُخ بائیں جانب موڑا۔ اس نے دیکھا ایک بوڑھا اور ایک جوان دونوں بے سدھ زمین پر پڑے ہوئے تھے اور ان کے کپڑے خون آلود ہو رہے تھے۔ اس پر فخر الدین اپنے گھوڑے سے اُترا، نیچے جھک کر پہلے جو جوان تھا، اس کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اس نے محسوس کیا وہ ختم ہو چکا تھا۔ پھر وہ بوڑھے کی جانب متوجہ ہوا، اُس کی نبض چل رہی تھی اور وہ ابھی زندہ تھا۔ فخر الدین نے جلدی جلدی دونوں کو اپنے گھوڑے پر ڈالا اور شہر کی طرف ہو لیا۔ سب سے پہلے اس نے قطب الدین ایبک کے دہلی میں قائم کردہ شفاخانے کا رخ کیا، اس بوڑھے کو طبیبوں کے حوالے کیا اور وہ جوان جو اُس کے ساتھ تھا، جو مر چکا تھا، اُس کی تدفین کا اہتمام کر دیا گیا۔

اُس نوجوان کی تجہیز و تکفین کے بعد فخر الدین جب شفاخانے میں داخل ہوا تو اس بوڑھے کے زخموں کی مکمل طور پر پٹی کر دی گئی تھی۔ بوڑھا ہوش میں آ چکا تھا۔ فخر الدین جب اس کے پاس گیا تو جو طبیب اس موقع پر وہاں موجود تھا، وہ فخر الدین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بوڑھے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''یہی وہ محترم جوان ہے، جو آپ کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کے یہاں شفاخانے میں لایا۔''

بوڑھا اس موقع پر اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پر سلام کرنے کے انداز میں لے گیا، ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے فخر الدین کو اپنے پاس بیٹھنے کے لئے کہا۔ فخر الدین نے پہلے طبیب کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''ان کی حالت سے متعلق تم کیا کہتے ہو؟''

اس پر طبیب مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

''اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔ ان کے جہاں جہاں زخم تھے، مرہم پٹی ہم نے کر دی ہے۔ امید ہے یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔''

اس پر طبیب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ فخر الدین اس بوڑھے کے پاس بیٹھ گیا، پھر بڑی اپنائیت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا آپ اپنا تعارف کروائیں گے کہ آپ کون ہیں؟ مرنے والے جوان سے آپ کا کیا تعلق اور رشتہ ہے اور یہ کہ آپ پر کیا بیتی؟''

اس پر اُس بوڑھے نے اپنے آپ کو سنبھالا، کہنے لگا۔

''میرا نام نیزک خان ہے۔ خوارزم شاہی ترک ہوں۔ ہم پر بس افتاد ٹوٹ پڑی تھی، جس کی بناء پر میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ ہندوستان کا رخ کیا۔ مرنے والا نوجوان میرا بڑا بیٹا تھا۔ اُس کا نام نجیب الدین تھا۔ مجھے طبیب نے بتایا ہے کہ آپ اُس کی تجہیز و تکفین کے لئے گئے تھے۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھے اور میرے بیٹے کی لاش کو اٹھا کر یہاں لائے۔ دراصل جو افتاد ہم پر بیتی تھی، اس افتاد سے بچنے کے لئے میں اور میرے بیٹے نے دہلی کا رخ کیا۔ ہم چاہتے تھے کہ یہاں ایک حویلی خریدیں۔ اس کے بعد ہمارے اہلِ خانہ جو مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں، انہیں نکال کر یہاں لائیں اور مستقل طور پر یہاں آباد ہو جائیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا جس نے اپنا نام نیزک خان بتایا تھا، جب خاموش ہوا، تب فخر الدین اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ پر کیا افتاد بیتی جس کی وجہ

Marfat.com

سے آپ نے دہلی کا رخ کیا؟ اور پھر کون لوگ آپ پر حملہ آور ہوئے، جس میں آپ کا بیٹا مارا گیا؟''

اس پر نیزک خان نے ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔

''بیٹے! یوں جانو، ہم منگولوں کے مارے ہوئے ہیں۔ منگولوں کی وجہ سے ہم پر مصیبت اور افتاد آئی اور میری بیٹی کی وجہ سے یہ افتاد دو چند ہو گئی۔''

فخر الدین نے جستجو بھرے انداز میں نیزک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میں سمجھا نہیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپ پہلے کہہ رہے ہیں کہ مصیبت آپ پر منگولوں کے حملوں کی وجہ سے ہوئی اور پھر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ مصیبت آپ کی بیٹی کی وجہ سے دو چند ہو گئی۔ کیا آپ کھل کر اس پر روشنی نہیں ڈالیں گے؟''

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

''سن بچے! میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بڑے بیٹے کا نام نجیب الدین ہے، جو مر چکا ہے۔ چھوٹے بیٹے کا نام باربد ہے۔ بیٹی کا نام استمر ہے۔ میری بیوی کا نام قراطیس ہے۔ ہم ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے کہ ایک منگول سالار کی نگاہ میری بیٹی پر پڑ گئی۔ میری بیٹی اس وقت اپنی ماں کے ساتھ گھر کے سودے سلف کے لئے بازار گئی تھی۔ بازار میں کہیں اُس کے چہرے سے نقاب اتر گیا اور اس منگول سردار نے میری بیٹی کا چہرہ دیکھ لیا۔ میں یہاں یہ بھی کہوں کہ میری بیٹی انتہا درجہ کی خوب صورت ہے۔ اس کی خوب صورتی پر وہ منگول سردار ریجھ گیا، اُس پر فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ہمارا گھر دیکھ لیا۔ پھر اس نے میری بیٹی کا ہاتھ مانگا۔ ہم نے اس سے یہ بہانہ کیا کہ ہمیں دو دن کی مہلت دی جائے۔ اس پر وہ تیار ہو گیا اور دو دنوں میں ہم گھر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے شہر کی ایک نزدیکی بستی میں میرے کچھ عزیز رہتے تھے، ان کے پاس جا کر پناہ لے لی۔ اُن کے گھر میں تہہ خانہ ہے جس کے اندر ہم نے پناہ لی تھی۔

اب وہاں زیادہ دن بھی ہم نہیں رہ سکتے۔ اس لئے کہ وہ منگول سردار بڑا جابر، بڑا بے رحم ہے اور اس نے بہت سے مسلمانوں کو صرف اپنے قلبی سکون کے لئے قتل کیا تھا۔ وہ اور اس کے کارندے شکاری کتوں کی طرح میری بیٹی کو تلاش کرنے لگے۔ اس

Marfat.com

بستی میں بھی آئے جس بستی میں ہم نے پناہ لی تھی اور وہاں کے ایک ایک شخص سے ہمارے متعلق پوچھا لیکن کسی نے کچھ نہ بتایا۔ اس لئے کہ ہم رات کی تاریکی میں اس بستی میں آئے تھے اور تہہ خانے میں چلے گئے تھے۔ انہوں نے سارے گھروں کی تلاشی لی اور کچھ لوگوں کی پکڑ دھکڑ کر کے انہیں قتل بھی کیا۔ لیکن انہیں یقین تھا کہ اس بستی، اس آس پاس کے علاقوں میں ہی کہیں ہم نے پناہ لے لی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان علاقوں پر نگاہ رکھنی شروع کر دی۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے ہم نے ارادہ کیا کہ کسی محفوظ جگہ منتقل ہو جائیں گے۔ اس پر ایک روز رات کی گہری تاریکی میں، میں اور میرا بڑا بیٹا نکلے، اپنے ایک بیٹے، بیوی اور اپنی بیٹی استر کو وہیں چھوڑا، چنانچہ ہم نے ہندوستان کا رخ کیا۔ چند روز ہم نے لاہور میں قیام کیا۔ پہلے میں اور میرے بیٹے نے یہ ارادہ کیا کہ وہاں ایک حویلی لے لیتے ہیں اور مستقل طور پر وہاں قیام کر لیتے ہیں لیکن وہاں قیام کے دوران پتہ چلا کہ منگول تو وہاں تک بھی یلغار اور ترک تاز کرتے رہتے ہیں، ان خدشات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے دہلی کا رخ کیا۔

دہلی پہنچ کر ہم نے ایک سرائے میں قیام کیا اور ایک حویلی کی تلاش شروع کر دی۔ یہ شفا خانہ جس میں اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس شفا خانے سے تھوڑا آگے جائیں تو ایک بڑی اچھی اور بڑی خوب صورت حویلی ہے، وہ ہم دونوں باپ بیٹے نے خرید لی۔ حویلی کی نگرانی کے لئے ایک بوڑھے کو ملازم بھی رکھا۔ وہ بوڑھا بے اولاد ہے، اس کی ایک بیوی ہے۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے ہماری حویلی میں قیام کر لیا۔ ایسا کرنے کے بعد میں اور میرا بیٹا نجیب الدین دونوں بڑے خوش اور مطمئن تھے چنانچہ یہ سارا کام سرانجام دینے کے بعد ہم دہلی سے نکلے۔ ہم چاہتے تھے کہ واپس جائیں اور وہاں سے اپنے اہلِ خانہ کو نکال کر دہلی لائیں اور یہاں مستقل رہائش اختیار کر لیں۔

جس جگہ آپ نے مجھے اور میرے بیٹے کو پڑا ہوا پایا، وہیں پہ کچھ منگول ہم پر حملہ آور ہوئے۔ وہ بھیس بدلے ہوئے تھے۔ بظاہر مسلمان ہی لگتے تھے۔ نجانے وہ کیسے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ان علاقوں کی طرف آ گئے یا کسی نے انہیں ہماری روانگی کی

Marfat.com

اطلاع کر دی۔ چنانچہ پہلے انہوں نے ہمیں روک کر میری بیٹی اختر سے متعلق پوچھا۔ اُن کے ڈرانے دھمکانے کے باوجود بھی ہم نے پتہ نہ بتایا تو وہ ہم پر حملہ آور ہوئے۔ اتنی دیر تک کچھ سوار بھی آتے دکھائی دیئے جن کی بناء پر وہ ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اُن کے اس طرح بھاگنے سے میں بچ گیا۔ لیکن میری بدقسمتی کہ میرا بیٹا مارا گیا۔ اس لئے کہ پہلے وہ میرے بیٹے پر ہی حملہ آور ہوئے تھے۔ مجھ پر جب وہ حملہ آور ہوئے تو ان کے پہلے حملے میں ہی میں زمین پر گر گیا تھا۔ وہ یہ سمجھے کہ میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ اس بناء پر مطمئن ہو کر بھاگ گئے۔ اب میرا بیٹا مارا جا چکا ہے، میں شفا خانے میں ہوں اور میری بیوی، میری بیٹی اور میرا بیٹا بڑی بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے کہ کب ہم واپس جائیں اور کب انہیں اس ابتلا، قید تنہائی اور اذیت سے نکال کر یہاں دہلی میں لائیں۔

نیزک خان جب خاموش ہوا، تب فخر الدین پھر اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کس شہر کے رہنے والے ہیں اور وہاں سے نکل کر آپ نے اپنی بیٹی، بیوی اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ کہاں پناہ لی؟''

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

''سن بچے! ہم مرو شہر کے رہنے والے ہیں۔ مرو شہر کے نواح میں پنج دہ نام کا ایک گاؤں ہے، وہیں پر ہم نے پناہ لی تھی اور اسی بستی میں ابھی تک میری بیٹی، میری بیوی اور میرے بیٹے نے پناہ لے رکھی ہو گی اور وہ بڑی بے چینی سے میرا اور میرے بڑے بیٹے نجیب الدین کا انتظار کر رہے ہوں گے۔''

نیزک جب خاموش ہوا تب فخر الدین نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''اب آپ اپنے آپ کو بالکل محفوظ خیال کریں۔ میں آپ کی حفاظت کا سامان کروں گا۔ شفا خانے سے نکل کر جب آپ اپنی حویلی میں منتقل ہو جائیں گے۔ وہاں بھی آپ کی خوب حفاظت کی جائے گی۔ میں آپ سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جونہی مجھے موقع ملا، آپ کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو وہاں سے نکال کر آپ کے پاس لاؤں گا۔ اس سلسلے میں آپ کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

فخر الدین کی اس گفتگو کے جواب میں نیزک خان نے اُس کا شکریہ ادا کیا، پھر

Marfat.com

فخر الدین کہنے لگا۔

''آپ چند دن شفا خانے میں ہی رہ کر اپنا پورا علاج کروائیں۔ طبیب کو میں سمجھا دیتا ہوں، وہ آپ کا خاص خیال رکھے گا۔ ساتھ ہی میں کچھ مسلح جوان بھی مقرر کر دوں گا جو آپ کی حفاظت کے لئے آپ پر نگاہ رکھیں گے۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔''

اس کے ساتھ ہی فخر الدین وہاں سے اُٹھ کر نکل گیا تھا۔

دو روز بعد فخر الدین اپنے گھوڑے سوار ہو کر اپنی حویلی سے نکلا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ شور مچ گیا کہ دہلی شہر میں فروخت ہونے کے لئے کچھ غلام آئے ہیں لہٰذا اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا فخر الدین اس سمت گیا، جہاں فروخت کئے جانے والے غلاموں کو رکھا گیا تھا۔ وہاں بہت سے لوگ غلاموں کی خریداری کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ ایسے ہی جمگھٹا ہو رہا تھا، جیسے لوگ جانوروں کی خریداری کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔

اپنے گھوڑے سے اتر کر فخر الدین ان غلاموں کا جائزہ لینے لگا۔ ایک غلام پر اُس کی نگاہیں جم گئیں۔ وہ عمر کا زیادہ نہیں تھا۔ بچپن کی حدود سے نکل کر جوانی میں داخل ہو رہا تھا۔ خوب قد آور تھا۔ گٹھا ہوا جسم تھا۔ توانا اعضاء و جوارح، خوب مضبوط ہاتھ ریچھ کے پنجوں کی طرح بڑے کھردرے اور سخت تھے۔ لباس پھٹا ہوا تھا۔ جوتے، جو اُس نے پہنے ہوئے تھے، ان پر بھی پیوند لگے ہوئے تھے۔ کپڑوں کی ایک پوٹلی تھی، جو اس نے اپنے کندھے سے لٹکا رکھی تھی۔ سر پر جو اُس نے ٹوپی پہن رکھی تھی، بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی۔

فخر الدین کچھ دیر تک اس غلام کا بڑے غور سے جائزہ لیتا رہا، پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''تیرا نام کیا ہے؟''

اُس غلام کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔ جب اس نے گردن سیدھی کر کے فخر الدین کی طرف دیکھا۔ فخر الدین نے محسوس کیا اس کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک اور ایک ایسی روشنی تھی، جیسے وہ کسی بہت بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہو۔ ایک گہری نگاہ اس

Marfat.com

غلام نے فخر الدین پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

"میرا نام کذلک خان ہے۔"

"کون ہو؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟"

اُس غلام نے، نام جس نے اپنا کذلک خان بتایا تھا، فخر الدین کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"دریائے جیجوں کے اس پار کا رہنے والا ہوں۔ قراختائی ترک ہوں۔ منگولوں نے غلام بنا کر جگہ جگہ فروخت کیا۔ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ بکتا ہوا یہاں پہنچ گیا ہوں۔"

کچھ دیر تک فخر الدین نے مزید اس کا جائزہ لیا، اس سے گفتگو کی۔ پھر جو لوگ اسے لے کر آئے تھے، ان میں سے ایک کے ساتھ گفتگو کی، اس غلام کا سودا کیا اور اسے خرید لیا۔ غلام، جس کا نام کذلک خان تھا، اس نے اس خریداری پر نہ خوشی کا اظہار کیا، نہ دکھ اور افسوس کا۔ تاہم دوسرے غلام رشک بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ آج ہی وہ اس بازار میں آئے ہیں اور وہ غلام آج ہی بک گیا ہے۔

اُس غلام کو فخر الدین اپنی حویلی میں لے گیا۔ حویلی کے صدر دروازے کے قریب خدام کے لئے جو کمرے بنے ہوئے تھے، ایک کمرے میں اس غلام کو لے گیا اور کہنے لگا۔

"یہ کمرہ تیری رہائش گاہ ہے۔ اس کمرے میں ایک کھاٹ اور ایک نشست بھی لگی ہوئی تھی۔ فخر الدین نے نشست پر بیٹھتے ہوئے کذلک خان کو کھاٹ پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ کذلک خان جب کھاٹ پر بیٹھ گیا، تب فخر الدین اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سن میرے عزیز! تُو نے مجھے اپنا نام کذلک خان بتایا تھا۔ میں تم پر انکشاف کروں کہ مجھے غلام خریدنے کا نہ شوق ہے، نہ ضرورت۔ اور میں نے تجھے ایک خاص مقصد کے لئے خریدا ہے۔ اگر تُو میرا وہ کام کر دے تو میں نہ صرف یہ کہ تجھے مالا مال کر دوں گا بلکہ آزاد بھی کر دوں گا۔"

فخر الدین کے ان الفاظ پر غلام کذلک خان کے چہرے پر خوشی کے آثار اور

98282

Marfat.com

آنکھوں میں ایک انوکھی روشنی پیدا ہوئی۔ پھر فخر الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''ایسا کون سا کام ہے جو آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں اور جس کے صلے میں مجھے مالا مال اور پھر آزاد کرنے کے بھی در پے ہیں۔''
کذلک خان کے اس استفہامیہ سے انداز میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے فخر الدین کہنے لگا۔
''سن، میں نے تیرا انتخاب اور تیرا چناؤ کسی خاص مقصد کے تحت کیا ہے۔ اس لئے کہ بے شک تُو عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے، بلکہ بہت چھوٹا ہے۔ ابھی تُو بلوغت کی حد کو پہنچ رہا ہے، لیکن قد کاٹھ اور جسمانی ساخت، اعضاء و جوارح میں مجھ سے ملتا جلتا ہے، اس بناء پر میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں، جس کا فائدہ مجھے اور تمہیں، دونوں کو ہوگا۔''
فخر الدین جب خاموش ہوا، تب دوبارہ جستجو بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔
''کس کا کیسا فائدہ؟ پہلے آپ اس کی تفصیل تو کہیں۔''
اس پر فخر الدین دوبارہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''کذلک خان! جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، وہ غور سے سنو۔ اگر تم قراختائی قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور دریائے جیحوں کے اس پار کے رہنے والے ہو اور وہاں سے ہجرت کر کے تم جنوب کی طرف آئے ہو تو پھر یقیناً تم نے مرو شہر دیکھ رکھا ہوگا۔''
کذلک خان نے اثبات میں گردن ہلائی، کہنے لگا۔
''یقیناً میں نے مرو شہر دیکھ رکھا ہے۔''
فخر الدین کے لبوں پر تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔
''اگر تم نے مرو شہر دیکھ رکھا ہے تو مرو شہر کے نواح میں ایک خاص بڑا قصبہ ہے۔ نام اس کا پنج دہ ہے۔ وہاں سے تم نے ایک لڑکی کو لانا ہے۔''
فخر الدین کے ان الفاظ پر کذلک خان چونکا تھا، کہنے لگا۔
''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہاں سے لڑکی کو لانا ہے؟ وہ علاقہ بڑا خطرناک ہے۔ جگہ جگہ، ہر کوچے، ہر گلی، ہر سمت میں وحشی خونخوار منگول دندناتے پھرتے ہیں۔''

Marfat.com

فخر الدین مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اسی لئے تو تیرا انتخاب کیا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں، تیرے بغیر اس لڑکی کو وہاں سے کوئی بھی نہیں لا سکتا۔ اس لئے کہ تُو ان علاقوں سے واقف ہے۔ سن، لڑکی کا نام استمر ہے۔ ترکوں کے قبیلہ خوارزمیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یوں جانو اس لڑکی کو میں غائبانہ پسند کرتا ہوں۔ اس نے نہ مجھے دیکھا ہے، نہ میں نے اُسے دیکھا ہے نہ وہ مجھے جانتی ہے، نہ میں اُسے جانتا پہچانتا ہوں۔ اُس کا باپ یہاں دہلی میں میرے ہاں مہمان ہے۔ اُس لڑکی کی میں نے بڑی تعریف سنی ہے اور تعریف کی وجہ سے میں اُسے اپنانے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں۔ دراصل اس لڑکی کو ایک منگول سالار نے پسند کر لیا تھا لہٰذا وہ ہر حال میں اس لڑکی کو حاصل کرنے کے درپے ہے۔ بنیادی طور پر وہ لڑکی مرو ہی کی رہنے والی ہے۔ اُس کے باپ کا نام نیزک خان ہے اور ان دنوں نیزک خان نے میرے پاس ہی قیام کر رکھا ہے۔ دراصل نیزک خان وہاں سے نکل کر یہاں آباد ہونا چاہتا تھا۔ پہلے خود یہاں پہنچا۔ یہاں اُس نے ایک حویلی خریدی ہے، جس میں وہ رہائش رکھنا چاہتا ہے۔ اب وہ بوڑھا آدمی اکیلا وہاں سے اپنی بیٹی کو نہیں نکال سکتا۔ اُس کی بیٹی نے پنج دہ قصبے میں اپنے جاننے والوں کے ہاں اپنی ماں اور چھوٹے بھائی کے ساتھ ایک تہہ خانے میں پناہ لے رکھی ہے۔ اس لئے کہ اس لڑکی کو منگول سالار اور اس کے حواری اور حمایتی، شکاری کتوں کی طرح تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لڑکی کو میں بھی وہاں سے نہیں نکال سکتا۔ اس لئے کہ وہ علاقہ میرا دیکھا بھالا نہیں ہے۔ اب تم نے یہ کام کرنا ہے۔ پر سنو، پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو؟ اگر تم تیار ہو تو پھر میں تمہارے ساتھ یہ معاملہ طے کرتا ہوں ورنہ میرے تمہارے راستے جدا ہوں گے۔''

اس پر کذلک خان نے غور سے فخر الدین کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''پہلے یہ بتاؤ اُس لڑکی نے اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ جو وہاں پناہ لے رکھی ہے تو اس کی ماں اور بھائی کے کیا نام ہیں؟''

فخر الدین پھر بول اٹھا۔

''اُس کی ماں کا نام قراطیس، بھائی کا نام باربد ہے۔''

Marfat.com

کذلک خان نے دوسرا سوال داغا۔
''یہ بھی کہو کہ کیا وہ لڑکی اور اُس کے اہلِ خانہ مسلمان ہیں؟''
''بالکل مسلمان ہیں۔ پکے مسلمان۔'' فخر الدین نے چھاتی تانتے ہوئے کہا تھا۔
فخر الدین کے اس انداز پر کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔
''اگر یہ بات ہے تو پھر میں اس ماں بیٹی اور اس کے چھوٹے بھائی کو وہاں سے نکالنے کے لئے تیار ہوں۔''
کذلک خان کے اس جواب پر فخر الدین ایسا خوش ہوا کہ اس نے ایک بار آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا، اس کی پیشانی چومی، پھر کہنے لگا۔
''تُو نے ایسا جواب دے کر میرا دل خوش کر دیا ہے۔ جو کچھ تم نے کرنا ہے، غور سے سنو۔ یہاں سے تم مرو کے نواحی قصبے پنج دہ کی طرف جاؤ گے۔ جاتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق جیسے چاہو، سفر کرو۔ لیکن پنج دہ پہنچنے کے بعد اپنے سر پر خود ڈال لو گے۔ ایک ایسا خود جس کا نقاب پورے چہرے کو ڈھانپ لے گا، صرف آنکھیں ننگی ہوں گی۔ اب وہاں سے لانے کی جو شرط ہے، وہ یہ کہ تم لڑکی، اُس کی ماں اور اُس کے بھائی کو اپنا چہرہ نہیں دکھاؤ گے۔ وہ جب تمہارا نام پوچھیں تو تم اپنا نام کذلک خان نہیں، فخر الدین بتاؤ گے۔ جس قدر ممکن ہو، ان سے گفتگو کم کرو گے۔ اس لڑکی، اس کی ماں اور بھائی سے گفتگو کرنے میں پہل نہیں کرو گے۔ ہاں، اگر کوئی سوال وہ کریں تو اس کا جواب مختصر دینا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان پر یہی ظاہر کرنا کہ تم نہیں، میں اُنہیں ان علاقوں سے نکال کر دہلی لا رہا ہوں۔ جب تم انہیں یہاں دہلی میں لے آؤ گے تو میں انہیں نیزک خان کے حوالے کر دوں گا۔ اس کے بعد کوئی مناسب موقع جان کر میں نیزک خان سے اُس کی بیٹی استمر کا رشتہ مانگوں گا۔ وہ کیونکہ مجھے اپنا محسن خیال کرنے لگیں گے کہ نیزک کی بیوی، بیٹے اور بیٹی استمر کو میں نے وہاں سے نکالا ہے لہٰذا وہ مجھے استمر کا ہاتھ دے دیں گے۔ یوں جانو، استمر سے شادی کرنا ہی میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ جب تم استمر کو یہاں لے آؤ گے اور میں اسے اس کے باپ نیزک خان کے حوالے کر دوں گا، تب تمہارے لئے میں تین کام کروں گا۔''
''کیسے تین کام......؟'' اُس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کذلک خان نے

Marfat.com

پوچھ لیا تھا۔"

"پہلا یہ کہ میں تمہیں دہلی میں تمہاری رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا مکان لے دوں گا۔ تمہاری واپسی تک میں کوئی مناسب مکان ڈھونڈ کر رکھوں گا۔ جب تم پہنچو گے تو وہ مکان تمہارے نام کر دیا جائے گا۔ دوسرا کام میں تمہارے لئے یہ کروں گا کہ تمہیں سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں شامل کرا دوں گا جہاں تم اپنی مہارت، تیغ زنی میں اپنی ہنر مندی کی وجہ سے ترقی کر سکتے ہو۔ تمہارے لئے تیسرا کام میں یہ کروں گا کہ تمہیں معقول رقم کے علاوہ تمہارے لئے آزادی کا اعلان بھی کر دوں گا۔ اب بولو، تم کیا کہتے ہو؟"

یہاں تک کہنے کے بعد فخر الدین خاموش ہوا، پھر کہنے لگا۔

"ہاں، مجھے یاد آیا، تمہاری روانگی سے پہلے جہاں میں تمہارے لئے راستے کے اخراجات کے لئے معقول رقم مہیا کروں گا، وہاں تمہارے لئے ایک عمدہ گھوڑا بھی مہیا کروں گا۔ جب تم واپس آؤ گے تو وہ گھوڑا میرے حوالے کر دینا۔ جو رقم میں تمہیں دوں گا، اس سے تم اپنے لئے اپنی پسند کا کوئی گھوڑا خرید لینا۔ واپسی پر تم رک کر شفا خانے میں داخل ہونا۔ وہیں سے تمہاری جگہ میں ان تینوں کو لے کر کذلک خان کی حویلی جاؤں گا۔ اپنے ذہن میں یہ بھی بات لکھ کر رکھنا کہ میرے ساتھ دھوکا فریب نہ کرنا۔ میرا نام فخر الدین ہے اور میں سلطان التمش کے عمدہ سالاروں میں سے ایک ہوں۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی اور جو مہم میں تمہیں سونپ رہا ہوں اسے پورا نہ کیا تو کہیں نہ کہیں میں تمہیں تلاش ضرور کر لوں گا۔"

فخر الدین کی اس گفتگو کو کذلک خان نے ناپسند کیا تھا۔ کہنے لگا۔

"فخر الدین! اس وقت میں تمہارا غلام ہوں۔ جس انداز میں، میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ انداز اس وقت میں اپنا نہیں سکتا۔ میں مسلمان ہوں۔ تمہیں دھوکا نہیں دوں گا۔ جو کام کرنے کی ذمہ داری میں نے قبول کی ہے، اسے ضرور نبھاؤں گا۔ پر یہ تو بتاؤ، بخ وہ نام کے قصبے میں مجھے کس سے ملنا ہو گا جس کے ہاں اس لڑکی، اس کی ماں اور بیٹے نے قیام کر رکھا ہے؟ اور اس منگول سردار کا کیا نام ہے، جو استر نام کی اس لڑکی کو پسند کرنے لگا ہے اور اسے ہر صورت میں حاصل کرنے کے

Marfat.com

در پے ہے؟"

اس پر فخر الدین کہنے لگا۔

"اس منگول سالار کا تمہیں نام جاننے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر لعنت بھیجو۔ آج رات اسی کمرے میں قیام کرو۔ ابھی تھوڑی دیر تک تمہارے لئے کھانا اور ضروریات کا سامان آ جائے گا۔ میں ابھی، اسی وقت لڑکی کے باپ نیزک خان کے پاس جاتا ہوں اور اس سے ساری معلومات حاصل کر کے تمہارے پاس آتا ہوں۔ جن لوگوں کے ہاں نیزک کی بیوی، بیٹی اور بیٹے نے پناہ لے رکھی ہے، اُن کا اتا پتہ اور ان کے سربراہ کا نام بھی تمہیں بتاؤں گا۔ ساتھ ہی میں، نیزک خان سے یہ بھی کہہ دوں گا، کیونکہ میں اس کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو لینے جا رہا ہوں لہٰذا چند ہفتے تک میری اس سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔"

فخر الدین کی اس گفتگو سے کذلک خان نے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ فخر الدین وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ کذلک خان شاید تھکا ہارا تھا، جس کھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا، اسی پر لیٹ گیا۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ فخر الدین لوٹا، جس شخص کے ہاں نیزک خان کی بیوی، بیٹی اور بیٹے نے پناہ لے رکھی تھی، اس کے نام کے علاوہ اتا پتہ بھی بتایا۔ کذلک خان کے کھانے کا بھی بہترین انتظام کیا گیا۔ اس کے لئے کچھ نئے ملبوسات بھی لے کر آیا۔ وہ ملبوسات خود فخر الدین کے تھے اس لئے کہ فخر الدین اور کذلک خان، قد کاٹھ میں تقریباً ایک جیسے ہی تھے۔ یوں سارا اہتمام کرنے کے بعد فخر الدین نے کذلک خان کے کوچ کا اہتمام کیا۔ روانگی سے پہلے فخر الدین نے کذلک خان کو دو قیمتی انگشتریاں بھی دیں۔ وہ انگشتریاں دیتے ہوئے فخر الدین، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ایک انگشتری وہ ہے، جو ہر وقت میں اپنی انگلی میں پہنے رہتا ہوں۔ یہ تمہارے لئے پہننا ضروری ہے اس لئے کہ جب وہ لڑکی یہاں آئے گی تو یہ انگشتری میں تم سے لے لوں گا اور پہن لوں گا۔ اس طرح وہ لڑکی جان جائے گی کہ اس انگشتری والے نے ہی انہیں منگولوں کے دوزخ اور جہنم سے نکالا تھا۔ اس لئے کہ تم نے انہیں اپنا چہرہ تو دکھانا نہیں ہے۔ دوسری انگشتری اسے تمر کے باپ نیزک خان

Marfat.com

نے مجھے دی ہے۔ یہ نیزک خان کی ہے۔ یہ انگشتری جب تم نیزک خان کی بیوی قراطیس، بیٹی اور بیٹے کو دکھاؤ گے تو یاد رکھنا، وہ تمہارے ساتھ سفر کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔''

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد آخر اگلے روز کذلک خان، دہلی سے مرو کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

سرما اپنے عروج پر آ گیا تھا۔ برف باری بھی اڈنے لگی تھی۔ اپنے آپ کو بچاتے اور چھپتے چھپاتے کذلک خان ایک روز سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد پنج دہ قصبے میں داخل ہوا۔ پنج دہ نام کا یہ قصبہ، جمہوریہ ترکستان میں شامل ہے۔ ایک انتہا درجہ کا سرسبز اور شاداب علاقہ ہے۔ دریائے کشک اور دریائے مرغاب کے سنگم میں واقع ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں اس علاقے کے باشندے چند قبیلوں میں تقسیم تھے۔ اس علاقے کو 1850ء کے ایک دردناک حادثے سے، جو پنج دہ کے حادثے سے مشہور ہوا، شہرت حاصل ہوئی۔

اس معرکے میں افغان لشکر نے روسی لشکر کے ہاتھوں بہت زیادہ نقصان اٹھایا۔ اُنیسویں صدی میں اس علاقے میں جمشید اور ہزارہ قبائل آباد ہو گئے تھے۔ 1884ء میں جب مرو شہر پر روس کا قبضہ ہو گیا تو روس اور برطانیہ میں بات چیت کا آغاز ہوا۔ اس بات چیت کے نتیجے میں افغانستان کی شمالی حد کے تعین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔

روسی اس بات پر مصر تھے کہ پنج دہ کے باشندے آزاد ہیں جبکہ انگریزوں کا مؤقف یہ تھا کہ وہ افغانستان کی رعایا ہیں۔ 1857ء میں ارساری قبیلے کے لوگ یہاں سے نقل مکانی کر کے دوسری جگہ جا کر آباد ہو گئے اور ان کی جگہ سرک ترکمانوں نے لے لی۔

اگرچہ یہ علاقہ کئی قبائل کے قبضے میں رہا لیکن تمام کے تمام قبائل اس بات کو تسلیم

Marfat.com

کرتے تھے کہ وہ افغان علاقے میں تھے اور حکومت افغانستان کو خراج دیتے تھے۔

انگریزوں کی ایک دلیل یہ بھی تھی کہ باذغیس کا علاقہ ایک عرصہ تک افغانستان کے پاس رہا تھا چنانچہ جب امیر عبدالرحمٰن کی افغان محافظ فوج نے پنج دہ پر قبضہ کیا تو روسی حکومت نے فوراً احتجاج کیا۔ اس عرصے میں جب کہ افغانستان کی شمالی حد کے تعین کے لئے لندن میں گفت وشنید ہو رہی تھی، افغانستان کی سرحد پر کئی واقعات پیش آئے۔

29 مارچ 1885ء کو روسیوں نے افغان سرحد پر حملہ کر دیا۔ جنگ کا خطرہ تو ٹل گیا لیکن یہ طے پایا کہ افغانستان، پنج دہ کا علاقہ روس کو دے کر اس کے بدلے ذوالفقار کا علاقہ لے لے۔ چنانچہ 1885ء میں حد بندی مکمل ہو گئی۔ روس اور افغانستان کے درمیان ایک معین سرحد تسلیم کر لی گئی۔

پنج دہ نام کے اس قصبے میں داخل ہونے کے بعد کچھ سوچتے ہوئے کذلک خان ایک حویلی کے دروازے پر رک گیا۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا، ایک محتاط سی نگاہ اس حویلی کے صدر دروازے پر ڈالی، گھوڑے سے اترا، گھوڑے کی باگ پکڑ کر آگے بڑھا اور اس حویلی کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔

پہلی دستک پر کسی ردِعمل کا اظہار نہ ہوا تھا لہٰذا دوسری دستک دی۔ دوسری دستک پر بھی جب کوئی نہ بولا تب اس نے تیسری دستک ذرا زور سے دی۔ اس پر بند دروازے کے پیچھے سے کسی نوجوان کی آواز سنائی دی۔

”کون ہے؟“

اس پر کذلک خان دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

”میں محترم یحییٰ بن اسد سے ملنا چاہتا ہوں۔ بہت دور سے آیا ہوں۔“

کچھ دیر تک خاموشی رہی اس لئے کہ اس پھاٹک نما دروازے کے اندر جو چھوٹا سا سوراخ تھا، اس میں سے کوئی دیکھتا رہا، پھر چھوٹا دروازہ کھلا، سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ چنانچہ وہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”آپ یحییٰ بن اسد سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ میں ان کا بیٹا ہوں۔“

اس پر بڑی رازداری سے کذلک خان اس نوجوان کو کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے عزیز بھائی! میں دشمن نہیں، دوست ہوں۔ کیا آپ ساری تفصیل مجھے باہر کھڑا کر کے ہی پوچھ لیں گے؟ مجھے آپ اپنے باپ سے ملا دیجئے۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں، ان سے کہوں گا۔''

اس پر اُس نوجوان نے سارا دروازہ کھول دیا۔ کذلک خان اپنے گھوڑے سمیت حویلی میں داخل ہوا۔ اس نوجوان نے پہلے کی طرح دروازہ بند کر دیا۔ اتنی دیر تک حویلی کے اندرونی حصے سے ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص اور کچھ چھوٹی عمر کے لڑکے بھی نکل آئے تھے۔

جس نوجوان نے دروازہ کھولا تھا، وہ ڈھلی ہوئی عمر والے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ میرے باپ یحیٰ بن اسد ہیں۔''

اس پر کذلک خان کچھ دیر انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ گھوڑے کی باگ چھوڑ کر وہ یحیٰ بن اسد کے قریب گیا، پھر کہنے لگا۔

''کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جس کا نام نیزک خان ہو؟ دیکھئے، مجھ پر شک نہ کیجئے گا۔ میں بڑی دور سے آیا ہوں۔ آپ لوگوں کے نام میرے پاس نیزک خان کا ہی پیغام ہے۔ یہ سمجھیں، میں رہنے والا تو ادھر کا ہوں، لیکن اس وقت میں دہلی کی طرف سے آ رہا ہوں۔''

کذلک خان کے یہ الفاظ سن کر یحیٰ بن اسد نے ایک لمبا سانس لیا، پھر اپنے بیٹے کو کہنے لگا۔

''بیٹے! ان کے گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کر اس کے دانے چارے کا اہتمام کر دو۔'' پھر کذلک خان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے یحیٰ بن اسد کہنے لگا۔

''بچے! تم میرے ساتھ آؤ۔''

یحیٰ بن اسد، کذلک خان کو پکڑ کر دیوان خانے میں لے گیا، پھر کہنے لگا۔

''بچے! اب تم محفوظ جگہ ہو۔ اپنے سر سے اپنا یہ آہنی خود اتار دو۔ اور خود بھی تم نے ایسا پہنا ہے کہ اس سے تم نے اپنا چہرہ بھی ڈھانپ رکھا ہے۔ صرف تمہاری آنکھیں ننگی ہیں۔''

Marfat.com

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''میں نہ خود اتاروں گا اور نہ ہی آپ لوگوں کو اپنا چہرہ دکھاؤں گا۔ اس میں بھی ایک راز ہے۔ اس راز سے میں اور محترم نیزک خان ہی واقف ہیں۔ میں چہرے پر خود کا نقاب ڈالے ہی آپ سے گفتگو کروں گا۔''

یحیٰ بن اسد گہری سوچوں میں کھو گیا۔ اتنی دیر تک اُس کا بیٹا جو کذلک خان کے گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے لئے گیا تھا، وہ بھی واپس آ گیا۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے یحیٰ بن اسد کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''محترم یحیٰ بن اسد! میں دہلی سے آیا ہوں۔ مجھے نیزک خان نے بھیجا ہے۔ نیزک خان اپنے بیٹے نجیب الدین کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ وہاں اس نے ایک حویلی خرید لی ہے جس کے اندر اس نے رہائش اختیار کر لی ہے۔ وہ خود اپنی بیوی، بیٹی اور چھوٹے بیٹے کو لینے یہاں نہیں آ سکتا تھا اس لئے کہ منگولوں کا جو سالار ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ ان دونوں باپ بیٹے کو شکل سے پہچانتا ہے۔ اس بناء پر مجھے بھیجا گیا ہے۔ میں کون ہوں، کیا ہوں، یہ آپ کو جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس یوں جانیں، میں نیزک خان کی بیوی قراطیس، اس کی بیٹی استر اور چھوٹے بیٹے باربد کو لینے کے لئے دہلی سے یہاں آیا ہوں۔ اب بولیں، آپ کیا کہتے ہیں؟''

یحیٰ بن اسد پھر گہری سوچوں میں کھو گیا تھا یہاں تک کہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بچے! پہلے یہ بتا کہ تیرا نام کیا ہے؟''

اس پر کذلک خان کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرا نام فخرالدین ہے اور میں ہندوستان کے سلطان شمس الدین التمش کے سالاروں میں سے ایک ہوں۔''

یحیٰ بن اسد نے پھر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''پر میں کیسے بغیر ثبوت کے قراطیس، استر اور باربد کو تمہارے ساتھ بھیج دوں اور تم اتنا لمبا سفر طے کر کے انہیں دہلی لے جاؤ۔''

جواب میں کذلک خان پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

"آپ پریشان نہ ہوں، نیزک خان نے مجھے بتایا تھا کہ اُس کی بیوی بیٹے اور بیٹی نے آپ کی حویلی کے تہہ خانے میں پناہ لے رکھی ہے۔ آپ ان تینوں کو یہاں بلائیے، پھر میں انہیں ایک ایسی نشانی پیش کروں گا جسے دیکھ کر وہ تینوں یقیناً میرے ساتھ سفر کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔"

کذلک خان کے ان الفاظ پر یحییٰ بن اسد کے چہرے پر کچھ سکون، آنکھوں میں اطمینان کی چمک پیدا ہوئی تھی، پھر اپنے اس بیٹے کو جس نے دروازہ کھولا تھا اور اس کے بعد وہ کذلک خان کے گھوڑے کو اصطبل کی طرف باندھ آیا تھا۔ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! ذرا قراطیس، استر اور باربد کو یہاں لے کر آؤ۔"

اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں ڈھلی ہوئی عمر کی ایک خاتون، ایک نوعمر اور نوخیز لڑکی اور اس سے ایک چھوٹا لڑکا اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

کذلک خان نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ لڑکی یقیناً استر ہی ہوگی۔ جب وہ دیوان خانے میں داخل ہوئی تب کذلک خان نے پہلی بار اس پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ اس نے دیکھا، استر نام کی وہ لڑکی نارنجی شعلوں جیسی حسین، دہکتی شفق، بند کلیوں کے فشار، الماس اور گوہر جیسی خوب صورت، قربتوں کی گلابی خوشبو جیسی پُرکشش تھی۔ اُس کی بڑی بڑی، موٹی موٹی نیلی آنکھوں میں اس سے اُجالوں کی تقسیم کا سماں تھا۔ اُس کے نفس نفس، اُس کی سانس سانس میں صبح کی روشنیوں کی پھوار تھی۔ اُس کا آتشی چہرہ، اُس کے بھرے بازو، حیا سے لال گوں رخسار، شہابی ہونٹوں کی لالہ کاری، اس کا کتابی چہرہ، شفق کی نکھری موجوں میں اس کی شخصیت شعلہ گل سے سلگتے رخسار، مہکتے خوابوں سے صندلی ہاتھ اس لڑکی کو اس سے قیامت بنائے ہوئے تھے۔

دیوان خانے میں اس وقت دو مشعلیں روشن تھیں۔ انہی کی روشنی میں کذلک خان نے استر، اس کی ماں اور بھائی کا جائزہ لیا تھا۔ جب وہ تینوں ایک نشست پر بیٹھ گئے تب اُن کی طرف دیکھتے ہوئے یحییٰ بن اسد بول اٹھا۔

"یہ جو نوجوان ہے اس نے اپنا نام فخر الدین بتایا ہے۔ دہلی سے آیا ہے۔ اس کا

Marfat.com

یہ کہنا ہے کہ نیزک خان اور نجیب الدین نے دہلی میں ایک حویلی خرید لی ہے، وہاں قیام کرلیا ہے۔ وہ چونکہ خود تم تینوں کو یہاں سے لانے کے لئے نہیں آ سکتے تھے اس لئے کہ منگول سردار انہیں پہچانتا ہے، لہٰذا اس نوجوان کو بھیجا گیا ہے تا کہ یہ تمہیں یہاں سے نکال کر دہلی لے جائے۔ اب بولو، تم تینوں کیا کہتے ہو؟"

یہاں تک کہنے کے بعد یحییٰ بن اسد جب خاموش ہوا، تب قراطیس کچھ دیر تک اپنی بیٹی استر اور بیٹے باربد سے صلح مشورہ کرتی رہی، پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بچے! تیری حالت سے پتہ چلتا ہے، تُو ابھی بڑی عمر کا نہیں ہے، چھوٹی عمر کا ہے۔ پہلے اپنے چہرے اور سر سے یہ خود ہٹاؤ تا کہ ہم تینوں تمہارا چہرہ دیکھیں اور جانیں تم کون ہو؟ اور کیا ہم تم پر اعتماد اور بھروسہ کر سکتے ہیں۔"

کذلک خان کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔

"میرا نام فخر الدین ہے۔ الحمد للہ، مسلمان ہوں۔ دھوکا اور فریب نہیں دوں گا۔ جہاں تک خود اتارنے کا تعلق ہے تو میں یہ نہیں اتاروں گا۔ خواہ آپ میرے ساتھ یہاں سے ہندوستان جانے کے لئے تیار ہوں یا نہ ہوں، خود نہیں اتاروں گا اس میں بھی ایک راز ہے۔ ہاں کبھی کوئی مناسب موقع آیا تو اس راز سے بھی پردہ اٹھا دوں گا۔ لیکن فی الحال خود اتار نہیں سکتا۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تو اس بار استر نے پہلی بار اسے براہِ راست مخاطب کیا۔ کہنے لگی۔

"اگر آپ اپنے چہرے اور سر سے یہ خود اور اس کا نقاب نہیں ہٹاتے تو ہم کیسے آپ پر اعتماد اور بھروسہ کر لیں کہ آپ کو ہمارے باپ نیزک خان نے بھیجا ہے تا کہ آپ ہمیں یہاں سے نکال کر دہلی لے جائیں؟"

اس پر کذلک خان نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا، پھر اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور نیزک خان کی وہ انگشتری، جو فخر الدین نے اسے دی تھی، وہ اُس نے اُس لڑکی کے سامنے رکھے میز پر رکھ دی تھی۔ پھر مڑا اور اپنی نشست پر ہو بیٹھا اور کہنے لگا۔

"میرے پاس تم لوگوں کو اعتماد اور بھروسے میں لینے کے لئے یہ ایک انگوٹھی ہے

Marfat.com

جو تمہارے باپ نے دہلی سے کوچ کرتے وقت مجھے دی تھی۔ اگر آپ اس انگوٹھی کو دیکھ کر مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کر سکتے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں ابھی اور اسی وقت اٹھوں گا اور جدھر سے آیا ہوں ادھر ہی روانہ ہو جاؤں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک کچھ دیر کے لئے رکا، پھر کہنے لگا۔

''یہ مت خیال کیجئے گا کہ میں کسی لالچ اور لوبھ کے تحت یہ کام کر رہا ہوں۔ بس نیزک خان کی طرف سے مجھے یہ کام سونپا گیا تھا لہٰذا میں آپ لوگوں کو لینے چلا آیا۔ نیزک خان نے آپ کا بھروسہ اور اعتماد حاصل کرنے کے لئے یہ انگشتری دی تھی۔ اگر اسے دیکھ کر مجھ پر آپ تینوں اعتماد کرتے ہیں تو پھر میں آپ تینوں کو لے کر ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کرنا پسند کروں گا۔ اس لئے کہ رات کے اندر ہی اندر میں کافی فاصلہ طے کر لینا چاہتا ہوں اور دن کسی محفوظ جگہ گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ جگہ جگہ منگول بھیڑیوں اور باؤلے کتوں کی طرح منڈلاتے پھرتے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمیں ہمہ وقت جان کا خطرہ رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا، تب قراطیس، اہتمر اور باربد کچھ دیر تک اس انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے صلاح مشورہ کرتے ہوئے قراطیس بولی اور کہنے لگی۔

''بچے! ہم تم پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ انگوٹھی یقیناً میرے شوہر کی ہے اور میں تم سے کہوں کہ ہم تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔''

اس پر کذلک خان فوراً بول اٹھا۔

''اگر یہ بات ہے تو آپ کا جو ضرورت کا یہاں سامان ہے، وہ لے لیں۔ اور میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کروں گا۔''

اس پر یحییٰ بن اسد دخل اندازی کرتے ہوئے بول اٹھا۔

''بچے! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم ابھی آئے ہو۔ لمبی مسافت طے کرنے کے بعد یہاں پہنچے ہو۔ تم اور تمہارا گھوڑا تھکے ہارے ہوں گے۔''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں راستے میں مکمل آرام کر چکا ہوں، سستا چکا

Marfat.com

ہوں۔ میرا گھوڑا ابھی تازہ دم ہے۔ راستے میں بھی میں نے اس کے دانے چارے کا خوب اہتمام کر لیا تھا اور اس کا توبرہ بھی میں نے خوراک سے بھر لیا ہے۔ آتی دفعہ تو میں کسی نہ کسی طرح کبھی شاہراہ پر اور کبھی دائیں بائیں ہو کر سفر کرتا رہا لیکن جاتے ہوئے مجھے ہر شاہراہ سے دور رہ کر سفر کرنا ہو گا۔ میرے ساتھ یہ تینوں ہیں اور ان تینوں کی حفاظت کرنا اب مجھ پر لازم اور فرض ہو چکا ہے۔ میں رکوں گا نہیں، وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ آج ہی یہاں سے کوچ کروں گا۔"

اس پر قراطیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔

"بچے! ہم تینوں تھوڑی دیر تک تیار ہو کر آتے ہیں۔ ہم بھی آج ہی تمہارے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی قراطیس، اسِتر اور باربد تینوں وہاں سے نکل گئے تھے۔ اس پر یحییٰ بن اسد اپنے اہل خانہ کو زادِ راہ تیار کرنے کے لئے کہنے لگا۔ یوں یحییٰ بن اسد کے اہلِ خانہ بڑی تیزی سے کوچ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

اپنا مختصر سا سامان لے کر قراطیس، استر اور باربد تینوں پھر دیوان خانے میں آ گئے تھے۔ اس موقع پر یحییٰ بن اسد، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"فخرالدین! سب سے پہلے تو میں تمہاری ہمت اور جواں مردی کو سلام پیش کرتا ہوں کہ تم دہلی سے ان تینوں کو لینے کے لئے یہاں آئے۔ یہ ایک بہت بڑے معرکے کا کام ہے۔ عام آدمی اسے سرانجام نہیں دے سکتا۔ بچے! تُو جانتا ہے حالات بڑے نامساعد اور ناموافق ہیں۔ منگول، باؤلے کتوں کی طرح ہر شاہراہ، ہر شہر، ہر قصبے، ہر سرائے کے اندر منڈلاتے پھرتے ہیں۔ بیٹے! یہ تینوں آ کر دیوان خانے میں بیٹھ گئے ہیں۔ یہ تینوں مجھے بہت عزیز ہیں۔ میری تم سے التماس ہے کہ راستے میں ان کا خاص خیال رکھنا۔ ان کی حفاظت کا سامان کرنا۔ اس لئے کہ......"

یہاں تک کہتے کہتے یحییٰ بن اسد کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ کذلک خان بول اٹھا۔

"محترم یحییٰ بن اسد! آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیزک خان میرے لئے بڑے محترم اور بڑے صاحب عزت ہیں۔ یہ کام انہوں نے مجھے بڑی آرزوؤں

Marfat.com

اور مجھ پر بڑا اعتماد رکھتے ہوئے سونپا تھا لہٰذا اسے میں اس کے انجام تک پہنچاؤں گا۔ ان تینوں کی حفاظت یوں جانیں مجھ پر فرض کی طرح عائد ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ میں ان کی حفاظت کا عہد کر چکا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے عہد کو خوب نبھاؤں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ یحییٰ بن اسد بول اٹھا۔

"بیٹے! آج سارا دن بادل بھی بنے رہے ہیں۔ اب بھی بادل گھرے ہیں اور پہلے کی نسبت جھکے ہوئے بھی ہیں۔ جانتے ہو، سرما اپنے عروج پر ہے۔ راستے میں برف باری بھی ہو سکتی ہے لہٰذا ناموافق موسم میں ان کا خاص خیال رکھنا۔ یہ بچی جس کا نام استر ہے اسے اس کے باپ نیزک خان نے بڑے ناز و نعم، بڑے پیار سے پالا ہے اسے آج تک اُس نے جھڑکا تک نہیں۔ یہ بھی بہت اچھا ہے کہ تم یہاں سے رات کے وقت کوچ کر رہے ہو اس لئے کہ رات کے وقت تم کافی فاصلہ سمیٹ سکتے ہو۔ دن کے وقت کسی محفوظ جگہ پناہ لے لینا۔ ایسی جگہ جہاں اِدھر اُدھر سے گزرتے کسی منگول کی نظر تم پر نہ پڑے۔"

یحییٰ بن اسد کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان پھر بول اٹھا۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی بات یہ کہ میں ان راستوں سے خوب واقف ہوں۔ دوسری یہ کہ میں جانے پہچانے راستوں اور معلوم شاہراہوں پر سفر نہیں کروں گا۔ پرانے راستوں اور شاہراہوں سے دور رہتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ ان کے متوازی سفر کروں گا۔ میں جانتا ہوں، منگول سالار جسے ان کی تلاش ہے، اس نے ضرور اپنے آدمی اِدھر اُدھر پھیلا رکھے ہوں گے۔ اس لئے وہ ہمارا تعاقب بھی کر سکتے ہیں۔ پر خداوند نے چاہا تو میں ان کی، ان کے اعتماد، ان کی عزت کی خوب حفاظت کروں گا۔"

"بیٹے! تمہارا کہنا درست ہے۔ اس لئے کہ تمہیں نیزک نے پورے حالات تفصیل سے سنائے ہوں گے۔ منگولوں کا وہ سالار جو استر کو پسند کرتا تھا، اسے شک پڑ گیا تھا کہ انہوں نے مرو کے نواحی حصوں میں ہی کہیں قیام کر رکھا ہے۔ اس بناء پر ان

Marfat.com

علاقوں کے متعلق وہ مشکوک ہیں اور ان پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ بہرحال بیٹے! یہاں سے نکلنے کے بعد بڑے محتاط انداز میں سفر کرنا۔ راستے میں تمہیں بارش اور برف باری کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یحیٰی بن اسد رکا، کچھ سوچا، پھر اپنے بڑے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! گھر میں جو چمڑے کی چادریں ہیں، وہ نکالنا۔ ان تینوں ماں بیٹی اور بیٹے کے بستر تیار ہوں گے۔ وہ چادریں ان کے بستروں کے اندر ڈال دینا۔ راستے میں بارش اور برف باری میں وہ چادریں ان کے کام آئیں گی۔"

اپنے باپ کے ان الفاظ کے جواب میں یحیٰی بن اسد کا وہ بیٹا اور اس کا چھوٹا بھائی اٹھ کر دیوان خانے سے نکل گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد قراطیس، اشتر اور باربد کے گھوڑے بھی تیار کر دیئے گئے۔ گھوڑوں کے ساتھ زادِ راہ کے علاوہ پانی اور ضروریات کا دیگر سامان بھی باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد قراطیس، اشتر اور باربد باری باری یحیٰی بن اسد کے اہلِ خانہ سے ملے۔ اس کے بعد وہ کذلک خان کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

کذلک خان ایتمر، اُس کی ماں قراطیس اور چھوٹے بھائی باربد کو لے کر اس شاہراہ کے ساتھ ساتھ بڑی تیزی سے سفر کر رہا تھا جو مرو شہر سے نکل کر سیدھی ہرات کی طرف جاتی تھی۔ چونکہ کذلک خان ان سارے راستوں سے واقف تھا لہٰذا گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا چلا جا رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے ایتمر، قراطیس اور باربد بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ کبھی کبھی کذلک خان مڑ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا، شاید یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ اس کے تینوں ساتھی پیچھے آ رہے ہیں یا دور رہ گئے ہیں۔ بہرحال، ساری رات سفر ہوتا رہا۔ آسمان پر وسطی حصے میں سفر کرنے والے تین ستارے جو وقت کی نشاندہی کرتے ہیں جب وہ دور مغرب کی طرف چلے گئے تب کذلک خان نے اندازہ لگایا کہ رات اب اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے۔ اس موقع پر قراطیس نے آواز دے کر کذلک خان کو پکارا۔ اس کی پکار پر کذلک خان نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا۔ پیچھے آتے ہوئے باربد، ایتمر اور قراطیس بھی اس کے پاس آ رکے۔ ایتمر اور باربد دونوں بہن بھائی تو مطمئن تھے جبکہ قراطیس ہانپنے کے انداز میں کہنے لگی۔

”بیٹے! تیری مہربانی کہ تو ہمیں یوں حفاظت کے ساتھ لے کر پنج دہ کے قصبے سے نکلا۔ اب تک تو میں تیرا ساتھ بڑے جبر اور کرب کے ساتھ دیتی رہی ہوں۔ اب مجھ سے مزید سفر نہیں ہوتا۔ میں تھک چکی ہوں۔ بیٹے! میری کمر میں درد ہے جس نے مجھے بدحال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب تک تو میں بڑی مشکل سے تمہارا ساتھ دیتی آ رہی

Marfat.com

ہوں، میں جانتی ہوں کسی کھلے اور سپاٹ میدان میں رکنا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن بچے........"

یہاں تک کہتے کہتے قراطیس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ بڑی اپنائیت اور ہمدردی میں اسے مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

"اماں! مجھے، آپ کی تکلیف کا احساس ہے۔ بس تھوڑا سا وقت آپ مجھے دیں۔ اس وقت جس کوہستانی سلسلے سے ہم گزر رہے ہیں، اس کے دائیں حصوں میں منگولوں کا آنا جانا اور گزر ہے۔ اس لئے کہ جنوب مغرب کی طرف جانے کے لئے یہیں سے وہ شاہراہ گزرتی ہے، جس پر محفوظ انداز میں سفر کیا جا سکتا ہے اور اسی شاہراہ سے ذرا ہٹ کر اس کے ساتھ ساتھ میں سفر کر رہا ہوں۔ اماں! منگولوں سے بچنے کے لئے میں جب دہلی سے اس طرف آیا تھا۔ تب بھی میں نے یہی راستہ اختیار کیا تھا۔ ادھر آتے ہوئے بھی میں پوری رات سفر کرتا رہتا تھا۔ دن کا ایک حصہ کسی کھوہ اور غار میں سو لیتا تھا۔ اماں! اگر آپ تھوڑا سا میرا ساتھ دیں تو کچھ آگے ایک غار ہے۔ کافی بڑا غار ہے اور آپ لوگوں کی طرف جاتے ہوئے میں نے اسی میں قیام کیا تھا۔ اس کے اندر ہم نہ صرف ستا سکتے ہیں بلکہ ہمارے گھوڑے بھی محفوظ طریقے سے اپنی تھکان دور کر سکتے ہیں۔ اماں! مجھے آپ کی تھکاوٹ، آپ کی تکلیف کا احساس ہے۔ پر ساتھ ہی مجھے یہ بھی احساس ہے کہ میں نے آپ تینوں کو باحفاظت آپ کی منزل تک پہنچانا ہے۔ اماں! میں اکیلا ہوتا تو مجھے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہ تھی، لیکن یوں جانیں آپ کی حیثیت میرے پاس امانت کی سی ہے اور امانت میں خیانت کرنا بہت برا ہے۔ مجھے سکون اس وقت ملے گا جب آپ تینوں اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ اس لئے کہ........"

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ استر فوراً بولی اور اپنی ماں قراطیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اماں! یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ دیکھو، ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئی ہے۔ بادل بھی خوب جھکے ہوئے ہیں۔ اگر یہیں برف باری شروع ہو گئی تو ہم سفر کرنے کے قابل نہیں رہیں گے اور یہیں رک گئے تو یاد رکھنا، ہم منگولوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔

Marfat.com

اماں! تم دیکھتی ہو، تھوڑی دیر پہلے آسمان پوری طرح بادلوں سے بھرا ہوا نہیں تھا۔ کہیں کہیں ستارے تانک جھانک کرتے تھے۔ لیکن اب بادل گہرے اور گھنے ہو گئے ہیں۔ برف باری کا امکان ہے۔ اماں! تھوڑی سی تکلیف برداشت کر لو۔ تکلیف کے بعد ہی آرام اور سکون ملتا ہے۔''

قراطیس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، اپنی بیٹی اسحتر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بچو! تمہاری حفاظت، تمہارے تحفظ کے لئے میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ چلو سفر شروع کرتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور سرپٹ دوڑانے لگے تھے۔

تینوں آٹھ میل آگے گئے ہوں گے کہ بارش جو پہلے اِکا دُکا قطرے کی صورت میں گرتی تھی، اب تیز ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی مشرق سے سورج طلوع ہونے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے اس لئے کہ ہلکی ہلکی سفیدی اور روشنی تانک جھانک کرنے لگی تھی۔

اس موقع پر ایک جگہ کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو روکا اور کہنے لگا۔

''ہم جس جگہ پہنچنا چاہتے تھے، پہنچ گئے۔ یہ اپنے دائیں جانب دیکھیں، کافی بڑا غار ہے۔ یہیں قیام کرنا ہے۔''

پھر کذلک خان وہاں گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے قراطیس، اسحتر اور باربد بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ سب سے پہلے غار میں کذلک خان داخل ہوا، اس کے پیچھے پیچھے اسحتر، باربد اور قراطیس بھی اندر چلے گئے تھے۔ غار میں جانے کے بعد کذلک نے پہلے اپنے گھوڑے کو ایک پتھر سے باندھ دیا، اس کی طرف دیکھتے ہوئے ان تینوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا تھا۔ پھر قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''اماں! آپ کی طرف جاتے ہوئے یہی وہ غار ہے جہاں میں نے قیام کیا تھا۔ یہاں میں نے آگ بھی روشن کی تھی اور اس کی وجہ سے یہاں کچھ لکڑیاں اور گھاس بھی

Marfat.com

دیکھیں بچے پڑے ہیں۔ آپ تینوں یہاں بیٹھ جائیں، میں اوپر جاتا ہوں۔ یہاں کوہستانی سلسلے کے اوپر چھوٹے چھوٹے درخت بہت ہیں۔ جاتے ہوئے میں نے دیکھا تھا، یہاں املی کے کافی سوکھے درخت تھے جنہیں میں نے ہاتھ سے توڑ کر ہی اپنا کام چلا لیا تھا۔ میرے پاس کلہاڑی بھی ہے اور خنجر بھی۔ آپ تینوں یہاں بیٹھیں۔ اگر سردی محسوس کر رہے ہوں تو میں پہلے یہاں آگ جلا دیتا ہوں۔''

اس پر باربد بولا اور کہنے لگا۔

''بھائی! آپ اکیلے کیسے جائیں گے؟ اماں اور اسمتر یہاں بیٹھی ہیں، میں اور آپ دونوں اوپر جاتے ہیں، گھاس اور لکڑیاں کاٹ لیتے ہیں۔''

اس پر کذلک نے خوشی کا اظہار کیا، اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا ہوا کلہاڑا اس نے اتارا، غار سے باہر نکلا۔ باربد اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔ پہلے کذلک خان نے کچھ لکڑیاں کاٹیں جنہیں اٹھا کر باربد نیچے لے گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں مل کر بڑی تیزی سے خنجروں اور کلہاڑوں کے ذریعے گھاس کاٹنے لگے تھے یہاں تک کہ انہوں نے گھاس کا ایک خاصا بڑا گٹھا جمع کر لیا تھا اور پھر دونوں ساری گھاس اٹھا کر غار کے اندر چلے گئے تھے۔

سب سے پہلے کذلک خان نے چاروں گھوڑوں کے دھانے اتار کر ان کے پاؤں باندھ دیئے اور جب کوہستانی سلسلے کے اوپر سے لائی جانے والی گھاس ان گھوڑوں کے آگے کذلک خان نے ڈالی تو وہ خشک گھاس گھوڑے بڑی رغبت سے کھانے لگے تھے۔

خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قراطیس کی طرف دیکھ کر کذلک خان کہنے لگا۔

''اماں! جاتے ہوئے میں نے اپنے گھوڑے کو یہی گھاس کھلائی تھی اور توبرے میں جو خوراک تھی، وہ محفوظ کر لی تھی۔ اب ہم چاروں کے توبرے خوراک سے بھرے ہوئے ہیں اور راستے میں ہمارے کام آ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں جو گھاس میں اور باربد کاٹ کر لائے ہیں، اسی سے گھوڑے اپنا پیٹ بھر لیں گے۔''

باہر اب سورج طلوع ہونے کے آثار واضح ہو گئے تھے۔ ہر چیز صاف اور نمایاں دکھائی دے رہی تھی۔ ایک دم غار کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے باربد زور سے بول

Marfat.com

اٹھا۔

"دیکھیں، برف باری شروع ہو گئی ہے۔ زمین سفید ہونا شروع ہو گئی ہے۔"

استمر، قراطیس اور کذلک خان نے باہر دیکھا۔ واقعی بارش کے بجائے اب تیز برف باری شروع ہو گئی تھی جس کے باعث زمین کا سینہ بڑی تیزی سے سفید ہونا شروع ہو گیا تھا۔

کذلک خان نے کچھ دیر تک غار کے پاس کھڑے ہو کر ماحول کا جائزہ لیا، پھر پلٹا، اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی خرجین کے اندر سے اس نے کچھ بنولے نکالے، وہ بنولے اس جگہ رکھے جہاں پہلے آگ جلائے جانے کے آثار تھے۔ استمر اُس کی اس حرکت کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"یہ آپ کیا کرنے لگے ہیں؟"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"خاتون! دیکھتی جاؤ میں کیا کرتا ہوں۔"

پھر اُس خرجین کے اندر سے کذلک خان نے منہ بند کُپی سے تیل نکال کر ان بنولوں پر ڈالا۔ کُپی دوبارہ خرجین میں رکھنے کے بعد وہ آیا، آگ جلا کر پہلے بنولوں کو جب دکھائی تو تیل اوپر ڈالنے کی وجہ سے بنولے جلنے لگے تھے۔ جب آگ کچھ زیادہ ہوئی تو اس کے اوپر کذلک خان نے گھاس ڈالی، چھوٹی لکڑیاں رکھیں، تھوڑی دیر بعد لکڑیاں بھی اوپر ڈال دیں۔ یوں آگ کا الاؤ بھڑک اٹھا تھا۔

چاروں آگ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک کہنے لگا۔

"اماں! آگ اب کافی بھڑک اٹھی ہے۔ تھوڑی دیر تک سارا غار گرم ہو جائے گا۔ اسی الاؤ کے پاس میں آپ کو بستر لگا دیتا ہوں۔ آپ آرام کریں تاکہ پھر سفر کرنے کے قابل ہو جائیں۔"

قراطیس نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ اس موقع پر استمر اور باربد ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چاروں گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ جو

Marfat.com

بستر بندھے ہوئے تھے، دونوں بہن بھائیوں نے اتارے اور بستر انہوں نے آگ کے گرد لگا دیئے تھے۔ باہر برف باری اب پہلے کی نسبت تیز ہوگئی تھی۔ طوفانی صورت اختیار کر گئی تھی۔ لگتا تھا باہر چاروں طرف قدرت کے عناصر نے سفید برف کی چادر پھیلا دی ہو۔ اچانک غار کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے استر چیخنے چلانے لگی۔ وحشت زدہ سے انداز میں آوازیں نکالنے لگی۔ اُس کے اس طرح چیخنے پر کذلک خان ہی نہیں، قراطیس اور باربد بھی چونکے تھے۔ جب ان تینوں نے غار کے منہ کی طرف دیکھا تو غار کے منہ کے پاس دو کافی بڑے بڑے بھیڑیئے کھڑے غرا رہے تھے۔ شاید برف باری کے باعث پناہ لینے کی خاطر انہوں نے بھی اسی غار کا رخ کیا تھا۔

طوفانی انداز میں کذلک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک ہاتھ میں تلوار، دوسرے میں ڈھال سنبھال لی تھی۔ اس کے ایسا کرنے پر استر اور باربد بھی کھڑے ہو گئے تھے انہوں نے بھی اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھال لی تھیں۔ اس موقع پر قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا:

''اماں! پریشان اور فکرمند نہ ہونا۔ تم اپنے بستر پر لیٹی رہو۔ میں ابھی ان دونوں سے نمٹتا ہوں۔''

پھر تیزی سے کذلک خان، غار کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے استر اور باربد بھی گئے تھے۔ تھوڑا سا کذلک خان آگے گیا تھا کہ بھیڑیئے غراتے ہوئے اس کی طرف جھپٹے۔ اس پر بڑے ماہرانہ انداز میں کذلک خان حرکت میں آیا۔ ایک بھیڑیئے کے سامنے اپنی ڈھال کی، دوسرے پر جب تلوار اس نے برسائی تو ایک کا اس نے تلوار سے سر کاٹ کر رکھ دیا۔ دوسرے کے سامنے سے ڈھال اٹھا کر پہلے اس کے منہ پر ڈھال برسائی پھر اس کے بعد اس کی کمر پر جب اس نے تلوار گرائی تو اسے بھی کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد بڑی تیزی سے کذلک خان حرکت میں آیا۔ مرنے والے ان دونوں بھیڑیوں کی لاشوں کو کھینچتے ہوئے ایک چٹان کے نیچے لڑھکا دیا تھا۔ پھر باہر بیٹھ کر برف سے اس نے اپنی تلوار صاف کی۔ جب وہ غار میں داخل ہوا تو بڑی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے استر بول اٹھی۔

Marfat.com

''آپ نے مجھے اور میرے بھائی کو تو موقع ہی نہیں دیا کہ ہم اس مہم میں حصہ لیں۔ آپ نے پلک جھپکتے میں ہی ان دونوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ میں سمجھتی ہوں، ہماری حفاظت کے لئے ہمارے باپ کو آپ سے بہتر کوئی جوان نہیں مل سکتا تھا۔''

استمر کے ان الفاظ کا کذلک خان نے کوئی جواب نہیں دیا، آگے بڑھا۔ جب وہ قراطیس کے پاس پہنچ گیا تب قراطیس اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! تمہاری اس کارگزاری نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب میرا دل کہتا ہے کہ جس کے تم محافظ ہو، اسے اپنے دشمن سے محفوظ ہو جانا چاہئے۔ بچے! کاش! تُو اپنے چہرے سے خود کا نقاب ہٹاتا اور میں تجھے دیکھتی۔''

اس پر اپنے سر کو کسی قدر خم کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''اماں! یہ ایک مجبوری ہے۔ فی الوقت میں اپنے چہرے سے نقاب اتار کر آپ کے سامنے نہیں آ سکتا۔ یوں جانیں، مجھ پر ایک پابندی ہے۔ ہو سکتا ہے کبھی وقت آئے، وہ پابندی ہٹے تو میں اپنے چہرے پر نقاب ڈالے بغیر آپ لوگوں کے سامنے آ سکوں۔ بہرحال، آپ آرام کریں، آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا، تب استمر بول اٹھی۔

''اماں! پہلے کھانا کھاتے ہیں، اس کے بعد آپ آرام کیجئے گا۔''

قراطیس نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ اس نے اور باربد نے کھانا نکال کر آگ کے الاؤ کے پاس رکھا یہاں تک کہ استمر نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔

''آپ بھی ہمارے پاس بیٹھ کر کھانا کھائیں۔''

اس پر استمر کو مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

''خاتون! میرے حصے کا کھانا دے دو۔ میں غار کے منہ کے پاس بیٹھ کر کھاتا ہوں۔ دونوں کام ہو جائیں گے۔ کھانا بھی کھا لوں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہاری حفاظت کا فرض بھی ادا کر لوں گا۔''

استمر جانتی تھی کہ وہ اپنے چہرے سے نقاب نہیں ہٹائے گا لہٰذا اس نے کھانے کا کچھ حصہ علیحدہ کر کے کذلک خان کو دیا۔ خود بھی تینوں ماں بیٹی اور بیٹا کھانا کھانے لگے تھے۔ جبکہ کذلک خان نے غار کے منہ کے پاس بیٹھ کر کھانا کھا لیا تھا۔

Marfat.com

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کذلک خان پھر آگ کے الاؤ کے پاس آیا اور قراطیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اماں! آپ تینوں اب بستروں پر لیٹ کر آرام کریں۔ میں غار کے منہ کے قریب ہی بیٹھ کر پہرہ دیتا ہوں، جاگتا ہوں۔ ایسا کرنا ضروری ہے۔ جاتے ہوئے اس غار کے اندر جب میں نے پناہ لی تھی، تب مجھے کسی بھیڑیے سے پالا نہیں پڑا تھا لیکن اس وقت برف باری نہیں تھی۔ میرے خیال میں برف باری کے باعث یہ بھیڑیے پناہ لینے کے لئے اس غار کی طرف آئے ہیں۔ ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔''

کذلک خان کے خاموش ہونے پر باربد کہنے لگا۔

''بھائی! پہلے ہم سوتے ہیں، آپ جاگیں اس کے بعد آپ سوئیں گے اور میں یہیں آپ کے پاس بیٹھ کر جاگوں گا۔ اگر خطرے کی کوئی بات ہوئی تو میں آپ کو جگا دوں گا۔''

باربد کے ان الفاظ کا جواب کذلک خان دینا ہی چاہتا تھا کہ استر بول اٹھی۔

''اگر آپ جاگنا چاہتے ہیں تو ہم تینوں سوتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں اور باربد دونوں بہن بھائی بیٹھ کر پہرہ دیں گے، آپ سو لیجئے گا۔ اس طرح میرے خیال میں ہم بہتر انداز میں آنے والی شب کو سفر جاری رکھ سکیں گے۔''

استر جب خاموش ہوئی تب کذلک خان کہنے لگا۔

''ہرات تک ہمارے لئے خطرات ہیں۔ ہم ہرات شہر کی طرف نہیں جائیں گے، باہر ہی باہر بائیں جانب سے گزریں گے۔ اس سے تھوڑا آگے جانے کے بعد ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا، محفوظ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہم احسن اور محفوظ طریقے سے دن کے وقت بھی سفر کر سکیں گے۔''

اس کے بعد کذلک خان کے کہنے پر وہ تینوں اپنے بستروں پر آرام کرنے لگے تھے۔ کذلک خان جاگنے لگا تھا۔ آدھا دن استر اور باربد دونوں بہن بھائی سوئے۔ پھر وہ جاگے اور بیٹھ کر پہرہ دینے لگے اور کذلک خان نے بھی کسی حد تک اپنی نیند پوری کر لی تھی۔

عصر کے وقت کذلک خان اٹھ کھڑا ہوا، پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔''

اُس وقت تک قراطیس بھی کافی حد تک آرام کر کے سنبھل چکی تھی، تازہ دم ہو چکی تھی، جاگ رہی تھی۔ چنانچہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! تم نے کہا تھا، شام تک غار میں آرام کریں گے، اب تم کہتے ہو، یہاں سے کوچ کریں گے۔ میرے خیال میں ابھی تو کافی دن باقی ہے۔''

اس پر کذلک خان کچھ سوچتے ہوئے اٹھا، کہنے لگا۔

''باہر کافی برف پڑ چکی ہے، راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ اگر ہم رات کے وقت اندھیرا چھانے کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو راستے سے بھٹک جائیں اور ساری رات انہی سلسلوں کے اندر گھومتے پھرتے رہیں۔ میں چاہتا ہوں، جب تک روشنی ہے، ہم کافی آگے نکل جائیں اور شاہراہ کا تعین کریں۔''

استر اور باربد نے بھی کذلک خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر جلدی جلدی انہوں نے بستر لپیٹے، سارا سامان گھوڑوں کے ساتھ باندھا، غار سے نکلے، گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

برف باری نے سارے راستوں، شاہراہوں کو ڈھانپ کر رکھ دیا تھا، تاہم کذلک خان اندازے سے آگے آگے اپنے گھوڑے کو بھگاتا جا رہا تھا اور اس کے پیچھے قراطیس، استر اور باربد بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگائے اس کا ساتھ دیتے جا رہے تھے۔ انہوں نے بہ مشکل پانچ چھ میل کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ سامنے کی طرف سے اچانک چار سوار نمودار ہوئے۔ وہ دائیں جانب سے خم کھائے کوہستانی سلسلے کی طرف سے نکلے تھے۔ پھر وہ کذلک خان اور اس کے ساتھیوں کی راہ روک کھڑے ہوئے تھے۔

کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے قراطیس، استر اور باربد بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے۔ پھر انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں قراطیس، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! یہ اُسی منگول سالار کا بھائی ہے جس نے استر کا رشتہ مانگا تھا اور ہم نے انکار کر دیا تھا۔ اور یہی وہ وحشی انسان ہیں جن سے ہم چھپتے پھر رہے ہیں۔ انہیں نجانے کیسے خبر ہوگئی کہ ہم بستی سے نکل بھاگے ہیں۔''

اس پر ان میں سے ایک جو شاید اس منگول سالار کا بھائی تھا، استر کو مخاطب کر کے قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہم نے بھی اس بستی کے گرد اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے۔ تم نے یہ فاصلہ طے کرنے میں کچھ جلدی اور تیزی سے کام لیا ورنہ ہم تم لوگوں کو بہت پہلے پکڑ چکے

Marfat.com

لھوتے۔ بہرحال، کہاں جاؤ گے بھاگ کر۔''

وہ شخص جب خاموش ہوا تب کھا جانے والے انداز میں کذلک خان بول اٹھا۔

''ہماری راہ سے ہٹ جاؤ۔ ورنہ تمہیں تمہاری زندگی سے ہٹا دیا جائے گا۔''

اس پر اُس منگول نے ایک وحشی اور بھرپور قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

''واہ........ یہ بھی تم نے خوب کہی۔ اکیلے ہو کر ہم چاروں کو یہ دھمکی دیتے ہو۔ تمہارے ساتھ استر ہے جسے ہم اپنی زندگی کا مقصد بنا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی باربد ہے اور یہ تینوں اس وقت تمہاری کوئی مدد نہیں کر پائیں گے جس وقت ہم تم پر حملہ آور ہوں گے........ سنو! برف سے لدے ڈھکے ان علاقوں میں، ان خواب ناک کھنڈروں میں ہم تمہاری محنتوں کے کھلے بادبان پھاڑ کر پھینک دیں گے۔ تمہاری بے چین روح کو سکون دینے کے لئے تمہارا کام تمام کر دیں گے۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا، تم ان دونوں کو چھوڑ کر چلے جاؤ، ہم تمہیں جانے بھی نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ ان تینوں کو اس بستی سے نکال کر کسی اور سمت لے جانے کی تم نے گستاخی کی ہے اور اس کی سزا بہرحال تمہیں ضرور ملے گی۔ ان ویرانوں کے اندر ہم تجھے شکست خوردہ، افسردہ اور ختم کر دیں گے اور پھر سرمدی لطافتوں کی صفات رکھنے والی اس استر کو اپنے ساتھ اپنی وفاؤں کے شہر لے جائیں گے۔ سیلِ وقت میں تُو نے کیوں انہیں نکال کر اپنی قسمت میں بدبختیوں کی سیال سیاہی ملنے کی کوشش کی ہے؟ کیوں تُو نے ایسا کر کے اپنی تقدیر کے ماتھے کی چمک کو شکن شکن کیا ہے؟ اب ہم ان سفید کوہستانی سلسلوں کے اندر تیری بینائی کے محدب عدسوں کو کرچی کرچی، تیری زیست کی روشنی کو اندھیروں میں بدلیں گے۔ دیکھ برف سے ڈھکی ان سرزمینوں میں اب تیرے جرم کی وجہ سے ہمارے سامنے تیری حالت تپتے سایوں اور بھیگے کاغذ پر لکھی کچے رنگوں کی تحریروں سے بھی ابتر ہو کر رہے گی۔ تُو نے کیا سوچا تھا کہ ان تینوں کو تُو ہم سے بچا کر لے بھاگے گا؟ اگر تُو نے ایسا سوچا تو بہت بڑا گناہ کیا۔ اگر تُو نے گناہ کیا ہے تو پھر ان علاقوں میں اب تُو بے معنی لفظوں کی بہتی ناکامی و شکست کی لہروں کے ارتعاش کی طرح ختم ہو جائے گا۔ سن اجنبی! ہم تو انوکھے شہسوار اور زمین کے عجیب نگران ہیں۔ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد وہ منگول جب خاموش ہوا تب کھولتے لہجے میں کذلک خان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سنو راہ روکنے والو!....... روز و شب کے ان ہنگاموں میں برسوں نہیں، صدیوں اور قرنوں سے تم جیسے اوباش، لوگوں کے احساس اور تحفظ کو کچلتے رہے ہیں۔ لیل و نہار کی ان گردشوں میں تم لوگ زیست کے ریگزاروں کے اندر لوگوں کو گزرتی رُتوں کی روانی کی طرح ختم کرتے رہے ہو۔ سن رکھو، تم چار کے مقابلے میں، میں اکیلا ضرور ہوں۔ پر یہ بات بھی اپنے دل کے کاغذ پر لکھ رکھنا کہ موسموں کے اس خمار کو میں تمہارے لئے خوابوں کا پاتال بنا کر رکھوں گا۔ تمہارے ذہن کے اَن لکھے قرطاس پر کرب عذاب کے حروف رقصاں کروں گا۔ تمہاری تباہی کے بند صحیفے کھولوں گا۔ تمہارے برے انجام کی چھپی تعبیروں کو تمہارے سامنے لاؤں گا۔ سوچ سمجھ کر میرے ساتھ ٹکرانا ورنہ یاد رکھنا، زمین کی چھاتی پر میں منہ زور بادلوں کی گھومتی گھٹاؤں کی طرح تم پر چھاؤں گا، تمہارے جسم و جان کے حوصلوں میں فطرت کی قہرمانیت، تمہاری رگوں میں لہو کی گردش کے اندر عذابوں کی شوریدہ حدتیں، تمہاری ساری جرأت مندی کی گفتگو میں سیاہ کر دینے والی حوصلہ شکنی بھر کے رکھوں گا۔ سنو کذب و بدی کے عقیدت مندو! کسی دھوکے، کسی فریب میں مت رہنا۔ برف سے ڈھکی ان سرزمینوں میں، میں تمہارے نفس کی سوچوں میں اذیتوں کی داستانیں، تمہارے ہوس و جبر کے بے کدوں میں خوف کی اندھی قوتیں بھروں گا۔ گناہ کے پروردو! بدی کے علم بردارو! آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکراؤ۔ پھر دیکھو، کون کس کی قہرمانیت کی تاریک گہرائیوں میں گرتا ہے، کون کس پر خون آشام قہر بھرے جھکڑ طاری کرتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا، تب وہی منگول پہلے کی نسبت زیادہ ہولناک انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تُو اپنا خوف، ڈر چھپانے کے لئے ایسی گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ تیری آواز سے میں اندازہ لگا چکا ہوں کہ تُو کوئی زیادہ عمر کا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم چار تو بہت دور کی بات، ہم چاروں میں سے کسی ایک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔''

پھر اس منگول نے اپنی تلوار لہرائی اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''قراطیس! اسمتر! باربد! تم تینوں مجھ سے بچ کر رہنا۔ پیچھے ہٹ جانا۔ میں اس سے ٹکرانے لگا ہوں۔ پھر میں دیکھتا ہوں یہ میرا کیا بگاڑتا ہے۔ میرے تینوں ساتھی اپنی جگہ پر کھڑے رہیں گے۔ اگر تم تینوں میں سے کسی نے دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تو وہ بھی اپنی گردن گنوا بیٹھے گا۔''

جونہی وہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھنے لگا، کذلک خان آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔ بھاری پھل اور دستے کا ایک خنجر کذلک خان نے کچھ اس انداز میں تاک کر مارا کہ وہ خنجر اُس منگول کے سینے کے پار ہو گیا تھا اور وہ زمین پر گر گیا تھا۔ اس کا زمین پر گرنا تھا کہ کذلک خان پر گویا جنون طاری ہو گیا تھا۔ زین کے ساتھ بندھا ہوا اپنا لوہے کا نیزہ وہ حرکت میں لایا، اسے تول کر جو مارا تو دوسرے منگول کو بھی چیرتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور وہ بھی گھوڑے سے نیچے گر گیا تھا۔

اس کے بعد زوردار انداز میں دو تین بار تکبیریں بلند کرتے ہوئے کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا، اپنی تلوار اور ڈھال کو حرکت میں لاتے ہوئے ان دونوں پر حملہ آور ہوا، تھوڑی دیر تک ان دونوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا، پھر جلد ہی باری باری کذلک خان نے ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

جب ان چاروں کا خاتمہ ہو گیا تو اس موقع پر قراطیس، اسمتر اور باربد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سب سے پہلے قراطیس اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھی۔ اس وقت تک کذلک خان اپنے گھوڑے سے اتر چکا تھا۔ قراطیس بھی گھوڑے سے اتر گئی، آگے بڑھ کر اس نے کذلک خان کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس کے خود پر ہی اس نے پیار کیا، کہنے لگی۔

''کاش! تُو نے اپنے چہرے پر یہ خود نہ پہنا ہوتا تو میں تیری پیشانی پر ماں کا بوسہ دیتی۔''

اتنی دیر تک اسمتر اور باربد بھی قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ پھر اسمتر، کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں آپ کی اس کارگزاری، آپ کی اس جرأت مندی کی تعریف کروں۔ آپ نے کیا خوب ان وحشیوں کے ظلم کی شوریدہ عدتوں کو ختم

Marfat.com

تلے دبی گردنوں کی طرح اپنے سامنے جھکا کر رکھ دیا۔ یہ لوگ جگہ جگہ درد کے قلزم اور خونی آہنی قضا کھڑی کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ نے ان پر عذاب رتوں کے لمحوں اور زخموں کے پیوند لگا کر ان کی ساری جرأت مندی اور دلیری کو دھو کر رکھ دیا ہے۔ آپ کی اس کامیابی پر میں کتنی خوش ہوں، کاش میں الفاظ میں بیان کر سکتی۔ آپ سے کہوں کہ آپ جیسے جوان ہی خاردار جھاڑیوں کو ثمر آور اشجار میں، کانٹوں کے جنگل کو بار آور خزینوں، کرب بھری داستانوں کو خواہشوں کی فوزمندی میں تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔ میں فطرت کی ہوش مندی اور مضبوط مستحکم حصار جیسی جرأت مندی کی کرنوں کی جھلملاہٹ سی آپ کی دلیری، اضطراب لہروں جیسی آپ کی شجاعت کو سلام پیش کرتی ہوں۔ آپ جس طرح خوف کی بے روک قوت بن کر بربادی کے ان سوداگروں پر حملہ آور ہوئے، خون کے ان بیوپاریوں کی حالت آپ نے فطرت کے قہر اور عذاب تلے دبے شیطانوں جیسی کی، آپ کی یہ کارگزاری میں زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گی۔ ہم تینوں ماں بیٹی اور بیٹا جب تک زندہ رہیں گے، آپ کے احسان مند رہیں گے۔"

اسِتمر جب خاموش ہوئی تب پہلی بار اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کذلک کہنے لگا۔

"آپ لوگوں کو اس طرح میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے جو ذمہ داری اپنے کندھوں پر ڈالی تھی، وہ پوری کر رہا ہوں۔"

اسِتمر نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر اس کی بڑی بڑی آنکھیں خود کے اندر سے اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اسِتمر نے کچھ دیر غور سے اس کی طرف دیکھا یہاں تک کہ کذلک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"اب ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔"

اس کے ساتھ ہی اس منگول کے کپڑوں سے صاف کی ہوئی تلوار نیام میں ڈال لی۔ نیزہ اور خنجر بھی نکال کر صاف کر کے خنجر اپنی پیٹی میں، نیزہ گھوڑے کی زین کے اندر اڑس دیا تھا۔ اس موقع پر قراطیس پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بیٹے! سب سے پہلے جو منگول تم پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا، وہ

Marfat.com

میری بیٹی استمر کی تلاش میں سرگرمی سے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھتی ہوں، اب ہم محفوظ ہیں۔ نہ کوئی ہمارا پیچھا کرے گا، نہ ہمارے لئے عذاب زتیں کھڑی کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی کنذلک خان آگے بڑھا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے قراطیس، استمر اور باربد بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے وہ پھر آگے بڑھنے لگے تھے۔

برف باری نے سارے راستوں کو ڈھانپ کے رکھ دیا تھا اور وہ بڑی مشکل سے سفر کر رہے تھے۔ ایک تو منگولوں کی وجہ سے انہوں نے کابل کا راستہ اختیار نہیں کیا، ساتھ ہی برف باری کی وجہ سے بھی وہ شاہراہوں کا صحیح تعین نہیں کر سکے تھے، لہٰذا ہرات کے زیریں علاقوں سے گزرتے ہوئے وہ سیدھے غزنی جا پہنچے۔ غزنی سے انہوں نے اپنا رخ بدلا۔ اب چونکہ راستوں اور شاہراہوں پر برف کافی حد تک کم ہو چکی تھی، شاہراہیں دکھائی دیتی تھیں، لہٰذا غزنی سے اپنا رخ بدل کر وہ اس شاہراہ پر چڑھے، جو ہندوستان کی طرف جاتی تھی۔ چنانچہ غزنی سے وہ سیدھے بنوں، وہاں سے عیسیٰ خیل پہنچے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دریائے سندھ پر بنے کشتیوں کے پل کے ذریعے دریا کو عبور کیا، وہاں سے آگے بڑھتے ہوئے بھیرہ میں انہوں نے ایک سرائے میں قیام کیا۔ پھر سفر شروع کیا۔ پھالیہ سے ہوتے ہوئے سوہدرہ جا پہنچے تھے۔ سوہدرہ میں بھی انہوں نے شب بسری کی۔ اس کے بعد وہ لاہور، بھٹنڈا، تھانیسر سے ہوتے ہوئے دہلی کی طرف چلے گئے تھے۔

Marfat.com

ایک روز کذلک خان استر، قراطیس اور باربد کو لے کر دہلی شہر میں داخل ہوا۔ لاہوری دروازے سے تھوڑا ہی آگے گیا ہو گا کہ ایک شخص نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کے لئے کہا۔ کذلک خان انسے پہچان گیا، وہ فخرالدین کا آدمی تھا جس سے فخرالدین پہلے ہی اس کا تعارف کروا چکا تھا۔ اس کے روکنے پر قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"آپ تھوڑی دیر رکیں، میرا ایک جاننے والا مل گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں، وہ کیا کہتا ہے۔"

اس پر اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر کذلک خان جب اس کے قریب گیا تو وہ بڑی رازداری سے کہنے لگا۔

"ان لوگوں کو لے جا کر پہلے شفا خانے سے گزرو۔ انہیں باہر کھڑا کر کے اندر چلے جانا۔ یہ معاملہ تمہارے اور فخرالدین کے ساتھ پہلے سے طے شدہ ہے۔ ان سے بہانہ کرنا کہ نیزک خان اس وقت شفا خانے میں تھا جب تم یہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ بہانہ کرنا کہ تم اسے شفا خانے میں دیکھتے ہو کہ اگر وہ شفا خانے میں ہے تو انہیں اس کے اس لے جاؤ گے ورنہ حویلی لے جاؤ گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رکا، پھر کہنے لگا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے، وہ سمجھ گئے ہو؟"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

"جو کچھ تم نے کہا ہے، نہ بھی کہتے تب بھی یہ معاملہ میرے اور فخر الدین کے درمیان طے تھا۔"

اس پر وہ شخص کہنے لگا۔

"بالکل طے تھا۔ لیکن فخر الدین نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ تم اس معاملے کو بھول نہ گئے ہو۔ فخر الدین اس وقت شفا خانے میں ہی ہے۔ تم نے صرف یہ کام کرنا ہے کہ جو خود تم نے اپنے سر پر رکھا ہوا ہے وہ اس کے حوالے کر دو گے۔ جس گھوڑے پر بیٹھے ہو، وہ بھی اس کے حوالے کر دو گے۔ لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جو لباس تم پہنے ہوئے ہو، ایسا ہی لباس اس وقت فخرلدین نے بھی زیب تن کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد تم شفا خانے میں نہیں رکنا بلکہ فخر الدین کی حویلی کے اسی کمرے میں جانا جہاں تم ایک شب قیام کر چکے ہو۔ اور فخر الدین وہیں آ کر تم سے بات کرے گا۔"

کذلک خان نے اثبات میں گردن ہلائی۔ پھر وہ استر، قراطیس اور باربد کو لے کر آگے بڑھا تھا۔

شفا خانے کے باہر اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ اس موقع پر اسے مخاطب کر کے استر کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک کہنے لگا۔

"آپ تینوں تھوڑی دیر یہاں رکیں۔ جس وقت میں آپ تینوں کو لینے گیا تھا، محترم نیزک خان، شفا خانے میں زیر علاج تھے۔ میں دیکھتا ہوں، اگر وہ شفا خانے میں ہیں تو میں یہیں آپ تینوں کی ملاقات کروا دیتا ہوں، ورنہ آپ تینوں کو حویلی لے جاتا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان نے مڑ کر نہیں دیکھا، فوراً شفا خانے میں داخل ہو گیا کیونکہ اس موقع پر استر اور ضراطیس اس سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ شفا خانے میں داخل ہوا۔ شفا خانے میں فخر الدین پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔ کذلک خان نے وہ گھوڑا جس پر وہ سوار تھا، فخر الدین کے حوالے کر دیا۔ جو خود کذلک خان پہنے ہوئے تھا، وہ بھی فخر الدین نے اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس کے بعد کذلک خان، شفا خانے میں ہی رہا، فخر الدین باہر نکلا اور دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

Marfat.com

"محترم نیزک خان اس وقت شفا خانے میں نہیں ہیں، حویلی جا چکے ہیں۔ آپ لوگ میرے ساتھ آئیں۔"

اس پر وہ تینوں چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

ایک حویلی کے سامنے رک کر اس کے دروازے پر اس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا نیزک خان تھا۔ نیزک خان کو دیکھتے ہی استر اور باربد ایک ساتھ اپنے گھوڑوں سے اُترے، بھاگ کر اپنے باپ سے لپٹ گئے تھے۔ ضراطیس بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

فخر الدین اپنے گھوڑے پر بیٹھا رہا اور نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں نے جو ذمہ داری اپنے سر لی تھی، وہ نبھا دی ہے۔ آپ کی بیوی، آپ کی بیٹی اور آپ کا بیٹا اب آپ کے پاس ہیں۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر خوشی کا کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ میں اب جاتا ہوں۔"

اس پر نیزک خان نے آگے بڑھ کر فخر الدین کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہنے لگا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟........ اندر آؤ بیٹے! میں نے شفا خانے میں ہی، جس وقت ایک دو دن تم نہیں آئے تو تمہارے متعلق پوچھا تو ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ تم میری بیوی، بیٹی اور بیٹے کو لینے چلے گئے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ ایسا احسان ہے، جسے میں زندگی بھر نہیں بھول سکوں گا........ اور یہ تم نے اپنے سر، اپنے چہرے کو خود سے کیوں ڈھانپ رکھا ہے؟"

نیزک خان کے ان الفاظ پر اتیمر اور باربد دونوں عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس پر فخر الدین کہنے لگا۔

"میں اب جاتا ہوں، پھر کبھی چکر لگاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی فخر الدین نے اپنے سر اور چہرے سے خود ہٹا دیا اور کہنے لگا۔

"آپ اپنے بچوں کو سنبھالیں، میں اب جاتا ہوں۔ راستے میں مجھے میرا ایک جاننے والا ملا تھا۔ کچھ ایسے ضروری کام ہیں جن کی وجہ سے مجھے فی الفور جانا ہے۔ میں پھر کبھی حاضرِ خدمت ہوں گا۔"

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی فخر الدین اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔
فخر الدین کے جانے کے بعد قراطیس نے اپنے شوہر نیزک خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔
"پہلے یہ بتائیں کہ میرا بیٹا نجیب الدین کہاں ہے؟ .... اور یہ کہ یہ جو شخص ہمیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہے، جس نے ہمیں اپنا نام فخر الدین بتایا تھا، راستے میں یہ ایک شفا خانے میں داخل ہوا تھا اور کہنے لگا کہ جس وقت وہ یہاں سے روانہ ہوا تھا، آپ شفاخانے میں زیر علاج تھے۔ کیا ہوا؟ اور نجیب الدین سے متعلق آپ نے کچھ نہیں بتایا؟"
اس پر دکھ بھرے انداز میں نیزک خان کہنے لگا۔
"پہلے میرے ساتھ اندر آؤ۔ دیوان خانے میں بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد میں تم تینوں کو پورے حالات سناتا ہوں۔"
سب سے پہلے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کے بعد ان کے چارے پانی کا اہتمام کیا گیا۔ گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ بندھا ہوا سامان اتار دیا گیا تھا۔ پھر وہ دیوان خانے میں جا کر بیٹھے۔ اس کے بعد نیزک خان نے منگولوں کے حملہ آور ہونے، نجیب الدین کے مارے جانے اور پھر فخر الدین کے نجیب الدین کی لاش اور زخمی نیزک خان کا علاج کرانے، نجیب الدین کی تدفین کرنے کے علاوہ استر، قراطیس اور باربد کو دہلی لانے کی تفصیل کہہ دی تھی۔
یہ تفصیل جان کر قراطیس پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے استر اور باربد بھی رو رہے تھے جبکہ نیزک خان تینوں کو سنبھالا دینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

❁

فخر الدین اپنی حویلی میں داخل ہوا تو اُس کے ایک خادم نے آگے بڑھ کر اس سے گھوڑا لے لیا اور فخر الدین سیدھا خدمت گاروں کے کمروں میں سے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں کذلک خان بیٹھا اس کا منتظر تھا۔ فخر الدین جب اس کمرے میں

Marfat.com

داخل ہوا تب کذلک خان اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کا استقبال کیا۔ دونوں آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے۔ آخر فخر الدین، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان! میں سب سے پہلے تیری بہادری، تیری شجاعت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ تُو نے ایک ایسا کٹھن کام سرانجام دیا جو نہ میں کر سکتا تھا اور نہ کوئی عام اور معمولی آدمی اس کو ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ دیکھ، تیری غیر موجودگی میں تیرے لئے کوئی مکان تو نہیں خرید سکا، کوئی مناسب مکان مجھے ملا ہی نہیں ہے۔ تاہم ایک جاننے والے کا مکان خالی پڑا ہوا تھا، اسے میں نے مکان کا چھ ماہ کا معاوضہ پیشگی ادا کر دیا ہے، اس مکان میں تم رہائش اختیار کر سکتے ہو۔ تین کمرے ہیں، ایک چھوٹا سا دیوان خانہ اور دیوان خانے کے مخالف سمت گھوڑے باندھنے کے لئے اصطبل بھی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مکان بالکل محفوظ ہے۔ اس میں رہتے ہوئے چھ ماہ تک تمہیں کچھ خرچ نہیں کرنا پڑے گا اس لئے کہ میں چھ ماہ کا معاوضہ ادا کر چکا ہوں۔

دوسرا کام جو میں نے تمہارے لئے کیا ہے وہ یہ کہ میں نے تمہارے جانے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے نامور اور ہر دل عزیز سالار عز الدین سے بات کی تھی۔ میں نے اس سے پہلے نہ تمہیں تیغ زنی کی حیثیت سے جانچا تھا، نہ میں یہ جانتا تھا کہ حرب و ضرب کے کاموں میں تم کیسے ہو۔ لیکن یہ جو تم ان تینوں کو لے آئے ہو تو میں سمجھتا ہوں جرأت مند اور بہادر ہو گے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تیغ زنی میں کیسے ہو؟''

اس پر کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

''آپ کا جاننے والا کوئی اچھا بلکہ بہت اچھا تیغ زن ہو تو میرا اس سے مقابلہ کروائیے گا۔ پھر آپ خود اندازہ کر لیں گے کہ میری تیغ زنی، حرب و ضرب کے فنون میں کیسا معیار ہے۔''

جواب میں فخر الدین مسکرایا اور کہنے لگا۔

''بہر حال، عز الدین نے تمہیں اپنے حصے کے لشکر میں شامل کر لیا ہے اور تمہارے نام کا میں نے وہاں اندراج بھی کروا دیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں یا نہ جاؤں، تم مستقر میں جا کر عز الدین کے تحت کام کرنے والے سالاروں سے تعارف کراؤ گے تو وہ جان جائیں گے اور تمہیں اپنے لشکر میں شامل کر لیں گے۔ (یاد رہے، یہ عز الدین

Marfat.com

وہی ہے جو بعد میں غیاث الدین بلبن کے نام سے ہندوستان کا بادشاہ بنا اور یہ سلطان شمس الدین التمش کا داماد بھی تھا) جس روز تم مروشہر کی مہم پر روانہ ہوئے تھے، دبے دبے الفاظ میں تم نے مجھے اپنی تیغ زنی، تیر اندازی اور نیزہ بازی کا ذکر ضرور کیا تھا۔ تمہارے بعد کچھ ایسا ہوا کہ میرے کچھ جاننے والوں کو ایک ایسے نوجوان کی ضرورت پیش آ گئی جو ان کی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کو تیغ زنی کی تربیت دے سکے۔ میں نے ان سے تمہارا نام لے لیا۔ لہٰذا وہ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ میں تم سے ان کا تعارف کراؤں۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ وہ شخص چند دن کے لئے دہلی سے باہر گیا ہوا ہے لہٰذا جب واپس آئے گا تو میں اسے تم لوگوں سے ملوا دوں گا۔ تم لوگ آپس میں معاملہ طے کر لینا۔ اگر وہ تیغ زنی اور تیر اندازی کی تربیت لینے کے لئے تیار ہو جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

فخر الدین کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان جستجو بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"وہ لوگ کون ہیں اور جن کو تربیت دینی ہے وہ عمر کے کس حصے میں ہیں؟"

اس پر فخر الدین مسکرایا اور کہنے لگا۔

"سنو، جن لوگوں کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے، وہ پہلے ہندو تھے، اب اسلام قبول کیا ہے۔ دو لڑکیاں ہیں۔ ایک کا نام رایان اور دوسری کا نام لبانہ ہے۔ ان کی دادی کا نام کیتھر دیوی تھا، وہ راج کماری تھی اور اسی نے اسلام قبول کیا تھا۔"

اس پر کذلک خان پھر جستجو بھرے انداز میں پوچھ بیٹھا۔

"اگر وہ راج کماری تھی، اس نے اسلام قبول کیا تھا تو یقیناً وہ دہلی کی رہنے والی نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ دہلی میں تو کوئی راجہ نہیں ہے۔ اگر وہ راج کماری تھی تو یقیناً اس کا باپ کہیں راجہ ہو گا اب یہ تو آپ بتائیں گے کہ وہ کہاں کا راجہ اور حکمران تھا؟"

اس پر کچھ سوچتے ہوئے فخر الدین کہنے لگا۔

"ان کے حالات ذرا طویل ہیں۔ کہیں سفر سے آنے کے بعد وہ حالات سنتے ہوئے تم اُکتا نہ جاؤ۔"

اس پر کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''سفر کے باعث میں کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہا۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو ان کے حالات مجھے سنائیں۔ ان کے حالات سننے کے بعد ہی میں جائزہ لوں گا اور فیصلہ کروں گا کہ مجھے واقعی ان کی تربیت کے کام کی پیش کش کو قبول کرنا چاہئے کہ نہیں۔''

جواب میں فخر الدین نے گلا صاف کیا اور بولا۔

''اچھا، اگر تم ان کے حالات تفصیل کے ساتھ سننا ہی چاہتے ہو تو سنو۔''

پھر فخر الدین کہنے لگا۔

''دیکھو میرے بھائی! محمد بختیار خلجی نام کا ایک شخص تھا۔ ذات کا ترک تھا۔ غور شہر کا رہنے والا تھا۔ بڑا جواں مرد، سرگرم، مستعد، دلیر، بہادر، عقل مند اور شجاع انسان تھا۔ اپنے قبیلے کے ساتھ وہ غزنی شہر کے نواح میں مقیم ہوا۔ وہاں سے اپنے قبیلے کو لے کر نکلا اور سلطان شہاب الدین غوری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس محمد بختیار خلجی کی وضع قطع اور شکل وصورت اچھی نظر نہ آتی تھی لہٰذا سلطان شہاب الدین غوری نے اسے اس وقت اپنے لشکر میں شامل نہ کیا جس وقت وہ اپنے مغربی علاقوں میں مقیم تھا۔

چنانچہ یہی محمد بختیار خلجی، مایوس ہو کر غزنی سے ہندوستان پہنچ گیا۔ دہلی پہنچا تو یہاں بھی وہی صورت پیش آئی جو غزنی شہر میں سلطان شہاب الدین غوری کے سامنے پیش آئی تھی۔ ہندوستان میں بھی ظاہری شکل وصورت کو دیکھتے ہوئے کسی نے بھی اسے لشکر میں کسی اچھے عہدے کی پیش کش نہ کی۔ چنانچہ یہی محمد بختیار خلجی آخر مایوس ہو کر دہلی سے بدایوں چلا گیا اور وہاں کے جاگیردار سپہ سالار حسن نے اس کے لئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا۔

کچھ مدت بعد محمد بختیار اور میں، وہاں کے حاکم حسام الدین کے پاس پہنچ گیا کیونکہ اس نے اچھا گھوڑا اور عمدہ اسلحہ فراہم کر لیا تھا اور چند مقامات پر جواں مردی اور بہادری بھی دکھائی تھی لہٰذا حسام الدین نے کچھ حوالے اس کے سپرد کر دیئے۔

محمد بختیار خلجی بہادر اور دلیر آدمی تو تھا ہی چنانچہ اس نے ان علاقوں میں جو بہار میں شامل تھے، چند مرتبہ یورشیں کیں اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس طرح ان کارروائیوں میں اس نے گھوڑے، ہتھیار اور مسلح لشکری اپنے گرد جمع کر لئے اور یوں

Marfat.com

اس کی شہرت میں اضافہ ہونے لگا۔

اس شہرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے اطراف میں جہاں جہاں بھی خلجی ترک بیٹھے ہوئے تھے، وہ اٹھ اٹھ کر اسی محمد بختیار خلجی کے پاس جانے کے لئے بہار کا رخ کرنے لگے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کا ذکر سلطان قطب الدین ایبک تک پہنچ گیا۔ سلطان نے اس کے لئے خلعت بھیجی اور زیادہ سے زیادہ اعزاز عطا کئے۔ یہ اعزاز اس کے حوصلے کے لئے مہمیز بن گئے۔ چنانچہ وہ لشکر کے ساتھ بہار میں گھس گیا اور جابجا لوٹ مار کی۔ ایک دو سال اسی حالت میں گزارے، پھر پورے بہار کو اپنے ماتحت کرنے کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔

سب سے پہلے یہی محمد بختیار خلجی، دو سو سواروں کے ساتھ بہار نام کے قلعے کے دروازے پر پہنچا اور اچانک جنگ شروع کر دی۔ اس کے لشکر میں فرغانہ کے دو بڑے دانش ور بھائی تھے۔ ایک کا نام صمصام الدین اور دوسرے کا نام نظام الدین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو عقل اور دانش عطا کی تھی۔ اسی صمصام الدین کا کہنا تھا کہ جب لشکر قلعے کے دروازے پر پہنچا اور لڑائی چھڑی تو ہم دونوں بھائی بھی جانثار غازیوں کی فوج میں شامل ہو گئے۔ محمد بختیار خلجی قوت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے بغلی دروازے میں گھس گیا اور قلعہ فتح کر لیا۔

اس قلعے سے محمد بختیار خلجی کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ بہار کے اکثر باشندے برہمن تھے، انہوں نے سر منڈوا رکھے تھے، وہ سب مارے گئے۔ وہاں کتابیں بے شمار تھیں۔ مسلمانوں کو کتابوں کا علم ہوا تو وہاں کی ہندوؤں کی ایک جماعت کو بلایا گیا کہ بتائیں ان میں کیا لکھا ہے؟ کتابوں کے بارے میں جاننے والے سارے مارے جا چکے تھے۔ آخر معلوم ہوا، قلعہ اور شہر دراصل مدرسہ تھے۔ اس لئے کہ ہندوؤں کی زبان میں بہار کے معنی ہی مدرسے کے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فخر الدین رکا، گلا صاف کیا، دوبارہ وہ کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز! اس فتح کے بعد محمد بختیار خلجی بہت سا مال غنیمت لے کر لوٹا اور سلطان قطب ادین ایبک کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان سے اعزاز اور اکرام

Marfat.com

حاصل کیے۔ امرائے مرکز میں سے ایک گروہ نے جب دیکھا کہ محمد بختیار کا ذکر ہر طرف پھیلا ہوا ہے، اس کی خوب عزت ہو رہی ہے اور اسے گراں قدر انعام مل رہے ہیں تو ان کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ عیش ونشاط کی ایک مجلس میں انہوں نے طعنے اور تذلیل کی غرض سے مزاج کی باتیں صاف صاف، نیز مذموم طریقے پر کہیں۔

معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ قصرِ سفید میں ایک ہاتھی سے محمد بختیار کو جنگ کا حکم ہوا۔ محمد بختیار خلجی نے ایک گرز ہاتھی کی سونڈ پر ایسا مارا کہ وہ بھاگ نکلا۔ محمد بن بختیار نے اس کا تعاقب کیا۔ یہ کیفیت دیکھتے ہی سلطان قطب الدین ایبک نے اسے اپنے پاس سے بھی انعام دیا اور امراء کو بھی انعام دینے کا حکم دیا۔ غرض انعام اس قدر ملا کہ اسے تحریر ہی میں نہ لایا جا سکتا تھا لیکن جو کچھ اسے ملا اس نے اسی مجلس میں خلقِ خدا کو بانٹ دیا۔ چنانچہ سلطان قطب الدین ایبک کی خوشنودی اور خوشنوائی حاصل کر کے محمد بختیار خلجی واپس بہار کی طرف چلا گیا تھا۔

جب یہ واپس پہنچا تو اس کی شہرت، اس کی بہادری کے قصے دور اور نزدیک تک پھیل گئے یہاں تک کہ اس کی شہرت راجہ رائے لکھمینہ تک پہنچی۔

جہاں تک راجہ رائے لکھمینہ کا تعلق تھا تو اس کا مرکزِ حکومت ندبا شہر تھا۔ لکھمینہ بہت بڑا راجہ تھا۔ اسی سال حکومت کر چکا تھا۔ بہار میں اس سے متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ بھی مشہور تھا۔ اس سے متعلق کہا جاتا تھا کہ جب اس کا باپ فوت ہوا تو لکھمینہ، ماں کے پیٹ میں تھا اور اربابِ اختیار نے تاج، لکھمینہ کی ماں کے پیٹ پر رکھ دیا اور سب اس کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

اس خاندان کے راجاؤں کو اہلِ ہند میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ گویا انہیں خلیفہ کی جگہ سمجھا جاتا تھا۔ لکھمینہ کی ولادت کا وقت جب نزدیک آیا اور بچے کی پیدائش کے آثار نمودار ہوئے تو نجومیوں اور براہمنوں کو جمع کیا گیا کہ وہ زائچہ دیکھیں۔

چنانچہ انہوں نے اتفاقِ رائے سے کہا اگر دو گھڑی کے اندر اندر ولادت ہو گئی تو یہ معاملہ حد درجہ نحوست کا ہو گا اور بچہ کبھی مسندِ حکومت تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور دو گھڑی گزر جانے کے بعد ولادت ہو گی تو بچہ اسی سال تک حکومت کرتا رہے گا۔

جب لکھمینہ کی ماں نے نجومیوں کا یہ فیصلہ سنا تو کہا، میرے دونوں پاؤں خوب

Marfat.com

باندھ دو اور اُلٹا لٹکا دو۔ نجومیوں کو بٹھا دیا گیا کہ وہ زائچہ دیکھتے رہیں۔ جب نحوست کا وقت گزر گیا تو لکھمینہ کی ماں کو اتارا گیا۔ لکھمینہ کی پیدائش کے بعد اس کی ماں نے جو دو گھڑی تک اُلٹے لٹکے رہ کر درد کی شدت برداشت کی تھی، اس کے نتیجے میں وہ فوت ہو گئی۔ بہر حال یہی لکھمینہ مسند نشین ہوا اور اسی سال حکمرانی کی۔

محمد بختیار خلجی جب سلطان قطب الدین ایبک سے ملنے کے بعد واپس گیا تب اُس کی شہرت کا چرچا رائے لکھمینہ تک پہنچا۔ چنانچہ لکھمینہ نے اپنی مملکت کے سارے نجومیوں، برہمنوں اور دانش وروں کو طلب کر لیا۔ جب یہ سب لوگ راجہ کے پاس آئے تب راجہ لکھمینہ نے محمد بختیار خلجی سے متعلق پوچھا۔

اس پر نجومیوں نے اپنا حساب لگاتے ہوئے راجہ سے کہا کہ ہمارا ملک ترکوں کے قبضے میں آ جائے گا اور وہ وقت نزدیک آ گیا ہے۔ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام لوگ ملک خالی کر دیں تاکہ ترکوں کے فتنے سے محفوظ رہیں۔ راجہ کو یہ بات قبول کر لینی چاہئے۔

جب نجومیوں نے یہ بات کہی، تب راجہ نے پوچھا۔

''جو شخص ہمارے ملک پر مسلط ہو گا کیا تمہاری کتابوں میں اس کے متعلق کوئی نشانی بھی بتائی گئی ہے؟''

برہمنوں نے کہا۔

''نشانی یہ ہے کہ جب وہ شخص سیدھا کھڑا ہو گا اور ہاتھ چھوڑے گا تو اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے بھی نیچے پہنچ جائیں گے اور اس کے ہاتھوں کی انگلیاں پنڈلیوں سے چھوئیں گی۔''

یہ سن کر راجہ نے کہا کہ اچھا، یہ معاملہ ہے تو معتبر آدمیوں کو بھیج کر چھان بین کرائی جائے کہ محمد بختیار کے قامت میں یہ نشانیاں موجود ہیں۔

چنانچہ راجہ کے آدمی محمد بختیار خلجی کی طرف گئے، اس کا جائزہ لیا اور جب یہ نشانیاں بختیار خلجی میں ثابت ہو گئیں تو اکثر برہمن اور ساہوکار، ندیا کی اس مملکت کو چھوڑ کر بنگال کے مشرقی علاقے سنارگاؤں کی طرف چلے گئے جو موجودہ ڈھاکہ سے [illegible]رہ تیرہ میل کے فاصلے پر تھا۔

Marfat.com

چنانچہ جن دنوں راجہ لکھمیہ کے نجومیوں نے یہ پیش گوئی کی تھی، اس کے دوسرے ہی سال بختیار خلجی نے لشکر تیار کیا اور وہ بہار سے نکل کر اچانک ندیا کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ اس موقع پر بختیار خلجی کے ساتھ اٹھارہ ہزار بہترین جنگجو سوار تھے اور کچھ لشکر پیچھے بھی آ رہا تھا۔

محمد بن بختیار، ندیا پہنچا تو کسی کو دکھ اور تکلیف نہ دی۔ اطمینان اور سکون کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ کسی کو خیال بھی نہ ہوا کہ یہ محمد بن بختیار ہے۔ عام لوگ یہی سمجھتے رہے کہ یہ تاجر ہیں جو گھوڑے فروخت کرنے کے لئے لائے ہیں۔ لکھمینہ کے محل کے دروازے پر پہنچنے کے بعد بختیار خلجی اور اس کے لشکریوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں اور حملہ شروع کر دیا۔ جس وقت بختیار خلجی نے یہ کارروائی شروع کی اس وقت راجہ دستر خوان پر بیٹھا تھا اور کھانے سے بھرے ہوئے سنہری اور قیمتی برتن معمول کے مطابق سامنے رکھے ہوئے تھے۔

اسی اثناء میں محل اور شہر کے اندر چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ جب راجہ پر حقیقتِ حال واضح ہوئی کہ محمد بن بختیار خلجی محل اور حرم سرا کے اندر پہنچ چکا ہے اور کچھ لوگ مارے جا چکے ہیں تو راجہ ننگے پاؤں محل کے پچھلے دروازے سے بھاگ گیا۔ خزانہ، حرم، نوکر چاکر، درباری عورتیں سب کچھ محمد بن بختیار خلجی کے قبضے میں چلے گئے۔ مالِ غنیمت میں ہاتھی بہت زیادہ تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھ اتنی دولت آئی، جو تحریر میں نہیں سما سکتی۔ چنانچہ بختیار خلجی نے شہر فتح کر کے قبضہ کر لیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

رائے لکھمینہ، مشرقی بنگال کے سنارگاؤں کی طرف چلا گیا۔ اسی اثناء میں وہ فوت ہو گیا۔ اسی راجہ لکھمینہ کی بہن اور ایک بیٹی اپنے کچھ عزیز و اقارب کے ساتھ بھاگ کر دہلی آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک بڑی عالی شان حویلی خریدی، اس میں رہائش اختیار کر لی۔ بہن کا نام سیر دیوی اور بیٹی کا نام کیتھر تھا۔ دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ سیر دیوی تو مر گئی، کیتھر نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام اسماء رکھ لیا اور ایک ترک، جمال الدین سے شادی کر لی۔ اسی اسماء کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اور یہی اسماء اور اس کا شوہر جمال الدین چاہتے ہیں، کوئی اچھا تیغ زن شریف انسان ہو جو ان کی بیٹیوں اور بیٹے کو تیغ زنی کی تربیت دے۔"

Marfat.com

فخرالدین جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے کذلک خان پھر بول اٹھا۔

''محترم فخرالدین! پہلے یہ کہو کہ اسماء خاتون اور اس کے شوہر جمال الدین کی بیٹیوں اور بیٹے کی عمر کیا ہو گی؟''

مسکراتے ہوئے فخرالدین کہنے لگا۔

''بڑی بیٹی کا نام رایان ہے۔ انتہا درجہ کی خوب صورت ہے۔ تم نے استر کو تو دیکھا ہے، میں بھی استر کو دیکھ چکا ہوں۔ میں نے اپنے ذہن میں استر کی جو خوب صورتی، کشش اور جذب کا نقشہ کھینچ رکھا تھا، استر اس سے بھی کہیں زیادہ خوب صورت اور پُرکشش نکلی۔ خصوصیت کے ساتھ اس استر کی آنکھیں جو گہری نیلی ہیں ایسے ہیں جیسے کوئی انتہائی بے کنار جھیل ہو جس میں انسان ڈوب جائے۔ جہاں تک جمال الدین کی بیٹی رایان کا تعلق ہے تو یاد رکھنا وہ بھی استر جیسی ہی خوب صورت اور دراز قد ہے اور بچپن سے نکل کر شباب میں داخل ہو رہی ہے۔ اس کی چھوٹی بہن کا نام لبانہ ہے اور ان کا بھائی جس کا نام قدر خان ہے وہ دونوں بہنوں سے چھوٹا ہے۔ اب بولو، تم کیا کہتے ہو؟''

فخرالدین کے اس سوال کے جواب میں کذلک خان کہنے لگا۔

''میں نے اب کچھ نہیں کہنا۔ میں اس موضوع پر سوچوں گا کہ میں انہیں تیغ زنی کی تربیت دینے کا کام کر سکتا ہوں یا نہیں۔ آپ سے میری گزارش یہ ہے کہ آپ پہلے مجھے وہ مکان دکھائیں جس میں، میں نے رہائش اختیار کرنی ہے۔ مکان دیکھنے کے بعد پھر میں مستقر کا رخ کروں گا اور دیکھوں گا کہ اگر اس مکان کے بجائے مستقر ہی میں رہائش اختیار کر لوں تو کیسا رہے گا۔ ساتھ ہی محترم فخرالدین! آپ نے عزالدین اور اس کے جس سالار کا ذکر کیا ہے، ان سے بھی ملوں گا۔ اس طرح اس لشکر میں اپنا کوئی مقام بنانے کی کوشش کروں گا۔''

اس پر فخرالدین اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''کذلک خان! اس موقع پر میری ایک بات یاد رکھنا۔ اگر نہیں رکھو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔''

فخرالدین کا لہجہ اچانک بدلتے دیکھ کر کذلک خان بھی سنجیدہ ہو گیا تھا اور غور سے

Marfat.com

اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا ہوا؟''

اس پر فخرالدین کہنے لگا۔

''میں تم سے یہ کہنے والا تھا کہ یہ راز کبھی ایتمر اور اس کے اہلِ خانہ پر عیاں نہ کرنا کہ مرو شہر کے نواح سے انہیں لینے میں نہیں، تم گئے تھے۔ نہ ہی ان سے زیادہ میل جول رکھنا، نہ ہی ان کے ہاں آنا جانا۔''

اس موقع پر گھورنے کے انداز میں فخرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''محترم فخرالدین! آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ میرا نہ ان سے کوئی تعلق ہے، نہ رشتہ، نہ رابطہ۔ نہ وہ مجھے چہرے سے پہچانتے ہیں، نہ ہی میں ان سے ملنے کا کوئی اتنا شوقین ہوں۔ آپ مجھے ان باتوں میں نہ اُلجھائیں۔ میں کبھی بھی ان سے نہیں ملوں گا۔ مجھے وہ مکان دکھائیں جہاں میں نے قیام کرنا ہے۔''

اس پر فخرالدین اسے لے کر حویلی سے نکلا تھا۔

Marfat.com

تھوڑی دیر بعد فخر الدین ایک مکان کے پاس رکا اور اس مکان کے دروازے پر اُس نے دستک دی تھی۔

پہلی ہی دستک پر دروازہ کھل گیا اور جس نوجوان نے دروازہ کھولا تھا، اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کذلک خان کو مخاطب کر کے فخر الدین کہنے لگا۔

''یہ شخص میرے خادموں میں سے ایک ہے۔ تمہاری غیر موجودگی میں جب میں نے مکان لیا تو یہی اس مکان میں قیام کرتا تھا۔ میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تمہارے لئے ایک اچھا گھوڑا بھی خریدوں گا۔ ذرا اندر آؤ۔''

اس کے ساتھ ہی فخر الدین کے ساتھ کذلک خان جب حویلی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا حویلی کے بائیں طرف جو چھوٹا سا ایک اصطبل تھا، وہاں ایک انتہائی خوب صورت اور توانا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کے بعد فخر الدین نے سامنے والے دو کمرے اسے دکھائے، جہاں مسہریوں پر بستر لگے تھے، سونے کا اہتمام تھا۔ بیرونی دروازے کے قریب ہی دائیں جانب دیوان خانہ تھا، جس کے اندر نشستوں کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔ مکان دکھانے کے بعد کذلک خان کو مخاطب کر کے فخر الدین کہنے لگا۔

''اب اگر تم آرام کرنا چاہتے ہو تو آرام کرو۔ میں جاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی فخر الدین اپنے اس خادم کو لے کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

چند روز کے بعد کذلک خان نے ایک روز تھوڑی دیر تک لیٹ کر آرام کیا، نہانے

Marfat.com

کے بعد اس نے لباس تبدیل کیا، اصطبل کی طرف آیا، گھوڑے کا جائزہ لیا، گھوڑے کے سر پر ہاتھ پھیرا، گردن تھپتھپائی، پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ گھوڑا اپنے دونوں کان بالکل پیچھے کی سمت سیدھے کر کے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر کذلک خان، جو ذات کا ترک تھا، گھڑ سواری کا بھی ماہر تھا، گھوڑے کے منہ کے پاس آیا، اس کا منہ اپنے ایک ہاتھ پر رکھا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ماتھے اور اس کے منہ پر پھیرنے لگا۔ اس طرح گھوڑے نے اپنے کان سیدھے اوپر کر لئے تھے۔ اس طرح گویا وہ کذلک خان سے دوستی کر رہا تھا۔

اس کے بعد کذلک خان نے گھوڑے پر زین ڈالی، اُس کا تنگ کسا، اُسے دھانا چڑھایا، گھوڑے کو لے کر باہر نکلا، مکان کو تالا لگایا، گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر اس نے ایک طرف دوڑا دیا تھا۔

مستقر کی طرف جانے کے لئے جس وقت کذلک خان دہلی کی ایک شاہراہ پر اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا جا رہا تھا تو اچانک وہ بدکتے ہوئے چونک پڑا۔ اس لئے کہ شاہراہ پر مستی پر آیا ہوا ایک دیو قامت ہاتھی بری طرح چیخ چنگھاڑ رہا تھا۔ لوگ اس سے بچنے کے لئے ادھر اُدھر ہو رہے تھے۔ مہاوت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا تھا کہ ہاتھی کو اپنے قابو میں کرے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ ایک موقع پر جب مہاوت نے ہاتھی کو قابو کرنے کے لئے اس پر سختی شروع کی، تب بپھرے ہوئے ہاتھی نے اچانک مہاوت کو سونڈ میں لپیٹا اور قریبی دیوار سے پٹخ دیا۔ مہاوت بے چارہ دیوار سے ٹکرانے کے بعد بے سدھ سا ہو گیا تھا، کراہنے لگا تھا۔

بازار میں اب لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ اچانک ہاتھی کے سامنے چار گھڑ سوار آ گئے۔ ان گھڑ سواروں میں سے دو لڑکیاں، ایک لڑکا اور ایک ڈھلی ہوئی عمر کا شخص تھا۔ اچانک بپھرے ہوئے ہاتھی نے ایک لڑکی کو اپنی سونڈ میں لپیٹتے ہوئے اس کے گھوڑے سے اُچک لیا اور مہاوت ہی کی طرح اسے دیوار سے دے مارنا چاہتا تھا کہ اچانک کذلک خان اپنے گھوڑے سے کود پڑا۔ اس لئے کہ گھوڑا کذلک خان سے ناآشنا تھا اور کذلک خان بھی گھوڑے کے لئے اجنبی تھا لہٰذا وہ گھوڑے کو اپنی مرضی کے مطابق حرکت میں نہیں لا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ آگے بڑھتے

Marfat.com

ہوئے گھوڑا بدک بھی رہا تھا۔ چنانچہ گھوڑے سے کود کر ایک ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لئے کذلک خان، ہاتھی کی طرف بڑھا۔ ہاتھی ،لڑکی کو گھماتے ہوئے پٹخنے ہی لگا تھا کہ اچانک کذلک خان نے اپنی تلوار کی نوک اُس کی سونڈ میں چبھو دی۔ تلوار کا سونڈ میں چبھنا تھا کہ ہاتھی نے چنگھاڑتے ہوئے لڑکی کو چھوڑ دیا۔ لڑکی بے چاری بدحواس ہو رہی تھی، بھاگتی ہوئی ایک طرف ہو گئی۔ اس کے ساتھی گھڑسوار اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر ایک دیوار کی اوٹ میں چلے گئے تھے۔ بپھرا ہوا ہاتھی اب کذلک خان کی طرف متوجہ ہوا تھا اس لئے کہ کذلک خان نے اپنی تلوار کی نوک اس کی سونڈ میں چبھوتے ہوئے خود اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا تاکہ وہ لڑکی کو چھوڑ دے اور اس کی طرف دھیان دے۔ چنانچہ ہاتھی نے بھی ایسا ہی کیا۔ لڑکی کو اس نے چھوڑ دیا اور بپھرے ہوئے انداز میں وہ کذلک خان کی طرف بڑھا۔ ہاتھی کے اپنی طرف بڑھنے سے پہلے ہی کذلک خان نے اپنی تلوار فضا میں بلند کر لی تھی اور جونہی ہاتھی کی سونڈ اس کے قریب آئی، ایک طوفانی انداز میں اس نے اپنی تلوار گرائی اور ہاتھی کی سونڈ اس نے کاٹ کر رکھ دی تھی۔

سونڈ کا کٹنا تھا کہ ہاتھی بلبلا اٹھا۔ پہلے کی نسبت بازار میں زیادہ مستی کرنے لگا تھا۔ اب وہ لوگوں کے پیچھے بھاگ دوڑ تو نہیں رہا تھا، چیخ چلا رہا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ آگے بڑھ کر کذلک خان کو ٹکر مارے اور اس کا کام تمام کر دے۔ کذلک خان بھی بڑا محتاط تھا۔ جس وقت ہاتھی، جنونی انداز میں کذلک خان کے درپے ہو رہا تھا، کذلک خان بڑی پھرتی اور تیزی کے ساتھ اس کے پشتی حصے کی طرف گیا۔ قبل اس کے کہ ہاتھی اس کی طرف مڑتا، اپنی تلوار بلند کر کے کذلک خان نے جب دو مرتبہ اس کی ٹانگ پر گرائی تو ہاتھی کی ٹانگ پر گہرا زخم آ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ پہلے کی نسبت کم حرکت کرنے لگا تھا۔ پھر جب بڑی مشکل سے مڑنے لگا، تب ایسے ہی دو وار کذلک خان نے جب اس کی دوسری ٹانگ پر کئے، تب ہاتھی اپنی زخمی ٹانگوں پر اپنا بوجھ نہ سنبھال سکا اور زمین پر گر گیا تھا۔ ہاتھی کے گرتے ہی وہاں جمع ہونے والے لوگ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ چھوٹی عمر والے لڑکے اور بچے ہاتھی کے اردگرد ناچنے لگے تھے۔

Marfat.com

اتنے میں ایک مسلح جوان تقریباً بھاگتے ہوئے کذلک خان کے پاس آیا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ادھر چلو۔ تمہیں امیر نے بلایا ہے۔''

کذلک خان نے اس مسلح جوان کی طرف دیکھا، پھر سوالیہ سے انداز میں پوچھا۔

''کس امیر نے بلایا ہے؟''

اس پر وہ مسلح جوان کہنے لگا۔

''وہ سامنے دیکھو، اپنے ساتھیوں کے جلو میں امیر عزالدین کھڑے ہیں۔''

عزالدین کا نام سن کر کذلک خان چونکا تھا۔ اس لئے کہ یہ وہی عزالدین تھا، جو بعد کے دور میں سلطان غیاث الدین کے نام سے ہندوستان کا بادشاہ بنا اور وہی سلطان التمش کا داماد بھی تھا۔ چنانچہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کذلک خان اس مسلح جوان کے ساتھ ہولیا۔

قریب جا کر اس نے عزالدین کو سلام کیا۔ عزالدین جو اس وقت اپنے گھوڑے سے اتر کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا، مسکرایا، آگے بڑھ کر اس نے کذلک خان کا شانہ تھپتھپایا، کئی بار اسے شاباش دی، پھر کہنے لگا۔

''تم نے اس ہاتھی کو بے کار کر کے کئی لوگوں کی جان بچائی ہے۔ اور یہ ایسا کارنامہ ہے جس کو کوئی آدمی سرانجام نہیں دے سکتا۔ اور تم تو ابھی نوعمر ہو۔ کب سے اس شہر میں ہو؟ تمہیں تو سلطان کے لشکر میں سالار ہونا چاہئے۔''

عزالدین کے ان الفاظ پر کذلک خان نے خوشی کا اظہار کیا، پھر کہنے لگا۔

''شاید آپ کے لشکر کے ایک امیر فخر الدین نے آپ سے میرے متعلق بات کی ہو۔''

اس پر عزالدین نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''تم سے متعلق کسی فخر الدین نے بات نہیں کی۔ تمہارا نام کیا ہے؟''

''میرا نام کذلک خان ہے۔'' غور سے عزالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے کہا تھا۔

عزالدین نے پھر نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے سامنے فخرالدین نے تمہارا کوئی ذکر نہیں کیا۔''
اس پر کذلک خان کہنے لگا۔
''امیر! میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ بس یوں جانیں، غلام کی حیثیت سے اس شہر میں لایا گیا۔ فخرالدین نے مجھے خریدا اور مجھ سے ایک کام لیا اور وہ کام بڑا کٹھن تھا اور اس کام کے صلے میں اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ اس نے مجھے لشکر میں شامل کرا دیا ہے اور میرا نام لشکریوں کی فہرست میں داخل بھی کر دیا گیا ہے۔''
اس پر مسکراتے ہوئے عزالدین نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔
''اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میرے خیال میں اس نے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ تم کہاں سے آئے ہو اور کن حالات میں غلام بنے؟''
اس پر دکھ بھرے انداز میں کذلک خان کہنے لگا۔
''امیرِ محترم! میں دریائے آمو کے اس پار قراختائی قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ بس منگولوں کی وجہ سے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ بکتا ہوا ان سرزمینوں میں آ پہنچا ہوں۔''
کذلک خان کے یہ الفاظ سن کر عزالدین کی آنکھیں نم ناک ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر وہ ہونٹ کاٹتا رہا، پھر کہنے لگا۔
''تم جیسے جوان کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''
پھر اپنے ایک محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے عزالدین کہنے لگا۔
''میرے لشکر میں اس کذلک خان کا نام اچھے سالاروں میں سرِ فہرست لکھو۔''
اُس سالار نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔ یہاں تک کہ عزالدین نے پھر کذلک خان کو مخاطب کیا۔
''یہ کہو، تمہاری رہائش کہاں ہے؟''
اس پر بڑی عاجزی اور انکساری میں کذلک خان کہنے لگا۔
''امیر! آپ کے لشکر کے اُسی سالار نے، نام جس کا فخرالدین ہے مجھے کسی سے مکان لے دیا ہے جو تین کمروں پر مشتمل ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس مکان کا چھ ماہ معاوضہ اس نے ادا کر دیا ہے۔ چھ ماہ تک تو میں اس میں رہ سکتا ہوں، اس کے بعد

Marfat.com

شاید مجھے اپنا کوئی بندوبست کرنا پڑے۔"

عزالدین نے پھر اپنے اسی سالار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اگر یہ فخرالدین کے مہیا کردہ اس مکان میں نہ رہنا چاہے تو اس کی رہائش کا اہتمام مستقر میں کسی اچھی جگہ کرنا۔ اس کا خیال بھی کرنا، اس کا احترام بھی کرنا۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ آنے والے دور میں تم لوگوں کو اس کے ماتحت ہی کام کرنا پڑے۔"

اس موقع پر عزالدین، کذلک خان کو مخاطب کر کے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہاں آن کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بھی اپنے گھوڑوں کی باگ پکڑے ہوئے تھے اور جو دو لڑکیاں تھیں، ان میں سے ایک وہ تھی جسے اپنی سونڈ میں جکڑ کر ہاتھی نے پٹخنا چاہا تھا کہ آگے بڑھ کر کذلک خان نے اسے بچایا تھا اور ہاتھی کی سونڈ میں اپنی تلوار چبھوتے ہوئے ہاتھی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور ہاتھی نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا تھا۔

جب وہ بوڑھا اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہاں آن کھڑا ہوا، تب عزالدین اُس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔ لگتا تھا عزالدین اسے جانتا تھا۔ پھر اس بوڑھے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جمال الدین! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے دیکھا، تمہاری بیٹی کو ہاتھی نے جکڑ لیا تھا لیکن اس نوجوان نے تمہاری بیٹی کو بچا لیا۔"

اس پر جمال الدین نے کذلک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"امیر! اسی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تو آیا ہوں۔"

پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے جمال الدین کہنے لگا۔

"بیٹے! میرا نام جمال الدین ہے۔ ذرا اپنا نام کہو۔"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"میرا نام کذلک خان ہے۔"

کذلک خان کا نام سن کر جمال الدین مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میرے خیال میں تمہارا ہی ذکر مجھ سے فخرالدین نے کیا تھا اس لئے کہ مجھے کسی

Marfat.com

ایسے تیغ زن کی ضرورت تھی جو میری دونوں بیٹیوں اور بیٹے کو تیغ زنی کی تربیت دے۔ اور میرا خیال ہے، فخر الدین نے تمہارا ہی نام لے کر تمہارا ذکر کیا تھا۔''

اس پر کذلک خان نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جمال الدین کہنے لگا۔

''واہ! ملاقات بھی تم سے ہوئی تو کس جگہ ہوئی۔ بہر حال، خوب ہوئی۔''

اس گفتگو پر دونوں لڑکیاں اور لڑکا بھی مسکرا رہے تھے۔ پھر جمال الدین نے دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ میری بڑی بیٹی رایان اور اس کے ساتھ چھوٹی بیٹی لبانہ ہے اور ان کے ساتھ میرا بیٹا قدر خان ہے۔''

اس موقع پر جمال الدین کی بڑی بیٹی رایان، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے میری جان بچائی۔ اگر آپ بروقت نہ آتے اور گھوڑے سے کود کر ہاتھی کی سونڈ میں اپنی تلوار کی نوک چبھو کر اسے میرے بجائے اپنی طرف متوجہ نہ کرتے تو ہاتھی تو میرا کام تمام کر چکا ہوتا۔ میں ایک بار پھر آپ کی شجاعت، جواں مردی، مدد اور اعانت پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔''

رایان کی اس گفتگو کا جواب کذلک خان دینا ہی چاہتا تھا کہ جمال الدین بول اٹھا۔

''کذلک خان! میرے عزیز! فخر الدین نے مجھ سے تمہارا ذکر کیا تو میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم بڑی عمر کے تیغ زن ہو گے۔ لیکن تم ابھی نوعمر ہو۔ بہر حال، بیٹے! تم نے اپنی شجاعت اور جواں مردی سے ثابت کر دیا ہے کہ جس تیغ زن کی ہمیں اپنی بچیوں اور بچے کو تربیت دینے کی ضرورت تھی، وہ تم سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب یہ کہو بیٹے! کیا تم ہمارا یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو؟ .... فخر الدین نے مجھ سے کہا تھا کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو، کسی کام کے سلسلے میں گئے ہو۔ دیکھو، انکار مت کرنا بیٹے! فخر الدین نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ تم اکیلے ہو، ماں باپ نہیں ہیں، غلام کی حیثیت سے اس شہر میں

Marfat.com

داخل ہوئے تھے۔ بچے! اب یہ بتاؤ کہ میں تمہیں کب لینے آؤں؟ یا تم ہمارے ہاں کب آؤ گے؟"

جمال الدین کے ان الفاظ پر کذلک خان جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عزالدین بول اٹھا، کہنے لگا۔

"جمال الدین! اس کذلک خان کو میں نے اپنے لشکر میں شامل کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ لشکر کا بہترین، عمدہ اور نایاب سالار ثابت ہو گا۔ جمال الدین! شاید تمہیں خبر ہو گی کہ جالور کے راجہ اڑیسہ نے سلطان کے خلاف علم بغاوت کھڑا کر دیا ہے۔ اس نے اپنی عسکری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ چند روز تک سلطان لشکر لے کر جالور کے راجہ اڑیسہ کے خلاف مہم پر نکلے گا۔ اس مہم میں یہ کذلک خان بھی شامل ہو گا۔ فی الحال اسے فخرالدین نے عارضی رہائش مہیا کی ہوئی ہے۔ بہرحال، پہلے یہ دیکھنا ہے کہ جو راجہ اڑیسہ کے ساتھ ہماری جنگ در پیش ہے، اس میں یہ اپنی کیسی کارگزاری کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کے بعد ہی لشکر میں اس کے منصب اور شہر میں اس کے مقام کا تعین کیا جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عزالدین رکا، پھر کہنے لگا۔

"کذلک خان! میرے اس سالار کے ساتھ تم ابھی مستقر کی طرف جاؤ۔ لشکر کے جس حصے میں تم نے شامل ہونا ہے، اس کے سالاروں سے یہ تمہارا تعارف کروا دے گا۔ ناگہانی صورت میں اگر تمہیں مستقر کے اندر قیام کرنا پڑے تب یہ تمہارے لئے وہاں اچھی رہائش کا اہتمام بھی کر دے گا۔ میرے خیال میں تم اس کے ساتھ جاؤ اور وہاں باقی سالاروں سے مل لو۔ رہا معاملہ محترم جمال الدین کا تو انہیں بھی مایوس نہ کرنا۔ یہ بہت اچھے لوگ ہیں، میرے جاننے والے ہیں۔ یوں سمجھنا کہ ان کے بچے میرے بچے ہیں اور اگر تم ان کی بیٹیوں اور بیٹے کو تیغ زنی کی تربیت دو تو اس میں جمال الدین کی خوشی ہی نہیں، میری بھی خوشی ہو گی۔"

عزالدین کے ان الفاظ پر جمال الدین بھی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! تم پہلے امیر کے کہنے پر اس سالار کے ساتھ مستقر چلے جاؤ۔ یہ جو ذرا

Marfat.com

آگے دائیں جانب مسجد دکھائی دے رہی ہے، میرا بیٹا قدر خان جو میرے ساتھ کھڑا ہے، مغرب کی نماز یہ اسی مسجد میں آ کر پڑھے گا۔ تم بھی اسی مسجد میں آ جانا اور یہ تمہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئے گا۔ بیٹے! میں چاہتا ہوں آج شام کا کھانا تم ہمارے ساتھ کھاؤ۔"

اس پر کذلک خان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور جمال الدین اپنی دونوں بیٹیوں اور بیٹے کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ عزالدین کے کہنے پر کذلک خان اس سالار کے ساتھ مستقر کی طرف ہو لیا تھا۔ اس سالار نے کذلک خان کو مستقر کا کافی حصہ دکھایا، جس لشکر میں کذلک خان کو رکھا جانا تھا، اس لشکر میں چھوٹے بڑے سالار تھے، سب سے کذلک خان کا تعارف کروایا۔ کذلک خان نے کچھ دیر مستقر میں قیام کیا، اس کے بعد چونکہ عزالدین نے اشارہ دے دیا تھا کہ چند روز تک سلطان، جالور کے راجہ اڑیسہ کے خلاف حرکت میں آنے والا ہے اور لشکر کوچ کرے گا، چنانچہ کذلک خان اپنی ضرورت کی کچھ چیزیں خریدنے کے لئے مستقر سے بازار کی طرف ہو لیا تھا۔

ایک کافی بڑی دکان کے سامنے کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ گھوڑے کو باندھنے کے بعد جب وہ اس دکان میں داخل ہوا، تب وہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھٹکا، اس لئے کہ اس وقت دکان میں حسین اور خوب صورت استمر اور اس کی ماں قراطیس دونوں ضرورت کا کچھ سامان خرید رہی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے کذلک خان نے منہ دوسری طرف کر لیا تھا اور اپنی ضرورت کا سامان خریدنے لگا۔ دوسری طرف قراطیس اور استمر بھی سامان خرید رہی تھیں۔ کذلک خان جب دکان کے مالک کو رقم کی ادائیگی کرنے لگا تب اچانک استمر کی نگاہ کذلک خان پر پڑی۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ استمر نے اپنی نگاہیں کذلک خان کے چہرے پر گاڑ دی تھیں۔ کذلک خان نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ استمر اس کی طرف برابر دیکھے جا رہی ہے۔ لہٰذا اس نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور دکان دار کے ساتھ ہی مصروف گفتگو رہا۔ پھر استمر نے اپنے پہلو میں کھڑی اپنی ماں قراطیس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اماں! یہ جو بائیں جانب نوعمر نوجوان کھڑا ہے، ذرا اس کی طرف غور سے

Marfat.com

دیکھو۔ اماں! اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے میں نے ان آنکھوں کو پہلے سے کہیں دیکھ رکھا ہو۔‘‘

اسمتر کے ان الفاظ کے جواب میں قراطیس بھی بڑے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر اسمتر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہنے لگی۔

’’بیٹی! تیرا کہنا درست ہے۔ یہ آنکھیں میں نے بھی کہیں دیکھ رکھی ہیں، پر یاد نہیں پڑتا یہ آنکھیں کس چہرے کی ہیں۔ بیٹی! میرا دل بھی کہتا ہے کہ یہ آنکھیں ہمارے لئے شناسا ہیں۔‘‘

اس پر اسمتر نے پھر متاثر کن انداز میں اپنی نگاہیں کذلک خان کے چہرے پر گاڑ دی تھیں اور کذلک خان کو اس کا احساس ہو گیا تھا کہ دونوں ماں بیٹی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ اس وقت تک اس نے دکاندار کو ادائیگی کر دی تھی، اپنا سامان اس نے سمیٹا اور جب وہ دکان سے نکل رہا تھا تو اچانک نہ جانے اسمتر کو کیا ہوا، اس کے پیچھے بھاگی۔ کذلک خان کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ اسمتر اس کے پیچھے آ رہی ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کے پاس جا رکا اور گھوڑے کی لگام کھولنے لگا۔ اسمتر اس کے قریب آ گئی، اس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

’’دیکھئے، برا نہ مانئے گا کیا آپ مجھے اور میری ماں جو اندر کھڑی ہیں، ان کا نام قراطیس ہے، جانتے ہیں؟‘‘

اس موقع پر کذلک خان نے مصنوعی سی حیرت اپنے چہرے پر بکھیر دی اور چونکنے کے انداز میں کہنے لگا۔

’’خاتون! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو؟ میں نہ تمہیں جانتا ہوں اور نہ تمہاری ماں کو۔ اور پھر دوسری بات یہ کہ میں اس شہر میں اجنبی ہوں، یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں۔‘‘

کذلک کے اس جواب پر اسمتر مایوس اور افسردہ سی ہو گئی تھی، مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ جلدی جلدی کذلک خان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، اسے ایڑ لگاتا ہوا وہاں سے چل دیا تھا۔ اسمتر بڑے غور سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ ایک طرف سے اسمتر کا باپ نیزک خان اور بھائی باربد بھی آ گئے تھے۔ شاید وہ بھی اسمتر اور قراطیس

Marfat.com

دونوں کے ساتھ گھریلو سامان کی خریداری کے لئے بازار آئے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک قراطیس بھی دکان دار کو ادائیگی کر کے اور جو سامان خریدا گیا تھا، وہ لے کر دکان سے باہر آ گئی تھی۔

نیزک اور باربد دونوں باپ بیٹا اس جگہ آ کر رکے جہاں اسمتر پریشان اور فکرمند کھڑی تھی۔ اسے مخاطب کرتے ہوئے نیزک خان بول اٹھا۔

''بیٹی! یہ تم کس کو اس قدر غور اور انہماک سے دیکھ رہی ہو؟''

اسمتر سنبھل سی گئی۔ اس موقع پر قراطیس اپنے شوہر نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک نوجوان اس دکان میں داخل ہوا تھا۔ اس نے ضرورت کی کچھ چیزیں خریدیں۔ دراصل حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسمتر اور مجھے اس کی آنکھیں شناسا اور دیکھی بھالی محسوس ہوئیں۔ اب ہم دونوں ماں بیٹی یہ تو نہیں جان سکیں کہ وہ کس چہرے کی آنکھیں ہیں، لیکن بہرحال اس کی آنکھیں ہم دونوں ماں بیٹی کے لئے شناسا ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قراطیس جب رکی، تب اسمتر اپنی ماں قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اماں! اس کی صرف آنکھیں ہی شناسا نہیں، جب میں نے اس کی گفتگو سنی اور اس نے مجھے مخاطب کیا اور اس کی آواز میری سماعت سے ٹکرائی تو اماں! میری سماعت کا ردعمل یہ تھا کہ اس کی آواز بھی ہمارے لئے جانی پہچانی ہے۔ اب سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون ہے؟ اسے ہم نے کہاں دیکھ رکھا ہے اور یہ ہمیں کہاں ملا؟''

اس موقع پر نیزک خان نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ بڑے پیارے اور شفیقانہ انداز میں اپنی بیٹی اسمتر کے سر پر رکھا اور کہنے لگا۔ ''بیٹی! اگر ایسی کوئی بات ہے تو خداوند نے چاہا تو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ وہ جوان کون ہے اور آپ لوگوں نے اسے کہاں دیکھ رکھا ہے۔ اب چلو، گھر چلتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی چاروں اپنی حویلی کی طرف ہو لئے تھے۔

Marfat.com

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا۔ کذلک خان تھوڑا سا آگے گیا ہوگا کہ ایک جگہ کسی کی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''کذلک خان! رُکو۔''

کذلک خان نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ اس نے دیکھا، ایک طرف سے فخرالدین اپنے گھوڑے پر سوار نکل کر اس کے قریب آیا، کچھ دیر تک کھا جانے والے انداز میں فخرالدین، کذلک خان کو دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''میں نے تم سے کہا تھا کہ کبھی نیزک خان اور اس کے اہلِ خانہ سے ملنے کی کوشش مت کرنا۔ لگتا ہے میری نصیحت، میری تنبیہ، میری باتوں کا تم پر کوئی اثر نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم دکان سے باہر کھڑے ہو کر اسے تمر سے کیا گفتگو کر رہے تھے؟ دیکھو یہی رویہ اختیار کئے رہو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ اگر کسی بھی موقع پر تم نے یہ ظاہر کر دیا کہ مرو شہر سے انہیں لانے والے تم ہو، میں نہیں تو یاد رکھنا، تمہاری اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔''

فخرالدین کی اس گفتگو سے کذلک خان تاؤ کھا گیا تھا، اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا اور کہنے لگا۔

''فخرالدین! میں اب تمہارا غلام نہیں۔ تم نے میرے ساتھ ایک معاملہ طے کیا تھا کہ ان لوگوں کو میں مرو شہر کے نواح سے ہندوستان لے آؤں تو میں آزاد رہوں گا۔ چنانچہ جو معاہدہ میرے اور تمہارے درمیان طے ہوا تھا، اس کے مطابق میں ان لوگوں کو وہاں سے نکال کر یہاں لے آیا۔ اب میں آزاد ہوں۔ اور میرے ساتھ گفتگو بھی اسی طرح کیا کرو جیسے ایک آزاد، دوسرے آزاد شخص سے کیا کرتا ہے۔ اس وقت جو تم نے گفتگو کی ہے، وہ میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ آئندہ میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے محتاط رہنا۔ ساتھ ہی میں تم سے کہوں کہ تم جھوٹ بولنے کے بھی عادی ہو۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم نے امیر عزالدین سے بات کی ہے کہ مجھے لشکر میں شامل کر لیا جائے گا جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ تم نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ عزالدین کے ساتھ کام کرنے والے چھوٹے سالاروں سے بھی تم نے میرا تعارف کروا دیا ہے۔ آج عزالدین سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ یہ ملاقات ایک حادثے کی وجہ سے ہوئی ورنہ

Marfat.com

نہ مجھے عزالدین جانتا تھا، نہ میں عزالدین کو پہچانتا تھا۔ اس حادثے کی وجہ سے عزالدین نے مجھے اپنے لشکر میں شامل کرلیا ہے۔ اور جب اس نے میرا تعارف مانگا تو میں نے تمہارا حوالہ دیا کہ میرے متعلق فخرالدین نے آپ کو بتایا ہوگا لیکن عزالدین نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے کہا کہ فخرالدین نے تمہارے متعلق مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد اپنے لشکر میں شامل کر کے ایک سالار کے ساتھ اس نے مستقر کی طرف بھیجا۔ وہاں میں سارے سالاروں سے ملا۔ ان سے بھی پتہ چلا کہ لشکر میں شامل کرنے کے لئے تم نے میرے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ لشکر میں تو اب میں عزالدین کے کہنے پر شامل ہوا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان رکا، پھر پہلے کی نسبت زیادہ غصیلی آواز میں فخرالدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فخرالدین! میں نے نہ تمہارے متعلق استر سے بات کی ہے، نہ میں نے اُس پر یہ انکشاف کیا ہے کہ اسے، اس کی ماں اور بھائی کو میں نکال کر لایا تھا۔ میں تو اس دکان میں اپنی ضرورت کا سامان خریدنے گیا تھا۔ اُسے مجھ پر شک ہوا کہ شاید اس نے اس سے پہلے مجھے کہیں دیکھ رکھا ہے۔ جب اس نے پوچھا کہ میں کہاں کا رہنے والا ہوں تب میں نے کہہ دیا کہ میں اس شہر میں اجنبی ہوں، لہٰذا تم مجھے نہیں جانتی۔ اس پر وہ مطمئن ہوگئی اور میں گھوڑا پر سوار ہوا اور ادھر چلا آیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان رکا اور تنبیہ کرنے کے انداز میں فخرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''فخرالدین! آئندہ کبھی مجھ سے جھوٹ مت کہنا۔ سچی بات ہو، وہ ہمیشہ میرے سامنے کہنا۔ تم نے استر، اس کی ماں اور بھائی کو جو دھوکا دیا ہے، وہ تمہارا ذاتی فعل ہے۔ میں اس میں شریک نہیں ہوں۔ میرے ساتھ تو تم نے معاہدہ کیا تھا کہ ان کو اگر میں وہاں سے نکال لاؤں تو آزاد ہوں گا۔ وہ کام میں نے صرف اپنی آزادی کی خاطر نہیں بلکہ ایک مسلمان خاندان کو تکلیف سے نجات دینے کے لئے بھی کیا۔ اب تم انہیں دھوکا دو یا نہ دو، لیکن میری ایک بات یاد رکھنا، جس روز اس دھوکے کی اصلیت میری وجہ سے نہیں، کسی اور وجہ سے ان پر عیاں ہوگئی تو یہ سوچو تمہاری ان کے ہاں کیا

Marfat.com

عزت اور وقار رہ جائے گا؟''

اس پر فخر الدین کہنے لگا۔

''اگر تم اپنی زبان بند رکھو گے تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ رہا سوال تم سے جھوٹ کہنے کا تو واقعی وہ میری غلطی تھی۔ یہ جو تم میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گئے ہو تو کیا یہ دورانِ گفتگو بدمعاملگی اور گستاخی نہیں ہے؟''

اس پر تیز نگاہوں سے فخر الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''فخر الدین! تمہارا اندازِ گفتگو ناقابلِ برداشت ہے۔ تم نے ایسا لہجہ اپنایا، جیسے میں برسوں کا تمہارا ذلیل اور غلام ہوں اور تمہیں ہر طرح سے مجھے دبانے اور دھمکانے کا حق حاصل ہے۔ آئندہ محتاط ہو کر مجھ سے گفتگو کرنا۔ فخر الدین! میں کوئی پیدائشی غلام نہیں تھا، حالات نے بنا دیا۔ میرے غلام ہونے سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ میرے ساتھ تم نے سودے بازی کی، ایک شریف خاندان کو دھوکا دیا۔ نیزک خان کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو وہاں سے نکالنے کی ذمہ داری تم نے مجھے سونپی لیکن اس مہم میں نام تم نے اپنا رکھا۔ یہ تمہاری طرف سے کیا بدمعاملگی نہیں ہے؟ تم مجھے کہتے ہو کہ میں دورانِ گفتگو، تلوار کے دستے پر ہاتھ لے گیا اور یہ اچھا نہ تھا۔ جو تم نے نیزک خان کے ساتھ کیا ہے، کیا یہ اچھا رویہ ہے؟...... فخر الدین! مجھے نیزک خان اور اس کے اہلِ خانہ سے کوئی غرض نہیں ہے نہ وہ میرے رشتہ دار ہیں نہ عزیز و اقارب ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہئے۔ تم ان کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرو، لیکن یہ ضرور یاد رکھنا کہ ایک روز........''

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان رک گیا کیونکہ مغرب کی اذان سنائی دی تھی۔ اس پر اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اس مسجد کی طرف ہو لیا جس میں اس نے قدر خان سے ملاقات کرنا تھی۔

مسجد کے سامنے جا کر اس نے گھوڑے کو باہر باندھا، اندر گیا، مغرب کی نماز ادا کی۔ نماز پڑھنے کے بعد اِدھر اُدھر دیکھا، قدر خان کہیں نہ تھا۔ مایوس ہو کر وہ مسجد سے نکلا، گھوڑے کے قریب آیا تو مسکرا دیا کیونکہ قدر خان اس کے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا۔ کذلک خان کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔

Marfat.com

''آپ مجھے اندر دیکھ رہے ہوں گے۔ میں نے آپ کو نماز ادا کرتے دیکھ لیا تھا لہٰذا میں نماز ادا کر کے آپ کے گھوڑے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اب آئیں چلیں۔''

کذلک خان چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قدر خان کے ساتھ جب کذلک خان ان کی حویلی میں داخل ہوا تو جمال، اسماء، رایان اور لبانہ نے شاندار انداز میں اس کا استقبال کیا۔ اس کے گھوڑے کو اصطبل میں باندھا۔ پھر سب دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ آخر گفتگو کا آغاز جمال نے کیا اور کہنے لگا۔

''کذلک خان! بیٹے! پہلے اپنے اور اپنے خاندان سے متعلق تفصیل بتاؤ۔''

اس سوال پر کذلک خان اُداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔ اُس نے بھاری آواز میں منگولوں کے حملہ آور ہونے، ان کے ہاتھوں اپنے ماں باپ، بہن بھائی کے مارے جانے، منگولوں کے ہاتھوں غلام بننے، ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں بکتے ہوئے ہندوستان پہنچنے اور پھر ایک مہم کو سر کرنے کی شرط پر فخرالدین تک کے سارے حالات تفصیل سے سنا ڈالے تھے۔ کذلک خان کے یہ الفاظ سننے کے بعد رایان، اسماء، جمال الدین، قدر خان سب پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔ اسماء اور اس کی دونوں بیٹیوں کی آنکھیں نم ناک ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر جمال الدین، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! تیرے حالات سن کر بڑا دکھ ہوا۔ اگر فخرالدین کی دی ہوئی وہ رہائش عارضی ہے تو بیٹے! ہم بڑے احسن اور بڑے با عزت طریقے سے تمہاری رہائش کا اہتمام کر سکتے ہیں.......''

جمال الدین یہیں تک کہہ پایا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں فخرالدین پر بھی بوجھ نہیں بنوں گا۔ اس لئے کہ امیر عزالدین نے مجھے اپنے لشکر میں شامل کر لیا ہے۔ مستقر میں میری رہائش کا بھی اہتمام ہو چکا ہے اور میں کوشش کروں گا کہ وہیں منتقل ہو جاؤں۔ لشکر میں رہتے ہوئے جب میں دیکھوں گا کہ میرے پاس اتنا سرمایہ ہو گیا ہے کہ میں کوئی

Marfat.com

چھوٹا سا مکان خرید لوں تو میں اپنی رہائش کا اہتمام کرلوں گا۔"

اس پر جمال الدین بول اٹھا۔

"بیٹے! پہلے اس موضوع پر گفتگو کریں جس موضوع کے لئے تمہیں بلایا ہے۔ یہ میری دو بیٹیاں ہیں، رایان اور لبانہ۔ ایک بیٹا ہے قدر خان۔ ہم گھر کے پانچ ہی افراد ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم رایان، لبانہ اور قدر خان کو تیغ زنی اور حرب و ضرب کے دوسرے ہنر کی تربیت دو۔ بیٹے! اب تم اس گھر کے لئے ایک طرح سے مانوس ہو گئے ہو۔ رایان کی جان بچا کر تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا ہم بدلہ نہیں چکا سکتے۔ دوسرے رایان خصوصیت کے ساتھ تمہاری ممنون اور شکرگزار ہے۔ حویلی کے پیچھے باغ ہے، اس میں ہر قسم کے پھل دار درخت ہیں۔ میں چاہتا ہوں، اس باغ میں تم ان تینوں کو تیغ زنی کی تربیت دو۔ کبھی کبھی اپنے ساتھ انہیں گھڑ سواری کے لئے شہر سے باہر بھی لے جایا کرو۔ مجھے امید ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے۔"

ہلکا سا تبسم اس موقع پر کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، پھر کہنے لگا۔

"اگر انکار کرنا ہوتا تو میں آتا ہی نہ۔ یہ تینوں میرے ساتھ وقت طے کرلیں، اس وقت پر میں آجایا کروں گا اور انہیں تربیت دے جایا کروں گا۔"

جمال الدین سے پہلے ہی رایان بول اٹھی۔

"اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آپ عصر کے بعد آجایا کریں۔ حویلی کے پشتی حصے میں ہم تینوں آپ سے تیغ زنی اور دوسرے حرب و ضرب کے فنون میں مہارت حاصل کریں گے اور ساتھ ہی رات کا کھانا کھا کر آپ چلے جایا کیجئے گا۔"

رایان کی اس تجویز پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جمال الدین، اسماء، لبانہ اور قدر خان نے بھی اتفاق کیا تھا۔ اس موقع پر بڑی سنجیدگی میں کذلک خان بول اٹھا۔

"آپ لوگوں کی مہربانی کہ آپ مجھے ایسی پیش کش کر رہی ہیں۔ دراصل میں کھانا نہیں کھایا کروں گا۔ اس طرح میری عادات خراب ہو جائیں گی۔ میں بالکل سادہ سا کھانا کھانے کا عادی ہو چکا ہوں۔ کتنا عرصہ میں غلام رہا، اس عرصے میں دو دو دن کھانا ملتا ہی نہیں تھا۔ اب آپ کے ہاں نعمتوں سے بھرپور کھانوں سے میں لطف اندوز

Marfat.com

ہوں گا تو پھر میں ان کا عادی ہو جاؤں گا اور آپ کے ہاں مجھے صدا یہ تربیت کا کام تو جاری نہیں رکھنا۔ جب رایان، لبانہ اور قدر خان یہ تربیت حاصل کر لیں گے اور یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا تو آپ کے ہاں سے مجھے جو اچھے کھانوں کی عادت پڑ چکی ہو گی، وہ عادت چھوڑنا میرے لئے بڑا مشکل اور محال ہو گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں، اپنی پرانی سادہ کھانے والی عادت برقرار رکھوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے، میں جاتا ہوں۔ کل سے میں عصر کے بعد آیا کروں گا اور مغرب کی اذان سے کچھ پہلے چلا جایا کروں گا۔"

کذلک کے الفاظ پر لبانہ بڑی تیزی سے کذلک خان کے مزید قریب ہوئی اور کہنے لگی۔

"بھائی! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ جانے کا ابھی نام تک نہ لیجئے گا۔ ابھی تو میں، اماں اور رایان تینوں مطبخ کا رخ کریں گی، اپنی مرضی کے کھانے تیار کریں گی۔ آپ یہاں بیٹھ کر بابا اور قدر خان کے ساتھ باتیں کریں۔ ہم آپ کو شام کا کھانا کھائے بغیر تو نہیں جانے دیں گے۔ اور ہماری مرضی اور ہماری اجازت کے بغیر آپ جائیں گے بھی نہیں۔" اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسماء، رایان اور لبانہ وہاں سے اُٹھ کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں۔ اس پر جمال الدین اور قدر خان کچھ دیر تک کذلک خان کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے، پھر جمال الدین اٹھا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! آؤ ہم تمہیں اپنی حویلی کا سارا اندرونی حصہ اور پشتی حصے کا باغ دکھاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی جمال الدین اور قدر خان اٹھے۔ تب کذلک خان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پہلے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف ہو لئے۔ حویلی کے سارے کمرے، توشک خانے تک کذلک کو دکھائے گئے۔ جگہ جگہ مشعلیں جل رہی تھیں جنہوں نے حویلی کو خوب روشن کر رکھا تھا۔ سکونتی حصے سے نکل کر وہ حویلی کے پشتی حصے کی طرف گئے جہاں باغ تھا۔ وہاں بھی جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں۔ چنانچہ باغ میں اِدھر اُدھر ٹہلتے ہوئے کچھ دیر تک جمال الدین اور قدر خان دونوں باپ بیٹا کذلک خان کو اپنے باغ

Marfat.com

کے مختلف پھل دار درخت دکھاتے رہے، پھر باغ کا وہ حصہ جہاں گھاس تھی اور بڑا خوب صورت منظر پیش کر رہی تھی، وہاں تینوں کچھ دیر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔ اتنی دیر تک سکونتی حصے سے لبانہ آئی اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بابا! اب آپ لوگ آئیں، کھانا تیار ہے۔ سب بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

اس پر جمال الدین اٹھ کھڑا ہوا۔ کذلک خان اور قدر خان کو لے کر وہ اندرونی حصے کی طرف گیا، ایک بڑے کمرے کے اندر کھانا چن دیا گیا تھا اور وہاں اسماء اور رایان کھڑی تھیں۔ پہلے سب نے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد انواع واقسام کے پھل کذلک خان کو پیش کیے گئے۔ اس کے بعد کذلک خان نے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اپنے گھر سے نکلنے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ میں ایسے پُرتکلف کھانوں سے لطف اندوز ہوا ہوں۔ کبھی میری ماں، میرا باپ، میری بہنیں زندہ تھیں تو گھر میں اس طرح کی دعوتیں روز ہوا کرتی تھیں۔ پر وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔ میں آپ لوگوں کا شکرگزار ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھ نادار قلاش کی اس انداز میں خاطر تواضع کی۔ اب مجھے اجازت دیں، میں جاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ کذلک خان کے ساتھ صحن میں آئے۔ قدر خان بھاگنے کے انداز میں اصطبل کی طرف گیا اور کذلک خان کا گھوڑا کھول لایا۔ کذلک خان نے دیکھا، گھوڑے کے ساتھ دو گٹھڑیوں کی صورت میں کچھ بندھا ہوا تھا۔ کذلک خان آگے بڑھا، ایک گہری نگاہ گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی گٹھڑیوں کی طرف ڈالی، پھر قدر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''قدر خان! میرے بھائی! یہ تم نے میرے گھوڑے کی زین کے ساتھ کیا باندھ دیا ہے؟''

اس پر قدر خان مسکرایا، خوش کن انداز میں اس نے اپنے دونوں کان پکڑ لئے اور کہنے لگا۔

''بھائی! میری توبہ۔ یہ کام میں نے نہیں کیا۔''

قدر خان کی اس حرکت پر سب مسکرا دیئے تھے۔ پھر رایان آگے بڑھی اور کذلک

Marfat.com

خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یہ دونوں گٹھڑیاں میں نے آپ کے گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھی ہیں۔ آپ برا نہ مانئے گا۔ ایک گٹھڑی میں بالکل تازہ پھل ہیں، دوسری گٹھڑی جو چھوٹی ہے اس میں مختلف قسم کے خشک پھل ہیں۔ مجھے امید ہے آپ انکار کریں گے نہ ہی برا مانیں گے۔ دیکھئے اس میں تکلف کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کا اس گھر پر ہر لحاظ سے حق بنتا ہے۔ اس لئے کہ جو احسان آپ نے ہم پر کیا ہے وہ اپنا بھی ہوتا تو نہ کرتا۔''

اس موقع پر کذلک خان نے پہلی بار غور سے رایان کی طرف دیکھا۔ وہ واقعی بے حد حسین، پُرکشش، اعلیٰ شخصیت کی مالک اور جاذب نظر تھی۔ پھر اسے مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

''پہلے آپ مجھے یہ بتا دیجئے گا کہ اس احسان کی گفتگو کتنے دن مزید چلتی رہے گی؟''

کذلک خان کے ان الفاظ پر سب ہنس دیئے تھے۔ پھر رایان کہنے لگی۔

''اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ گفتگو نہ ہو تو ہم آئندہ محتاط رہیں گے، لیکن........''

رایان کی بات کذلک خان نے کاٹ دی، پھر کہنے لگا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ رایان! بات یہ ہے کہ جس وقت ہاتھی نے تمہیں اپنی سونڈ میں اچکا تھا اور تمہارے گرد اپنی سونڈ کو لپیٹ لیا تھا اس وقت وہ تمہیں اپنے مہاوت کی طرح دیوار سے پٹخ دینا چاہتا تھا۔ اس موقع پر اگر میں تمہاری مدد کو نہ پہنچتا تو مجھ سے بڑا کوئی بے غیرت اور غیر ذمہ دار شخص نہ ہوتا۔ میرے پاس اس وقت ایک ہی طریقہ تھا، اگر میں تاخیر کرتا تو ہاتھی تمہیں یقیناً دیوار پر پٹخ چکا ہوتا۔ میں تلوار کا وار بھی اس وقت نہیں کر سکتا تھا اس لئے کہ میری تلوار تم پر بھی کر سکتی تھی، نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے میرے ذہن میں یہی بات آئی کہ پہلے اس ہاتھی کو زخم لگا کر انگیخت کروں اور اپنی طرف متوجہ کروں۔ بس میری وہ تجویز کامیاب ہوئی اور خداوند قدوس کو بھی منظور تھا کہ تمہیں ہاتھی سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے میرے مہربان رب نے تمہیں محفوظ رکھا۔ تمہیں محفوظ رکھنے کا مجھے ایک ذریعہ بنایا گیا۔ ورنہ زندگی لینے دینے والا میرا رب ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ بس، شکر تو آپ کو اپنے رب کا کرنا چاہئے۔ میرا آپ

Marfat.com

لوگ بار بار کیوں شکریہ ادا کرتے ہیں؟ میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ میں نے وہ کچھ کیا جو ایک اچھے انسان کو اس موقع پر کرنا چاہئے تھا۔ زندگی اللہ نے بچائی لہٰذا آپ کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے رایان کہنے لگی۔

"شکر تو ہم آپ کے کہنے پر ہر وقت اللہ کا کریں گے پر اب آپ روز ہمارے ہاں آنا نہ بھولئے گا۔ یوں جانئے گا، آپ اس گھر کے ایک فرد ہیں اور آپ کو ہر صورت میں یہاں آنا ہے۔"

رایان کی اس گفتگو کے جواب میں کذلک خان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جمال الدین بول پڑا۔

"بیٹے! رایان ٹھیک کہتی ہے۔ موت کے منہ سے نکالنے والے کی قدر موت کے منہ سے نکلنے والا ہی بہتر انداز میں جانتا ہے۔"

جواب میں کذلک خان مسکرا دیا تھا۔

رایان پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اب آپ تکلفات میں نہ پڑیئے گا۔ آپ کے گھوڑے کی زین کے ساتھ جو خرجینیں بندھی ہوئی ہیں، یہ بندھی رہنے دیجئے۔ ان چیزوں کے ساتھ ہی آپ گھر لوٹیئے گا۔ یوں جانیں، جو کچھ ہم نے کیا ہے اس میں ہم سب کی خوشی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ ہماری خوشی کو اپنی خوشی سمجھیں گے۔"

رایان جب خاموش ہوئی، تب کذلک خان کی طرف بہت غور سے دیکھتے ہوئے جمال الدین کہنے لگا۔

"بیٹے! کل اور آنے والے دنوں میں عصر کے بعد ہم بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کیا کریں گے۔"

جمال الدین جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"لیکن چند دن کے بعد آپ کو ایک لمبی زحمت بھی برداشت کرنا ہوگی۔"

"وہ کون سی؟" جمال الدین نے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

پوچھ لیا تھا۔ اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

”آپ کے سامنے جو گفتگو میری امیر عزالدین کے ساتھ ہوئی تھی اس کے مطابق آپ جانتے ہیں چند روز تک سلطان شمس الدین التمش ایک لشکر لے کر جالور کے راجہ اڑیسہ کے خلاف حرکت میں آنے کے درپے ہے۔ مجھے چونکہ لشکر میں شامل کر لیا گیا ہے لہٰذا میں بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا۔ جتنے دن لشکر اس مہم میں مصروف رہے گا، میری آپ لوگوں سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔“

اس پر جمال الدین مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

”بیٹے! کوئی بات نہیں۔ جب تم اپنی مہموں سے لوٹا کرو گے تو پھر پہلے کی طرح ہمارے ہاں آنا شروع ہو جانا۔ ہو سکتا ہے، سلطان شمس الدین التمش کی طرف سے مخالف قوتوں کے خلاف کئی ایک مہمیں طول پکڑیں۔ لشکر میں شامل ہونے کے بعد یقیناً تم کو ان مہموں میں حصہ لینا پڑے گا۔ لہٰذا ان مہموں میں ہم سب مل کر تمہارے لئے کامیابی اور فوز مندی کی دعا مانگا کریں گے۔“

جمال الدین کے ان الفاظ پر کذلک خان خوش ہو گیا تھا۔ پہلے اس نے جمال الدین اور قدر خان دونوں سے مصافحہ کیا، پھر اسماء، لبانہ اور رایان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ہاتھ لہرایا اور کہنے لگا۔

”آپ لوگوں نے یہ جو میری شاندار دعوت کی، اس کے لئے میں آپ لوگوں کا شکرگزار ہوں۔ اب مجھے اجازت دیں، میں جاتا ہوں۔“

اس کے ساتھ ہی کذلک خان نے اپنے گھوڑے کی باگ تھامی، جمال الدین کی حویلی سے نکلا، گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا وہاں سے چل دیا تھا۔

Marfat.com

تخت نشین ہونے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کو جو سب سے پہلی مہم پیش آئی، وہ جالور کی تھی۔ جالور کے راجہ نے نہ صرف علمِ بغاوت کھڑا کیا تھا بلکہ مسلمان سلطان کی فرمانبرداری اور اطاعت سے باہر نکل گیا تھا بلکہ ماضی میں جو وہ خراج ادا کرتا رہا تھا، وہ بھی اس نے ادا کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس لئے کہ قطب الدین ایبک کے انتقال کرنے کے بعد جالوڑ کے راجہ اڑیسہ کے حوصلے بلند ہو گئے تھے کیونکہ قطب الدین ایبک کے بعد مسلمانوں کا سلطان آرام شاہ عیش پرست اور آرام طلب تھا اور اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مختلف علاقوں میں ابتری کے علاوہ نافرمانی کے آثار بھی نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اور ایسا ہی کام جالور کے راجہ اڑیسہ نے کیا تھا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش اپنا لشکر لے کر جالور کی طرف بڑھا۔ جالور اجمیر سے لگ بھگ 150 میل دور جنوب مغرب کے رخ پر واقع تھا اور راجہ اڑیسہ نے سلطان قطب الدین ایبک کی وفات سے لے کر اب تک اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچاتے ہوئے نہ صرف ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا بلکہ اس کی عسکری اور جنگی تربیت بھی مکمل کر لی تھی۔ اور اب وہ بڑے فخریہ انداز میں سلطان شمس الدین التمش سے ٹکرانے کے لئے تیار اور مستعد تھا۔

جالور کے راجہ اڑیسہ کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ سلطان التمش اس پر ضرب لگانے کے لئے دہلی سے کوچ کر چکا ہے، لہٰذا وہ بھی اپنے مرکزی شہر سے نکلا اور اپنے سرحدی علاقوں میں آ کر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ سلطان شمس الدین التمش

Marfat.com

کے ساتھ وہ وہیں ٹکرانا چاہتا تھا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش نے اپنے لشکر کو دو ہی حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ سلطان نے اپنے پاس رکھا اور دوسرے حصہ کی کمانداری عزالدین کے سپرد کر دی گئی تھی۔ کزلک خان، عزالدین کے حصے کے لشکر ہی میں شامل تھا۔

ایسے میں جالور کے راجہ اڑیسہ کے لشکر سے ایک گھڑ سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا دونوں لشکروں کے وسطی حصہ میں آیا۔ اس حالت میں کہ اپنے دائیں ہاتھ سے اس نے اپنے گھوڑے کی باگ تھام رکھی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ سے اپنے شانے پر رکھے کافی بڑے گرز کو سنبھال رکھا تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روکا، پھر سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا۔

اس کا اس طرح للکارنا تھا کہ عزالدین کے لشکر کی پچھلی صفوں میں کزلک خان اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھا اس لئے کہ کزلک خان اس وقت ایک عام معمولی اور گم نام لشکری کی حیثیت سے سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں شامل ہوا تھا۔

اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتا ہوا وہ اپنے لشکر کے آگے اس جگہ آیا جہاں عزالدین اپنے گھوڑے پر سوار دشمن کے لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

کزلک خان جب عزالدین کے سامنے آیا تو اسے دیکھتے ہوئے عزالدین کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بچے! خیریت تو ہے؟ تُو یوں اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا لشکر کے آگے کیوں آیا؟''

اس پر چھاتی تانتے ہوئے کزلک خان کہنے لگا۔

''امیر! دشمن کے لشکر سے دیکھیں ایک سورما انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے نکلا ہے اور اس نے ہمارے لشکر کی طرف منہ کر کے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا ہے۔ میں آپ سے اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس سے انفرادی مقابلہ کرنے

Marfat.com

کے لئے مجھے اجازت دی جائے۔"

عزالدین نے پہلے توصیفی انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"بچے! تُو ابھی نوعمر ہے، نا تجربہ کار بھی ہے۔ تجھے جنگوں کا وسیع تجربہ نہیں۔ اس لحاظ سے ان میدانوں میں ابھی تُو خام کار ہے۔ لہٰذا میں کیسے تجھے انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنے کی اجازت دے دوں؟ یقیناً جالور کے راجہ اڑیسہ نے اپنے کسی منجھے ہوئے تیغ زن کو انفرادی مقابلے کے لئے اتارا ہو گا۔ دیکھو! اس انفرادی مقابلے کے جو نتائج ہوتے ہیں وہ ایک لشکر پر اچھے اور دوسرے پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ جس لشکر کا سورما جیتتا ہے، اس کے حوصلے، ولولے بلند ہو جاتے ہیں اور جس لشکر کا سورما مات کھا جاتا ہے اس کے لشکری کسی قدر ماند پڑ جاتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عزالدین جب خاموش ہوا، تب چھاتی تانتے ہوئے کذلک خان پھر بول اٹھا۔

"امیر! آپ کا کہنا بجا۔ میں خام کار اور نوعمر ہی صحیح، لیکن دریائے آمو کے اس پار تاریخ کے جلتے الاؤ میں میرا پالا بستیاں اُجاڑنے والوں، شہروں کو ملبوں میں تبدیل کرنے والوں، راستوں، شاہراہوں کو ویران اور حیات کی رفتہ آوازوں کے بدن کو شکن شکن کرنے والوں سے پڑ چکا ہے جنہوں نے ہمارے نفس کو شکستہ کیا۔ میرا ایسے لوگوں سے پالا پڑ چکا ہے جو نفرت کی سنگ باری کی طرح ہماری حرمتوں کے نشانوں، ہماری رفاقتوں کے رشتوں پر ضرب لگاتے رہے۔ امیر! آپ دیکھیں، دشمن کے لشکر سے انفرادی مقابلے کے لئے نکلنے والا کیسے خودسر زہریلے سانپ، مستی پر آئے قاتل کی طرح للکار رہا ہے۔ کیسے راستہ روکنے والے بدمعاشوں کی طرح بار بار انفرادی مقابلے کے لئے للکار رہا ہے۔ امیر! مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی ہیبت اور جلال کو تشنگی کے خشک پہلو میں تبدیل کر دوں۔ امیر! میں خام کار ہی صحیح، لیکن دریائے آمو کے اس پار سے یہاں تک سفر کرتے ہوئے جلتی شمعوں کی تابندگی کی طرح کچھ تجربات حاصل کر چکا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مقابلے کے دوران میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ امیر! آپ ایک بار مجھے اجازت دے کر میدان کے بیچ میں اُترنے کے لئے کہیں۔"

Marfat.com

عزالدین کی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ کذلک خان کے الفاظ سے متاثر ہوا ہو۔ کچھ دیر تک غور اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس موقع پر عزالدین کی آنکھوں میں ایک چمک تھی اور اس نے برابر کذلک خان کے چہرے پر ڈال رکھی تھیں۔ یہاں تک کہ کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے عزالدین کہنے لگا۔

''اگر تمہارے یہی ارادے ہیں تو پھر جاؤ۔ میں تمہیں انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس سلسلے میں سلطان سے بات کر لیتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی عزالدین اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں سلطان شمس الدین التمش اپنے گھوڑے پر سوار، دشمن پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ سلطان کے پاس آ کر عزالدین نے پہلے کذلک خان کے مختصر سے حالات کہے اور پھر میدان میں انفرادی مقابلے کے لئے اترنے کی اس کی شدید خواہش کی تفصیل بھی کہہ دی تھی۔ اس پر سلطان شمس الدین التمش نے بھی اپنی طمانیت کا اظہار کر دیا تھا۔ اس کے بعد عزالدین پھر اپنے حصہ کے لشکر کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔

میدان میں اترتے ہوئے اور اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتے ہوئے کذلک خان مدھم سی آواز میں کہتا جا رہا تھا۔

''اے اللہ! اس سنسان ساگر، اس افسوں بھرے دشت و دمن، اس اونگھتے آسمان، اس سوتی زمین میں تُو ہی بلیغ بما انزل کا سحر پھونکتا ہے۔ اے اللہ! تیرے ہی حکم سے کوہستانوں کے جگر شق، سمندر کا سینہ چیرتی اور ہر شے کو زمانے کی دھول میں اُڑاتی وحشی تیز ہواؤں کا نزول کرتا ہے۔ اے اللہ! تُو ہی اپنے بندوں کو دل گرفتہ انحطاط، دل خراش صداؤں، جسموں سے اُٹھتی اذیتوں اور حقارت کے طعن کا نشانہ بنانے والے طوفانوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اے خالقِ مہربان! انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنے والا تہذیب کے کالے سرطان، بدترین بے جہت آفتِ جان، بھوکی خونخوار جبلتوں اور غم کے چڑھتے سحاب کی طرح انفرادی مقابلے کا منتظر ہے۔ اے اللہ! اس کے مقابلے میں مجھے کامیاب اور کامران رکھنا۔

Marfat.com

اے اللہ! دشمن کے مقابلے میں ان انجانے کارزارِ قضا میں مجھے سیسہ و پتھر کی داستان بنا کے رکھنا....... اے اللہ! میری نظر کی بستیوں میں اشکِ ندامت، میرے دل کی وادیوں میں انکساری، میرے لہو کی روانگی میں تیرے نام کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اے اللہ! میں گناہ گار سہی، تیرے سامنے اپنی نیکیوں کی شیرازہ بندی کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ بس مجھے فخر ہے تو اس بات کا کہ اے اللہ! میں نے بہت گناہ کیئے ہوں گے لیکن اے کائنات کے مالک! آج تک تیری ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اے اللہ! اسی جذبہ کے تحت، اسی جذبہ کے صدقہ میں اے اللہ! اپنی وحدت کے طفیل ہی مجھے ہمت دے کہ میں انا البرق کہہ کر اس رزم گاہ میں سرِ عام اپنے مدِ مقابل پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤں....... اے کائنات کی تقدیر بدلنے والے! تُو اپنے نام کی تقدیس کے صدقہ میں مجھے مشعل بکف کروبی جیسی ہمت عطا فرما۔ مجھے ہمت دے، میری مدد فرما کہ میں جواں کش سرکش موجوں، فوزمندی کی یلغار اور قہرمانیت کی تابداری بن کر اپنے اس مدِ مقابل پر غالب اور حاوی رہوں۔"

اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا کذلک خان جب اپنے مدِ مقابل کے قریب گیا، اپنے گھوڑے کو روکا، تب اس نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔

"مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے آنے والے! پہلے اپنا نام کہہ۔ اس کے بعد میں اپنا نام کہوں گا۔"

جواب میں کذلک خان کہنے لگا۔

"میرا نام کذلک خان ہے۔"

اس پر اُس نے ایک مکروہ اور بھیانک قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

"میرا نام بھیم راج ہے۔ تمہاری آواز بتاتی ہے کہ تم عمر کے بڑے نہیں ہو، نوعمر ہو، لہٰذا یقیناً ناتجربہ کار بھی ہو گے۔ آخر کس نے تمہیں موت کا ایندھن بنانے کے لئے یوں زبردستی میدان کی طرف دھکیل دیا ہے؟"

اپنے دائیں ہاتھ میں تلوار اور اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال لگاتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"پہلے تُو کہہ! تجھے کس نے اس میدان میں موت کا لقمہ بننے کے لئے دھکیل دیا

Marfat.com

ہے؟"

اس پر بھیم راج نے اپنے دائیں ہاتھ میں اپنا گرز، بائیں ہاتھ میں ڈھال سنبھالی اور کہنے لگا۔

"میں تو اپنی مرضی، اپنی خوشی سے اس میدان میں اُترا ہوں۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی سورما میرے مقابل آئے اس لئے کہ کچھ عرصہ سے کسی سورما، کسی مدمقابل نے میرے گرز کا وار برداشت نہیں کیا۔"

بھیم راج کے خاموش ہونے پر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔

"اگر تُو اپنی مرضی، اپنی خواہش سے آیا ہے تو پھر سن! میں تو اپنے سالار کی بڑی منت وساجت کر کے اس میدان میں اُترا ہوں۔ وہ تو مجھے بھیجنے پر رضامند ہی نہیں تھا۔ تیرے مقابلہ پر کسی تجربہ کار کو بھیجتا، لیکن شاید تیرے مقابلہ پر کسی تجربہ کار کا اُترنا اس کی توہین تھا۔ اسی بناء پر ایک خام کار نوجوان کی حیثیت سے میں تیرے مقابل آیا ہوں تاکہ تجھ پر یہ ثابت کروں کہ تیرے گرز کا وار کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تیرا جنگی تجربہ میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ دیکھ! باتیں کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ آ، ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں، پھر دیکھتے ہیں قدرت کسے کامیابی وفوزمندی کا شاہسوار بناتی ہے اور کسے میدانِ جنگ میں خام کار و رُسوا بنا کر رکھتی ہے۔"

کذلک خان کے ان الفاظ سے بھیم راج تاؤ کھا گیا تھا کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر تیری یہی رائے ہے تو پھر سنبھل۔ میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تُو میرے گرز کا ایک وار بھی برداشت نہیں کر سکے گا اور اگر تُو نے میرے گرز کو اپنی ڈھال پر روکنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا! تیری ڈھال پہلی ہی ضرب سے پاش پاش ہو کر رہ جائے گی۔"

کذلک خان چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھیم راج! کسی دھوکے، کسی فریب میں نہ رہنا۔ جب میری ڈھال تیرے گرز کے مقابلہ میں پاش پاش ہوگی تو اس سے پہلے میں خود تجھے پاش پاش کر چکا ہوں گا۔ تُو ذرا میرے ساتھ اب مقابلہ کی ابتدا تو کر۔ پھر دیکھتا ہوں، میری تلوار تجھے کاٹتی ہے یا تیرا گرز مجھے عدم کی راہ دکھاتا ہے۔"

Marfat.com

کذلک خان کی اس گفتگو نے بھیم راج کو اور زیادہ برافروختہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اپنے گھوڑے کو اس نے ایڑ لگائی، زہر بھرے سرابوں، قضا کی ہلاکت خیزی، ستم گروں کی یلغار اور سیٹیاں بجاتی کرب خیزی کی طرح وہ آگے بڑھا اس نیت سے کہ کذلک خان پر ضرب لگائے۔

کذلک خان کے نزدیک جا کر بھیم راج نے اپنا گرز تولا، اپنی ڈھال اپنے بائیں ہاتھ سے اپنے سامنے رکھی، گرز کو بلند کرنے کے بعد ایک طرف گھما کر جب اس نے کذلک خان کو ہدف بناتے ہوئے اپنا گرز مارنا چاہا، تب کذلک خان نے بڑی تیزی اور بڑی سرعت سے کام لیا۔ ایک دم حرکت میں آتے ہوئے اس نے ڈھال مار کر گرز کو ایک طرف ہٹا دیا تھا اور ساتھ ہی اپنی تلوار کا وار بھیم راج پر کر دیا تھا۔ بھیم راج نے بڑی مشکل سے اس وار کو اپنی ڈھال پر روکا تھا۔

پہلا وار خالی جانے کے بعد بھیم راج نے اپنے گھوڑے کو روکا، گھوڑے کو ایک چکر دیا۔ اس موقع پر کذلک خان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بھیم راج! اس خاموش آسمانِ تلے میں تو دائم خانہ بدوش بھیڑیوں کے اندر بھی روشنی کی تیز اڑان ثابت ہوتا رہا ہوں۔ ان کے مقابلے میں تیری کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ میں نے تیرے حملہ آور ہونے کی ہنرمندی، تیری طاقت اور قوت کا اندازہ لگا لیا ہے۔ تیری حیثیت اب میرے سامنے بھُس بھرے ہوئے مجسمے سے زیادہ نہیں ہے۔ دیکھ! تُو نے کہا تھا کہ تیرے گرز کا پہلا ہی وار میری ڈھال کو پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ ذرا میری ڈھال کی طرف غور سے دیکھ۔ میری ڈھال ایک بار تیرے گرز کی ضرب کو ناکام بنا چکی ہے۔ اب میں نئے سرے سے تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا اور یاد رکھنا! میں تیری مہیب طاغوتی قوت، تیرے خبث باطن، تیرے حسد اور نسلی تعصب کے لئے افسوس ناک باب کھولوں گا۔ تیرے تخیل کی کھوکھلی اڑانوں میں فاقہ کشوں کی سی سرابی کیفیت اور تیرے نفس میں موت کا زہر بھروں گا۔ تیری روح اور جسم کے درمیان فاصلے کھڑے کر دوں گا...... بھیم راج! تُو نے مجھے اپنے سامنے نوعمر خیال کیا تھا۔ اب دیکھنا، یہ نوعمر کیسے تیری امیدوں کو لہولہو، تیری آرزوؤں کو شکستہ کرتا ہے۔ تیرے احساسات کو کیسے صلیب کا کرب اور تیرے لئے کیسے ہر گھڑی قیامت، ہر

Marfat.com

لمحہ جبر کا بناتا ہے...... بھیم راج! اس انفرادی مقابلہ میں، میں تو تیرے بدن کی دھجیاں اُڑاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی بڑے زوردار انداز میں کذلک خان نے تکبیر بلند کی، اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، پھر وہ دھول اُڑاتے، بربادی کے جھکڑوں اور زندگی کی حرارت مفقود کرتی آتشیں برسات، الاوے کی صورت میں حرکت کرتے، فنا پھیلاتے بگولوں کی برہمی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس موقع پر بھیم راج نے کئی بار کذلک خان کے سر اور اس کے بدن کے دوسرے حصوں کو اپنے گرز کا نشانہ بنانا چاہا، لیکن ہر بار بڑی مہارت اور بڑی ہنرمندی سے کذلک خان اپنا دفاع کر جاتا تھا۔

ایک بار جب مرکھنے بیل کی طرح بھیم راج ذرا پیچھے ہٹنے کے بعد اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کذلک خان پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا، تب کذلک خان بالکل تیار اور مستعد تھا۔ ماہرانہ انداز میں اپنی ڈھال مارتے ہوئے کذلک خان نے بھیم راج کے گرز کو ایک طرف ہٹایا، پھر اس نے بڑی سرعت کے ساتھ اپنے گھوڑے کو موڑتے ہوئے بھیم راج کے پیچھے لگایا اور اسی لمحے اپنے گھوڑے سے جست لگاتے ہوئے وہ بھیم راج کے پیچھے اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔ بھیم راج کو کذلک خان نے اپنے دونوں بازوؤں میں دبوچتے ہوئے زور لگاتے ہوئے اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا تھا۔ نیچے گرتے ہوئے بھیم راج نے اپنے گرز پر اپنی گرفت مضبوط رکھی۔ دوسری طرف کذلک خان بھی بڑا چوکنا تھا۔ کذلک خان نے بھیم راج کے اس ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا جس سے اس نے گرز پکڑ رکھا تھا۔ ضرب پڑنے سے بھیم راج کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور کذلک خان نے اس سے اس کا گرز چھین لیا۔ یہ صورت حال یقیناً بھیم راج کے لئے بڑی پریشان کن تھی اتنی دیر تک کذلک خان نے اپنی تلوار میان میں کر لی تھی۔ اب اس کے ایک ہاتھ میں ڈھال اور دوسرے ہاتھ میں بھیم راج کا گرز تھا۔

اس صورتِ حال نے بھیم راج کا رنگ پیلا کر دیا تھا۔ اب کذلک خان اپنے دائیں ہاتھ میں بھیم راج کے گرز کو تول رہا تھا۔ پھر اس نے بھیم راج کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

''بھیم راج! یہی وہ گرز ہے جس سے تُو مجھے دھمکی دیتا تھا کہ اس سے تُو میری ڈھال کو پاش پاش کر دے گا۔ بھیم راج! اس وقت میری ڈھال میرے بائیں ہاتھ میں ہے اور تیرا گرز میرے دائیں ہاتھ میں ہے۔ میری تلوار اس وقت میرے پاس نیام کے اندر ہے۔ بھیم راج! اب تُو عدم کو سدھارنے کے لئے تیار ہو جا۔''

بھیم راج کپکپانے لگا تھا۔ رنگ اس کا پہلے ہی ہلدی ہو چکا تھا۔ اچانک اسے کوئی خیال گزرا اور مڑتے ہوئے اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہا۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا۔ کذلک خان اس کے پیچھے لپکا، گرز گھما کر جب اس نے بھیم راج کی کمر پر مارا تو بھیم راج ایک بار فضا میں بلند ہوتے ہوئے بڑی کرب خیزی میں زمین پر گرا تھا۔ اس کے بعد کذلک خان آگے بڑھا اور گرز کی دوسری ضرب سے اس نے بھیم راج کا قصہ تمام کر کے رکھ دیا تھا۔

پھر کذلک خان مڑا، بھیم راج کا گرز اُس کے گھوڑے کی زین سے باندھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور بھیم راج کے گھوڑے کی باگ پکڑے وہ اپنے لشکر کی طرف ہو لیا تھا۔

اپنے لشکر کے سامنے کذلک خان اس جگہ آ کر رکا جہاں عزالدین اپنے حصہ کے لشکر کے سامنے تیار اور مستعد کھڑا تھا۔ کذلک خان نے دیکھا کہ اس موقع پر اس کی طرف دیکھتے ہوئے عزالدین کے چہرے پر شفقت آمیز تبسم اور ایک رحم دلانہ جذبہ تھا۔ کذلک خان قریب گیا، اس موقع پر عزالدین اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کذلک خان بولا۔ کہنے لگا۔

''امیر! میں زندگی بھر آپ کا ممنون اور شکر گزار رہوں گا کہ آپ نے مجھے اس انفرادی مقابلے میں حصہ لینے کی اجازت دی۔ امیر! میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو مایوس نہیں کروں گا........''

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ عزالدین بول اٹھا تھا۔

''تم میری امیدوں سے بھی کہیں آگے نکل گئے ہو۔ اپنی کارگزاری سے تم نے میرا جی خوش کر دیا ہے۔''

Marfat.com

اس کے بعد عزالدین کے کہنے پر کذلک خان، بھیم راج کے گھوڑے کو لے کر لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔

پھر عام جنگ شروع ہوئی اور اس کی ابتداء خود سلطان شمس الدین التمش نے کی تھی۔ چنانچہ سلطان اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا، جھوم کر اُٹھتے، پھیلتے گرجتے ابر، کڑکتی برق سے لپٹے قانونِ فطرت کے بدترین عذابوں، ظلمتوں کے سیل میں چٹانوں تک کو پاش پاش کر دینے والے موت کے پیغامبر، قضا کے سفیر، پیچ و تاب کھاتی بے دود آتش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سلطان کے ساتھ ہی ساتھ امیر عزالدین نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ گناہ کی دہلیز پر قہر کا امتزاج پھیلاتے اعمال کے کسی متعصب مستی پر آئے اندھیروں میں اُجالوں کی تعظیم کرنے والے شرافت اور نجابت کے بگولوں اور وقت کے قرطاس پر سورج کی پھیلتی حدت سے فتح مندی کے حروف لکھتے عناصر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ جالور کے راجہ اڑیسہ نے بھی جوابی کارروائی کی اور وہ بھی زمین کے حلم کو چھلنی چھلنی کر دینے والے آسیب اور چھلاووں کے وہموں کی طرح حرکت میں آیا۔ پھر وہ بے خواب راتوں کے سنہری لمحوں میں زندان کی فصیلیں توڑ دینے والے خناس اور شیطانی وحشتوں، سینوں کے اوطاق میں غرور و تمکنت کے ساتھ موت کی دستک دیتی حرارت اور گم نام راستوں پر کاروانوں کو زیر و زبر کرتی بدی کی خوف ناک صداؤں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سلطان شمس الدین التمش اور جالور کے راجہ اڑیسہ کے درمیان یہ ایک خوف ناک تصادم تھا۔ شروع میں راجہ اڑیسہ نے بڑے تیز اور جان لیوا حملے کئے تھے لیکن جب سلطان التمش اور عزالدین کی طرف سے دباؤ برابر بڑھتا رہا تب راجہ کسی قدر پریشان اور فکر مند ہونے لگا تھا۔ یہاں تک کہ جب سلطان اور عزالدین دونوں نے مل کر راجہ اڑیسہ کے لشکر کی اگلی صفوں کا خاتمہ کر دیا، تب اڑیسہ کو اپنی شکست اور اپنی ناکامی اپنی آنکھوں کے سامنے صاف دکھائی دینے لگی۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر کو سمیٹا، شکست قبول کی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ راجہ اپنے

Marfat.com

مرکزی شہر میں جا کر محصور ہو گیا۔ سلطان نے اس کے مرکزی شہر سے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

راجہ اڑیسہ، میدانِ جنگ سے بھاگ کر اس نیت سے آیا تھا کہ سلطان اوّل تو اس کا تعاقب نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا بھی تو چند میل دُور تک تا کہ اس کے لشکر کی تعداد کچھ کم کر دے۔ پھر لوٹ جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جب سلطان اس کے مرکزی شہر تک تعاقب کرتا چلا آیا، تب راجہ بڑا فکرمند اور پریشان ہوا۔ راجہ کو یہ بھی خدشات تھے کہ سلطان جو اس کے مرکزی شہر کے قریب آ کر پڑاؤ کر گیا ہے تو چد روز تک اپنے لشکر کو تازہ دم کر کے وہ شہر کا محاصرہ کرے گا۔ اگر اس نے شہر کے اندر سے کوئی چیز باہر نہ جانے دی اور باہر سے ضرورت کا کوئی سامان اندر نہ جانے دیا تو شہر بزورِ قوت جلد فتح ہو جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو پھر شہر کے اندر انتقامی انداز کے طور پر قتل عام شروع ہو گا اور اس قتل عام سے خود راجہ اڑیسہ بھی نہ بچ سکے گا۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جالور کے راجہ اڑیسہ نے سلطان کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرنے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ اس نے ایک وفد تیار کیا اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے وفد کو اس نے سلطان کی خدمت میں بھیجا۔

جس وقت یہ وفد سلطان کے پڑاؤ میں داخل ہوا، اس وقت سلطان، عزالدین اور دوسرے سالاروں کے ساتھ بیٹھا شہر کو فتح کرنے سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ سلطان کو راجہ اڑیسہ کے وفد کی آمد کی اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ وفد کے اراکین کو سلطان نے اپنے پاس بلا لیا۔ سب کو اپنے سامنے بٹھایا، پھر سلطان نے انہیں مخاطب کیا۔

”اگر تمہیں تمہارے راجہ اڑیسہ نے بھیجا ہے تو کہو، تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے؟“

اس پر ان قاصدوں میں سے ایک سلطان شمس الدین التمش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سلطانِ محترم! ہمارے راجہ نے جو آپ سے ٹکراؤ کا سلسلہ شروع کیا تو یہ اس کی حماقت تھی۔ اس نے یہ سوچا تھا کہ قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد حالات بڑے

Marfat.com

ابتر ہو جائیں گے اور ہندوستان کے حالات کو کوئی سنبھال نہیں پائے گا اور آرام شاہ کی وجہ سے حالات نے یہی رخ اختیار کیا تھا جس کی بنا پر اُڑیسہ کی حوصلہ افزائی ہوئی تھی جن کے تحت اس نے آپ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اظہار کیا اور آپ کو خراج دینے سے انکار کر دیا۔

سلطانِ محترم! راجہ اڑیسہ اب اپنے کئے پر بڑا شرم سار اور نادم ہے۔ اسے اپنی طاقت اور قوت کا بھی اندازہ ہو گیا ہے اور اس نے یہ جان لیا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہمارے ہاتھ اس نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ وہ ماضی کی طرح دہلی کے سلطان کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہے گا اور ماضی ہی کی طرح سلطان کو خراج کی رقم باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا رہے گا۔''

وہ قاصد جب خاموش ہوا، تب سلطان التمش انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جنگ کی نہ ہم نے ابتداء کی ہے، نہ جنگ کی طرح ڈالنے کا ہمارا کوئی خیال تھا۔ یہ کام تمہارے راجہ اڑیسہ نے کیا ہے لہٰذا اسے جنگ کا تاوان بھی ادا کرنا ہو گا۔ میری طرف سے واپس جا کر اسے یہ پیغام دینا کہ میں اسے صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں، وہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرنے کے لیے میرے پاس آئے۔ ساتھ ہی خراج اور تاوان کی رقم بھی اپنے ساتھ لے کر آئے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو میں سمجھوں گا وہ ہماری اطاعت کرنے میں مخلص ہے اور بھروسے کے قابل ہے۔ اور اگر اس نے بذاتِ خود ہمارے پاس آنے سے انکار کر دیا تو میں سمجھوں گا وہ ہمیں دھوکا اور فریب دینا چاہتا ہے اور ہمیں اپنے کسی جال میں پھانس کر ہماری فتح کو اپنی کامیابی میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو ہم وقت ضائع کئے بغیر شہر کا محاصرہ کر لیں گے۔ پھر میں دیکھتا ہوں، ہمارے سامنے شہر کی حفاظت کون کرتا ہے۔ اور میری طرف سے راجہ سے جا کر یہ بھی کہنا کہ اس وقت سے بچنے کی کوشش کرو، جب ہم اس کے مرکزی شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے۔''

سلطان شمس الدین التمش جب خاموش ہوا تب اس بار دوسرا سفیر بول اٹھا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

"سلطانِ محترم! راجہ اڑیسہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنے میں بالکل مخلص اور سچائی پر ہے۔ بہرحال آپ کے حکم کی اطاعت کی جائے گی۔ ہم واپس جاتے ہیں اور جو پیغام آپ نے دیا ہے وہ جا کر اپنے راجہ اڑیسہ کو بتاتے ہیں۔ آپ جو چاہتے ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ کی خواہش کے مطابق وہ تاوان اور خراج کی رقم خود لے کر آپ کے پڑاؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔"

سفیروں کی اس گفتگو سے سلطان شمس الدین التمش مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ راجہ اڑیسہ کے وفد کے وہ ارکان واپس چلے گئے تھے۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

❁

کذلک خان پڑاؤ کے ایک خیمے میں لیٹا ہوا تھا۔ خیمہ کافی بڑا تھا اور اس کے علاوہ اس خیمے میں پانچ لشکری اور بھی لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں اس خیمے کے دروازے پر سلطان شمس الدین التمش کا ایک ہرکارہ نمودار ہوا اور خیمے میں لیٹے سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم میں سے جو کذلک خان ہے وہ میرے ساتھ آئے۔"

کذلک خان اس وقت چت لیٹا خیمے کے بالائی حصے کے بانس کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا، اس ہرکارے کے ان الفاظ پر چونکا تھا، اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھا، پھر بیٹھے ہی بیٹھے اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی! میرا نام کذک خان ہے۔ کہو کیا معاملہ ہے؟"

اس پر وہ ہرکارہ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں سلطان شمس الدین التمش نے طلب کیا ہے۔"

اُس ہرکارے کے ان الفاظ پر پانچ دوسرے لشکری جو اس وقت اپنے خیمے میں لیٹے ہوئے تھے، چونکے، اپنی جگہوں پر اٹھ بیٹھے تھے۔ کذلک خان حیرت اور تعجب سے آنے والے اس ہرکارے کی طرف دیکھتا تھا۔ کبھی خیمے میں اپنے پانچ ساتھیوں پر اس کی نگاہیں جم جاتی تھیں یہاں تک کہ خیمے کا ایک ساتھی کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے بھائی! جا، وقت کیوں ضائع کرتا ہے؟ میں جنگوں کا خاصا تجربہ رکھتا ہوں اور تم سے یہ کہتا ہوں کہ آج تیری قسمت بیدار ہوتے ہوئے اپنی رفعت اور بلندی کی طرف جائے گی۔ تُو نے انفرادی مقابلے میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیا ہے جسے بڑے بڑے سالار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ سو میرا اندازہ ہے کہ تمہیں اس سلسلے میں سلطان نے طلب کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سلطان سے ملاقات کے بعد تمہارا خیمہ تبدیل ہو جائے اور تم ہمارے ساتھ نہ رہو۔ اس لئے کہ جو کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں ان کو اس کا صلہ ملتا ہے اور ملنا بھی چاہئے۔ میرے بھائی! اُٹھ، وقت ضائع نہ کر۔ میرے خیال میں تیرے مقدر، تیرے بخت مسکراتے ہوئے تجھے آواز دے رہے ہیں اور تُو اپنے اس بخت کی پکار کا جواب دے۔''

اُس لشکری کے ان الفاظ پر کزلک خان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا، پھر اٹھا، اپنا لباس تبدیل کیا، کمر پر تلوار اور خنجر کی پیٹی باندھی اور خیمے سے نکل کر اس ہرکارے کے ساتھ ہو لیا تھا۔

وہ ہرکارہ اسے سلطان شمس الدینؒ التمش کے خیمے کے سامنے لے گیا۔ وہ باہر ہی رک گیا۔ پھر کزلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

''میرے عزیز! اندر جا، خیمے میں سلطان شمس الدین التمش تم سے ملاقات کرنے کے منتظر ہیں۔ ان کے ساتھ اس وقت عزالدین بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔''

چنانچہ اس ہرکارے کے کہنے پر کزلک خان، خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا، بلند آواز میں سلطان اور عزالدین سے سلام کہا۔ اس پر سلطان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے عزالدین بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلطان نے کزلک خان کو آگے بڑھایا، کزلک خان جب سلطان کے قریب گیا تو سلطان نے اسے اپنے ساتھ بغل گیر کر کے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ اس موقع پر عزالدین بھی مسکراتے ہوئے بغل گیر ہوا تھا۔ پھر سلطان کے اشارہ کرنے پر عزالدین اور سلطان کے سامنے کزلک خان بیٹھ گیا۔ سلطان کچھ دیر تک توصیفی انداز میں کزلک خان کی طرف دیکھتا رہا، پھر خیمے میں سلطان شمس الدین التمش کی محبت اور شفقت میں ڈوبی ہوئی آواز گونجی تھی۔

Marfat.com

"کذلک خان! کہاں کے رہنے والے ہو؟"

سلطان کی طرف دیکھے بغیر خیمے کی زمین کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"دریائے آمو کے اُس پار، قراختائیوں کی سرزمین سے۔"

"قراختائی قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟"

کذلک خان کی گردن جھک گئی تھی۔ اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اس نے جی ہاں کہا تھا۔

"ماں باپ، بہن بھائی کہاں ہیں؟"

اس بار سلطان شمس الدین التمش نے پہلے کی نسبت زیادہ چاہت اور محبت میں سوال کیا تھا۔ شاید اسی چاہت اور پدرانہ محبت ہی کا اثر تھا کہ کذلک خان کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ وہ ہونٹ کاٹنے لگا تھا۔ گردن اُس کی جھکی رہی۔ پھر بڑی مشکل سے کپکپاتی ہوئی آواز میں اُس نے سلطان کو جواب دیا۔

"سب مارے گئے۔"

"کیا منگولوں کے ہاتھوں؟"

"جی ہاں!"

"وہاں سے ان سرزمینوں کی طرف کیسے آ گئے؟"

پہلی بار نگاہ اٹھا کر کذلک خان نے سلطان شمس الدین التمش کی طرف دیکھا تھا اور کسی قدر پریشان ہوا تھا۔ اس لئے کہ اس موقع پر سلطان التمش کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ سلطان کی آواز، کذلک خان کی سماعت سے ٹکرائی۔

"دریائے آمو کے اُس پار سے یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"اسی طرح جس طرح آپ غلام بنائے گئے، ایک ہاتھ سے بک کر دوسرے ہاتھ میں جاتے رہے، اسی طرح میں بھی بکتا بکاتا یہاں ان سرزمینوں میں پہنچ گیا۔"

"کوئی ٹھکانہ ہے؟" سلطان نے پھر پوچھا۔

"جی نہیں۔ ایک صاحب نے رہنے کے لئے عارضی طور پر تین کمرے دیئے ہوئے ہیں اور اس کا چھ ماہ کا معاوضہ ادا کیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ جس شخص نے یہ

Marfat.com

کام کیا ہے، اس کی میں نے ایک کٹھن مہم سرانجام دی تھی۔ دہلی کے بازار میں اسی شخص نے مجھے خریدا تھا۔ اس شرط پر آزاد کرنے کے لئے کہا تھا کہ میں اس کا ایک اہم اور انتہائی مشکل کام انجام دوں۔ وہ کام جب میں نے بڑے احسن طریقے سے کر دیا تو سلطانِ محترم! اس نے مجھے آزاد کر دیا اور چھ ماہ کے لئے ایک رہائش بھی مہیا کر دی۔"

"عزالدین نے مجھے بتایا ہے کہ محترم جمال الدین کی بیٹی کی جان تم نے بچائی تھی۔ ہاتھی اُسے مارنے کے درپے تھا کہ تم نے ہاتھی کو برانگیختہ کر کے اپنی طرف متوجہ کیا اور اس کی سونڈ کاٹ دی۔"

سلطان جب خاموش ہوا تب کذلک خان کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! ایسا کرنا میرے لئے ضروری تھا، ورنہ ہاتھی اُس لڑکی کو نقصان پہنچا دیتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا، تب سلطان شمس الدین التمش کچھ دیر سوچتا رہا، پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز! زندگی کے صفحۂ قرطاس پر کبھی سکھ، کبھی غم ضرور آتے ہیں۔ مسافتِ زیست کے گلستانوں میں کبھی ہجر کے غموں کے طوفان اُٹھتے ہیں، بدامنی اور اضطراب اپنا رنگ دکھاتے ہیں اور کبھی آبشاروں کے ترنم اور خوشبو کے پیکرِ جاودانی، خوشیوں کی راحتیں راستے کی دُھول بنتی ہیں۔ میرے عزیز! سوچوں کے بے درد آنگنوں میں کبھی رسمِ دُنیا سولیوں پر چڑھا دیتی ہے، ہونٹوں کو سی کر آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے، کبھی اذیت کے کہرام زندگی کی بنجر زمین، جہنم سی مجبوریاں، پُرامن خاموشی، شفق رنگوں کے سکون میں بھی ڈھل جاتی ہیں۔

بچے! حوادث سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خداوندِ قدوس جب کسی کو بڑے کڑے امتحان میں ڈالتا ہے تو اس کے بعد اسی مالکِ دو جہاں کی طرف سے خوشی اور سکون بھی نصیب ہوتا ہے۔ آج کے انفرادی مقابلے میں تُو نے جو اپنی ہنرمندی، اپنی جوانمردی اور کمالِ فن کا مظاہرہ کیا، اس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں تمہاری تعریف کر سکوں۔

Marfat.com

بچے! میں رزم آرائیوں کے طوفانوں جیسی تمہاری جرأت مندی، انحطاط و زوال طاری کرتے جھکڑوں جیسی تمہاری دلیری، منڈلاتے خطرناک سایوں جیسی تمہاری شجاعت، زندگی سے بھرپور جذبوں سی تمہاری بے باکی اور سمندر کے شور، ہواؤں کے دوش جیسی تمہاری طاقت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میرے عزیز! تجھ جیسے جوان ہی آخری شب کی سسکتی تنہائیوں میں وفا پرستی کی کرن ثابت ہوتے ہیں۔ قہرمانی کی بے پناہ آتش میں صبر و رضا کی عظمت و سطوت بنتے ہیں۔ جنگل کی دھاڑتی آندھیوں میں نیکی و ناموس اور خیر کے جوہر بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ بے حسی کے پھیلتے طلسم میں وقت کا احتساب کرتی بیداری بن کر وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہیں۔

تُو کیا خوب انفرادی مقابلے کے لئے نکلنے والے کے خلاف بگولوں کے جھکڑوں اور سیال آگ کی صورت، موجوں میں بنتے بھنور کی طرح حرکت میں آیا اور اسے اپنے سامنے لمحوں کے اندر زیر کر کے رکھ دیا۔

لشکر میں یقیناً تجھ جیسے جوانوں کی ضرورت ہمہ وقت رہتی ہے جو جلوہ در جلوہ بجلیوں کی کڑک، طوفانوں کا زور، انقلاب کا بھنور، بیداری کا پیغام اور برق سامان مرگ بن کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ جو قضا کی ظلمت کے ستم، فسوں اور شعلہ فشانی کے وسیع طوفانوں میں ہمہ قیامت، ہمہ عقوبت اور صاعقہ بدوش شدت پسند ثابت ہوں۔

آج کا انفرادی معرکہ سر کر کے تُو نے اپنے نہیں، اپنے لشکر کے اندر بھی ایک انقلاب برپا کیا ہے۔ تیری یہ محنت، تیری یہ جوان مردی، تیری یہ شجاعت، تیری یہ وفاداری، تیرا یہ خلوص رائیگاں نہیں جائے گا۔ میں تمہیں اپنے لشکریوں کے مقدمتہ الجیش کا سالار مقرر کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سلطان شمس الدین التمش نے بڑے مخصوص سے انداز میں اپنے قریب بیٹھے عزالدین کی طرف دیکھا جس کے جواب میں عزالدین اپنی جگہ سے اٹھا، خیمے کی طرف گیا، نمدے کی ایک ٹوپی اٹھا کر لایا، جس پر کلغی اور طرّہ لگا ہوا تھا۔ اس ٹوپی کو دیکھ کر سلطان مسکرایا، کذلک کو آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ کذلک خان جب

Marfat.com

سلطان کے قریب ہوا تو سلطان نے کلغی اور طرّہ کی وہ ٹوپی کذلک خان کو پہنا دی تھی اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب تُو میرے لشکر میں کوئی عام لشکری نہیں ہے۔ تُو ایک نامور، عمدہ اور بھروسے لائق سالار ہے اور میرے مقدمتہ الجیش اور ہراول کا سالارِ اعلیٰ ہے۔''

کذلک خان کو نمدے کی وہ ٹوپی پہنانے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے عزالدین کی طرف دیکھا، پھر بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

''عزالدین! ذرا سارے سالاروں اور دوسرے سرکردہ لوگوں کو میرے خیمے میں بلاؤ تا کہ میں ان سب سے کذلک خان کا تعارف کراؤں۔''

اس پر عزالدین اپنی جگہ پر اٹھا، باہر کھڑے ہرکارے کو کوئی پیغام دیا، اس کے بعد دوبارہ خیمے میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ خیمے میں سلطان شمس الدین التمش کے سالاروں میں سے علاؤالدین جانی، سیف الدین کوچی، کبیر خان، خواجہ مہذب، تاج الدین ریزہ جو سلطان کا منشی بھی تھا، فخرالدین جو سلطان کے سرکردہ سالار سیف الدین کوچی کا بھائی تھا، اس کے علاوہ لشکر کے قاضی کبیر الدین، وزیر نظام الملک اور کچھ دیگر لوگ سلطان کے خیمے میں داخل ہوئے۔ سلطان نے سب سے کذلک خان کا تعارف کرایا۔ ساتھ ہی مقدمتہ الجیش کے سالارِ اعلیٰ بنانے کی خبر بھی سارے سالاروں سے کہی تھی۔ اس موقع پر ایک گہری نگاہ سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان پر ڈالی، اس کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان! ذرا اپنے دائیں جانب دیکھو۔''

کذلک خان نے جب اپنے دائیں جانب دیکھا تو وہاں فخرالدین بیٹھا ہوا تھا۔ سلطان نے کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

''یہ فخرالدین ہے۔ اس وقت یہ میرے لشکر کا ایک سالار ہے۔ اب یہ نائب سالار کی حیثیت سے تمہارے تحت بھی کام کر سکتا ہے۔''

سلطان شمس الدین التمش سب کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سلطان کا حاجب خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''سلطانِ محترم! جالور کا راجہ اپنے چند سرکردہ امیروں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔''

اس پر سلطان نے اسے اندر آنے کے لئے کہا جس پر جالور کا راجہ اڑیسہ اپنے اُمراء کے ساتھ سلطان کو تعظیم دیتا ہوا خیمے میں داخل ہوا۔ سلطان نے اُس کا پُرتپاک خیرمقدم کیا۔ راجہ نے اپنے روّیے کی معافی مانگی، خراج اور تاوانِ جنگ کی رقم بھی ادا کی اور آئندہ سلطان کا مطیع اور فرمانبردار رہنے کے علاوہ باقاعدگی سے خراج ادا کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ جس پر سلطان شمس الدین التمش نے راجہ اڑیسہ کو باعزت واپس بھیج دیا۔ لشکر کے ساتھ مزید چند روز سلطان نے وہاں قیام کیا، اس کے بعد وہ اپنے لشکر کو لے کر جالور کی سرزمینوں سے دہلی کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❀

حسین و خوب صورت استر کے باپ نیزک خان نے دہلی میں دکان لے کر اپنا کاروبار شروع کر دیا تھا اور اس کاروبار میں استر کا بھائی باربد اپنے باپ کی مدد کرتا تھا۔ ایک روز دونوں باپ بیٹا گھر میں داخل ہوئے۔ جب وہ دیوان خانہ میں بیٹھے، تب قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی بھی دیوان خانہ میں آ کر بیٹھ گئیں۔ اس موقع پر نیزک خان نے کچھ سوچا، پھر اپنی بیوی قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قراطیس نے بولنے میں پہل کی اور کہنے لگی۔

''یہ محترم فخرالدین ہمارے محسن اور مربی ہیں۔ بس وہ ہمیں مشکل سے نکالنے کے بعد ہمیں حویلی میں چھوڑنے آئے۔ اس کے بعد لوٹ کر کبھی ہماری طرف آئے ہی نہیں۔''

اس موقع پر ہلکا سا تبسم نیزک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''قراطیس! اچھا ہوا تُو نے یہ موضوع خود ہی چھیڑ دیا۔ میں بھی تم سے، استر اور باربد سے اسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا تھا...... دراصل فخرالدین سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ ان دنوں جالور کی مہم پر گیا ہوا تھا۔ جانے سے پہلے اس نے ایک خواہش کا اظہار کیا تھا اور اس کا ابھی تک میں نے تم تینوں سے ذکر نہیں کیا تھا۔ دراصل وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ استر کو اس کے نکاح میں دے دیا جائے۔ قراطیس!

Marfat.com

میں نے اس کی حویلی دیکھ رکھی ہے۔ صاحبِ ثروت ہے، دہلی شہر کے اندر اس کا ایک مکان بھی ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں سالار ہے۔ اس کے علاوہ......''

یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ قراطیس بول اٹھی تھی۔

''آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، سب درست ہے۔ لیکن استمر اور باربد دونوں فخرالدین سے متعلق مشکوک ہیں۔''

''کیا مطلب؟''

جستجو بھرے انداز میں نیزک نے پوچھ لیا تھا۔

اس پر قراطیس کہنے لگی۔

''استمر بلکہ باربد کا بھی یہ خیال ہے کہ ہمیں مرو شہر سے نکالنے والا فخرالدین نہیں، کوئی اور تھا۔''

اس پر نیزک خان نے اپنی بیٹی استمر کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! اس کا شک تمہیں کیسے ہوا؟''

استمر سنبھلی، گلا صاف کیا، پھر کہنے لگی۔

''اے میرے باپ! دہلی شہر میں داخل ہونے تک معاملہ بالکل ٹھیک تھا۔ جس وقت ہمیں لانے والا، دہلی کے قطب الدین ایبک کے قائم کردہ شفا خانے میں داخل ہوا، اس کے بعد جب واپس آیا تو اس کی ذات میرے لئے مشکوک ہوئی اس لئے کہ جب اس نے گفتگو کی تو اس کی آواز پہلے والی نہیں، کوئی دوسری تھی۔ ابا! آپ برا نہ مانئے گا۔ جو شخص ہمیں لینے کے لئے گیا تھا، اس نے اپنے آہنی خود سے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔ فخرالدین جب شفا خانہ سے نکلا تو وہ آنکھیں اس شخص کی نہیں تھیں جو ہمیں جہنم سے نکال کر لایا تھا۔ اس کے بعد فخرالدین نے ہماری حویلی کے سامنے آ کر اپنے سر سے خود اتار دیا۔ اگر یہاں آ کر ہمارے سامنے خود اتارنا ہی تھا تو پھر اس ساری مہم کے دوران سر پر خود رکھنے سے کیا حاصل؟ اور اس میں کیا راز تھا بابا؟ اس کے علاوہ میرے اور میرے بھائی باربد کے پاس اس شخص کی ایک نشانی بھی ہے جو ہمیں مرو سے یہاں لایا، جس نے ہمارے لئے

Marfat.com

خطرات مول لئے۔"

"کیا نشانی تھی اُس کی؟" نیزک خان نے غور سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔ اس پر استر بولی اور کہنے لگی۔

"بابا! اُس کے بائیں بازو پر غلامی کی مہر تھی۔ ایسی مہر جو منگول لگاتے ہیں۔ بابا! اس روز میں، اماں، آپ اور بھائی خرید و فروخت کے لئے بازار گئے تھے تو مجھے اور اماں کو ایک نوجوان ملا تھا۔ اس کی آنکھیں ان آنکھوں سے ملتی تھیں جن آنکھوں والا نوجوان ہمیں مرو سے لایا تھا۔ پہلے میں اور اماں یہ نہ جان سکی تھیں کہ وہ آنکھیں ہم نے کہاں دیکھ رکھی ہیں۔ ہم دونوں ماں بیٹی اسی موضوع پر سوچتی رہیں۔ آخر چند دن کے بعد میں اور اماں نے یہی فیصلہ کیا کہ ایسی آنکھیں ہم نے اس شخص کی دیکھی تھیں، جو ہمیں منگولوں سے بچا کر مرو سے یہاں لایا تھا۔"

اس پر نیزک خان نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"بیٹی! اگر ہمارا محسن فخرالدین نہیں۔ کوئی اور ہے تو بیٹی سن! ہم تیرا نکاح تو اس کے ساتھ نہیں کر رہے۔ وہ اس سلسلے میں دو تین بار مجھ سے کہہ چکا ہے کہ استر کا ہاتھ اسے دے دیا جائے۔ بیٹی! پہلے منگنی کی رسم ادا کرتے ہیں، اسے کہتے ہیں کہ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر آئے، منگنی کی رسم ادا کرے اور اس کے کچھ عرصہ بعد استر کی رخصتی کر دی جائے گی۔ منگنی کے دوران تم دونوں بہن بھائی کو اجازت ہو گی کہ یہ جان سکو کہ ہم پر احسان کرنے والا فخرالدین ہے یا کوئی اور؟ بچے! ہم نہ اُس کے دبیل ہیں نہ غلام۔ اگر وہ ہم سے دھوکا اور فریب کر رہا ہے تو پھر ہم اس کے دھوکے اور فریب میں نہیں آئیں گے بلکہ اپنے اس محسن، اپنے اس مربی کو تلاش کریں گے جو تم تینوں ماں بیٹی اور بیٹے کو باحفاظت مرو سے یہاں لے کر آیا تھا۔"

نیزک خان کی اس تجویز سے استر اور باربد ہی نہیں، قراطیس نے بھی اتفاق کیا تھا۔ پھر نیزک خان کہنے لگا۔

"اب میں دوسری خبر تم دونوں ماں بیٹی سے کہتا ہوں۔ جالور کے راجہ کے خلاف مندار فتح حاصل کرنے کے بعد کل سلطان اپنے لشکر کے ساتھ دہلی شہر میں داخل ہو گا۔ سارے لوگ اس فتح کی خوشی میں لشکر کا استقبال کریں گے۔ لہٰذا ہم بھی استقبال

Marfat.com

کے لئے جائیں گے۔"

قراطیس، استمر اور باربد نے اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

اس کے بعد قراطیس اور استمر دونوں ماں بیٹی نے وہیں کھانا لگایا اور سب بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

Marfat.com

جالور کے راجہ اڑیسہ کے ساتھ سلطان شمس الدین کی پہلی لشکر کشی اور پہلی ہی شاندار فتح تھی۔ اس بنا پر سلطان التمش اپنے لشکر کے ساتھ دہلی میں داخل ہوا تو دہلی کے لوگوں نے شاندار انداز میں سلطان اور لشکر کا استقبال کیا۔ گلی کوچوں کو سجایا گیا تھا، شاہراہوں کے کنارے، مکانوں کی چھتوں اور بالکونیوں تک میں لوگ کھڑے پھول پتیاں نچھاور کرتے جارہے تھے۔

اس موقع پر ایک طرف نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد بھی کھڑے ہوئے تھے۔ ان سے تھوڑا ہی آگے جمال الدین، اس کی بیوی اسماء، دونوں بیٹیاں لبانہ اور رایان اور بیٹا قدر خان لشکر کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔

کذلک خان چونکہ اب سلطان کے ہراوّل لشکر کا سالارِ اعلیٰ تھا چنانچہ سلطان کے محافظ دستوں کے پیچھے ہراوّل لشکر ہی شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس مقدمتہ الجیش کے آگے سالار کی حیثیت سے کذلک خان تھا۔ اس کے پیچھے کچھ دوسرے سالاروں کے علاوہ فخر الدین بھی تھا۔ پیچھے لشکری آتے جارہے تھے۔

اچانک استمر کی نگاہ کذلک خان پر پڑی اور اپنی ماں قراطیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ماں! اس نوجوان کو غور سے دیکھو، جو سلطان کے پیچھے آنے والے لشکر کے آگے آگے ہے۔ اماں! یہی وہ آنکھیں ہیں جنہوں نے اس نوجوان کی ذات سے ہمیں مشکوک کردیا ہے۔ اماں! جس وقت میں، آپ، ابا اور بھائی گھر کا سودا سلف خریدنے

Marfat.com

کے لئے بازار گئے تھے اور ہم نے اس کی آنکھوں سے متاثر ہو کر بات چیت کی تھی اور میں اس کے پیچھے دکان سے باہر آئی تھی، اس وقت اس نے مجھ سے ایک جملہ کہا تھا۔ اماں! اس نے کہا تھا کہ وہ اس شہر میں اجنبی ہے۔ پر آج دیکھو اماں! اس نے جو کلغی اور طرّہ والی نمدے کی ٹوپی پہن رکھی ہے وہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جو لشکر اس کے پیچھے آ رہا ہے وہ اس کا سالار اور کماندار ہے۔ اماں! فخر الدین جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ہمیں مرد سے دہلی پہنچایا وہ اس نوعمر نوجوان کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے فخر الدین اس کے تحت مقدمتہ الجیش میں ہے۔"

استر کے یہ الفاظ نیزک خان اور باربد نے بھی سن لئے تھے چنانچہ وہ دونوں باپ بیٹا بھی بڑے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ کذلک کا گھوڑا آگے نکل گیا۔ جب وہ تھوڑا سا آگے گیا تو آگے شاہراہ کے کنارے جمال الدین، اسماء، لبانہ، رایان اور قدر خان کھڑے ہوئے تھے۔ جونہی انہوں نے بھی کذلک خان کو اس حالت میں دیکھا تو جمال الدین اپنی دونوں بیٹیوں، بیٹے اور بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ سلطان کے پیچھے جو لشکر آ رہا ہے، اس کی جو کمانداری کر رہا ہے، یہ تو کذلک خان ہے۔ وہی جس نے رایان کو ہاتھی سے بچایا تھا اور جس نے ہمارے بچوں کی تیغ زنی اور دوسرے حرب وضرب کے فنون میں تربیت کی ذمہ داری قبول کی ہے........ حیرت کی بات ہے اس نے تو یہ تاثر دیا تھا کہ وہ ایک عام لشکری کی حیثیت سے سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں داخل ہوا ہے، جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی ٹوپی کی کلغی اور طرّہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جو لشکر اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے، وہ اس کا سالار اور کماندار ہے۔"

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے رایان، لبانہ اور قدر خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ چنانچہ تینوں بہن بھائی حرکت میں آئے اور زوردار انداز میں پھول پتیاں کذلک خان پر نچھاور کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر نیزک خان، استر، قراطیس اور باربد نے کذلک خان سے متعلق جاننے کی کوشش کی لیکن ایک تو لوگوں کا بڑا ہجوم ہو رہا تھا، دوسرے لشکر بڑی تیزی سے آگے نکل گیا تھا لہٰذا وہ کذلک خان سے متعلق کچھ نہ جان سکے۔ اس

Marfat.com

طرح لشکر کا استقبال کرنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو ہو لئے تھے۔

❀

اس واقعہ کے کوئی ایک ہفتہ بعد نیزک خان اور باربد دونوں باپ بیٹا اپنی دکان بند کر کے جلد گھر لوٹ آئے۔ ان کے اس طرح سویرے آنے پر قراطیس اور استمر دونوں پریشان ہو گئی تھیں یہاں تک کہ قراطیس نے پوچھ لیا۔

''خیریت تو ہے؟ آپ دونوں باپ بیٹا بہت سویرے آ گئے ہیں۔''

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

''تمہارا کہنا درست ہے۔ آج فخر الدین اور اُس کے اہلِ خانہ، استمر کے ساتھ منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے ہمارے گھر آئیں گے۔ دو دن پہلے بات ہوئی تھی لیکن وقت طے نہیں ہوا تھا۔ آج انہوں نے دکان پر پیغام بھجوایا لہٰذا میں اور باربد یہاں چلے آئے۔ بہر حال ہمیں تھوڑی بہت تیاری تو کرنا ہو گی۔''

اس پر استمر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں؟ جبکہ منگنی ہونی ہی نہیں ہے تو پھر تیاری کا ہے کی؟''

جواب میں باربد مسکرا رہا تھا، جبکہ نیزک خان بھی ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا۔

''بیٹی! جو کچھ تُو کہہ رہی ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن وہ مہمان کی حیثیت سے آ رہے ہیں........''

استمر اپنے باپ کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول اُٹھی۔

''بابا! وہ کوئی مہمان نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں، اس فخر الدین نے ہمارے ساتھ دھوکا اور فریب کیا ہے۔ بابا! آپ برا نہ مانئے، جب وہ لوگ آئیں گے تو میں اس سارے عمل کے دوران اپنے بھائی باربد کے ساتھ فخر الدین کا بازو دیکھنے کی جرأت کروں گی۔ اور اگر اس کے بازو پر منگولوں کی لگائی ہوئی غلامی کی مہر نہ ہوئی تو بابا! میں اسی وقت اسے اور اس کے اہلِ خانہ کو اپنی حویلی سے نکل جانے کے لئے کہہ دوں گی۔ آپ برا نہ مانئے گا بابا! مرو کے جہنم سے ہمیں نکالنے والا یہ فخر الدین نہیں، کوئی اور ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ جس نوجوان کی آنکھوں پر مجھے اور باربد کو شک ہے، وہی ہمیں

Marfat.com

مرو سے نکالنے والا ہے، لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ اس کی آنکھیں ان آنکھوں سے ضرور ملتی ہیں جو آنکھیں ہم نے مرو سے لے کر دہلی تک دیکھی تھیں۔ اس کی آواز بھی اس آواز سے ضرور ملتی ہے جو آواز مرو سے لے کر دہلی تک ہمارے ساتھ گفتگو کرتی رہی۔ بابا! وہ نوجوان عمر کا چھوٹا ہے، قد کاٹھ میں فخر الدین سے بھی تھوڑا اونچا ہی ہو گا۔ بابا! اگر آپ برا نہ مانیں تو اس نوجوان سے متعلق ہمیں جستجو کرنا ہو گی کہ وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟ اس کی آنکھیں، اس کی آواز اس نوجوان سے کیوں ملتی ہیں جو ہمیں مرو سے دہلی لایا تھا؟“

اپنی بیٹی استر کے ان الفاظ پر نیزک خان مسکرا دیا تھا، کہنے لگا۔

”بیٹی! میں خود نہیں چاہتا کہ کسی دھوکا باز اور فریبی سے میری بیٹی کی منگنی طے ہو جائے۔ دوسرے میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ فخر الدین اور تمہاری عمر میں بہت فرق ہے۔ وہ تم سے کافی بڑا ہے۔ ٹھیک ہے، اس نے ہم پر ایک احسان کیا تھا کہ زخمی حالت میں مجھے اور میرے مرنے والے بیٹے کو اٹھا کر دہلی کے شفا خانے میں لایا تھا، لیکن ایسا کرنے کے بعد اگر اس نے میری خوب صورت بیٹی کو حاصل کرنے کے لئے کوئی دھوکا، کوئی فریب یا جُل دینے کا کردار ادا کیا ہے تو پھر وہ میری نگاہوں میں محسن و مربی نہیں رہے گا۔ میری نگاہوں میں اس کی حیثیت گر جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو بیٹی! میں کسی بھی صورت فخر الدین کے ساتھ تمہاری منگنی نہیں کروں گا“۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیزک خان جب رکا، تب استر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بول اٹھی۔

”بابا! اگر یہ ثابت ہو گیا کہ ہمیں مرو سے نکالنے والا فخر الدین نہیں ہے تو پھر آپ اس منگنی کو روکیں گے نا؟“

نیزک خان مسکرایا اور چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

”روکوں گا کیا، ہونے ہی نہیں دوں گا۔ لیکن بیٹی! ہم نے یہ ثبوت کسی دلیل اور کسی منطق سے دینا ہے“۔

اس پر استر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”بابا! آپ مطمئن رہیں۔ ایسی منطق، ایسی دلیل پیش کروں گی کہ میری اس

Marfat.com

دلیل اور حجت کا کسی کے پاس جواب نہیں ہوگا۔"

اسمتر کے ان الفاظ پر نیزک ہی نہیں، قراطیس اور باربد نے بھی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ پھر سب حویلی کی صفائی ستھرائی اور سامان کی زیبائش پر لگ گئے تھے۔

شام سے کچھ پہلے فخر الدین اپنی ماں اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیزک خان کی حویلی میں داخل ہوا۔ نیزک خان، قراطیس اور باربد تینوں نے شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ انہیں دیوان خانہ میں لے کر گئے۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ فخر الدین کی ایک بہن، قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ اسمتر کو یہیں بلا لیں۔ ایک تو میری ماں اور میری بہنیں اسے دیکھ لیں، دوسرے اب فخر الدین سے کیا پردہ؟ فخر الدین نے پہلے ہی اسے دیکھ رکھا ہے اور یہ کہ اب دونوں ایک رشتہ میں بھی منسلک ہونے والے ہیں۔"

اس پر قراطیس نے نیزک خان کی طرف دیکھا۔ نیزک خان نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب قراطیس باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی تو اسمتر اس کے ساتھ تھی۔ فخر الدین کی ماں اور بہنوں نے جب اسمتر کو دیکھا تو اس کی خوب صورتی، اس کے حُسن، اس کی شخصیت اور اس کے پُر جمال چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ نہ صرف بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھیں بلکہ کسی قدر دنگ اور حیران رہ گئی تھیں۔

سب سے پہلے فخر الدین کی ماں اور بہنیں بڑے پیارے انداز میں اس سے گلے ملیں پھر اسمتر کا بازو پکڑ کر فخر الدین کی ماں نے اسے فخر الدین کے قریب کھینچ کر بٹھا دیا۔ اسمتر بیٹھنا نہیں چاہتی تھی لیکن جب فخر الدین کی ماں نے اسے کھینچتے ہوئے وہاں بٹھایا تب وہ بیٹھ گئی اور اپنے بھائی کو اشارہ کیا۔ لہٰذا باربد بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اسمتر کے پاس ہو بیٹھا تھا۔

یہ صورتِ حال پیدا ہونے کے بعد سوالیہ سے انداز میں اسمتر نے اپنے باپ اور ماں کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر جب نیزک خان نے اثبات میں ہلکی سی گردن ہلائی تب اسمتر، فخر الدین کی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ کے بیٹے سے کچھ سوال کرنا چاہتی ہوں اس

Marfat.com

لئے کہ جو رشتہ طے ہو رہا ہوتا ہے یہ بڑا نازک ہوتا ہے اور اس میں زندگی بسر کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔"

اس پر فخر الدین کی ماں اور بہنوں ہی نہیں، فخر الدین نے بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پوچھو، تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

اس پر استر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

"آپ ہمارا محسن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ساتھ ہی یہ بھی آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ مجھے، میری ماں اور میرے بھائی کو مرو سے نکال کر یہاں لائے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مرو سے نکلنے کے بعد کیا برف باری ہوئی تھی؟ اگر نہیں ہوئی تھی تو کتنے دن ہوئی تھی؟ اگر ہوئی تھی تو برف باری کے دوران ہم نے کس کے ہاں پناہ لی تھی؟"

یہاں تک کہنے کے بعد استر رکی، پھر کہنے لگی۔

"یہ میرا پہلا سوال ہے۔ اس کا جواب دیں۔ پھر دوسرا سوال کرتی ہوں۔"

فخر الدین کے پاس چونکہ کوئی جواب نہ تھا، لہٰذا بغلیں جھانکنے لگا۔ کچھ دیر خاموشی رہی، استر نے پھر پوچھا۔

"میں نے آپ سے ایک سوال کیا ہے اور ابھی تک آپ نے جواب نہیں دیا۔"

فخر الدین کہنے لگا۔

"یہ کوئی سوال ہے جس کا جواب دیا جائے؟"

اس پر استر پھر بولی اور کہنے لگی۔

"اگر یہ سوال نہیں ہے اور اس کا جواب نہیں ہے تو پھر دوسرا سوال کرتی ہوں۔ مرو سے ادھر آتے ہوئے کیا کسی نے ہماری راہ روکی تھی؟ اگر روکی تھی تو راہ روکنے والے کون تھے؟ کتنے تھے؟"

فخر الدین پھر کوئی جواب نہ دے سکا۔ بس شرمندگی کا احساس کر رہا تھا۔

استر پھر بول اٹھی۔

"دوسرے سوال کا جواب بھی آپ کے پاس نہیں ہے۔ اب میرے تیسرے سوال کا یہ جواب دیں کہ مرو سے دہلی آتے ہوئے ہم نے کون سا راستہ اختیار کیا تھا؟"

Marfat.com

فخرالدین پھر کوئی جواب نہ دے سکا۔ شرمندہ سا ہو رہا تھا۔ اس بار استمر نے فخرالدین کی ماں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''آپ برا نہ مانئے گا، کیا آپ مجھے بتائیں گی کہ چند ہفتے پہلے کیا آپ کا بیٹا فخرالدین آپ کو بتا کر مرو شہر کی طرف گیا تھا جو یہاں سے سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے؟ اور وہ گھر سے کتنا عرصہ غائب رہا؟''

اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فخرالدین کی ماں کہنے لگی۔

''میرا بیٹا فخرالدین تو گزشتہ ایک سال ہوا کہیں گیا ہی نہیں ہے۔ مرو تو بہت دور کی بات، یہ تو کبھی نزدیک کے شہر میں نہیں گیا۔ نہ ہی یہ اتنا عرصہ کہیں گھر سے غائب رہا ہے۔''

اس پر استمر اور باربد دونوں حرکت میں آئے۔ باربد آگے بڑھا، فخرالدین کے بائیں بازو کی آستین آگے کی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے بازو پر منگولوں کی لگائی ہوئی مہر نہیں ہے تو پھر اس نے اپنی بہن استمر کو مخاطب کیا۔

''استمر! اس کے بازو پر مہر بھی نہیں ہے۔''

اس پر فخرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے استمر کہنے لگی۔

''جو نوجوان ہمیں اپنی زندگی، اپنی جان خطرے میں ڈال کر مرو سے نکال کر دہلی میں لایا تھا اس کے بائیں ہاتھ پر ایک مہر تھی۔ ایسی مہر جو منگول عموماً اپنے غلاموں کے بازوؤں پر لگاتے ہیں۔ چونکہ آپ نے اپنے آپ کو یہ ظاہر کیا کہ آپ مجھے، میری ماں اور میرے بھائی کو مرو سے باحفاظت نکال کر یہاں لائے ہیں، حالانکہ آپ نے ایسا نہیں کیا چنانچہ آپ نے ہمیں دھوکا دیا ہے، ہمارے ساتھ فریب کیا ہے اور جو دھوکا دینے والا ہو، فریب سے کام لینے والا ہو اس سے میں کسی بھی صورت رشتہ طے کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ لوگ ابھی، اسی وقت اُٹھیں اور ہماری حویلی سے چلے جائیں۔''

فخرالدین کی ماں اور اس کی بہنیں چونکہ کسی حد تک حقیقت کو سمجھ گئی تھیں، لہٰذا خاموش اور پریشان تھیں۔

فخرالدین نے اس موقع پر سوالیہ سے انداز میں استمر کے باپ نیزک خان کی

Marfat.com

طرف دیکھا، پھر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ نیزک نے بولنے میں پہل کی۔

"فخرالدین! آخری فیصلہ میری بیٹی ہی کا ہونا ہے۔ اور میری بیٹی اپنا فیصلہ دے چکی ہے۔ یہ منگنی ہو نہیں سکتی۔ فخرالدین! میں اُمید بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم ہمیں اس طرح دھوکا اور یوں ہمارے ساتھ فریب دہی سے کام لو گے۔ میری بیٹی چونکہ تم لوگوں کو جانے کے لئے کہہ چکی ہے لہٰذا تم لوگ جا سکتے ہو۔"

اس پر فخرالدین بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ لوگوں نے گھر بلا کر میری بے عزتی، میری اہانت کی ہے اور اس کا خمیازہ آپ لوگوں کو بھگتنا پڑے گا۔"

اس کے ساتھ ہی فخرالدین اپنی ماں اور بہنوں کو لے کر حویلی سے نکل گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد کچھ دیر تک گھر میں اُداس خاموشی اور گہرا سکوت طاری رہا۔ دیوان خانہ میں سب چپ بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ قراطیس، نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"فخرالدین جو دھمکی دے کر گیا ہے، مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ کہیں نقصان نہ پہنچائے۔ استر باہر نکلے تو کہیں اسے اپنے آدمیوں کے ذریعہ اُٹھا لے جانے کی کوشش نہ کرے۔ یا باربد ہی کہیں باہر جائے تو اسے نقصان نہ پہنچائے۔"

قراطیس کے ان الفاظ پر نیزک خان گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ یہاں تک کہ باربد بول اٹھا۔

"ماں! اس فخرالدین کی ایسی تیسی۔ یہ دھوکا باز ہے، فریبی ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ چال بازی کی ہے۔ ہمیں مرو کے جہنم سے نکالنے والا یہ نہیں، کوئی اور ہے۔ بابا! ہمیں اس کی تلاش کرنی چاہئے۔ وہ ہمارے لئے بڑا مہربان، بڑا سودمند ثابت ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے، جب وہ ہمیں مل جائے اور حقیقت حال ہم پر کھل جائے تو وہی فخرالدین کے سامنے ہمارے لئے ڈھال اور ہمارے لئے تحفظ کا سامان بن جائے۔ بابا! جو نوجوان مجھے، میری بہن، میری ماں کو مرو کی طرف سے لا سکتا ہے، وہ یہاں دہلی میں بھی ہماری حفاظت کر سکتا ہے۔ بابا! اس نے جو سفر کے دوران ہمارے ساتھ قیام کرتے ہوئے اپنے آہنی خود سے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رکھا تو اس کے پیچھے

Marfat.com

بھی کوئی راز تھا۔ اس راز سے یقیناً یہ فخرالدین بھی واقف ہو گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ جس نوجوان نے مجھے، میری ماں اور میری بہن کو خطرات اور موت کے منہ سے نکالا، وہ بھی یہیں کہیں دہلی میں رہتا ہو گا اور ہمیں تلاش کرنا چاہئے۔ ابا! وہ اگر ہمیں مل جائے تو میں خیال کرتا ہوں، فخرالدین ہمارا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد باربد جب خاموش ہوا تب اس بار اسمر بڑے اعتماد اور حوصلے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! اس فخرالدین کی ایسی تیسی، یہ ہمیں دھمکی دے کر گیا ہے، یہ ہمارا کیا بگاڑے گا؟ .... بابا! اگر اس نے ہمارے خلاف پر پرزے نکالنے کی کوشش کی تو ہم اس کی شکایت لے کر سیدھے سلطان کے پاس یا سلطان کے دستِ راست عزالدین کے پاس پہنچیں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ یہ کیسے ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرتا ہے........ اگر سلطان یا عزالدین دونوں میں سے کسی سے بھی ہماری ملاقات نہ ہو پائی تو ابا! دہلی کے قاضی تو کہیں نہیں گئے۔ ان سے جا کر ہم اس فخرالدین کی شکایت کریں گے۔ پھر دیکھئے گا کہ اس فخرالدین کے کارناموں اور اس کی دھمکیوں کا کیا حشر نشر ہوتا ہے۔

بابا! باربد کا کہنا ٹھیک ہے۔ ہمیں اس نوجوان کو تلاش کرنا چاہئے جو ہمیں مرو سے نکال کر لایا تھا۔ بابا! مرو سے لانے والا ہمیں فخرالدین نہیں ہے۔ آپ کے سامنے میں نے اس سے جتنے سوال کئے، ان سوالوں میں سے اس نے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ بابا! جس روز میں اور باربد نے اس نوجوان کو تلاش کر لیا جو ہمیں لے کر آیا تھا، اسے پکڑ کر ہم آپ کے پاس لائیں گے۔ یہی سوال اس سے کریں گے۔ پھر دیکھئے گا، وہ ان سوالوں کا کیسا معقول اور صحیح جواب دیتا ہے۔"

جب تک اسمر بولتی رہی، نیزک اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"میرے بچے! فخرالدین سے متعلق تمہیں پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں بہن بھائی معمول کے مطابق اپنے کام کرتے رہو۔ یہ خالی خولی ایک دھمکی ہے۔ اور اگر فخرالدین نے کچھ کرنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھائے گا۔

Marfat.com

میرے خیال میں اس کے ساتھ جو اس کی بہنیں اور ماں آئی تھیں وہ بھی جا کر اسے سمجھائیں گی کہ اس نے ایسے لوگوں کے ساتھ کیوں دھوکا اور فریب کیا۔ بہر حال میرے بچو! بالکل پُرسکون ہو جاؤ۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ فخر الدین سے ہم نمٹ لیں گے۔"

اس موقع پر استمر نے بڑے غور سے اپنے باپ نیزک خان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

"بابا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اور باربدیا میں اور اماں اس نوجوان سے ایک بار مل لیں جس پر ہمیں شک ہے کہ اس کی آنکھیں اس نوجوان سے ملتی ہیں جو ہمیں مرو سے لے کر آیا تھا۔ بابا! میرا دل کہتا ہے جس نوجوان کی میں نے آنکھیں دیکھی تھیں، وہ وہی نوجوان ہے جو ہمارا محسن ہے۔ بابا! میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتیں۔ گو اس نے اپنے چہرے پر خود کا نقاب ڈالا ہوا تھا، میں اسے چہرے سے تو نہیں پہچان سکتی۔ لیکن بابا! مرو سے نکل کر دہلی تک اس کے ساتھ گفتگو کرتے یا اس کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے کئی بار اس کی آنکھوں کا جائزہ لیا تھا اور اس نوجوان کو جسے میں اور میری ماں نے دہلی کے بازار میں دیکھا تھا، اُس کی آنکھیں بالکل اس نوجوان جیسی ہیں۔ بابا! اگر وہ نوجوان کہیں مجھے، باربدیا اماں کو مل جائے تو کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے کہ اپنے سکون، اپنی دلجوئی کی خاطر ہم اس سے گفتگو کر سکتے ہیں؟"

استمر کے ان الفاظ پر نیزک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"استمر! میری بچی! تُو کس قسم کی گفتگو کر رہی ہے؟ اگر تم اس نوجوان کو تلاش کر لو جو تمہیں، تمہاری ماں اور تمہارے بھائی کو مرو سے لایا تھا تو تمہیں، تمہارے بھائی یا تمہاری ماں کو صرف اس سے ملنے کی اجازت ہی نہیں ہے بچے! تم اسے پکڑ کر اپنے ہاں لاؤ۔ اگر وہ مل جائے تو دنیا میں وہ ہمارا سب سے بڑا محسن ہوگا۔ اگر تم اسے اپنی حویلی میں لے کر آؤ تو پھر میں اس سے جانوں گا کہ تم تینوں کو دہلی کی طرف لاتے ہوئے آخر اس نے اپنے چہرے پر اپنے خود کا نقاب کیوں ڈال رکھا تھا؟ .... میری بچی! اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ اگر تم، تمہاری ماں یا باربد اس نوجوان کو

Marfat.com

تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اسے حویلی میں لے کر آنا۔ پھر میرے سامنے اس سے یہی سوال کرنا جو تم نے فخر الدین سے کئے ہیں۔ پھر میں دیکھوں گا وہ نوجوان ان سوالوں کا کیا جواب دیتا ہے؟''

نیزک خان کی اس گفتگو سے جہاں استمر مسکرا رہی تھی، وہاں قراطیس اور باربد کی بھی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر نیزک خان کے کہنے پر قراطیس اور استمر دونوں ماں بیٹی کھانا لگانے لگی تھیں۔

❀ ❀ ❀

Marfat.com

ایک روز جمال الدین، اس کا بیٹا قدر خان، بیوی اسماء، دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ دیوان خانہ میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔

اس پر قدر خان اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے باپ جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بابا! میں دیکھتا ہوں کون ہے۔''

اس کے ساتھ ہی قدر خان دیوان خانہ سے نکل کر حویلی کے صدر دروازے کی طرف گیا۔ جب اس نے بڑے پھاٹک کے اندر جو چھوٹا دروازہ تھا، وہ کھولا تو اس نے دیکھا، سامنے کذلک خان کھڑا تھا۔

کذلک خان کو وہاں کھڑا دیکھ کر قدر خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پہلے کذلک خان کا ہاتھ پکڑ کر اسے حویلی کے اندر لایا، دروازہ بند کیا، پھر کذلک خان اُسے گلے ملا، پھر شکوؤں بھری آواز میں کہنے لگا۔

''بھائی! آپ تو بالکل ہی غائب ہو گئے۔ اتنے دن سے آپ نے ہماری طرف کوئی چکر ہی نہیں لگایا۔ لگتا ہے آپ ہمیں بھول کر فراموش کر بیٹھے۔''

قدر خان کے ان الفاظ کا جواب کذلک خان دینا ہی چاہتا تھا کہ دیوان خانہ سے اس کے باپ جمال الدین کی آواز آئی۔

''قدر خان! کہاں کھو گئے ہو؟....... میرے بیٹے! دروازے پر ہی کھڑے ہو کر

Marfat.com

کس سے گفتگو کرنے لگے ہو؟''

اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قدر خان بلند آواز میں کہنے لگا۔

''بابا! آپ دیوان خانہ سے تو باہر نکلیں، پھر آپ خود ہی جان جائیں گے کہ کون آیا ہے اور میں کس سے ہنسی خوشی گفتگو کر رہا ہوں۔''

قدر خان کے یہ الفاظ ادا کرنے تھے کہ دیوان خانہ سے جمال الدین، اس کی بیوی اسماء، دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ باہر نکل آئیں۔ اور جب ان سب نے کذلک خان کو قدر خان کے ساتھ کھڑے دیکھا تو ان سب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سب سے پہلے جمال الدین تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا، گلے لگا کر کذلک خان سے ملا، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بچے! یہ بھی تم نے خوب کیا ہمارے ساتھ...... وعدہ کیا کہ تم ہمارے ہاں روز آتے جاتے رہو گے، لیکن لگتا ہے تم بھول گئے ہو۔''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''میں اپنا وعدہ تو بھولنے والا نہیں ہوں۔ چونکہ میں سلطان کے لشکر میں شامل ہو چکا ہوں، میری کچھ مصروفیات ہیں، اس بناء پر آپ جانتے ہیں میں روز تو آپ کے ہاں نہیں آ سکتا۔ اور جب میں کسی مہم پر ہوں گا تو پھر تو میں ہفتوں اور مہینوں تک بھی آپ کے ہاں آنے سے رہا۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا، تب پہلی بار رایان بڑے پیار و محبت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے شکوؤں بھری آواز میں کہنے لگی۔

''ہم سب کو آپ سے ایک شکایت اور گلہ بھی ہے۔''

اس پر کذلک خان تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ لوگوں کو اگر مجھ سے کوئی گلہ یا شکوہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بدقسمتی ہے۔''

اس پر رایان، کذلک خان کے ان الفاظ پر چونکی تھی، بڑی فکرمندی میں کہنے لگی۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہرحال ایک چھوٹی سی شکایت آپ سے ضرور ہے۔''

''کیسی شکایت؟'' اس بار رایان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کذلک خان نے

Marfat.com

پوچھ لیا تھا۔

کذلک خان کے اس استفسار پر رایان بڑے پیارے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''جس روز سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین، جالور کی مہم سے فاتح کی حیثیت سے لوٹے تھے تو شہر میں لشکر کا بہترین استقبال کیا تھا۔ پہلے ہم سب کا خیال تھا کہ آپ ایک عام لشکری کی حیثیت سے سلطان کے لشکر میں شامل ہوئے ہیں، لہٰذا پہلے ہم آپ کو عام لشکریوں ہی میں دیکھتے رہے کہ آپ کہاں ہوں گے۔ لیکن جب لشکر ہمارے سامنے سے گزرنے لگا تو ہم نے دیکھا کہ لشکر کے آگے سلطان اور عزالدین تھے، ان کے پیچھے سلطان کے محافظ تھے اور سلطان کے محافظ دستوں کے پیچھے ایک سالار کی حیثیت سے آپ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی نمدے کی ٹوپی میں طغرئی لگا ہوا تھا جو عموماً سلطان کے سالار لگاتے ہیں۔ اور جب ہم نے وہاں کھڑے کچھ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے انکشاف کیا کہ سلطان کے محافظ دستوں کے پیچھے ہمیشہ مقدمہ الجیش ہوتا ہے۔ اور یہ بھی بتایا بلکہ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ نوجوان جو مقدمتہ الجیش کے آگے ہے اس کا طغرئی، اس کی نمدے کی ٹوپی اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ مقدمتہ الجیش کا سالار ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رایان رکی، پھر کہنے لگی۔

''آپ کو دیکھنے کے بعد میں، لبانہ، بھائی اور اماں نے آپ پر پھول نچھاور کیے۔ اور آپ سے شکایت یہ ہے کہ آپ نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر ہماری طرف نہیں دیکھا۔''

رایان جب خاموش ہوئی، تب کذلک خان کہنے لگا۔

''یہی شکایت ہے یا اس کے علاوہ بھی کوئی ہے تا کہ میں اپنی صفائی پیش کروں؟''

اس پر رایان ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگی۔

''ایک شکایت اور بھی ہے۔''

اس موقع پر جمال الدین، قدر خان، اسماء اور لبانہ سب غور سے رایان کی طرف دیکھنے لگے۔

Marfat.com

''دوسری شکایت کون سی ہے؟'' کذلک خان نے رایان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''دوسری شکایت یہ ہے کہ آپ نے ہم سب کے سامنے یہ انکشاف کیا تھا کہ آپ ایک لشکری کی حیثیت سے سلطان کے لشکر میں شامل ہوئے ہیں جبکہ فاتح کی حیثیت سے جس وقت لشکر لوٹا، شہر میں داخل ہوا تو ایک عام لشکری کی بجائے ہم نے دیکھا آپ سلطان کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کے سالار ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رایان جب خاموش ہوئی تب شکووں بھری آواز میں اس کا باپ جمال الدین کہنے لگا۔

''بیٹے! کذلک خان کے ساتھ کھڑے کھڑے یہیں ساری گفتگو کرو گے؟ اسے بیٹھنے کے لئے بھی کہو۔''

اس پر سب کھلکھلا کر ہنس دیئے اور سب دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ جب بیٹھ گئے تب کذلک خان، رایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جہاں تک تم لوگوں کی پہلی شکایت کا تعلق ہے تو ان گنت لوگ اس موقع پر لشکر پر پھول نچھاور کر رہے تھے۔ میں نے کسی بھی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اس لئے آپ لوگوں کو شکوہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر میں کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتا اور آپ لوگوں کی طرف توجہ نہ دیتا تو پھر میری غلطی تھی اور میں اپنی غلطی کی معافی مانگ لیتا۔

جہاں تک دوسری شکایت کا تعلق ہے تو میں نے آپ لوگوں سے کوئی فریب یا دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ جس وقت میں سلطان کے لشکر میں شامل ہوا تھا تو ایک عام لشکری ہی کی حیثیت سے شامل ہوا تھا۔ اس کے بعد جالور کے راجہ سے جب مقابلہ ہوا تو اس کا ایک تیغ زن نام جس کا بھیم راج تھا، انفرادی مقابلے کے لئے نکلا۔ میں سلطان کے لشکر میں شامل ہو کر اپنی قسمت آزمانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اس موقع پر عزالدین سے انفرادی مقابلہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ عزالدین نے جب مجھے اجازت دی تب میں انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اُترا اور جالور کے راجہ اُڑیسہ کے تیغ زن کو جب میں نے زیر کر کے اس کا کام تمام کر دیا تب میری اس کارگزاری پر عزالدین اور سلطان بے حد خوش ہوئے۔ جنگ کے بعد

Marfat.com

ہمیں فتح نصیب ہوئی اور لشکر نے وہاں پڑاؤ کرلیا تھا۔ تب سلطان نے مجھے اپنے خیمے میں طلب کیا اور وہیں سلطان نے مجھے ایک عام لشکری سے اٹھا کر اپنے مقدمتہ الجیش کا سالار بنا دیا۔ میں سمجھتا ہوں سلطان کے لشکر کے مقدمتہ الجیش کا سالار ہونا میرے لئے بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تب جمال الدین بولا اور اپنی بیٹی رایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! کذلک خان کو یونہی باتوں میں مصروف رکھو گی یا اس کی کوئی تواضع کا بھی سامان کرو گی؟''

اس پر کذلک خان اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''تواضع کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرے خیال میں، میں تھوڑی دیر تک انہیں تیغ زنی کی تربیت دے لوں، اس کے بعد مجھے ایک انتہائی ضروری کام کے سلسلے میں مستقر کی طرف جانا ہوگا۔''

کذلک خان جب اُٹھا تب جمال الدین نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر رایان، لبانہ اور قدر خان تینوں تیغ زنی کی مشق کے لئے کذلک خان کے ساتھ اپنی حویلی کے پشتی باغ کی طرف ہو لئے تھے۔

❀

نیزک خان نے دہلی کے بازار میں دُکان لے کر اپنا پارچہ جات کا کام شروع کر دیا تھا اور دکان خوب چل نکلی تھی۔ اس کام میں اس کا بیٹا باربد بھی اس کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ ایک روز نیزک خان دکان میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ دکان میں ایک شخص داخل ہوا۔ نیزک خان یہی سمجھا کہ وہ گاہک ہے۔ وہ شخص جب نیزک خان کے قریب آیا تب نیزک خان نے بڑی ملائمت میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''آپ کو کیا چاہیے؟''

اس پر اس شخص کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''میرے محترم! یوں جانیں، میں آپ کا گاہک نہیں، تاہم مجھے آپ سے ایک تفصیل ضرور چاہیے۔''

Marfat.com

اُس شخص کے ان الفاظ پر نیزک خان چونکا تھا۔ کہنے لگا۔

"کیسی تفصیل؟"

اس پر آنے والا پھر پہلے کی طرح خوش گوار لہجے میں کہنے لگا۔

"دراصل میں سیف الدین ہوں۔ میں سلطان شمس الدین التمش کے اچھے سالاروں اور اُمراء میں شمار کیا جاتا ہوں۔ میرا ایک بھائی ہے، نام اس کا فخرالدین ہے۔ گو وہ علیحدہ حویلی میں رہتا ہے اور میری رہائش علیحدہ ہے لیکن گزشتہ دنوں اس کے ساتھ ایک ایسا معاملہ پیش آیا جس کی خبر میری بہنوں اور ماں نے دی اور میں اسی سلسلے میں آپ سے وضاحت اور حقیقت جاننے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

اس پر نیزک خان نے ہاتھ کے اشارے سے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا، بیٹھنے کو کہا۔ اس پر سیف الدین وہاں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد نیزک خان بولا۔

"آپ پوچھیں، کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

سیف الدین نے گلا صاف کیا، پھر کہنے لگا۔

"جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق آپ اپنی بیٹی کی منگنی میرے بھائی فخرالدین کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ آپ کی بیٹی کا نام مجھے استر بتایا گیا ہے لیکن مجھے بتانے والوں نے یہ بتایا کہ جب فخرالدین، میری ماں اور بہنوں کو لے کر منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے آپ کی حویلی میں گئے تو فخرالدین کو رُسوا کر کے حویلی سے دُھتکار کر نکال دیا گیا۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں کہ اس منگنی کا اہتمام کیوں کیا گیا؟ اور کیا میں اس علت کو بھی جان سکتا ہوں کہ جس کے تحت منگنی سے انکار کر کے فخرالدین کو آپ لوگوں نے حویلی سے نکال دیا؟"

سیف الدین رکا، پھر کہنے لگا۔

"میرے محترم! یہ نہ سوچئے گا کہ میں آپ کا احتساب کرنے آیا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا بھائی فخرالدین ایک لا اُبالی سا شخص ہے۔ میں خود اس کے کسی کام پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا۔ بس اس حادثہ کا ذکر میری ماں نے مجھ سے کیا، سو میں حقیقت حال جاننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

اس پر نیزک خان مسکرایا، کہنے لگا۔

Marfat.com

"جو کچھ آپ نے پوچھا یا جو کچھ آپ جاننا چاہتے ہیں، اس کی تفصیل میں آپ سے کہتا ہوں۔"

اس کے بعد نیزک خان نے اپنے زخمی ہونے، اپنے بیٹے نجیب الدین کے مارے جانے، فخر الدین کے اٹھا کر شہر کے شفاخانہ میں لانے، نیزک خان کے اپنی بیٹی کے حسن، اُس کی خوب صورتی کی تعریف کرنے اور اُس کے مرو کے نواح میں اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ پھنسنے کی تفصیل فخر الدین سے ملنے تک کی داستان سنا دی۔ اس کے بعد فخر الدین کے اس مطالبہ کو بھی نیزک خان نے سیف الدین کے سامنے پیش کر دیا کہ فخر الدین کا دعوٰی تھا کہ میری بیٹی اختر، بیوی اور بیٹے کو فخر الدین ہی مرو شہر کے نواح سے نکال کر لایا۔

اس کے بعد نیزک خان نے منگنی کی رسم کے دوران اپنی بیٹی اختر کے سوال کرنے اور فخر الدین کے جواب نہ دینے کی تفصیل بھی کہہ ڈالی تھی۔

جب تک نیزک خان بولتا رہا، سیف الدین دھیمے دھیمے انداز میں مسکراتا رہا۔

جب نیزک خان خاموش ہوا تب سیف الدین دوبارہ بول اٹھا۔

"میں سمجھتا ہوں جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ درست ہے اور آپ لوگ حق بجانب ہیں۔ غلطی پر میرا بھائی ہے۔ میں آپ لوگوں پر انکشاف کروں کہ فخر الدین گھر سے غائب ہی نہیں ہوا۔ نیزک خان! مرو شہر جانے، وہاں سے کسی کو خطرات سے نکالنے کے لئے ہفتے لگتے ہیں۔ جبکہ فخر الدین جو میرا بھائی ہے وہ دہلی سے ہفتوں کی بات تو بہت دور، دنوں کے لئے بھی غائب نہیں ہوا۔ وہ کہیں گیا ہی نہیں۔ پھر وہ کیسے دعوٰی کر سکتا ہے کہ آپ کی بیوی اور بیٹی کو وہاں سے نکال کر لایا؟ آپ کی بیٹی نے منگنی کی رسم کے دوران جو سوالات کیے، میں سمجھتا ہوں وہ بڑے مناسب اور موقع و محل کے لحاظ سے صحیح تھے۔

نیزک خان! میرے محترم! جب فخر الدین مرو کی طرف گیا ہی نہیں تو وہ آپ کی بیٹی کے سوالوں کا جواب کیا دیتا۔ میرے خیال میں آپ کی بیٹی کو مرو شہر سے ماں اور بھائی کے ساتھ لانے والا میرا بھائی فخر الدین نہیں کوئی اور ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کو رقم دے کر فخر الدین نے یہ کام کروایا ہو اور اس میں اپنی ذات کو ملوث کر لیا ہو کہ یہ کام

Marfat.com

اس نے خود کیا ہے۔ میرا یہ بھی اندازہ ہے کہ جس وقت آپ کی پہلی ملاقات اس سے ہوئی تھی، اور آپ نے اپنی بیٹی کے حُسن اور خوب صورتی کی تعریف کی ہو گی تو فخرالدین اسی وقت اس پر ریجھ گیا ہو گا۔ میں اس کے مزاج، اس کی طبیعت سے واقف ہوں۔ اس سے ایسا کرنا بعید نہیں ہے۔ بہرحال میں یہ ضمانت دیتا ہوں بلکہ وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ کی بیٹی، بیوی اور بیٹے کو مرو شہر سے لانے والا میرا بھائی فخرالدین نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ اگر فخرالدین یہ خیال کرتا رہا کہ آپ لوگ اسے اپنا محسن اور مربی جان کر اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دیں گے تو یہ فخرالدین کی بھول تھی۔ محسن اور مربی آپ کا وہی ہے جو حقیقی معنوں میں آپ کی بیٹی، بیوی اور آپ کے بیٹے کو مرو شہر سے نکال کر لایا اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈالا۔"

اس موقع پر نیزک خان نے کچھ سوچا پھر غور سے سیف الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس موضوع پر جو آپ لوگوں نے روّیہ اختیار کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں اور آپ کی ذات اس سلسلے میں قابلِ تعریف ہے۔ اس موقع پر جبکہ آپ حقیقت شناسی سے کام لے رہے ہیں، میں بھی آپ سے ایک وضاحت یا دوسرے الفاظ میں ایک حقیقت جاننا چاہوں گا۔"

سیف الدین نے غور سے نیزک خان کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

"کیسی وضاحت؟ کیسی حقیقت؟"

جواب میں نیزک خان نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

"سیف الدین! جالور کے راجہ اُڑیسہ کو بدترین شکست دینے کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ ایک فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوا تو شہر کے لوگوں نے سلطان اور اس کے لشکریوں کا شاندار استقبال کیا۔ کیا آپ اس موقع پر سلطان کے لشکر میں شامل تھے؟"

سیف الدین نے غور سے نیزک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میں سلطان شمس الدین التمش کے اچھے بلکہ نامور سالاروں میں شمار کیا جاتا ہوں

Marfat.com

لہٰذا اس موقع پر یقیناً میں سلطان کے لشکر میں شامل تھا۔"

سیف الدین کے ان الفاظ پر نیزک خان مسکرایا، کہنے لگا۔

"پھر اس روز آپ نے دیکھا ہو گا، جس وقت شہر میں داخل ہونے کے بعد لشکر شہر کے گلی کوچوں سے گزر رہا تھا تو لشکر کے آگے آگے خود سلطان شمس الدین التمش اور عز الدین تھے۔ ان کے پیچھے سلطان کے محافظ دستے تھے اور ان دستوں سے پیچھے جیسا کہ مجھے بتایا گیا تھا، سلطان کے مقدمتہ الجیش کا حصہ تھا۔ مقدمتہ الجیش کے آگے ایک سالار تھا جس نے سفید رنگ کی ٹوپی پر بڑا خوب صورت نیا طغرئی لگا رکھا تھا۔ ٹوپی بھی اس کی بڑی نئی تھی۔ کیا میں جان سکتا ہوں وہ نوجوان کون ہے؟ وہ بڑی عمر کا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی ابھی مسیں بھیگ رہی ہیں، نو عمر ہے۔ کیا آپ مجھے اس نوجوان سے متعلق بتا سکتے ہیں؟"

اس پر نیزک خان کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے سیف الدین کہنے لگا۔

"کیا آپ کو اس نوجوان پر کوئی شک ہے؟"

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ کا اندازہ درست ہے۔ دراصل ایک بار سرِ بازار ایک دکان میں میری بیٹی، بیوی اور بیٹے سے اس کا ٹکراؤ ہوا۔ جو شخص میرے اہلِ خانہ کو لینے کے لئے مرو گیا تھا اس نے اپنے سر پر خود ڈال رکھا تھا، چہرہ بھی خود کے نقاب سے ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ میرے اہلِ خانہ کے ساتھ سفر کرتا رہا۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب نہیں ہٹایا، اپنا چہرہ انہیں نہیں دکھایا۔ بس اُس نوجوان سے جب دکان میں ٹکراؤ ہوا تو اس کی آنکھوں سے شک میرے اہلِ خانہ کو پڑا کہ مرو سے لانے والا وہی نوجوان ہے۔ اس کے علاوہ میری بیٹی نے اس موقع پر اسے مخاطب کر کے کچھ جاننا چاہا تو جب گفتگو کے دوران بھی میری بیٹی نے یہ اندازہ لگا لیا کہ جہاں اس کی آنکھیں اس نوجوان جیسی ہیں جو انہیں مرو سے نکال کر لایا تھا، وہاں اس نوجوان کی آواز بھی مرو سے لانے والے نوجوان سے ہو بہو ملتی تھی۔"

اس انکشاف پر سیف الدین مسکرایا، کہنے لگا۔

"وہ نوجوان بڑا خوش قسمت ہے۔ جالور کے معرکہ میں وہ ایک عام لشکری کی

Marfat.com

حیثیت سے لشکر میں شامل ہوا تھا لیکن اس نے اس روز ایک انفرادی مقابلہ جیتا۔“

اس کے بعد سیف الدین نے اس انفرادی مقابلے کی تفصیل بھی کہی۔ ساتھ ہی نیزک خان پر یہ بھی انکشاف کیا کہ کس طرح شاندار انداز میں وہ مقابلہ جیتنے، بہترین جرأت مندی، شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس نے لشکر میں شامل ہو کر بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے جن سے متاثر ہو کر سلطان نے اسے اپنے خیمے میں طلب کیا اور وہ نوجوان جو ایک عام لشکری کی حیثیت سے جالور کے معرکہ میں شامل ہوا تھا، سلطان نے اسے اس کی شجاعت، اس کی بہادری اور حرب وضرب میں اس کی ہنرمندی دیکھتے ہوئے اپنے مقدمتہ الجیش کا سالار بنا دیا۔

”اس کا نام کذلک خان ہے۔ بڑا ہونہار اور بڑا دلیر جوان ہے۔ اگر آپ کو اس پر شک ہے تو اس سلسلے میں اس سے ضرور ملاقات کریں۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ میرے بھائی فخر الدین نے آپ کو کوئی دھمکی دی ہے۔ اس سلسلے میں آپ مطمئن رہیے گا، میں اسے سمجھا دوں گا، کوئی غلط قدم اُٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔“

اس کے ساتھ ہی سیف الدین اپنی جگہ پر اٹھا، نیزک خان سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہنے لگا۔

”اب مجھے اجازت دیجئے، میں جاتا ہوں۔“

اس کے ساتھ ہی سیف الدین، نیزک خان کی دکان سے نکل گیا تھا۔ چنانچہ اس گفتگو سے نیزک خان ایسا خوش ہوا کہ اسی وقت دکان بند کر کے حویلی کی طرف ہو لیا تھا۔

نیزک خان مسکراتا ہوا جب حویلی میں داخل ہوا تو اس کی بیوی قراطیس اور بیٹی استمر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ اس پر قراطیس کہنے لگی۔

”کیا بات ہے؟ آج آپ اتنی سویرے دکان بند کر کے آ گئے؟ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ عصر کی نماز ہوئی ہے۔ پہلے تو کبھی آپ اس وقت نہیں آئے تھے۔ اور میں یہ بھی دیکھتی ہوں کہ آپ کا چہرہ بتاتا ہے کہ آپ بہت خوش ہیں۔“

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

”یوں جانو مجھے ایک خزانہ مل گیا ہے۔ بس تم دونوں ماں بیٹی میرے ساتھ دیوان

Marfat.com

خانہ میں آؤ، پھر بتاتا ہوں۔"

قراطیس اور حسین وخوب صورت اسمتر دونوں ماں بیٹی نیزک خان کے پیچھے ہو لی تھیں۔ تینوں جب دیوان خانہ میں جا کر بیٹھ گئے تب اسمتر اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بابا! اب بتایئے، کون سا اور کیسا خزانہ آپ کے ہاتھ لگ گیا ہے جو آپ اس طرح خوشی خوشی حویلی میں وقت سے پہلے دکان بند کر کے آ گئے ہیں؟"

جواب میں نیزک خان کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کا بیٹا باربد شور کرتا ہوا حویلی میں داخل ہوا، پھر اسی طرح بھاگنے کے انداز میں بے پناہ خوشی کے اظہار میں وہ دیوان خانہ میں داخل ہوا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کی ماں قراطیس نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"بیٹے! کیا بات ہے؟ تم اس طرح پھولی ہوئی سانس کے ساتھ بھاگتے ہوئے کیوں داخل ہوئے؟ کیا کوئی تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے؟"

اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے باربد کہنے لگا۔

"اماں! اور میری بہن! غور سے سنو۔ یوں جانو میں نے وہ چیز پالی ہے جس کے لئے ہم سرگرداں تھے۔ میں نے ایک ایسے گوہر کو تلاش کر لیا ہے جو ہمارا محسن ہے، جو ہمارا مربی ہے۔ اماں! میں ایک ایسے محسن کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جو بہت اچھا اور نیک ہے۔ اور جس کے ہم احسان مند اور مقروض ہیں۔"

اس پر نیزک خان غور سے باربد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔"

اس پر باربد آگے بڑھ کر نیزک خان کے پاس بیٹھ گیا پھر کہنے لگا۔

"بابا! آج میں جب عصر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گیا تو میرے جانے سے پہلے ایک نوجوان جو قد میں خوب اور بڑا خوب صورت تھا، بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہوئے اس نے رخ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ بابا! وہ وہی نوجوان تھا جس سے متعلق میری بہن اسمتر اور ماں کو اس کی آنکھیں دیتے ہوئے شک گزرا تھا۔ بابا!....... میں اسے بڑے غور سے دیکھتا رہا لیکن وہ مجھ سے نگاہیں چراتا رہا۔ بابا!

Marfat.com

جس وقت وہ وضو کر رہا تھا میں نے اس کے بائیں بازو پر غلامی کا وہی نشان دیکھا جو عموماً منگول اپنے غلاموں کو لگاتے ہیں...... بابا! یہ وہی نوجوان تھا جو ہمیں مرو سے نکال کر لایا تھا۔ اس لئے کہ سفر کے دوران میں نے اس کا بایاں بازو بھی دیکھا تھا اور اس پر وہ غلامی کی مہر بھی دیکھی تھی۔ آنکھیں بھی میں پہچان گیا کہ وہی تھیں اور پھر جب وہ مجھ سے اپنا چہرہ چھپانے لگا، رخ پھیرنے لگا، تب بابا! مجھے یقین ہو گیا یہ وہی نوجوان ہے......"

باربد یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خفگی کا اظہار کرتے ہوئے استر کہنے لگی۔

"اگر تم نے انہیں پہچان لیا تھا تو میرے بھائی! انہیں اپنے ساتھ لے کر آتے۔ تم نے انہیں دیکھا، پہچانا اور چلے آئے۔ اب ہم پھر انہیں کہاں تلاش کرتے پھریں گے؟"

اس پر باربد مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری بہن! پہلے میری پوری بات تو سنو۔ میں ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ نوجوان وضو کر کے نماز کے لئے گیا تو میں بھی اس کے قریب ہی صف میں کھڑا ہو گیا۔ نماز کے بعد جب وہ روانہ ہوا تو بظاہر میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا، غافل ہی رہا۔ چنانچہ جب وہ مسجد سے نکلا تو جوتے پہن کر میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ میں نے اس کی رہائش گاہ تک اس کا پیچھا کیا اور دیکھ کر آیا ہوں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اس کے بعد میں بھاگا بھاگا آپ لوگوں کے پاس آ گیا ہوں۔

بابا! خدا جھوٹ نہ بلوائے، جس نوجوان کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ وہی ہے جو ہمیں مرو سے نکال کر لایا تھا۔ بابا! بہن اور ماں کو تو اس کی آنکھوں سے اس پر شک گزرا تھا، اس کے بعد جب میری بہن نے اس سے گفتگو کی تب میری بہن نے یہ انکشاف کیا کہ اس کی آواز بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ بابا! مسجد سے نکلنے کے بعد جب میں نے اس کا پیچھا کیا تو میں نے اس میں ایک تیسری صفت بھی دیکھی جو ثابت کرتی تھی کہ وہ وہی نوجوان ہے۔ بابا! اس نوجوان کی چال بھی اسی سے ملتی تھی جو ہمیں مرو سے نکال کر لایا تھا۔"

باربد جب خاموش ہوا تب اس موقع پر استر اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے

Marfat.com

کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے قراطیس بول اٹھی اور نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بیٹے باربد نے تو ایک بہت اچھی خبر دی ہے۔ اب ہم اس نوجوان کا پتہ کریں گے، بلکہ اس سے ملیں گے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کو کیا خزانہ مل گیا؟''

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں بھی اسی خزانے کا ذکر کرنے لگا تھا، جس کا ذکر باربد نے کیا ہے۔ اُس نوجوان کا نام کزلک خان ہے۔ وہی کزلک خان جسے تم پہلے دیکھ چکی ہو۔ تم دونوں ماں بیٹی نے دیکھا ہوگا کہ جس روز سلطان شمس الدین التمش، جالور کی مہم سے آیا تھا تو آگے آگے سلطان اور عزالدین تھے، پیچھے محافظ دستے اور ان کے پیچھے سلطان کا مقدمتہ الجیش تھا۔ مقدمتہ الجیش کے آگے جو نوجوان تھا جسے لوگ مقدمتہ الجیش کا سالار کہتے ہیں، اس کا نام کزلک خان ہے۔ اسی سے متعلق انکشاف کرنے کے لئے میں آج وقت سے پہلے دکان بند کر کے بھاگا بھاگا گھر چلا آیا ہوں۔''

اس کے بعد نیزک خان نے فخر الدین کے بڑے بھائی سیف الدین کے دکان میں آنے اور تفصیل کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی، وہ سب اسْتر، قراطیس اور باربد سے کہہ دی تھی۔

یہ ساری گفتگو سن کر قراطیس، اسْتر اور باربد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسْتر کہنے لگی۔

''بابا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم ابھی اسی وقت اُٹھیں اور اس کے ہاں جائیں اور اس موضوع پر اس سے گفتگو کریں؟''

جواب میں نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بچی! میں تو دکان بند کر کے آیا ہی اس غرض سے ہوں کہ اس نوجوان سے جا کر ملیں اور حقیقت حال جاننے کی کوشش کریں۔ پہلے تو مجھے لوگوں سے یہ پوچھنا تھا کہ کزلک خان کہاں رہتا ہے۔ اب جو میرا بیٹا پوری تفصیل لے کر آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اب اس نوجوان سے متعلق ہمیں کوئی شک نہیں رہا، نہ کوئی اُلجھاؤ اور گنجلک ہے۔ باربد نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے بائیں بازو پر منگولوں کی لگائی جانے والی غلامی کی

Marfat.com

مہر کا بھی نشان ہے۔ تو پھر میرے خیال میں ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا محسن فخرالدین نہیں، کذلک خان ہے۔ میرے خیال میں اُٹھ کر اُس کی طرف چلیں۔ اس سے گفتگو کے دوران ہی ساری حقیقت کھل جائے گی کہ وہ کون ہے اور فخرالدین نے اپنے آپ کو اس میں ملوث کر کے ہمارا محسن بننے اور میری بیٹی کے رشتہ مانگنے کی جرأت اور جسارت کیوں کی؟''

نیزک خان کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ پھر قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ قراطیس کہنے لگی۔

''ہم دونوں ماں بیٹی لباس تبدیل کر کے تیار ہو کر ابھی آتی ہیں۔ آپ دونوں باپ بیٹا بھی تیار ہو جائیے۔''

پھر چاروں جلدی تیار ہوئے، حویلی سے نکلے اور کذلک خان کی رہائش گاہ کی طرف ہو لئے تھے۔

Marfat.com

❁

باربد کے کہنے پر سب ایک مکان کے دروازے پر رک گئے۔ چھوٹا سا ایک مکان تھا، اس کے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر باربد اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بابا! یہی وہ مکان ہے جہاں تک میں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔"

اس پر مسکراتے ہوئے نیزک خان، باربد کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے اس کے لئے اُس کا لفظ استعمال نہ کرو۔ اس کا نام کذلک خان ہے۔"

اس کے ساتھ ہی نیزک خان نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھی۔

دوسری دستک دینے کی نوبت نہ آئی۔ پہلی دستک پر ہی دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا کذلک خان تھا۔ کذلک خان نے جب اپنے مکان کے دروازے پر ایتمر، قراطیس، باربد اور ان کے باپ نیزک خان کو دیکھا تو لمحہ بھر کے لئے وہ حیرت زدہ سا ضرور ہوا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرا نام کذلک خان ہے۔ کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟"

کذلک خان کے ان الفاظ پر ایتمر، قراطیس اور باربد مسکرا رہے تھے۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے بڑی سنجیدگی میں کہا تھا۔

"بیٹے! کیا آپ ہمیں پہچانتے ہیں؟"

اس پر اپنے آپ پر قابو کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

''نہیں........ میں آپ کو نہیں پہچانتا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کا جواب نیزک خان دینا ہی چاہتا تھا کہ اس موقع پر استر بول اٹھی اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیا آپ ہمیں اپنے اس مکان کے باہر ہی کھڑے کر کے گفتگو کریں گے؟ کیا آپ ہمیں اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گے؟''

اس پر کذلک خان ایک طرف ہٹ گیا اور شرمندگی کے احساس میں کہنے لگا۔

''آپ لوگ اندر آئیں۔ ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ اور مجھ جیسے چھوٹے آدمی کے لئے یہی مناسب ہے۔ بہر حال آپ آئیں، دیوان خانہ میں بیٹھیں۔''

اس کے ساتھ ہی استر، قراطیس، نیزک خان اور باربد مکان میں داخل ہوئے۔ کذلک خان انہیں لے کر دیوان خانہ میں گیا۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز استر نے کیا۔ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری آپ سے گزارش ہے کہ جو کچھ پوچھنے ہم آپ کے پاس آئے ہیں اس کا صحیح جواب دیجئے گا۔ کوئی بات ہم سے چھپانے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ اس بات کو میں یوں بھی کہہ سکتی ہوں کہ ہم چاروں اپنے ایک محسن کی تلاش میں ہیں۔ اور اس محسن کو تلاش کرنے کے لئے جو ہمیں اشارہ ملا ہے وہ آپ کے اس مکان کی طرف ہے۔''

استر جب خاموش ہوئی تب اس کی ماں قراطیس، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹے! میں پہلے اپنا تعارف کروا دوں۔ میرا نام قراطیس ہے۔ یہ میرے شوہر ہیں۔ ان کا نام نیزک خان ہے........ یہ میری بیٹی ہے، اس کا نام استر ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام باربد ہے........ بیٹے! ہمیں ایک شخص کی تلاش ہے۔ اور وہی تلاش بیٹے! ہمیں تمہاری طرف لے کر آئی ہے۔ میری عمر کی طرف دیکھو، تمہاری حیثیت میرے بیٹوں جیسی ہے۔ بچے! پہلے یہ بتاؤ کہ فخر الدین سے تمہارا کیا تعلق ہے؟''

اس پر کذلک خان سنجیدہ ہو گیا۔ کہنے لگا۔

''اس کے ساتھ جو میرا تعلق تھا، اس میں کافی تبدیلی آتی رہی ہے۔ میں کوئی بات

Marfat.com

آپ سے چھپاؤں گا نہیں۔ میری زندگی سے متعلق جس قدر تفصیل ہے میں آپ سے کہوں گا۔ درحقیقت میں ایک غلام کی حیثیت سے اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ فخر الدین نے مجھے خریدا، مجھ سے ایک کام لیا اور اس کام کے صلے میں اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد شاید میری قسمت اور میرے مقدر میں روشنی کے کچھ آثار تھے۔ دہلی کے ایک رئیس ہیں، نام ان کا جمال الدین ہے۔ ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ وہ بازار سے گزر رہے تھے کہ وہاں ایک ہاتھی بپھرا ہوا تھا، مستی میں آیا ہوا تھا، اس نے سونڈ میں جمال الدین کی لڑکی کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ پٹخنا چاہا، اس موقع پر میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے اس ہاتھی کی سونڈ میں اپنی تلوار چبھو کر اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ نتیجہ میں ہاتھی نے رایان نام کی لڑکی کو تو چھوڑ دیا۔ مجھ پر بپھر کر چڑھنے لگا۔ میں نے ہمت نہیں ہاری اس لئے کہ غلامی کا طوق اترنے کے بعد میں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ کوئی ایسا کام کروں جس کی وجہ سے میں سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں کوئی مقام حاصل کر لوں۔ چنانچہ میں نے ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی۔

یہ سارا منظر سلطان شمس الدین التمش کا سالار عز الدین دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ میری اس کارکردگی سے متاثر ہو کر اس نے مجھے اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ اور پھر جالور کی مہم جب آئی تو وہاں میں نے ایک انفرادی مقابلہ جیتا۔ بس میرے خدا نے مجھ پر مہربانی کی اور اس مالک مہربان نے مجھے ایک عام لشکری سے اٹھا کر سلطان شمس الدین التمش کے مقدمتہ الجیش کا سالار بنا دیا۔ میں آپ لوگوں سے یہ بھی کہوں کہ میں قراختائی قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ دریائے جیحوں کے اس پار کا رہنے والا ہوں۔ منگولوں کے حملوں کی وجہ سے ہم بے گھر ہوئے۔ اسی بے گھر ہونے کے عمل اور دھکے کھانے کے دوران میں اپنے ماں باپ اور دوسرے سارے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے محروم ہو گیا۔ وہ قتل کر دیئے گئے۔ میری قسمت میں ابھی زندہ رہنا لکھا تھا۔ میں منگولوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ بکتا ہوا یہاں دہلی پہنچا اور فخر الدین نے خرید لیا۔ اس کے بعد کے جو حالات ہیں، وہ میں پہلے ہی آپ سے کہہ چکا ہوں۔"

اس موقع پر استمر نے بڑی دلیری اور جرأت مندی کا اظہار کیا، اپنی جگہ سے اٹھ

Marfat.com

کر کذلک خان کی طرف گئی، اچانک ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے کذلک خان کے بائیں بازو کی آستین اوپر کی، بائیں بازو پر منگولوں کی غلاموں کو لگائی جانے والی مہر کا نشان تھا۔ اس نشان کو دیکھ کر استمر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی، پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''مجھے امید ہے آپ نہ جھوٹ بولیں گے، نہ ہم سے کچھ چھپانے کی کوشش کریں گے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ آپ اس سے پہلے مجھے، میرے بھائی اور میری ماں کو جانتے ہیں؟''

کذلک خان نے غور سے استمر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کیا اس سوال کا جو تم مجھ سے کر رہی ہو، تم لوگوں کو کوئی فائدہ ہے؟''

استمر نے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

''اگر اس سوال کا کوئی جواب نہ ہوتا تو یہ سوال ہم آپ سے کرتے ہی کیوں؟''

ہلکا سا تبسم اس موقع پر کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر نیزک خان بولا، کہنے لگا۔

''بیٹے! دراصل فخر الدین کی وجہ سے ہم ایک اُلجھن اور ایک ابتلا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جو کچھ وہ ہماری نگاہوں میں بننا چاہتا ہے، ہمارا دل کہتا ہے وہ نہیں ہے۔ نہ ہی وہ ہمارا محسن ہے، نہ ہی ہمارا مربی ہے۔ لیکن وہ ہماری نگاہوں میں ایسا بننا چاہتا ہے۔ اور ایسا بن کر میری بیٹی کا رشتہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی دھمکیاں بھی دیتا ہے۔ بیٹے! بس اسی کی پیدا کردہ اُلجھن کی وجہ سے ہم حقیقت تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ بچے! دیکھ، حقیقت کو چھپا کر ہمیں مایوس نہ کرنا۔''

کذلک خان کے لبوں پر تھوڑی دیر تک تبسم کھیلتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ میں آپ میں سے تین کو پہلے سے جانتا ہوں تو پھر آپ کو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟''

کذلک خان کا جواب چونکہ حوصلہ افزا تھا لہٰذا بڑا خوشگوار اور دل موہ لینے والا تبسم اس موقع پر استمر کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔ دوبارہ اس نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔ کہنے لگی۔

Marfat.com

''اگر آپ برا نہ مانیں تو اگر میں آپ سے دو تین سوال کروں تو آپ وعدہ کیجئے، ان کا جواب دیں گے۔ میری باتوں کو دل پر نہیں لیں گے۔''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''خاتون! تم مجھے سمجھنے میں غلطی کر رہی ہو۔ میں غلامی کے دور سے گزر چکا ہوں۔ اچھی، بری، کڑوی کسیلی سب باتیں سننے کا عادی ہوں۔ تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو؟''

استر نے لمحہ بھر کے لئے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''جیسا کہ آپ بتا چکے ہیں کہ آپ ہم میں سے تین کو پہلے سے جانتے ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ جب آپ ہم میں سے تین کو جانتے ہیں تو ایک سفر کے دوران جبکہ برف باری ہوئی تھی، ہم نے کہاں پناہ لی تھی؟''

استر کے اس سوال پر کذلک خان کھل کر مسکرا دیا، کہنے لگا۔

''خوب سوال کیا۔ برف باری سے بچنے کے لئے غار میں ہی تو پناہ لی تھی۔''

''غار سے نکلنے کے بعد کیا کسی نے ہماری راہ بھی روکی تھی؟'' استر نے مسکراتے ہوئے پھر پوچھا۔

پھر اسی خوش گوار انداز میں کذلک خان کہنے لگا۔

''راہ روکنے والے منگول تھے اور ان کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد غزنی، بھیرہ اور لاہور سے ہوتے ہوئے دہلی تک سفر کیا تھا۔''

''اگر ایسا ہے تو پھر آپ نے اپنے آپ کو ہم سے کیوں چھپایا؟'' اس بار استر نے شکوؤں اور گلوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''یہ ایک لمبی داستان ہے اور اسے سن کر آپ لوگ کیا کریں گے؟ آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟''

''سچائی جان کر ہمیں اتنا فائدہ ہوگا کہ اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔'' استر نے پھر کہا تھا۔

استر کے خاموش ہونے پر نیزک خان بھی بولا، کہنے لگا۔

Marfat.com

"بیٹے! جو تفصیل اس وقت تمہارے دل میں چھپی ہے، ہم سے بھی کہہ دو۔"
نیزک خان کے بعد قراطیس بھی منت کرنے کے انداز میں کہنے لگی۔
"بیٹے! جو تفصیل تم چھپائے بیٹھے ہو، یوں جانو اسی میں ہمارا آرام، سکون اور یکسوئی پنہاں ہے۔"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ فخر الدین نے جب مجھے خریدا تو اس نے مجھے آزاد کرنے کی ایک شرط عائد کی۔ اس نے کہا کہ نیزک خان نام کا ایک شخص ہے، وہ یہاں شفاخانہ میں پڑا ہوا ہے، زخمی ہے۔ اُس کا ایک بیٹا منگولوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو چکا ہے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ نیزک خان کی بیوی، بیٹی اور بیٹا ...ہرو کے ایک نواحی قصبے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہاں اُن کا ایک جاننے والا ہے جس ...ے مکان کے تہہ خانے میں انہوں نے پناہ لے رکھی ہے۔ اگر تم ان تینوں کو نکال کر ...ہلی بخیریت لے آؤ تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔

میں غلامی سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ سو میں نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ فخر الدین ...نے مجھ پر یہ بھی شرط عائد کی تھی کہ جب میں آپ لوگوں کے پاس اس بستی میں ...پہنچوں تو آپ تینوں پر اپنا چہرہ ظاہر نہیں کروں گا، چہرے پر خود کا نقاب ڈال کر رکھوں ...گا۔ جب میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ظاہر یہ کرنا ہے کہ آپ ...تینوں کو میں نہیں، فخر الدین وہاں سے نکال کر لایا تھا۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہ ایسا ...اس لئے کر رہا ہے کہ وہ نیزک خان کی بیٹی نام جس کا استر ہے، اس سے شادی کرنے ...کا خواہش مند ہے۔ سو میں نے اس کی بات کو مان لیا اور آپ لوگوں کو لانے کے لئے ...رو کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد جو حالات پیش آئے، مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ...ہے، آپ لوگ سب جانتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب رُکا تب استر، قراطیس، باربد اور نیزک ...خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر سب سے پہلے نیزک خان اٹھا، کذلک ...خان کو اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا، گلے لگایا، اس کی پیشانی، اس کا چہرہ چوما، ...پیچھے ہٹا، اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر لے گیا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں تجھ جیسے اپنے محسن، اپنے مربی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ بچے! تو نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر میرے اہلِ خانہ کو دہلی پہنچایا اور اس کام کا سہرہ فخر الدین اپنے سر باندھنا چاہتا تھا۔''

نیزک خان جب کذلک خان سے مل کر پیچھے ہٹا تب باربد بھی آگے بڑھا اور کذلک خان سے لپٹ کر ملا، پھر کہنے لگا۔

''بھائی! ہم لوگ جب تک زندہ رہیں گے، آپ کے اس احسان کو نہیں بھول پائیں گے جو آپ نے ہمیں اس جہنم سے نکال کر دہلی لا کر کیا۔''

باربد اور نیزک خان دونوں جب پیچھے ہٹ گئے تب اسمتر نے کچھ سوچا، دوبارہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اب مجھے آپ سے ایک شکوہ اور گلہ بھی ہے۔''

''کیسا شکوہ؟'' کذلک خان نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

''آپ کو چاہیئے تھا کہ دہلی آ کر کم از کم ایک بار ہی اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیتے تا کہ ہم جان جاتے کہ ہم پر احسان کرنے والا کون ہے، ہمارا مربی اور محسن کون ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ جس وقت آپ شفاخانہ میں داخل ہوئے تھے اور ہمیں شفاخانے سے باہر کھڑا کر گئے تھے، آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ میرے بابا کا پتہ کرتے ہیں کہ وہ شفا خانہ میں ہیں یا حویلی میں منتقل ہو گئے ہیں، لیکن اب مجھے یہ بتائیں کہ شفا خانہ کا چکر لگا کر جو واپس آیا، وہ آپ تھے یا فخر الدین؟''

اس موقع پر ایک ہلکا سا قہقہہ کذلک خان نے لگایا اور کہنے لگا۔

''میرا کام اس شفاخانہ تک ختم ہو گیا تھا اس لئے کہ میرے اور فخر الدین کے درمیان یہی طے پایا تھا کہ آپ تینوں کو لے کر میں شفا خانہ تک آؤں گا۔ مجھے پہننے کے لئے فخر الدین نے ایک خاص لباس بھی سِلوا کر دیا تھا۔ ایسا ہی لباس اس نے اپنے لئے بھی بنوایا تھا۔ سو جو لباس پہن کر میں واپس آیا، شفا خانہ میں داخل ہوا، ویسا ہی لباس پہنے اس وقت فخر الدین شفا خانہ میں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے مجھ سے گھوڑا بھی لے لیا جس پر سوار ہو کر میں آپ لوگوں کی طرف گیا تھا۔ اور جو خود میں نے اپنے سر پر ڈالا تھا، وہ اس نے لیا اور اس خود کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال لیا

Marfat.com

میں شفاخانہ ہی میں رہا اور وہ آپ تینوں کو لے کر آپ کی حویلی کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا، میں نہیں جانتا۔ لیکن اس حادثہ کے تھوڑی دیر بعد میں فخرالدین کی حویلی میں گیا۔ اس نے میرا شکریہ ادا کیا، میری آزادی کا اعلان کیا اور یہ جو چھوٹا سا مکان ہے، اسے اس نے مجھے دے دیا اور اس کا چھ ماہ کا معاوضہ بھی اس نے ادا کر دیا۔ ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہا کہ چھ ماہ بعد میں اپنی رہائش کا بندوبست کر لوں۔ چھ ماہ کا معاوضہ ادا ہو چکا ہے، اس کے بعد میری ذمہ داری ہے کہ میں نے کہاں رہنا ہے۔

لیکن میرا اللہ، میرا خدا مجھ پر مہربان تھا۔ جب عزالدین نے مجھے اپنے لشکر میں شامل کر لیا اور میری کارگزاری سلطان کو پسند آئی، تب عزالدین اور سلطان نے اس مکان کے مالک سے یہ مکان خرید کر میرے نام کر دیا۔ اب میں اس چھوٹے سے مکان کا مالک ہوں۔"

کذلک خان کے خاموش ہونے پر تھوڑی دیر تک استر مسکراتی رہی۔ پھر اس نے دوبارہ کذلک خان کو مخاطب کیا۔

"جس وقت آپ مجھے، میری ماں کو بازار میں ملے تھے تو میں نے آپ کو آپ کی آنکھوں سے پہچانا تھا۔ اس وقت جب میں نے آپ کو کریدنا چاہا تو آپ نے مجھے پہچاننے ہی سے انکار کر دیا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"فخرالدین نے مجھے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ میں اپنا آپ، آپ لوگوں پر ظاہر نہیں کروں گا۔ جس وقت اس دکان سے باہر آ کر تم نے مجھ سے گفتگو کی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں اور تمہاری ماں کو نہیں جانتا اور اس کے بعد جب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ذرا آگے گیا تو ایک موڑ پر وہاں فخرالدین کھڑا تھا۔ اس نے مجھے آپ کے ساتھ گفتگو کرتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے بڑی سختی سے ایک طرح کی بازپرس کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ میں تم سے کیوں دکان سے باہر گفتگو کر رہا تھا؟ اس نے سخت الفاظ استعمال کئے اور میں ایسے الفاظ سننے کا عادی نہیں تھا، چنانچہ اس موقع پر میں اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا اور کہا کہ آئندہ وہ میرے لئے ایسا لہجہ استعمال نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ میں نے اس پر یہ بھی انکشاف کر دیا کہ

Marfat.com

اب میں اس کا غلام نہیں، آزاد ہوں۔ آزاد شخص کی حیثیت سے میں اُس کا دبیل رہ کر زندگی گزارنے والا نہیں۔ اور اگر پھر اس نے ایسا رویہ اختیار کیا تو نقصان اٹھائے گا۔ اس پر وہ کسی قدر میرے سامنے دب گیا۔ اس کے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب میں سلطان شمس الدین کے حکم پر اس کے مقدمتہ الجیش کا سالار بنا دیا گیا تو اب وہی فخر الدین اس مقدمتہ الجیش میں میرے ماتحت کام کرنے والا ایک سالار ہے۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تو پہلے جیسی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے استر پھر کہنے لگی۔

"فخر الدین کے احمق پن، اس کی بے وقوفی کی انتہا یہ ہے کہ جس وقت وہ شفاخانہ سے ہمیں ہماری حویلی میں لے کر آیا تو حویلی کے دروازے پر آ کر اس نے اپنے سر سے خود اتار دیا اور ہمیں اپنا چہرہ دکھا دیا۔ اس وقت مجھے اس کی ذہانت پر دوسرا شک ہوا تھا۔ پہلا جب مجھے اس وقت ہوا تھا جس وقت آپ شفا خانہ کے اندر چلے گئے تھے، اس کے بعد جب وہ واپس آیا اور اس نے ہمیں مخاطب کیا تو اس کی آواز سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ یہ آواز اس شخص کی نہیں ہے جو ہمیں مرو سے نکال کر لایا ہے۔ اور جب اس نے ہماری حویلی کے دروازے پر آ کر اپنے چہرے اور اپنے سر سے خود اتار دیا، تب میرے دل میں یہ سوالات اُٹھنے لگے کہ اس نے اگر آ کر ہماری حویلی کے دروازے پر ہی خود اتار دینا تھا تو پھر مرو سے لے کر دہلی تک اپنے سر پر خود رکھنے اور چہرے پر خود کا نقاب ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ بس اُس کی انہی حرکات نے ہمیں شک میں ڈال دیا تھا۔ بابا سے تقاضا کرتا رہا کہ اس کی منگنی میرے ساتھ کر دی جائے۔ چنانچہ بابا مان گئے۔ لیکن اس سے پہلے میں نے بابا سے اصل صورتِ حال کہہ دی تھی۔ شاید آپ کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ فخر الدین اپنی ماں اور بہنوں کو لے کر منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے ہمارے گھر پہنچ گیا۔ اس موقع پر میں نے اس سے وہی سوال کئے جو ابھی میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ سے کئے ہیں کہ جب وہ ہمیں لے کر آیا تھا تو راستے میں برف باری ہوئی تھی یا نہیں؟ اگر ہوئی تھی تو ہم نے کہاں پناہ لی تھی؟ وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ دوسرا سوال میں نے اس سے یہ کیا کہ کیا راستے میں ہماری کسی نے راہ روکی تھی؟ اگر روکی تھی تو ان کا انجام کیا ہوا؟ اس کا بھی

Marfat.com

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرا سوال میں نے اس سے یہ پوچھا کہ آخر مرو سے نکل کر دہلی تک آنے کے لئے ہم نے کون سا راستہ اختیار کیا؟ اس پر بھی وہ چپ رہا۔ کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے اس کے بائیں بازو کی آستین ہٹا کر اس کا بازو دیکھا اس لئے کہ جس وقت آپ ہمارے ساتھ سفر کر رہے تھے تو میں اور میرے چھوٹے بھائی باربد نے آپ کے بائیں بازو پر وہ مہر دیکھ لی تھی جو عموماً منگول اپنے غلاموں پر لگاتے ہیں اور یہی ہم نے آپ کی نشانی کے طور پر یاد رکھی۔ جب میں نے دیکھا کہ فخرالدین کے بائیں بازو پر مہر نہیں ہے تب مجھے یقین ہو گیا کہ ہمیں مرو سے لانے والا فخرالدین نہیں، کوئی اور ہے۔ اس بنا پر ہم نے منگنی کی رسم ادا کرنے سے انکار کر دیا اور فخرالدین کو حویلی سے نکال دیا۔ جاتے جاتے وہ ہمیں دھمکی دے کر گیا کہ جو رویہ ہم نے اس کے ساتھ روا رکھا ہے، اس کا ہمیں بڑا خطرناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

استمر جب خاموش ہوئی تب غصے کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"اُس فخرالدین کی ایسی تیسی۔ اگر اُس نے کسی موقع پر آپ سب کو یا آپ میں سے کسی کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں آپ چاروں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کذلک خان کی گردن ناپ دوں گا۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ کتنے پائے کا تیغ زن یا کتنا اچھا حرب و ضرب کا ہنرمند ہے، میں خوب جانتا ہوں۔ باربد! میرے بھائی! تمہاری اماں اور تمہاری بہن تو گھر پر رہیں گی، اگر فخرالدین کسی موقع پر تمہارے ساتھ کوئی غلط رویہ روا رکھے تو پھر اسی وقت بھاگ کر میرے پاس آنا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ فخرالدین کیسے آپ لوگوں کے خلاف حرکت میں آتا ہے۔"

کذلک خان کے ان الفاظ پر باربد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھائی! آج جب آپ عصر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے تو میں بھی گیا۔ میں نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر وضو کرنا شروع کیا تو آپ نے اس موقع پر منہ کیوں پھیر لیا؟"

اس پر کذلک خان قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

"باربد! میرے بھائی! یہ بات تو اب فرسودہ ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ میری کچھ

Marfat.com

مجبوریاں تھیں جن کی بناء پر میں اپنے آپ کو آپ لوگوں سے چھپاتا رہا۔ اب جبکہ فخرالدین آپ لوگوں کے سامنے عیاں ہو گیا ہے کہ جو کارنامہ وہ اپنے نام پر لکھوانا چاہتا ہے، وہ نہیں لکھوا سکا، اس بنا پر اب آپ لوگوں سے حقیقت کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مرو سے نکال کر دہلی لانے والا فخرالدین نہیں، میں کذلک خان ہوں۔

اس موقع پر میں آپ لوگوں سے یہ بھی کہوں کہ ایسا کر کے میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا، یوں جانیں یہ کام میں نے اپنے مفاد، اپنی بہتری کے لئے کیا تھا۔ ایسا کر کے میں غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا اور میں ایسا کرنے میں کامیاب رہا۔ اب اگر اس فعل سے فخرالدین کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، آپ لوگوں کو اپنے سامنے نیچا دکھانے کے درپے ہے یا رُسوا کرنا چاہتا ہے تو پھر میں فخرالدین کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ مرو سے دہلی تک خاتون استمر! آپ کی ماں مجھے بیٹا کہہ کر پکارتی رہی ہیں اور آپ کا چھوٹا بھائی مجھے بھائی کہتا رہا ہے۔ چنانچہ یہ ایسے عظیم رشتے ہیں کہ میں ان پر حرف گیری نہیں آنے دوں گا۔ فخرالدین کو میں ایسا بے بس کروں گا کہ وہ آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت تک نہیں کرے گا۔ آپ لوگ مجھے اپنا محسن اور مربی خیال کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں، بلکہ آپ چاروں میرے محسن، میرے مربی اور مجھ پر احسان کرنے والے ہیں۔“

کذلک خان کے ان الفاظ پر تعجب خیز انداز میں استمر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”وہ کیسے؟ ہم نے تو آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ محسن اور مربی تو آپ ہمارے ہیں، ہم آپ کے کیسے ہو گئے؟“

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

”یہ آپ لوگوں کا مجھ پر کیا کم احسان ہے کہ میں غلام تھا، آپ لوگوں کی وجہ سے مجھے آزادی نصیب ہوئی۔“

اس پر استمر، قراطیس، نیزک خان اور باربد سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے کچھ سوچا، پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"بیٹے! اس موقع پر میں تم سے ایک خواہش کا اظہار کرنے لگا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی اُمید رکھتا ہوں کہ تم انکار نہیں کرو گے۔"

کذلک خان بولا اور کہنے لگا۔

"آپ کہیں، کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

نیزک خان نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"بیٹے! میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم ہماری حویلی میں آتے جاتے رہو گے۔ بچے! تم نے خود تسلیم کیا ہے کہ میری بیوی نے تمہیں بیٹا اور باربد نے بھائی کہا ہے۔ اور کیا تم ان رشتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہمارے ہاں......"

یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ کذلک خان بول اٹھا۔

"آپ کے ہاں آنے کے لئے نہ مجھے پالکی کی ضرورت پیش آ سکتی ہے اور نہ ہی بگھی کی ضرورت ہے۔ میں پیدل چلنے کا عادی ہوں، جب بھی آپ بلایا کریں گے، حاضر ہو جایا کروں گا۔"

اس موقع پر نیزک خان کی بجائے استر بول اٹھی۔

"جب ہم بلائیں، آپ آئیں تو پھر اس آنے کا کیا فائدہ؟ مزہ تو جب ہے کہ آپ اپنی مرضی سے ہمارے ہاں آئیں۔ جب آپ اپنی مرضی سے آئیں، تب پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ساتھ آپ کا کوئی تعلق، کوئی رابطہ ہے۔"

اس پر کذلک خان مسکراتا ہوا کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے، میں جب بھی وقت اور موقع ملا، آپ کے ہاں آیا کروں گا۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں اس طرح میرا اپنا وقت اچھا گزر جایا کرے گا۔"

اس موقع پر قراطیس نے کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر پوچھا۔

"بیٹے! کیا تمہارے کوئی دور و نزدیک کے رشتہ دار بھی ہیں؟"

اس پر ایک دم کذلک خان سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر ہونٹ کاٹتا رہا، آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے استر پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی یہاں تک کہ ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کذلک خان نے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''میرے اہلِ خانہ تو بہت تھے۔ میرے ماں باپ تھے، مجھ سے بڑے، مجھ سے چھوٹے بہن بھائی بھی تھے، اور بھی عزیز و اقارب تھے۔ میری بدقسمتی، میری آنکھوں کے سامنے وہ سب قتل کر دیئے گئے اور میں نے ایک چٹان کی اوٹ میں رہ کر اپنی جان بچائی........ اور جب میں اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا تو ایک دوسری جگہ منگولوں کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ انہوں نے میرے بائیں بازو پر غلامی کی مہر لگا دی اور پھر مجھے فروخت کر دیا گیا۔ اس طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ فروخت ہوتا ہوا یہاں دہلی پہنچ گیا........ اب اس دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں بچا جس کے ساتھ میرا خون کا رشتہ ہو۔''

اس موقع پر اسمتر کچھ دیر تک دکھ بھرے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھتی رہی، پھر بھاری بوجھل سی آواز میں کہنے لگی۔

''ایک بات میں بھی آپ سے کہنا چاہتی ہوں۔ وعدہ کریں کہ آپ انکار نہیں کریں گے۔''

اس پر مسکراتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''تم کہو! میں انکار نہیں کروں گا۔''

جواب میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسمتر کہنے لگی۔

''ابھی آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔ مغرب کی نماز بھی بابا اور باربد کے ساتھ ادا کریں گے، شام کا کھانا بھی وہیں کھائیں گے. شب بسری بھی وہیں کریں گے۔ کھانے کے بعد بیٹھیں گے، آپ ہمیں اپنے حالات تفصیل سے بتایئے گا، ہم اپنے حالات آپ سے تفصیل کے ساتھ کہیں گے کہ کس طرح ہم بے گھر ہوئے اور کیسے کیسے ہمارے عزیز و اقارب مارے گئے اور کیسے ہم نے مرو کے نواحی قصبہ کے تہہ خانے میں پناہ لی۔ اس لئے کہ......''

یہاں تک کہتے کہتے اسمتر کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی ماں قراطیس بول اُٹھی۔

''کذلک خان، میرے بیٹے! جو کچھ اسمتر نے کہا ہے، یوں جانو وہ میرے، نیزک خان اور باربد کے دل کی بھی آواز ہے۔ بیٹے! انکار نہیں کرنا۔''

Marfat.com

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''نہیں اماں! انکار نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو فائدہ ہے۔ آپ لوگ نہ آتے تو میں تھوڑی دیر تک یہاں سے نکل گیا ہوتا۔ مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھانے کے لئے مستقر کی طرف چلا جاتا اور کھانا کھا کر یہیں آ کر لیٹ جاتا۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں میرے لئے تو اس مکان میں تنہائی بھی ایک بیماری ہے۔ میں بھرے گھر اور چہل پہل والی حویلی میں رہتا تھا۔ بہرحال ایک جیسے حالات کسی بھی انسان کے نہیں رہتے۔''

اس موقع پر نیزک خان نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔

''بیٹے! جس شخص کی بیٹی کی جان تم نے بچائی تھی، جسے ہاتھی نے اپنی سونڈ میں جکڑ کر پٹخ دینا چاہا تھا اور جس کے باپ کا نام تم نے جمال الدین بتایا ہے، کیا یہاں سے تھوڑا آگے جا کر دائیں جانب اُن کی بہت بڑی حویلی ہے؟''

اس پر کذلک خان مسکرایا، کہنے لگا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے۔ وہی جمال الدین ہے اور وہی اس کی حویلی ہے۔ دراصل انہوں نے اس وقت فخر الدین سے کہا تھا کہ انہیں اپنی دونوں بیٹیوں اور بیٹے کے لئے تیغ زنی کا کوئی اتالیق اور استاد چاہئے۔ فخر الدین کے تعلقات اس وقت میرے ساتھ اچھے تھے۔ اس لئے کہ میں آپ لوگوں کو مرو سے لے کر نیا نیا آیا تھا۔ چنانچہ فخر الدین نے جب مجھے یہ پیش کش کی تو میں نے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ اس لئے کہ میں دہلی میں نو وارد تھا۔ میری آمدنی کا کوئی ذریعہ ہ تھا، میری رہائش کے لئے چھ ماہ کے لئے یہ مکان تو مل گیا تھا لیکن کھانے کو کچھ چاہئے تھا۔ اس بناء پر میں نے جمال الدین کی دونوں بیٹیوں اور بیٹے کو تیغ زنی کی مشق کرانے کی حامی بھر لی تھی۔ لیکن اس کے بعد خداوند قدوس نے مجھ پر ایسی مہربانی کی کہ مجھے لشکر میں شامل ہونے کا موقع مل گیا اور میری روزی اور آمدنی کا بھی ایک ذریعہ ہو گیا۔

اب چونکہ جمال الدین اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ تعارف ہو چکا تھا، لہٰذا وہ ضد کرتے ہیں کہ میں ان کی دونوں بیٹیوں اور بیٹے کی تربیت کا کام جاری رکھوں۔ لیکن میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ میں اب باقاعدگی سے تو انہیں تیغ .نی کی مشق نہیں

Marfat.com

کرا سکتا اس لئے کہ میں چونکہ سلطان کے لشکر میں شامل ہو چکا ہوں لہٰذا مجھے جب کبھی بھی سلطان نے کہیں جانا ہوا، اس مہم میں مجھے شامل ہونا پڑے گا۔ اور اگر کوئی بڑی مہم پیش آ گئی تو پھر مجھے کئی کئی ہفتے اور مہینے بھی دہلی شہر سے باہر رہنا پڑے گا۔ اس بناء پر میں باقاعدگی سے تو یہ کام جاری نہیں رکھ سکتا۔ اس پر انہوں نے کہا، جب بھی فرصت ہو، میں ان کے ہاں آ جایا کروں اور ان کی دونوں بیٹیوں اور بیٹے کی تربیت کا کام سرانجام دوں۔ دراصل جمال الدین کی بیوی کا نام اسماء ہے، جو دونوں بیٹیاں ہیں ان میں سے بڑی کا نام رایان اور چھوٹی کا نام لبانہ ہے۔ بڑی بیٹی جس کا نام رایان ہے، اسے ہی میں نے ہاتھی سے بچایا تھا۔ ان کا ایک ہی بیٹا ہے، اس کا نام قدر خان ہے۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تب نیزک خان کہنے لگا۔

"بیٹے! میں نے دہلی کے بازار میں ایک دکان لے لی ہے اور وہاں میرا پارچہ جات کا خوب کام چلتا ہے۔ جمال الدین کی بھی اس بازار میں کچھ دکانیں ہیں۔ وہ میرا اچھا جاننے والا ہے۔ بیٹے! آج تمہاری ہمارے ہاں دعوت ہے اور اس دعوت میں جمال الدین، اس کی بیوی اور دونوں بیٹیوں اور بیٹے کو بھی بلاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم سب اکٹھے ہوں گے تو وقت خوب گزرے گا۔ بیٹے! اب اُٹھو، ہمارے ساتھ چلو۔"

اس موقع پر استر بھی بول اٹھی اور کہنے لگی۔

"اگر آپ نے لباس تبدیل کرنا ہو تو کر آئیں۔ ہم یہیں بیٹھ کر آپ کا انتظار کرتے ہیں۔"

اس پر بڑی عاجزی اور انکساری سے کذلک خان کہنے لگا۔

"میرے پاس اتنے لباس نہیں ہیں کہ انہیں بار بار تبدیل کرتا رہوں۔ بہرحال میں اسی لباس میں آپ لوگوں کے ہاں جاؤں گا۔ پر اس موقع پر آپ میری بھی ایک بات مان جائیں۔"

"وہ کیا؟" نیزک خان نے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

Marfat.com

''میں چاہتا ہوں آپ یہاں سے اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف جائیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میں آپ کی حویلی میں پہنچ جاؤں گا۔''

اس پر استمر غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''دیکھئے، بھولئے گا نہیں۔ اور اگر........''

استمر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کا بھائی باربد بول اٹھا۔

''آپی! بھولیں گے کیسے؟ اگر یہ نہیں آئیں گے تو ان کا مکان تو ہم نے دیکھا ہوا ہے۔ میں یہاں سے انہیں پکڑ کر لے جاؤں گا۔ اگر یہ یہاں بھی نہیں ہوں گے تو پھر میں سیدھا مستقر جاؤں گا، وہاں سے انہیں پکڑ کر اپنے ہاں لے آؤں گا۔''

اس پر ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''خدا نے چاہا تو ایسا کوئی موقع نہیں آئے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ مغرب کی نماز کے بعد میں آپ کے ہاں پہنچ جاؤں گا۔''

کذلک خان کے اس جواب پر استمر ہی نہیں، اس کی ماں قراطیس، بھائی باربد اور باپ نیزک خان بھی خوش ہو گئے تھے۔ پھر نیزک خان اٹھا اور کہنے لگا۔

''اچھا بیٹے! تمہارے وعدے کے مطابق اب ہم جاتے ہیں۔ مغرب کے بعد وہاں پہنچ جانا بچے!''

اس پر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ کذلک خان انہیں دروازے تک چھوڑنے آیا۔ پھر استمر، قراطیس، نیزک خان اور باربد اپنی حویلی کی طرف ہو لئے تھے۔

Marfat.com

مغرب کی نماز سے پہلے ہی جمال الدین، اس کی بیوی اسماء، دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ اور بیٹا قدر خان، نیزک خان کی حویلی میں داخل ہوئے تھے۔

نیزک خان، اسمر اور قراطیس نے شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا اس لئے کہ اپنے بیٹے باربد کو بھیج کر نیزک خان نے انہیں دعوت پر بلا لیا تھا۔ جب سب دیوان خانہ میں بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز خوب صورت رایان کے باپ جمال الدین نے کیا اور نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''نیزک خان! اس فخر الدین سے مجھے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اس قسم کا دھوکا اور فریب کرے۔ میں اس فخر الدین کے بڑے بھائی سیف الدین کو بھی جانتا ہوں۔ وہ بڑا اچھا اور شریف انسان ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں، مزاج اور طبیعت میں اس فخر الدین اور سیف الدین میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جمال الدین رکا، اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''نیزک خان! مجھے حیرت تو اس بات کی ہوتی ہے کہ جو کام فخر الدین نے کیا ہی نہیں، اس کام کا اس نے اپنے آپ کو مرکزی کردار بتانے کی کیوں ضرورت محسوس کی؟''

یہاں تک کہنے کے بعد جمال الدین جب رکا تب ہلکا سا تبسم نیزک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، پھر وہ جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں اس میں مجھ سے بھی تھوڑی بہت کوتاہی ہوئی۔ جس وقت منگول

Marfat.com

ہم پر حملہ آور ہوئے تھے اور میرے بیٹے نجیب الدین کا انہوں نے خاتمہ کیا تھا اور فخرالدین نے وہاں سے گزرتے ہوئے ہمیں دیکھا اور ہمیں شفا خانہ تک ایا. میں چونکہ اُس وقت فخرالدین کے مزاج سے واقف نہیں تھا۔ میں نے اس سے استدعا کی کہ وہ میرے اہلِ خانہ کو مروشہر کے نواح سے یہاں لانے میں مدد دے۔ اس موقع پر مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے اپنی بیٹی استمر کی خوب صورتی اور اس کے جمال کی تعریف فخرالدین کے سامنے کر دی۔ ایسا میں نے اس لئے کیا تھا کہ فخرالدین نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آخر منگول یہاں ہندوستان میں آ کر ہم پر کیوں حملہ آور ہوئے۔ تب میں نے اس پر انکشاف کیا کہ یوں میری ایک بیٹی ہے، بڑی خوب صورت، پُر جمال ہے، اُسے ایک منگول سردار پسند کرنے لگا تھا جس کی بناء پر ہم بھاگتے پھرے اور وہ ہمارے تعاقب میں تھے۔ انہوں نے میرے بیٹے کا خاتمہ کیا اور مجھے زخمی کر دیا۔

میرے خیال میں اسی سے ہی فخرالدین متاثر ہو گیا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ میری بیٹی کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے کذلک خان کی خدمات حاصل کیں اور کذلک خان اُس وقت بے چارہ مجبور اور غلام تھا اور فخرالدین نے اسے خرید لیا۔ اور جو کام دلیری و شجاعت کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان نے کیا، وہ فخرالدین نے اپنے نام کرنا چاہا۔ پر میری بیٹی اور بیٹا دونوں اس سے متعلق مشکوک ہو گئے۔ لہٰذا ایک دن اصلیت کھل کر سامنے آ گئی کہ میری بیوی، میرے بیٹے اور بچی کو جہنم سے نکالنے والا فخرالدین نہیں، کذلک خان ہے......"

یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ فخرالدین شہر کے چند معززین کے ساتھ وہاں آن پہنچا اور نیزک خان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"یہ نیزک خان سامنے بیٹھا ہے۔ اس سے بات کر لیں۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ یہ اپنی بیٹی کو میرے عقد میں دے گا۔ پہلے منگنی کی رسم ادا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو بلایا گیا اور پھر انتہائی بے عزتی اور ذلت کے ساتھ مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو نکال دیا گیا۔ یہ رشتہ توڑتے ہوئے منگنی کی رسم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔"

فخرالدین کے اس طرح شہر کے معززین کے ساتھ آنے کی وجہ سے استمر،

Marfat.com

قراطیس، باربد، نیزک خان، جمال الدین، رایان، لبانہ اور قدر خان سب پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ استمر بے چاری رو دینے والی ہو رہی تھی۔ قریب ہی بیٹھے اپنے بھائی باربد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''باربد! میرے بھائی! ابھی تک کذلک خان کیوں نہیں آئے؟ اس وقت انہیں یہاں ہونا چاہئے تھا۔ ورنہ یہ فخرالدین تو ہم پر شہر کے معززین کے ساتھ چڑھ دوڑے گا۔''

استمر نے ابھی اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ عین اسی لمحہ فخرالدین کے پیچھے کذلک خان نمودار ہوا اور فخرالدین جو کچھ کہہ رہا تھا، وہ کذلک خان نے بھی سن لیا تھا۔ کذلک خان کو وہاں دیکھتے ہوئے سب پُرسکون ہو گئے تھے۔ استمر کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔ کذلک خان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی، پشت کی جانب سے فخرالدین کے شانے پر ہاتھ رکھا اور ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور انتہائی غضب ناک انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فخرالدین! یہ نیزک خان کے ہاں تُو نے کیا تماشا لگا رکھا ہے؟ اور یہ جو تم شہر کے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہو تو کیا تم اپنے ساتھ ان کو بھی بے عزت، رسوا اور ذلیل کروانا چاہتے ہو؟ فخرالدین! اس سے پہلے میں تمہیں بہت برداشت کر چکا ہوں۔ تم نے کئی بار میرے ساتھ بڑی قزاقوں کے سے انداز میں گفتگو کی، لیکن میری کچھ مجبوریاں تھیں جن کی بناء پر میں تمہارے سامنے خاموش رہا۔ آج تم محترم نیزک خان کے ہاں اپنے دھوکا، اپنے فریب کو ثمرآور کرنے کے درپے ہو۔ فخرالدین! میں تم سے پوچھتا ہوں کیا نیزک خان کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو مرو شہر کے نواح سے تم نکال کر لائے تھے، جس کا مظاہرہ تم کرتے پھرتے ہو اور جس کے بدلہ میں تم نیزک خان کی بیٹی کا ہاتھ مانگتے ہو؟

فخرالدین! میں نے تجھے کئی مواقع پر سمجھانے کی کوشش کی، پر لگتا ہے تیرا دماغ اور تیرا شعور اس وقت فضا کی بلندیوں میں پرواز کر جاتا تھا اور تُو میری کسی بات پر توجہ نہ دیتا تھا۔ حالانکہ میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق میں نے اپنی زبان بند رکھی۔ جو برا کام تُو نے کیا ہے، اس پر پردہ ڈالے رکھا۔ حالانکہ مجھے ایسا نہیں کرنا

Marfat.com

چاہئے تھا۔ میری مجبوری تھی کہ میں غلامی سے نجات چاہتا تھا۔ اس بناء پر میں تمہاری ترغیب میں آ گیا اور اسی کی وجہ سے میں نے اپنے ہونٹوں کو سی رکھا۔ لیکن تُو نے اس سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ فخر الدین! کیا تُو نہیں جانتا کہ جس لڑکی کا تُو ہاتھ مانگتا ہے، وہ تجھ سے نفرت کرتی ہے؟ کیا تُو ایسی لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گا جو تیری شکل دیکھنے کی روادار نہیں، تجھ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتی؟ وہ یہ بھی نہیں چاہتی کہ تیرا قدم اس کی حویلی میں پڑے۔ لہٰذا جو لڑکی اس حد تک تم سے نفرت کرے، کیا وہ تمہاری زندگی کا ساتھی بننے پر کسی صورت رضامند ہو سکتی ہے؟

شہر کے ان لوگوں کو اپنے ساتھ لا کر فخر الدین! تُو نے اوباشوں، بدمعاشوں، لچوں اور لفنگوں والا کھیل کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ پر میں تجھے یہ کھیل کھیلنے تو نہ دوں گا۔ فخر الدین! تم نے مجبور لوگوں کے ساتھ دھوکا و فریب کیا، ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، لیکن خدا کو ایسا منظور نہیں تھا۔ اگر تُو دانش مند اور صاحبِ عقل ہوتا تو خود ہی سمجھ جاتا کہ حالات تیرے حق میں نہیں ہیں۔

فخر الدین! یہ دونوں بہن بھائی تو تیرے متعلق اسی وقت مشکوک ہو گئے تھے کہ جب میں انہیں چھوڑ کر شفا خانہ میں داخل ہوا تھا اور شفا خانہ سے میری بجائے تم نکلے تھے۔ اور جس وقت تم نے ان سے گفتگو کی تھی تو یہ تمہاری آواز کو پہچان گئے تھے اور تمہارے متعلق مشکوک ہو گئے تھے۔ پھر جب تم نے انہیں حویلی میں ساتھ لے جا کر ان کی حویلی کے سامنے اپنے سر سے خود اتار دیا تو پھر تم نے ان دونوں بہن بھائیوں کو مزید شک و شبہ میں ڈال دیا کہ جس شخص نے مرو شہر سے لے کر دہلی تک اپنے سر سے خود نہیں اُتارا، اُس نے اُن کی حویلی کے دروازے پر آ کر کیسے اور کیونکر خود اتارتے ہوئے اپنا چہرہ ننگا کیا۔ ایسا ہی کرنا تھا تو پھر مرو شہر سے لے کر دہلی میں ان کی حویلی تک چہرے کو ڈھانپنے میں کیا مصلحت تھی؟

فخر الدین! انہیں مشکوک میں نے نہیں کیا، انہیں مشکوک تمہاری حرکتوں نے کیا۔ اب تم مزید ایسی حرکتیں کر رہے ہو جس کی بنا پر تم اس حویلی کے لوگوں ہی نہیں، عام لوگوں کی نگاہوں میں ایسے گرو گے کہ شہر میں تمہاری کوئی عزت، تمہارا کوئی وقار نہیں رہے گا۔ فخر الدین! جب تم دہلی سے باہر گئے ہی نہیں، پھر تم کیسے دعویٰ کرتے پھرتے

Marfat.com

ہو کہ مرو شہر کے نواح سے نیزک خان کی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو تم لے کر آئے۔ حالانکہ تمہارا بھائی سیف الدین، محترم نیزک خان کی دکان میں اس بات کا اعتراف کر چکا ہے کہ تم مرو شہر کی طرف گئے ہی نہیں .... فخر الدین! ویسے بھی میں نے جان لیا ہے کہ تم ایک جھوٹے اور فریبی انسان ہو۔ تم نے مجھ سے کہا کہ تم نے عز الدین سے میرے متعلق بات کی اور مجھے لشکر میں شامل کرا دیا ہے۔ اور جب میں نے اس موضوع پر عز الدین سے بات کی تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ تم نے میرے متعلق اس سے کوئی بات نہیں کی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان رکا، ایک نگاہ کمرے میں بیٹھی استر پر ڈالی۔ اُس سے استر بے حد خوشی اور طمانیت کا اظہار کر رہی تھی اور بڑے شوق اور بڑی وارفتگی میں وہ کذلک خان کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ کذلک خان نے پھر فخر الدین کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"فخر الدین! میں نے تمہاری ان بد اعمالیوں کی شکایت ابھی سلطان اور محترم عز الدین سے نہیں کی اور جس روز میں نے ایسا کر دیا، اس روز تمہیں لشکر سے نکال باہر کیا جائے گا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا، تمہارا شمار سلطان کے اُمراء میں سے نہیں ہو گا اور دہلی شہر میں تمہاری کوئی عزت، تمہارا کوئی وقار نہیں رہے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان رکا، پھر دوبارہ فخر الدین کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"فخر الدین! ذرا یہ تو سوچو، جب تمہاری ان بداعمالیوں، تمہارے اس فریب، تمہارے اس دھوکہ کی خبر تمہاری ماں بہنوں کو ہو گی تو کیا تم ان کی نگاہوں میں گرو گے نہیں؟ اور تم جیسے انسان جو پہلے ہی گرے ہوئے ہوتے ہیں، انہیں دوبارہ گرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

اس موقع پر فخر الدین کے ساتھ آنے والوں میں سے ایک نے بولنا چاہا لیکن کذلک خان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے سختی کے ساتھ اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد بڑے غور سے فخر الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

''فخر الدین! کیا ان سب کے سامنے وہ تفصیل کہوں جس میں تُو نے فریب کیا؟''
کذلک خان کے ان الفاظ پر فخر الدین منہ چھپانے لگا تھا۔ اس کے ساتھ آنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں بول اٹھا۔
''تم یہاں سے فی الفور چلے جاؤ۔ ایسا نہیں کرو گے تو پھر اس کے ساتھ تم سب کی گردنیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔''
کذلک خان کی طرف سے یہ ہولناک دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ آنے والے وہ لوگ لرز کانپ گئے اور پھر فی الفور مڑتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔
ان کے جانے کے بعد ہاتھ کے اشارے سے کذلک خان نے باربد کو بلایا اور اس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر باربد بھاگتا ہوا باہر چلا گیا تھا۔
باربد کے جانے کے بعد فخر الدین کو مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان پھر کہنے لگا۔

''فخر الدین! جو رشتہ تم قائم کرنا چاہتے ہو ظالم! ایسے رشتے زبردستی، دھونس اور دھمکی سے تو قائم نہیں ہوتے۔ دیکھ، تیرے میرے درمیان جو راز تھا، میں اسے چھپانا چاہتا تھا لیکن تمہارے حد سے گزرنے کی وجہ سے یہ راز، راز نہ رہ سکا۔ فخر الدین! اب محترم نیزک خان اور ان کے اہلِ خانہ کے علاوہ میرے خیال میں محترم جمال الدین اور ان کے اہلِ خانہ بھی جانتے ہوں گے کہ استمر کے سلسلے میں تُو نے کیا دھوکا اور فریب کیا۔ یہ سب یہ بھی جانتے ہیں کہ استمر اور اس کی ماں اور بھائی کو مرو سے نکال کر یہاں لانے والے تم نہیں تھے۔ دیکھ! تیرا بھائی سیف الدین بھی محترم نیزک خان کے سامنے اس بات کو تسلیم کر چکا ہے کہ تُو دہلی سے باہر گیا ہی نہیں ہے۔ اور اگر تُو دہلی سے باہر نہیں گیا تو پھر استمر، قراطیس اور باربد کو تُو کہاں سے لائے گا؟ انہیں کون لایا؟ یہ محترم نیزک خان، ان کے اہلِ خانہ اور تم خود بھی جانتے ہو۔ فخر الدین! میں اس راز کو راز رکھنا چاہتا تھا، لیکن تمہاری بے وقوفی نے اسے راز نہ رہنے دیا۔ ایک بار میں سرِ بازار اپنی تلوار کے دستہ پر ہاتھ لے جاتے ہوئے تمہیں یہ دھمکی دے چکا تھا کہ تم محتاط رہنا۔ پر لگتا ہے تم اُلٹے ذہن کے آدمی ہو، تم پر دھمکی بہت جلد اثر نہیں کرتی۔''
اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ کذلک خان نے اپنی تلوار نکالی۔ وہ ایک

Marfat.com

چوڑے پھل کی بھاری، چمکتی ہوئی تیز تلوار تھی۔ وہ تلوار کذلک خان نے فخر الدین کے سامنے لہرائی اور کہنے لگا۔

''فخر الدین! آج جو معاملہ تُو نے محترم نیزک خان کی حویلی میں کیا ہے اسے ہم سب نے برداشت کر لیا ہے اور اس سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی جا رہی۔ آئندہ ایسا ہی رویہ اگر تُو نے دوہرانے کی کوشش کی تو ذرا میری اس تلوار کے پھل کو غور سے دیکھ، اس میں تجھے اپنی شکل بھی دکھائی دے گی اور آنے والے دنوں میں اُڑتی ہوئی موت بھی نظر آئے گی۔ فخر الدین! قسم خدائے واحدہٗ لاشریک کی، اگر تم نے اپنی حدود کو پار کرنے کی کوشش کی تو میں اسی تلوار کے ایک جھٹکے سے تیری گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔

فخر الدین! میں جانتا ہوں، تُو میرے خلاف دشمنی پر اُڑا ہوا ہے۔ میں نے ابھی تک میں نے تیرے خلاف نہ کوئی تادیبی کارروائی کی ہے، نہ ہی تیرے دھوکے، تیرے فریب کو دوسرے لوگوں پر ظاہر کرتے ہوئے اسے ہَوا دی ہے۔ اس کے باوجود یاد رکھنا، اگر تُو میرے ساتھ دشمنی نبھائے گا تو پھر یا تُو رہے گا، یا میں باقی بچوں گا۔ فخر الدین! اگر میں تیرے ہاتھوں مارا گیا تو مجھ پر تو کوئی افسوس اور غم اور بین کرنے والا نہیں ہوگا۔ نہ میرے ماں باپ ہیں، نہ بھائی بہن، نہ عزیز و اقارب۔ اکیلی جان ہوں۔ مجھ جیسا آدمی گمنامی کی بجائے اگر لوگوں کے سامنے بھی مر جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن فخر الدین! جب میری تلوار تیرا حلقوم کاٹے گی تو تیری بہنیں، تیری ماں، تیرے بھائی تجھ پر دکھ اور افسوس کا اظہار کریں گے، تیری لاش پر بین کریں گے۔ ذرا اس واقعہ کو اپنے ذہن میں لا۔ کیا تُو چاہتا ہے کہ تیری وجہ سے تیری ماں، تیری بہنیں دہلی کے گلی کوچوں اور بازاروں میں بین کرتی پھریں۔''

کذلک خان کی اس ساری گفتگو کا فخر الدین نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ کذلک خان نے اپنی تلوار نیام میں کر لی، اس کے بعد فخر الدین کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ دہلی کا کوتوال رشید الدین اس کمرے میں داخل ہوا۔ کوتوال رشید الدین کو دیکھتے ہی فخر الدین بوکھلا اٹھا تھا اور دوسرے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر کذلک خان، رشید الدین کے پاس آیا، بڑی رازداری سے تھوڑی دیر

Marfat.com

تک اس سے گفتگو کی، جسے سن کر رشید الدین کی آنکھیں قہر برسانے لگی تھیں۔ چہرے پر غصہ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ پھر کوتوال رشید الدین آہستہ آہستہ بڑے وقار اور بڑے رعب و دبدبے کے ساتھ چلتا ہوا فخر الدین کے سامنے آیا اور فخر الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فخر الدین! آنے والے دنوں میں، میں کبھی تمہیں محترم نیزک خان کی حویلی میں نہ دیکھوں۔ یہ بھی یاد رکھنا، نیزک خان کے اہلِ خانہ میں سے اگر کسی کو بھی کوئی نقصان پہنچا تو فخر الدین تیرا سر تیری گردن پر سلامت نہیں رہے گا۔ اب تیری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ فی الفور یہاں سے دفع ہو جا۔''

فخر الدین نے اسے غنیمت جانا، لہٰذا گردن جھکائے فی الفور وہ دیوان خانہ سے نکلا، پھر بھاگنے کے انداز میں نیزک خان کی حویلی سے چلا گیا تھا۔

فخر الدین کے جانے کے بعد کوتوال رشید الدین کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان، میرے عزیز! آپ نے بڑا اچھا کیا کہ محترم نیزک خان کے بیٹے باربد کو بھیج کر فی الفور مجھے بلا لیا اور مجھے اصل صورتِ حال سے بھی آگاہ کر دیا۔ میں یہاں سے جانے کے بعد فخر الدن کو ایک بار پھر تنبیہہ کروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ یہ کبھی محترم نیزک خان کی حویلی کا رخ نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو پھر زندہ نہیں رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رشید الدین رکا، اس کے بعد دوبارہ کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کذلک خان! دہلی کی مملکت میں تمہارا ایک بڑا مقام، تمہاری ایک حیثیت ہے۔ تمہارا نام سلطان ہی نہیں، عزالدین کی نگاہوں میں بھی قابلِ عزت، قابلِ وقار ہے۔ مجھے بلانے کی بجائے میرے عزیز بھائی! اگر تم خود کوئی کارروائی فخر الدین کے خلاف کر لیتے تو کوئی بھی تمہارے اس عمل کے خلاف آواز اُٹھانے والا نہ ہوتا۔ بہر حال مجھے اب اجازت دیں، میں جاتا ہوں۔''

اس پر کذلک خان نے ہاتھ آگے بڑھا کر رشید الدین کا بازو پکڑ لیا، کہنے لگا۔

Marfat.com

''اب آپ بیٹھیں، کھانا تیار ہو گا تو ہمارے ساتھ کھا کر جائیں گے۔''

اس پر رشید الدین نے بڑے پیارے انداز میں کذلک خان کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''مجھے چند ضروری کام ہیں۔ پھر کبھی سہی۔''

اس پر کذلک خان مان گیا اور پھر رشید الدین دیوان خانہ سے نکل کر چلا گیا تھا۔

رشید الدین کے جانے کے بعد کذلک خان آہستہ آہستہ چلتا ہوا نیزک خان کے قریب آیا اور کہنے لگا۔

''میرے خیال میں فخر الدین کے اس روّیہ کی وجہ سے آپ کی حویلی کا ماحول کچھ ناپسندیدہ سا ہو گیا ہے بلکہ جس قدر لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس ماحول کو بوجھل بوجھل محسوس کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ نے جو دعوت کا اہتمام کیا ہوا ہے، اسے منسوخ کر دیں۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کا جواب نیزک خان دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی استر بے چینی میں بول اٹھی اور کہنے لگی۔

''آپ یہ دعوت منسوخ کیوں کرانا چاہتے ہیں؟ فخر الدین کے اس روّیے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ وہ جو کچھ چاہتا تھا، اس کے لئے تو ہم پہلے ہی انکار کر چکے تھے۔ لہٰذا میری آپ سے التماس ہے کہ دعوت منسوخ نہ کی جائے۔ اس لئے کہ ہم نے دعوت کا سارا اہتمام کر رکھا ہے۔ اور پھر محترم جمال الدین کے اہلِ خانہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں اس موقع پر........''

یہاں تک کہتے کہتے استر رک گئی۔ اس لئے کہ اس کا باپ نیزک خان، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان! میرے بیٹے! استر کا کہنا درست ہے۔ دعوت منسوخ کیسے کی جا سکتی ہے؟ فخر الدین کی ایسی تیسی۔ وہ جہنم میں جائے، اس سے ہمارا کیا تعلق، کیا واسطہ؟ دیکھ بچے! میری بیٹی استر اور بیٹا باربد شروع دن سے ہی فخر الدین سے متعلق مشکوک ہو گئے تھے۔ بیٹے! اس وقت تم استر، قراطیس اور باربد تینوں کو مرو کے نواح سے نکال کر لائے تھے تو انہوں نے تمہاری کچھ نشانیاں اپنے پاس محفوظ کر لی تھیں۔

Marfat.com

ایک تو یہ تینوں تمہاری آنکھوں سے شناسا ہو گئے تھے۔ فخر الدین کی آنکھیں چونکہ تمہاری آنکھوں سے نہیں ملتیں اس لئے فخر الدین کے خلاف انہیں شبہ ہوا۔

اس کے علاوہ مرو سے یہاں تک کے سفر میں قیام وقعود کے بعد میری بیٹی استمر اور بیٹے باربد نے یہ بھی دیکھا کہ بچے! تمہارے بائیں بازو پر وہ مہر تھی جو عموماً منگول لوہے کو گرم سرخ کر کے غلاموں کو داغتے تھے۔ لہٰذا تمہارے بازو کی اس مہر کو بھی انہوں نے یاد رکھا۔ اس کے علاوہ فخر الدین سے حماقت یہ ہوئی کہ جس وقت تمہیں شفاخانہ میں چھوڑ کر شفاخانہ میں خود تمہارا بھیس بدل کر وہ میری بیوی، بیٹے اور بیٹی کو لے کر آیا تو میری حویلی کے دروازے کے پاس آ کر اس نے اپنے سر سے خود اتار دیا۔ ایسا کر کے شاید میری بیوی، میری بیٹی، میرے بیٹے پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مرو کے نواح سے ان تینوں کو لانے والا وہ فخر الدین ہے۔ لیکن سب سے پہلے میری بیٹی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر اس نے ہماری حویلی کے دروازے پر آ کر ہی اپنے سر سے خود اتارنا تھا تو پھر مرو سے لے کر دہلی تک کے سفر کے دوران اپنا چہرہ چھپانے اور سر پر خود رکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

اب چوتھی نشانی خصوصیت کے ساتھ میری بیٹی استمر نے محسوس کی تھی۔ بیٹے! تمہارے ساتھ سفر کرتے ہوئے استمر نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ مرو کے نواحی جہنم سے انہیں نکال کر دہلی میں لانے والا بڑی عمر کا شخص نہیں ہے، نوعمر ہے۔ اس لئے کہ جس وقت تم میری بیوی، بیٹی اور بیٹے کو لے کر غار سے نکلے تھے اور کچھ منگولوں نے تمہارا راستہ روکا تھا، اس وقت ایک منگول نے بھی تمہاری آواز سننے کے بعد کہا تھا کہ تم ابھی نوعمر ہو، ان کا کیا مقابلہ کرو گے۔ لیکن میں تمہیں تمہاری ہمت، تمہاری جوانمردی، تمہاری جرأتمندی کو سلام پیش کرتا ہوں کہ تم نے بڑی دلیری سے کام لیتے ہوئے ان منگولوں کا خاتمہ کیا اور پھر میرے بیوی بچوں کو بھی لائے۔ اس کے بعد فخر الدین پر دھوکا اور فریب ثابت کرنے کی آخری ضرب بھی میری بیٹی استمر ہی نے لگائی۔ جب وہ استمر کے ساتھ منگنی کرنے کے لئے ہماری حویلی میں آیا، استمر نے اس سے کچھ سوال کئے۔ ان سوالوں کا فخر الدین کوئی جواب ہی نہ دے سکا۔ استمر نے تین چار سوال کئے تھے، وہ سوال سن کر جواب دینا تو بہت دور کی بات، فخر الدین بوکھلا گیا تھا اور اسی دن

Marfat.com

مجھے اور میری بیوی کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ میرے بچوں کو مرو کے نواح سے نکال کر لانے والا فخر الدین نہیں، کوئی اور ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد نیزک خان رکا، پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔"کذلک خان بیٹے! کھڑے نہ ہو، یہاں میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، غور سے سنو۔"

اس پر کذلک خان چپ چاپ آگے بڑھ کر نیزک خان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے پھر کہنا شروع کیا۔

"بچے! مجھ پر، میرے اہلِ خانہ اور اس حویلی پر تمہارا بہت احسان ہے جسے ہم کبھی اتار ہی نہیں سکیں گے۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اب ہمارے گھر میں، اس حویلی میں تمہاری حیثیت گھر کے ایک فرد کی سی ہے۔ دن کو آؤ، رات کو آؤ، بہترین انداز میں تمہارا استقبال کیا جائے گا۔

بچے! اس گھر کو اپنا گھر سمجھو۔ آج بھی تم بڑے وقت پر آئے۔ اس وقت فخر الدین سانڈ کی طرح ڈکارتے ہوئے گفتگو کر رہا تھا تو تم نے کیا پشت کی طرف سے نمودار ہو کر اس کی گردن پر ہاتھ رکھا۔ تمہارا ہاتھ اس کی گردن پر پڑنا ہی تھا کہ فخر الدین اپنا نطق تک فراموش کر بیٹھا۔ میں نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ جس وقت فخر الدین نے دیکھا کہ اس کی گردن پر ہاتھ رکھنے والا کذلک خان ہے تو اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔ آنکھوں میں اُداسی چھا گئی تھی اور اس کا جسم کپکپا رہا تھا۔"

یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ کذلک خان کے مقدمتہ الجیش کا ایک چھوٹا سالار دیوان خانہ کے دروازے پر نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی کذلک خان چونکا تھا، اپنی جگہ سے اُٹھا، اُس سالار کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟ کیا لشکر کہیں کوچ کرنے والا ہے؟ یا سلطان اور عز الدین کی طرف سے ہمارے لئے کوئی نیا حکم جاری کیا گیا ہے؟"

اس پر آنے والا وہ سالار اپنا منہ کذلک خان کے کان کے قریب لے گیا اور کچھ دیر تک وہ اس کے ساتھ بڑی رازداری میں کھسر پھسر کرتا رہا۔ اس کے بعد اسی کے

Marfat.com

انداز میں کذلک خان بھی اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر اس سے کچھ کہتا رہا۔ پھر مطمئن سا ہو کر وہ چھوٹا سالار وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد کذلک خان نے ایک گہری نگاہ نیزک خان پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''میرے محترم! کیا آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ میں جلد ہی لوٹ آؤں گا۔ اس لئے کہ........''

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ نیزک خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! آج یہ دعوت صرف تمہاری خاطر ہے۔ مہمان بھی تمہاری خاطر ہی آئے ہوئے ہیں۔ اس وقت تم کہاں جاؤ گے؟ یہ جو کوئی تم سے ملنے آیا تھا اس سے جو تم نے گفتگو کی ہے، اس گفتگو نے ہمیں شش و پنج، اندیشوں اور فکر میں ڈال دیا ہے۔ بیٹے! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا معاملہ ہے؟''

نیزک خان کی اس گفتگو کے جواب میں کذلک خان نے آگے بڑھ کر نیزک خان کا بازو پکڑا اور دیوان خانہ سے باہر لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ میرے ساتھ آئیں، میں آپ سے ایک انتہائی اہم مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

نیزک بے چارہ پریشان اور فکر مند سا کذلک خان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ دیوان خانہ سے نکل کر کذلک خان، نیزک خان کو باہر چھتی ہوئی راہداری میں لایا، پھر بڑی رازداری میں کہنے لگا۔

'دعوت کا اہتمام اتنا اہم نہیں، جتنا اہم مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے آن پڑا ہے۔ یہ جو میرا چھوٹا سالار ہے اسے اور اس کے کچھ ساتھیوں کو میں نے آپ لوگوں کے کام سلسلے میں مقرر کیا تھا۔ فخر الدین نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اور آپ کا ایک مرنے والا بیٹا نجیب الدین ان منگولوں کے ہاتھوں زخمی ہو گئے تھے جن منگولوں کا سربراہ استمر کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آپ کے بیٹے کا خاتمہ کر کے کچھ لوگوں کو شاہراہ پر آتا دیکھ کر وہ منگول چونکہ بچ کر چلے گئے تھے۔ لہٰذا وہ کسی وقت بھی خطرے کا باعث بن سکتے

Marfat.com

تھے۔ اس لئے کہ ان کا کسی نے خاتمہ نہیں کیا۔

اسی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے دو سالاروں اور کچھ لشکریوں کے ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ وہ ایسے منگولوں پر نگاہ رکھیں جو دہلی میں داخل ہوں۔ اور جن منگولوں نے آپ کے بیٹے نجیب الدین کو قتل کیا تھا ان پر بھی کڑی نگاہ رکھنے کے لئے کہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرا جو سالار آیا ہے تو اس نے یہ اطلاع دی ہے کہ جن منگولوں نے آپ کے بیٹے نجیب الدین کا خاتمہ کیا تھا اور آپ کو زخمی کیا تھا، وہ دریائے جمنا کے کنارے ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ منگول سردار بھی ہے جو اسِتمر کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ بھی مرو کے نواح سے اُٹھ کر یہاں دہلی میں وارد ہو چکا ہے۔ وہ سب دریائے جمنا کے کنارے سرائے میں قیام کئے ہوئے ہیں۔

میرا جو چھوٹا سالار آیا تھا، اُس کے ذمے میں نے دو کام لگائے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ کسی لشکری کو مقرر کرے گا، میرا گھوڑا میرے ہاں سے تیار کر کے یہاں لے آئے گا۔ اس کے علاوہ وہ سالار اپنے ایک اور چھوٹے سالار کے ساتھ چند دستوں کو لے کر دریائے جمنا کا رخ کرے گا اور وہ ہمارے مسلح جوان اس سرائے کا محاصرہ کر لیں گے جس میں منگول ٹھہرے ہوئے ہیں۔ نہ کسی کو سرائے سے باہر نکلنے دیا جائے گا اور نہ نیا آدمی سرائے میں داخل ہو گا تا وقتیکہ میں وہاں پہنچ جاؤں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ان منگولوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو آنے والے دور میں وہ منگول گاہے بگاہے آپ اور آپ کے اہلِ خانہ کے لئے پریشانی کا باعث بنتے رہیں گے اور آج اگر اُن کا قصہ پاک کر دیا گیا تو مستقبل میں آپ کے لئے کوئی اندیشہ کوئی پریشانی نہیں رہے گی۔"

کذلک خان کے اس انکشاف پر نیزک خان کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ پھر مدھم سے لہجہ میں کہنے لگا۔

"کذلک خان! میرے بیٹے! تمہارا کہنا درست ہے۔ بیٹا! میں تمہارا کہاں کہاں شکریہ ادا کروں۔ ہر مشکل وقت میں تم ہی ہمارے کام آ رہے ہو۔"

اس موقع پر کذلک خان نے دیکھا۔ حسین و خوب صورت اسِتمر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس طرف آئی تھی جہاں کذلک خان اس کے باپ نیزک خان سے گفتگو کر رہا تھا۔

Marfat.com

چنانچہ استمر کو آتے دیکھ کر کذلک خان نے نیزک خان کو مخاطب کیا۔

''نیزک خان! میرے محترم! آپ کی بیٹی استمر اِدھر ہی آ رہی ہے۔ ابھی جو انکشاف میں نے کیا ہے اس کا ذکر استمر سے نہ کیجئے گا۔ چونکہ اس میں اس کی ذات ملوث ہے لہٰذا وہ بہت پریشان اور فکرمند ہو گی اور اس کی فکر اور پریشانی کو رفع کرنے کے لئے منگولوں کا خاتمہ بڑا ضروری ہے۔''

جواب میں نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! تم استمر کو میرے خیال میں سمجھے نہیں۔ وہ بڑی دلیر، بڑی با حوصلہ لڑکی ہے۔ اس واقعہ کا اس سے ذکر کر دینا چاہئے۔ میرے بچے! تم فکرمند نہ ہو۔ وہ پریشان اور منتشر نہیں ہو گی۔''

اتنی دیر تک استمر قریب آ گئی تھی۔ پھر باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! کیا معاملہ ہے؟ آپ لوگ بڑی رازداری سے گفتگو کر رہے ہیں؟''

اس پر تھوڑی دیر پہلے جو کچھ کذلک خان نے نیزک خان سے کہا تھا، اس کی تفصیل نیزک خان نے اپنی بیٹی استمر سے کہہ دی تھی

''سب کچھ سننے کے بعد استمر نے ایک گہری اور ہمدردی بھری نگاہ کذلک خان پر ڈالی، پھر کہنے لگی۔

''میں آپ کے روّیے کے خلاف دو احتجاج کرتی ہوں۔''

استمر کے ان الفاظ پر کذلک خان چونکا، کہنے لگا۔

''کیسے احتجاج؟''

اس پر استمر اپنے بال درست کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کے روّیہ کے خلاف میں پہلا احتجاج تو یہ کرتی ہوں کہ فخرالدین کے ساتھ دورانِ گفتگو آپ نے کہا تھا، فخرالدین اگر تم مارے گئے تو تمہاری ماں بہنیں بین کریں گی۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کام آ گئے تو آپ کا آگا پیچھا تو ہے کوئی نہیں۔ نہ ماں، نہ باپ۔ کوئی یہاں پر نوحہ گر نہ ہو گا، کوئی رونے والا نہ ہو گا۔ آپ نے آخر یہ کیوں کہا؟ جبکہ میرے باپ خاص طور پر کہہ چکے ہیں کہ آپ کی حیثیت ہمارے ہاں گھر کے ایک فرد کی سی ہے۔ پھر اس وقت جو دیوان خانہ میں

Marfat.com

لوگ جمع ہیں، سب آپ کی جو دعوت کی ہے، اس میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ گویا یہ آپ کی خوشی میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اتنے لوگوں کے ساتھ آپ کا تعلق ہے، رشتہ ہے، واسطہ ہے۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی آگا پیچھا نہیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے؟"

یہاں تک کہنے کے بعد استر رکی، پھر کہنے لگی۔

"دوسرا احتجاج میں یہ کرتی ہوں کہ آپ یوں رازداری کے ساتھ اکیلے کیوں منگولوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں؟ آپ کو اگر کوئی ان کے ہاتھوں نقصان ہو تو پھر؟"

اس پر کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"استر! تم مطمئن رہو۔ جو سالار مجھے یہاں ملنے آیا تھا، وہ دو کام کرے گا جن کی نشاندہی میں تمہارے باپ سے کر چکا ہوں۔ پہلا یہ کہ کوئی لشکری میرے ہاں سے میرا گھوڑا تیار کر کے لائے گا۔ دوسرے یہ کہ وہ سالار چند دستوں کے ساتھ دریائے جمنا کے کنارے کی اس سرائے کا محاصرہ کر لے گا جس کے اندر ان منگولوں نے قیام کر رکھا ہے۔ پھر میں دیکھوں گا وہ منگول بچ کر یہاں سے بھاگتے کیسے ہیں۔"

"ان سے نمٹنے کے لئے پہلے آپ سرائے کا محاصرہ کرنے کے لئے کہہ چکے ہیں تو پھر میں، بابا، باربد اور میری ماں بھی آپ کے ساتھ جائے گی۔ اس لئے کہ جب آپ کے مسلح جوان سرائے کا محاصرہ کر لیں گے تو پھر ہمارے لئے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔" بڑے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے استر نے کہا تھا۔

استر لحہ بھر کے لئے رکی، پھر اپنے سلسلۂ کلام کو بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں اس منگول کو اپنی آنکھوں کے سامنے ختم ہوتا دیکھنا چاہتی ہوں جس نے ہمیں یوں در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کیا۔ میں ان منگولوں کو بھی اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا دیکھنا پسند کروں گی جنہوں نے میرے بڑے بھائی نجیب الدین کا کام تمام کیا۔ میرے بھائی کا خاتمہ کر کے ان لوگوں نے ہمیں وہ روگ لگایا ہے جو مٹ نہیں سکتا۔ بس قضا کی صورت میں جو آپ انہیں نہ مٹنے والے زخم لگائیں گے وہ زخم میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔"

Marfat.com

استمر جب خاموش ہوئی تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔
''دیکھو استمر! تمہارے یا تمہارے گھر کے کسی فرد کا سرائے کی طرف جانا بے محل ہے۔ دیکھو! اس وقت تمہارے ہاں جمال الدین، ان کی دونوں بیٹیاں، بیوی اور بیٹا آئے ہوئے ہیں۔ آپ لوگوں نے ان کی بھی دعوت کی ہو گی، لہٰذا تم اپنی ماں کے ساتھ یہیں رہو اور ان لوگوں کی دعوت کا اہتمام کرو۔''

اس پر استمر کہنے لگی۔
''کھانا بالکل تیار ہے۔ میں تو کہتی ہوں آپ بھی بیٹھیں۔ پہلے سب مل کر کھانا کھاتے ہیں، اس کے بعد سرائے کا رخ کریں گے۔''

استمر جب خاموش ہوئی تب نیزک خان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ چنانچہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''کذلک خان! میرے بیٹے! استمر ٹھیک کہتی ہے۔ پہلے سب مل کر کھانا کھاتے ہیں، اس کے بعد تم اس مہم سے نمٹنے کے لئے نکل جانا اس وقت تم اگر چلے جاتے ہو بیٹے! جمال الدین اور اس کے اہلِ خانہ محسوس کریں گے۔ اس لئے کہ جمال الدین اور اہلِ خانہ کے ساتھ بھی تمہارے تعلقات ہیں۔ وہ نہ صرف ہمارے خوب جاننے والے ہیں بلکہ چند دن تم ان کی دونوں بیٹیوں اور بیٹے قدر خان کو تیغ زنی اور دوسرے حرب وضرب کے امور کی مشق بھی کرا چکے ہو۔''

نیزک خان کی اس گفتگو کے جواب میں کذلک خان کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ استمر پھر بول اُٹھی۔
''دیکھئے، اس میں آپ کوئی تبدیلی نہ کیجئے گا۔ پہلے سب مل کر کھانا کھاتے ہیں، اس کے بعد سرائے کا رخ کیا جائے گا۔''

کذلک خان نے استمر کی بات مان لی۔ چنانچہ وہیں کھانا لگا دیا گیا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد ایک انتہائی ضروری کام کے لئے نیزک خان نے جب جمال الدین سے کہا تو جمال الدین اپنی دونوں بیٹیوں، بیوی اور بیٹے کے ساتھ پُرجوش انداز میں سب سے ملتا ہوا جب رخصت ہونے لگا تب رایان کذلک خان کے قریب آئی اور مٹھاس بھری آواز میں کہنے لگی۔

Marfat.com

''اب آپ ہماری تیغ زنی کی مشق کے لئے کب ہمارے ہاں آئیں گی؟''
اس پر کذلک خان کے بولنے سے پہلے ہی استمر بول اٹھی اور کہنے لگی۔
''رایان! تم فکر نہ کرو۔ میں اور باربد دونوں انہیں لے کر تمہارے ہاں آئیں گے۔ استمر کے ان الفاظ پر رایان خوش ہو گئی تھی۔ پھر اس کے بعد کھانا لگایا گیا سب نے خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا جس کے بعد جمال الدین اپنے اہلِ خانہ کو لے کر گھر چلا گیا تھا۔ جبکہ نیزک خان، استمر، قراطیس اور باربد چاروں دیوان خانہ سے نکلے، اپنے گھوڑے انہوں نے تیار کئے۔ اتنی دیر تک ایک لشکری کذلک خان کا گھوڑا بھی لے آیا تھا۔ سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حویلی سے نکل کر وہ دریائے جمنا کا رُخ کر رہے تھے۔ کذلک خان جب سب کے ساتھ دریائے جمنا کے کنارے اس سرائے کے قریب پہنچا جس میں منگولوں نے قیام ہوا تھا تو سرائے سے باہر کذلک خان کے مقدمتہ الجیش کا وہ چھوٹا سالار جو نیزک خان کی حویلی میں اُسے منگولوں کی اطلاع دینے آیا تھا، کھڑا تھا۔ اس کے قریب جا کر سب اپنے گھوڑوں سے اُترے، پھر کذلک خان اس چھوٹے سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''کیا وہ منگول ابھی تک سرائے کے کمرے میں......''
یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ وہ چھوٹا سالار کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے کہنے کے مطابق آتے ہی میں نے اس سرائے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پھر میں اپنے کچھ مخصوص جوانوں کے ساتھ سرائے میں داخل ہوا اور ان منگولوں کو میں نے اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اس وقت وہ سرائے سے باہر دریائے جمنا کے کنارے رسیوں سے بندھے کھڑے ہیں اور میں نے ان پر کڑا پہرہ لگا رکھا ہے۔ گھوڑوں کو وہیں کھڑا رہنے دیا گیا جبکہ کذلک خان سب کے ساتھ اس چھوٹے سالار کے ساتھ ہو لیا تھا۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں چھ منگول تھے جن کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور ان پر مسلح جوان کڑا پہرہ دے رہے تھے۔
کذلک خان نے پہلے ان منگولوں کا جائزہ لیا، پھر نیزک خان کو مخاطب کر کے

Marfat.com

کہنے لگا۔
”محترم نیزک خان! ذرا انہیں پہچانیں۔ آپ انہیں جانتے ہیں؟“
اُنہیں دیکھتے ہوئے نیزک خان کا رنگ غصہ اور غضب میں سرخ ہو گیا تھا۔ ان میں سے کچھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
”یہ تو میرے بیٹے نجیب الدین کے قاتل ہیں۔ یہ مجھے بھی مُردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے لیکن میری قسمت میں ابھی زندگی تھی تو میں بچ گیا۔ اور یہ جو اِن سب کے دائیں جانب کھڑا ہے، یہی وہ بدبخت انسان ہے جس نے مرو میں ہمارا جینا حرام کر دیا تھا اور جس کی وجہ سے ہم مرو سے نکل کر دہلی تک دھکے کھانے پر مجبور ہوئے۔“
اُس منگول کی طرف دیکھتے ہوئے غصے میں کذلک خان اُس کی طرف بڑھا، اُس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا، پھر اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”اے بدبخت انسان! تیرا نام کیا ہے؟“
اُس منگول نے کھا جانے والے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”جس انداز میں تُو مجھ سے مخاطب ہو رہا ہے، لگتا ہے تجھے اپنی زندگی عزیز نہیں ہے۔ یاد رکھنا، منگول مرتا مر جائے گا، پر جس سے دشمنی ہوتی ہے، اس سے انتقام لینا نہیں بھولتا۔ اگر میں غلطی پر نہیں اور جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے تو اس کے مطابق تیرا نام کذلک خان ہے۔ تُو ہی وہ بُرا شخص ہے جو اس نیزک خان کی بیٹی، اس کی بیوی اور اس کے بیٹے کو مرو شہر کے نواحی قصبہ پنج دہ سے نکال کر لایا تھا۔ اگر ایسا ہے تو پھر تُو اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھنا، ایک نہ ایک روز تُو ہمارے ہاتھوں قتل ہو کر رہے گا۔ اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر سکا تو میرا کوئی عزیز و اقارب، میرا کوئی ساتھی تیرا کام ضرور تمام کر دے گا۔ تو سن کذلک خان.......“
یہاں تک کہتے کہتے اس منگول کو رک جانا پڑا جس کا نام کوشک خان تھا۔ اس لئے کہ کذلک خان نے الٹے ہاتھ کا ایک ایسا زوردار طمانچہ اس کے منہ پر مارا کہ کوشک خان چکراتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے ہاتھ چونکہ پشت پر بندھے ہوئے تھے لہٰذا اُٹھنے میں وہ دقت محسوس کر رہا تھا۔ کذلک خان آگے بڑھا، اُسے اُس کے

Marfat.com

بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اوپر اُٹھایا، پھر کہنے لگا۔

''اس وقت جبکہ تُو ہمارے پاس ایک اسیر اور قیدی کی حیثیت سے ہے۔ اس وقت بھی تُو اپنے گھمنڈ، اپنے تکبر اور اپنی بری خو اور برائی کو بھولا نہیں ہے۔ کوشک خان کھڑا ہوا۔ اُس کا چہرہ غصہ میں سرخ ہو چکا تھا۔ پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کسی کے ہاتھ پشت کی طرف باندھ کر یوں اس پر ہاتھ اٹھانا بڑا آسان ہے اور یہ کام تم جیسے لوگ ہی کر سکتے ہیں۔''

کوشک خان کے ان الفاظ پر ہلکا سا تبسم کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، پھر وہاں کھڑے ایک مسلح جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ذرا اس کے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ تو کھولو۔ میں دیکھوں، یہ کیا طوفان کھڑا کرتا ہے۔''

اس پر وہ جوان آگے بڑھا اور کوشک خان کے پشت پر بندھے ہاتھ کھولنے لگا تھا۔ اس موقع پر ایتمر، باربد اور قراطیس تینوں کچھ فکرمند اور پریشان سے دکھائی دے رہے تھے۔ جونہی کوشک خان کے ہاتھ کھلے، ایک بار اس نے اپنے بازو کو مسلا پھر ایک زور دار مُکا اُس نے کذلک خان کی گردن پر دے مارا تھا۔ کذلک خان گرتے گرتے بچا تھا۔ پھر کوشک خان نے ایک قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

''کیسا رہا میرا یہ ہتھوڑا نما مُکا؟''

اس پر کذلک خان بھی حرکت میں آیا اور اسی کے انداز میں اس نے ایک زوردار مُکا کوشک خان کی گردن پر مارا تو کوشک خان ایک بار پھر بل کھاتا ہوا زمین پر گرا تھا۔ اس پر کذلک خان نے اسے مخاطب کر کے ہولناک انداز میں کہنا شروع کیا۔

''کوشک خان! زیادہ گھمنڈ اور تکبر میں نہ پڑ۔ تُو نے جب مجھے گھونسہ مارا تو میں تیرے مکہ کی اس ضرب، سختی کو کھڑا ہو کر برداشت کر گیا۔ ذرا اپنی حالت دیکھ۔ نہ تُو میرے طمانچہ کے زور کو روک سکا نہ گھونسے کی ضرب تُو برداشت کر سکا۔ دونوں بار زمین پر گر گیا۔ پھر بھی تُو کہتا ہے کہ مجھ جیسے شخص کے لئے تجھ جیسے بندے پر ہاتھ اُٹھانا آسان ہے۔

Marfat.com

کوشک خان! تمہارا جرم ایسا ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اُٹھ! تا کہ تجھے تیرے انجام تک پہنچایا جائے۔"

ساتھ ہی کذلک خان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی برچھا نما چوڑے پھل کی تلوار بے نیام کر دی تھی۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے کوشک خان کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ جونہی وہ اُٹھا، کذلک خان کی تلوار چمکتی ہوئی بلند ہو کر گری اور کوشک خان کو موت کی گہرائیوں میں اتارتی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد کذلک خان نے مخصوص اشارہ کیا جس پر اس کا چھوٹا سالار چند لشکریوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور جو دوسرے منگول تھے ان کا کام بھی تمام کر دیا گیا تھا اور ان کی لاشوں کو دریا کے کنارے کی ریت میں دبا دیا گیا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد کذلک خان، نیزک خان کے قریب آیا اور بڑی ہمدردی اور اپنائیت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر گھر جائیں اور بالکل بے فکر ہو جائیں۔ آپ کے بیٹے نجیب الدین کے جو قاتل تھے وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ وہ بدبخت منگول جو استر کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور جس سے آپ اور استر دونوں خطرہ محسوس کرتے تھے، اس کا بھی کام تمام ہو چکا ہے۔ اب آپ کے لئے کسی خطرے اور خدشہ کی کوئی بات نہیں۔ گھر جا کر آرام کریں۔"

قبل اس کے کہ کذلک خان کے ان الفاظ کا جواب نیزک خان دیتا، حسین و خوب صورت استر بول اٹھی اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کسی قدر پریشانی اور فکرمندی میں کہنے لگی۔

"آپ نے کوشک خان کے الفاظ سنے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ اگر وہ مارا بھی گیا تو اُس کا کوئی عزیز و اقارب یا اُس کا کوئی ساتھی آپ سے انتقام لے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پھر......"

اس پر ہلکا سا تبسم کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، کہنے لگا۔

"استر! جب کوئی دیکھتا ہے کہ اس کی موت اس کے سامنے اپنے پَر پھیلانے لگی ہے تو اپنا بھرم رکھنے کے لئے یا اپنی جان بچانے کے لئے اکثر و بیشتر ایسے ہی الفاظ

Marfat.com

استعمال کیے جاتے ہیں۔ پہلے یہ سوچو کہ یہ کوشک خان تمہارا کیا بگاڑ سکا؟ جبکہ یہ خود کچھ نہیں کر سکا تو اس کا کوئی ساتھی، اس کا کوئی عزیز و اقارب کیا بگاڑے گا؟ اور پھر سب منگول یہاں ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کسی کو پتہ تک نہیں چلے گا کہ کوشک خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسے، کہاں، کس طرح مارا گیا؟ لہٰذا تم بے فکر رہو۔ میرے خیال میں آنے والے دور میں کسی بھی منگول کی طرف سے تم لوگوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

اس پر استمر پھر فکرمندی میں کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''ہمارے لئے نہ سہی، لیکن وہ آپ کو بھی تو دھمکی دے چکا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد استمر رکی، پھر تنبیہہ کرنے کے انداز میں کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اس موقع پر یہ نہ کہیے گا کہ آپ کو کوئی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ آپ کا کوئی آگا پیچھا، عزیز و اقارب نہیں ہے۔ آپ ہمارے محسن ہیں، آپ ہمارے مربی ہیں اور ہم سب آپ سے متعلق فکرمند رہنے والے ہیں۔''

جواب میں کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

''استمر! جن خیالات کا تم نے اظہار کیا ہے اس کے لئے میں تمہارا شکرگزار ہوں۔ تم بالکل بے فکر رہو۔ ایسے بھگوڑے منگولوں سے کذلک خان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کذلک خان اب اکیلا نہیں ہے۔ وہ سلطان شمس الدین التمش کے مقدمتہ الجیش کا سالار ہے اور یاد رکھنا استمر! جس نے بھی کذلک خان کی طرف دیکھنے کی جرأت کی، زندہ نہیں رہے گا۔ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ جہاں تم اپنی، اپنے اہلِ خانہ کی سلامتی سے متعلق بالکل مطمئن ہو جاؤ، وہاں میری سلامتی سے متعلق بھی کسی پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب بے فکر ہو جائیں، جا کر آرام کریں۔''

استمر نے پھر کذلک خان کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔

''اور آپ کہاں جائیں گے؟''

''میں بھی گھر جا کر آرام کروں گا۔''

Marfat.com

استمر کچھ کہنے لگی تھی کہ اس بار نیزک خان بول اٹھا۔

''بیٹے! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آج تم ہمارے ہاں شب بسری کرو؟ بیٹے! یہ جو منگولوں کا دریائے جمنا کے کنارے خاتمہ کیا گیا ہے میرے خیال میں اس سے استمر اور باربد دونوں بہن بھائی کسی قدر خوف زدہ ہیں۔ میرے خیال میں جب تم ہمارے ہاں رہو گے تو یہ ایک طرح کی تقویت اور حوصلہ محسوس کریں گے۔''

نیزک خان جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے استمر نے کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر اپنی ترنم خیز آواز میں کہنے لگی۔

''بابا ٹھیک کہتے ہیں۔ میری آپ سے التماس ہے کہ آپ انکار نہ کیجئے گا۔''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''اچھا چلیں آئیں، چلتے ہیں۔ آپ کی حویلی میں چل کر فیصلہ کرتے ہیں۔''

اس پر سب جمنا کے کنارے سے ہٹے، اپنے گھوڑوں پر بیٹھے اور شہر کی طرف ہو لئے تھے۔

٭

نیزک خان کی حویلی کے پاس آ کر کذلک خان نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کو نیزک خان کے قریب لے گیا اور اس قدر عاجزی میں اسے مخاطب کیا کہ استمر اور باربد نہ سنیں اور نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر حویلی میں جائیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کسی اور موقع پر شب بسری کا وعدہ پورا کر دوں گا۔ اب آپ مجھے جانے کی اجازت دیں۔''

نیزک خان جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس دوران استمر اور باربد دونوں بہن بھائی اپنے گھوڑوں کو قریب لے آئے، پھر اپنے باپ کی طرف جستجو بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے باربد بول اٹھا۔

''بابا! بھائی بڑی رازداری میں آپ سے گفتگو کر رہے تھے۔ کیا کہہ رہے ہیں؟''

اس پر نیزک خان نے کذلک خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''بیٹے! تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو، براہ راست ان دونوں بہن بھائی سے کہو۔ جو یہ فیصلہ کریں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

اس پر کذلک خان کے بولنے سے پہلے ہی استر بول اٹھی، کہنے لگی۔

''بابا! اگر یہ ہمارے ہاں شب بسری کے معاملہ کو ٹالنا چاہتے ہیں تو وہ ہم دونوں بہن بھائی کو قبول نہیں۔ اگر کوئی اور بات ہے تو پھر کہیں۔''

استر کے علاوہ بار بد بھی چونکہ کذلک خان پر شب بسری کے لئے زور دینے لگا تھا لہٰذا کذلک خان مان گیا۔ چنانچہ سب حویلی میں داخل ہوئے۔ وہ شب کذلک خان نے نیزک خان کی حویلی میں گزاری اور اگلے روز وہ وہاں سے نکل کر روزمرہ کے تربیت کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے مستقر کی طرف چلا گیا تھا۔

Marfat.com

جالور کے راجہ اُڑیسہ کو بدترین شکست دینے اور اسے اپنا مطیع اور باج گزار بنانے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کو تاج الدین یلدوز سے ٹکرانا پڑ گیا اور یہ مہم بڑی کڑی اور سخت تھی۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ قطب الدین ایبک کی طرح تاج الدین یلدوز بھی سلطان شہاب الدین غوری کے غلاموں میں شمار کیا جاتا تھا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ شہاب الدین غوری کو خداوند قدوس نے ایک بیٹی دی تھی اور اس کے گھر میں کوئی بیٹا پیدا نہ ہوا اس لئے اس کو ترکی غلام خریدنے اور انہیں بیٹوں کی طرح پالنے کا بڑا شوق تھا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ سلطان شہاب الدین کے ایک منہ چڑھے امیر نے جو کسی حد تک سلطان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، سلطان سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا خداوند تعالیٰ سلطان کو کوئی بیٹا بھی عطا کرتا تا کہ کسی ناگزیر واقعہ کے پیش آنے کے بعد اس کو تختِ سلطنت کا وارث بنایا جاتا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر سلطان نے اپنے اس امیر کو مخاطب کر کے کہا۔
''عام طور پر بادشاہوں کے چند بیٹے ہوتے ہیں جو اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت کے وارث قرار پاتے ہیں لیکن میرے کئی ہزار ایسے سعادت مند بیٹے ہیں جو میرے بعد عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر ایک مدت تک میرا نام زندہ رکھیں گے۔''

Marfat.com

سلطان شہاب الدین غوری کا یہ اشارہ اپنے غلاموں کی طرف تھا اور اب وقت کی نگاہ نے دیکھا اور سب نے جانا، درحقیقت وہی کچھ ہوا جو اس نیک دل بادشاہ شہاب الدین غوری کی زبان سے نکلا۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ شہاب الدین غوری کے پالے ہوئے غلاموں نے۔ جس رعب اور داب کے ساتھ ہندوستان پر حکومت کی، اس کی وجہ سے نہ صرف ان فرمانرواؤں کا، بلکہ آقا شہاب الدین غوری کا نام بھی حیاتِ دوام حاصل کرتا چلا گیا۔

جہاں تک تاج الدین یلدوز کا تعلق ہے جس سے اب سلطان شمس الدین التمش کو پالا پڑ رہا تھا تو سلطان شہاب الدین کے مذکورہ غلاموں میں ایک تاج الدین یلدوز بھی تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ تاج الدین یلدوز جب بچہ تھا تو اسے شہاب الدین نے ایک سوداگر سے خریدا تھا۔ تاج الدین یلدوز کی سیرت اور صورت کی پاکیزگی اور حسن نے شہاب الدین کو اس کا دلدادہ بنا دیا۔

اس کے بہت سے لے پالکوں میں تاج الدین کو ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ جب تاج الدین جوان ہوا تو سلطان نے اس کے چہرے پر برتری اور حوصلہ مندی کے آثار نمایاں دیکھ کر اسے اپنے گرامی قدر امیروں میں داخل کر دیا اور شیوران اور کرمان کے علاقے جاگیر کے طور پر تاج الدین یلدوز کو عنایت کئے۔

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ تاج الدین یلدوز کا قیام اپنی جاگیر ہی میں رہتا تھا۔ جب کبھی سلطان شہاب الدین ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے شیوران اور کرمان کے راستے سے گزرتا تو تاج الدین یلدوز ہمیشہ شاہی لشکر کی خاطر و مدارات اور تواضع کی خدمات ادا کرتا۔ وہ ایسے موقع پر ہمیشہ لشکر کے امیروں کو بھی انعام و اکرام سے نوازتا تھا۔

اس تاج الدین یلدوز کی دو بیٹیاں تھیں اور شہاب الدین غوری کے حکم پر اس نے ایک بیٹی کی شادی تو قطب الدین ایبک سے کر دی تھی جبکہ دوسری بیٹی کی شادی اس نے ناصر الدین قباچہ سے کی تھی۔ ان بیٹیوں کے علاوہ خداوند نے اسے دو بیٹے بھی عطا کئے تھے۔ ان بیٹوں میں سے ایک نے بچپن ہی میں وفات پالی تھی۔ اس کی وفات کا قصہ عجیب و غریب ہے اور اس کو بیان کرنے سے خود تاج الدین یلدوز کی سیرت کی

Marfat.com

خوبی بھی نمایاں ہوتی ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ تاج الدین نے اپنے اس عزیز از جان بیٹے کو تعلیم کے لئے ایک استاد اور اتالیق کے سپرد کیا تھا۔ ایک روز یہ استاد اپنے شاگرد سے ناراض ہوا اور غصہ میں کوڑا اٹھا کر جب اس کے سر پر مارا تو کوڑا ایسا سخت لگا کہ تاج الدین یلدوز کے اس بیٹے کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

چنانچہ جب تاج الدین یلدوز کو اپنے بیٹے کے اس طرح مرنے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً مکتب کی طرف گیا۔

اُس نے دیکھا کہ مکتب میں اُس کے بیٹے کا استاد بڑی بری حالت میں تھا، پریشان اور فکر مند تھا اور ساتھ ہی اپنی حرکت پر سخت نادم بھی تھا۔

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ یہ عالم دیکھ کر تاج الدین یلدوز نے اپنے بیٹے کے استاد کو مخاطب کر کے کہا۔

''اس سے پہلے کہ میرے بیٹے کی موت کی خبر اس کی ماں تک پہنچے، تم اس شہر سے فوراً نکل جاؤ اور کسی دوسرے مقام پر بود و باش اختیار کر لو ورنہ تمہیں بھی اس جرم کی پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔''

چنانچہ استاد نے یلدوز کی اس رحم دلی پر اُس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی ہدایت پر عمل کر کے کسی گم نام گوشہ میں جا کر اپنی جان بچائی۔

شمس الدین التمش سے ٹکرانے والے اسی تاج الدین یلدوز سے متعلق مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ اپنے آخری زمانہ میں شہاب الدین غوری جب کرمان آیا تو اس نے تاج الدین یلدوز کو ملبوسِ شاہی سے سرفراز کیا اور لشکر کا علم بھی دیا۔ شہاب الدین کی خواہش تھی کہ اس کے بعد تاج الدین یلدوز ہی اس کا جانشین ہو۔

حُسنِ اتفاق سے وہی کچھ ہوا جو اس نیک دل فرمانروا کے دل میں تھا۔ جب شہاب الدین کا انتقال ہوا تو ترکی اور غزنوی امراء نے چاہا کہ سلطان شہاب الدین غوری کے بعد اس کے بھائی سلطان غیاث الدین کے بیٹے یعنی شہاب الدین کے بھتیجے سلطان محمود کو بلا کر بادشاہ بنا دیا جائے جو اس وقت فیروز کوہ کے مقام پر قیام کیے ہوئے تھا۔

Marfat.com

چنانچہ ان اُمراء نے ایک خط سلطان شہاب الدین کے بھتیجے محمود کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس خط کے جواب میں محمود نے کہلا بھیجا۔

''مجھے اپنا آبائی وطن فیروز کوہ ساری دنیا سے پیارا ہے اور میرے لئے اس سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں۔ میں اس کو چھوڑ کر غزنی آنا پسند نہیں کرتا۔''

ان امراء کو ان کے خط کا جواب دینے کے بعد محمود نے تاج الدین یلدوز کے نام خطِ آزادی اور حکومتِ غزنوی کا فرمان بھی روانہ کیا اور اس طرح اپنے مرحوم چچا شہاب الدین کی خواہش کو پورا کیا۔ چنانچہ محمود کا فرمان پاتے ہی یلدوز نے غزنی کی حکومت اور باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور غزنی کے آس پاس کے باقی شہروں پر قبضہ کر کے سلطنت کے کاموں میں مشغول ہو گیا۔

سلطان شہاب الدین کے فوت ہونے اور غزنی کا حکمران بننے کے بعد تاج الدین یلدوز ہندوستان پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگا جبکہ ہندوستان کا حکمران اُس وقت سلطان شہاب الدین کا دوسرا غلام قطب الدین ایبک تسلیم کیا جا چکا تھا۔ سلطان شہاب الدین کی موت کے بعد جب قطب الدین ایبک مغرب سے سفر کرتا ہوا لاہور پہنچا تو لاہور میں چند روز قیام کرنے کے بعد جب وہ لاہور سے رخصت ہوا تو تاج الدین یلدوز نے سمجھا کہ قطب الدین ایبک لاہور سے نکل کر دہلی کی طرف چلا گیا ہے۔ لہٰذا اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے تو وہ لاہور پر حملہ آور ہو کر وہاں قابض ہو سکتا ہے اور اس سے بہتر اسے یہاں پر قبضہ کرنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ چنانچہ یہ سوچتے ہوئے اسی تاج الدین یلدوز نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ غزنی سے روانہ ہو کر لاہور کا رخ کیا۔ لاہور پر وہ حملہ آور ہوا اور وہاں کے حاکم کو شہر سے نکال کر خود لاہور پر قابض ہو گیا۔

قطب الدین کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو فوراً اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور لاہور کا رخ کیا۔ اس موقع پر شہاب الدین غوری کے پروردہ اور پرداختہ بڑے بڑے سالار اس کے ساتھ تھے۔ چنانچہ لاہور کے نواح میں قطب الدین ایبک اور تاج الدین یلدوز کے درمیان خوف ناک معرکہ آرائی ہوئی۔ دونوں طرف کے لشکر جم کر لڑے۔ تاج الدین یلدوز نے بری طرح شکست کھائی اور قطب الدین ایبک ایک

Marfat.com

فاتح کی حیثیت سے سامنے آیا۔ تاج الدین یلدوز میدانِ جنگ سے فرار ہو کر توران اور کرمان کے راستے پہاڑی علاقے میں جا چھپا۔

اس فتح کے بعد قطب الدین یلغار کرتا ہوا غزنی جا پہنچا اور وہاں کی حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ تاج الدین یلدوز کی بڑی غلطی تھی۔ اسے غزنی پر حکومت کرنے کا موقع ملا تھا۔ چنانچہ اگر وہیں بیٹھ کر وہ حکومت کرتا رہتا تو بڑا کامیاب حکمران رہتا۔ لیکن لالچ اور لوبھ میں پڑ گیا۔ چنانچہ غزنی کی حکومت سے بھی محروم ہو کر اسے کرمان کی طرف جانا پڑا۔ غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد قطب الدین ایبک سے بھی غلطی ہوئی اور وہ غفلت میں پڑ گیا۔ اِردگرد اُس نے کوئی دھیان نہ دیا۔ چنانچہ اُس کی اِسی غفلت سے تاج الدین نے فائدہ اٹھایا۔

غزنی میں قطب الدین ایبک کے اردگرد ایسے لوگ بھی تھے جو تاج الدین کے وفادار تھے۔ چنانچہ موقع مناسب جان کر تاج الدین کے ان عزیزوں اور طرف داروں نے تاج الدین کو مناسب وقت پر غزنی پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔

تاج الدین یلدوز تو پہلے ہی سے یہ تہیہ کئے بیٹھا تھا اور موقع کا منتظر تھا کہ کب اسے حملہ آور ہونے کا موقع ملے اور کب وہ غزنی پر چڑھ دوڑے، پھر غزنی فتح کرے پہلے کی طرح وہاں کا حکمران بن بیٹھے۔

چنانچہ اپنے عزیز و اقارب اور طرف داروں کا پیغام پاتے ہی اس نے ایک زبردست لشکر تیار کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ قطب الدین اس وقت غفلت کی حالت میں تھا۔ جب اس نے دشمن کو اپنے سر پر دیکھا تب آنکھیں کھلیں لیکن اب اتنا وقت نہ تھا کہ وہ اپنے زبردست دشمن سے جنگ کرنے کی تیاری کرتا۔ اس بدحواسی اور پریشانی کی حالت میں وہ غزنی سے نکل کر لاہور کی طرف چلا گیا۔

ایک بار پھر اس تاج الدین یلدوز کو غزنی اور اردگرد کے علاقوں کا حکمران بننے کا موقع مل گیا۔

سلطان قطب الدین ایبک جب تک زندہ رہا، تاج الدین کی طرف سے وہ اپنے لئے برابر خطرہ محسوس کرتا رہا کہ وہ کہیں لاہور پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا تاج الدین کو اس کے ارادوں سے باز رکھنے کے لئے چند سال تک قطب الدین ایبک نے لاہور ہی

Marfat.com

میں قیام کیا۔ اس دوران وہ اہلِ لاہور سے بڑی مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا۔ انہیں اپنے جود وسخاوت سے مالا مال کرتا رہا۔ پر قطب الدین ایبک کی زندگی کے دن ختم ہو چکے تھے۔ ایک روز قطب الدین ایبک چوگان کھیل رہا تھا کہ اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑا۔ گھوڑے کی زین کا پویا گھوڑے کی پیٹھ سے پھسل کر قطب الدین کے سینہ پر آن گرا۔ اس سے سخت چوٹ آئی اور اسی چوٹ کی تاب نہ لا کر اُس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ دہلی کی فتح کے وقت سے لے کر اپنی وفات تک قطب الدین نے ہندوستان پر بیس سال اور کچھ مہینوں تک حکومت کی۔ حکمرانی کی۔ اس مدت میں اس کا چار سالہ خودمختاری اور بادشاہی کا دور بھی شامل ہے۔

قطب الدین کا نام بہادری، مردانگی، بخشش و سخاوت کی وجہ سے ہندوستان کے اندر ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اکثر اوقات وہ اپنے بہی خواہوں اور ملنے والوں کو لاکھوں کی رقوم دے دیتا تھا، نوازتا تھا۔ قطب الدین کی سخاوت اور کرم گستری کی وجہ سے آج بھی اس کا نام لکھ بخش حاکم کے لقب سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ قطب الدین ایبک کے زمانہ میں جو لوگ بڑے سخی ہوتے تھے انہیں عام طور پر قطب الدین لکھ بخش کہا جاتا تھا۔

قطب الدین کے بعد اور پھر اس کے بیٹے کے تاج وتخت سے محروم ہونے کے بعد شمس الدین التمش تخت نشین ہوا تو ایک بار پھر حالات نے پلٹا کھایا۔ ہوا یوں کہ تاج الدین یلدوز کے ہمسائے میں مسلمانوں کی خوارزم شاہی سلطنت نے بڑی طاقت و قوت پکڑ لی۔ چنانچہ خوارزمیوں نے حملہ آور ہو کر غزنی پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے تاج الدین یلدوز غزنی سے نکل کر شیوران اور کرمان میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ کچھ عرصہ تو وہ اپنی اس قدیمی جاگیر پر قناعت کرتا رہا لیکن ہندوستان کی شاداب اور زرخیز زمین نے اسے زیادہ عرصہ تک اس جاگیر پر قانع نہ رہنے دیا۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز کی ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی پہلی وجہ تو یہی تھی کہ اُس کی نگاہوں میں ہندوستان کی شاداب اور زرخیز زمین کھب گئی تھی اور وہاں وہ التمش کی بجائے خودحکمرانی کرنا چاہتا تھا۔

ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دوسری وجہ تاج الدین یلدوز کے پاس یہ بھی تھی کہ

Marfat.com

ماضی میں اسے کچھ فتوحات بھی حاصل ہوئی تھیں جن کی بناء پر اس نے ارادہ کیا ہوا تھا کہ ماضی کی طرح وہ اگر ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوتا ہے تو کامیاب رہے گا۔ اور اگر غزنی کی حکومت اس سے چھن گئی ہے تو کوئی بات نہیں، وہ ہندوستان کا بادشاہ بن سکتا ہے۔

ماضی میں جو فتوحات اسے حاصل ہوئیں وہ پہلے تو ہرات شہر کی تھی۔ ان دنوں ہرات شہر کا حاکم خرمیل تھا جو کسی دور میں سلطان شہاب الدین کے بہترین سالاروں میں شامل ہوتا تھا۔ لیکن سلطان شہاب الدین کے آخری دور میں یہ خرمیل، شہاب الدین سے علیحدہ ہو گیا تھا اور کسی نہ کسی طرح جدوجہد کرتے ہوئے ہرات کا حاکم بن گیا تھا۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز اپنی طاقت وقوت آزمانے کے لئے پہلے خرمیل ہی کی طرف بڑھا۔ ہرات کے نواح میں خوف ناک جنگ ہوئی اور اس میں تاج الدین یلدوز نے خرمیل کو بدترین شکست دی۔

دوسری مہم جس نے تاج الدین یلدوز کی حوصلہ افزائی کی تھی، وہ سیستان کی مہم تھی۔ اس لئے کہ تاج الدین ایک بار سیستان پر حملہ آور ہوا لیکن ابھی محاصرے کی نوبت آئی تھی کہ سیستان کے حاکم نے تاج الدین یلدوز سے صلح کر لی۔ یہ گویا اس امر کی نشاندہی تھی کہ سیستان کے حاکم نے تاج الدین یلدوز کی طاقت اور قوت کو دیکھتے ہوئے اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کر لی تھی۔ اپنی اسی طاقت وقوت کو اب تاج الدین یلدوز نے سلطان شمس الدین التمش کے خلاف آزمانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز ایک بہت بڑا لشکر لے کر کرمان سے نکلا اور سلطان شمس الدین التمش پر ضرب لگانے کے لئے اس نے ہندوستان کا رخ کیا تھا۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

کذلک خان نے ایک روز اپنے مکان میں اپنے گھوڑے کو اچھی طرح کھریرا کیا، پھر مکان کے اندر گیا، اپنا جنگی لباس اس نے پہنا، کچھ فالتو کپڑے خرجین میں رکھے، دوسرا سامان بھی خرجین کے اندر ڈالا، پھر اصطبل میں آیا، گھوڑے پر زین ڈالی، اُس کا تن کسا، پھر دہانہ چڑھایا، خوراک سے بھرا ہوا توبرا زین سے باندھا، پانی کا مشکیزہ بھی لیا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کی باگ پکڑی اور جب وہ اپنے مکان کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا تب مکان کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

اس پر کذلک خان چونکا، گھوڑے کو صحن ہی میں چھوڑ کر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا دروازے پر استر اور رایان دونوں کھڑی تھیں۔ ان دونوں کو اس طرح اپنے مکان کے دروازے پر کھڑا دیکھ کر لمحہ بھر کے لئے کذلک خانے حیرت کا اظہار کیا۔ اس موقع پر استر نے اسے مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

"لگتا ہے آپ ہماری آمد پر کچھ حیران اور پریشان ہو رہے ہیں۔ یا یہ کہ ہمارا آنا آپ کو ناگوار گزرا ہے۔"

اس پر کذلک خان نے اپنے سر کو جھٹکا، پھر کہنے لگا۔

"نہیں استر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم دونوں اندر آؤ، یوں باہر کھڑے ہونا اچھا نہیں ہے۔"

اس پر استر اور رایان دونوں مکان میں داخل ہوئیں۔ دونوں نے جب کذلک کے گھوڑے کو صحن میں بالکل تیار کھڑے دیکھا تب استر اور رایان دونوں نے سوالیہ

Marfat.com

سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر اس بار رایان نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔

"لگتا ہے آپ کہیں جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ صحن میں آپ کا گھوڑا بالکل تیار کھڑا ہے۔ میرے خیال میں آپ گھر سے نکلنے لگے تھے کہ ہم نے دستک دے دی۔"

کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم دونوں کا اندازہ درست ہے۔ اگر تم دونوں تھوڑی دیر تک نہ آتیں تو میں مکان سے نکل گیا ہوتا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم دونوں کے ساتھ کون ہے؟"

اس بار استر جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہمارے ساتھ کس نے آنا ہے؟ میں اور رایان ہی آئی ہیں۔ رایان کو آپ کے خلاف سخت گلہ اور شکوہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ کئی روز سے ان کے ہاں گئے ہی نہیں۔"

کذلک خان غور سے استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"رایان کو میرے نہ آنے پر گلہ اور شکوہ اس وقت ہوتا کہ استر! میں تمہارے ہاں گیا ہوتا۔ کیا میں تمہارے ہاں ان دنوں گیا ہوں؟"

دکھ بھرے انداز میں استر نے پہلے نفی میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگی۔

"رایان کی طرح مجھے بھی آپ کے خلاف شکوہ اور شکایت ہے کہ آپ ہمارے ہاں آئے ہی نہیں۔"

رایان پھر بولی اور کہنے لگی۔

"لگتا ہے آپ کو دونوں گھروں سے کوئی شکوہ اور شکایت ہے کہ آپ نے دونوں جگہ آنا جانا ہی بند کر دیا ہے۔ آج تو میں تہیہ کر کے آئی تھی کہ میں ضرور آپ سے ملوں گی۔ اس بناء پر میں پہلے استر کے پاس گئی اور پھر دونوں نکل کر آپ کے پاس آئیں۔ پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ اس لئے کہ آپ کا گھوڑا تیار کھڑا ہے اور اس وقت میرے خیال میں آپ ہمیں بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہیں گے۔"

اس موقع پر ہلکا سا تبسم کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا، پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

"شاید تم دونوں کو علم نہیں ہوگا کہ آنے والی صبح کو ایک لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ لشکر کے ساتھ سلطان شمس الدین التمش خود ہوں گے........"

کذلک خان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ استر نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

"کیا کوئی مہم درپیش ہے؟"

کذلک خان نے پہلے اثبات میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔

"کرمان کا حکمران تاج الدین یلدوز لالچ اور لوبھ میں پڑ گیا ہے۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ سلطان کے مخبروں نے سلطان کو تاج الدین یلدوز کی اس پیش قدمی کی اطلاع کر دی ہے۔ لہٰذا لشکر کل یہاں سے کوچ کرے گا۔ سلطان شمس الدینؒ نہیں چاہتا کہ تاج الدین یلدوز دہلی کے قریب آئے، سلطان اسے دور ہی روکنا چاہتے ہیں۔ سلطان آنے والی شب کے پچھلے حصہ میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرے گا۔ اس بناء پر میں بھی تیار ہو کر مستقر کی طرف جاؤں گا۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک استر اور رایان سوچتی رہیں، پھر استر غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اگر اس موقع پر میں اور رایان دونوں نہ آتیں تو کیا آپ ہم سب سے ملے بغیر ہی مستقر چلے جاتے اور پھر وہاں سے لشکر کے ساتھ کوچ کر جاتے؟"

استر کے ان الفاظ پر کذلک خان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

"میں تم دونوں سے جھوٹ نہیں کہوں گا اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اپنے گھر سے نکل کر استر! سیدھا تمہارے ہاں جاؤں گا، تمہارے بابا سے ملوں گا اور ان پر اپنی رخصتی کا اظہار کروں گا۔ ساتھ ہی میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ ان سے یہ کہتا جاؤں گا کہ محترم جمال الدین کے ہاں بھی پیغام بھجوا دیجئے کہ میں لشکر کے ساتھ آنے والی شب کو کوچ کر رہا ہوں تاکہ کسی کو میرے خلاف کوئی گلہ شکوہ نہ رہے۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے کذلک خان رکا، کچھ سوچا، پھر بڑی سنجیدگی میں وہ باری باری استر اور رایان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم دونوں کو یوں تنہا اور اکیلے میرے پاس نہیں آنا چاہئے۔ اگر تم میرے پاس آؤ تو تم دونوں کے ساتھ یا تو باربد کو ہونا چاہئے یا قدر خان کو۔ اس لئے کہ........"

کذلک خان اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس لئے کہ استر فوراً بول اٹھی۔

"آپ کو پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے بابا اور میری ماں مجھے اجازت دے چکے ہیں کہ میں جب اور جس وقت چاہوں آپ سے مل سکتی ہوں۔ اس لئے کہ آپ ہمارے محسن ہیں۔"

استر جب خاموش ہوئی تب ایک دم رایان بھی بول پڑی اور کہنے لگی۔

"جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے ماں باپ بھی مجھے اجازت دے چکے ہیں کہ میں جب اور جس وقت چاہوں آپ سے مل لوں۔ اس لئے کہ آپ میرے بھی محسن ہیں۔ اگر آپ استر کو مرو کے جہنم اور دوزخ سے نکال کر بڑی کامیابی سے دہلی لائے تھے تو میں وہ لڑکی ہوں جسے آپ نے موت کے منہ سے کھینچ کر نکالا تھا۔ اگر آپ بروقت وہاں پہنچ کر ہاتھی کی سونڈ میں اپنی تلوار کی نوک نہ چبھوتے تو ہاتھی تو مجھے دیوار پر پٹخ چکا ہوتا اور میں اس جہان سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر چکی ہوتی۔ لہٰذا خداوند قدوس کے بعد مجھے نئی زندگی دینے والے آپ ہی ہیں۔ اس بناء پر مجھے بھی میرے ماں باپ اجازت دے چکے ہیں کہ میں جب اور جس وقت چاہوں آپ سے مل سکتی ہوں۔ اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟"

اس موقع پر خوش گوار سے تاثرات کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوئے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا، پھر باری باری استر اور رایان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہاری اس ساری گفتگو کے جواب میں مجھے کچھ نہیں کہنا۔ بہر حال تمہارے اس طرح آنے سے میرا ایک کام ضرور آسان ہو گیا ہے۔"

"وہ کیسے؟" غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے استر نے پوچھ لیا تھا۔

جواب میں اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کذلک خان پھر بول اٹھا۔

Marfat.com

''اگر تھوڑی دیر تک تم دونوں نہ آتیں تو میں نکل گیا ہوتا اسمر! میں تمہارے ہاں جاتا اور وہاں تم لوگوں سے مل کر میں مستقر کی طرف جا چکا ہوتا۔ لیکن اب میرے لئے آسانی پیدا ہو گئی ہے، تم دونوں آ گئی ہو۔ لہٰذا میں مستقر کی طرف جاتا ہوں اور تم دونوں واپس گھر جاؤ اور اپنے اپنے گھر میں لشکر کے ساتھ میرے کوچ کی اطلاع کر دینا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر اسمر نے پہلے نفی میں گردن ہلائی، اس کے بعد کہنے لگی۔

''کم از کم میں تو ایسا نہیں کروں گی۔''

اس موقع پر رایان نے مسکراتے ہوئے اسمر کی طرف دیکھا، پھر بولی یعنی کذلک خان کو مخاطب کر کے بول اٹھی۔

''اور میں بھی ایسا کرنے والی نہیں ہوں۔''

رایان کے خاموش ہونے پر اسمر نے غور سے اور کسی قدر مسکراتے ہوئے کذلک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''ایسا کرتے ہیں آپ ہم دونوں کے ساتھ ہمارے ہاں چلیں۔ شام کا کھانا ہمارے ہاں کھائیں گے۔ شام تک وہیں رہئے گا اور عشاء کی نماز کے بعد آپ بے شک مستقر کی طرف چلے جایئے گا۔ کوئی آپ کو روکے گا نہیں۔''

اسمر کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان نے اثبات میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر تم دونوں جاؤ۔ میں مکان کو قفل لگا کر تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔''

اسمر نے پھر نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگی۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ گھوڑے کو نکالیں، مکان کو قفل لگائیں، ہم دونوں آپ کے ساتھ جائیں گی۔ آپ بے فکر رہیں، راستے میں کوئی آپ سے یہ باز پرس نہیں کرے گا کہ آپ اسمر اور رایان کو اپنے ساتھ کیوں لے جا رہے ہیں۔ نہ ہی ہم دونوں کا کوئی ایسا عزیز اور رشتہ دار ہے جو اس پر اعتراض کرے کہ اسمر اور رایان دونوں یوں کذلک

Marfat.com

خان کے ساتھ کیوں اور کہاں جا رہی ہیں؟‘‘

اسر کے ان الفاظ کے جواب میں شاید کذلک خان ہار مان گیا تھا، مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

’’تم دونوں بڑی زبردست لڑکیاں ہو۔ اپنی بات منوا کر چھوڑتی ہو۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔‘‘

اس کے ساتھ ہی کذلک خان حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے گھوڑے کو باہر نکالا، اسر اور رایان دونوں گھوڑے کی باگیں پکڑ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ پھر کذلک خان نے مکان کو قفل لگایا، گھوڑے کی باگ پکڑی اور چپ چاپ اسر اور رایان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

تینوں نیزک خان کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اس وقت باربد حویلی کے صحن ہی میں تھا۔ کذلک خان جب اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے پکڑے اسر اور رایان کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا تو کذلک خان کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شور کرنے لگا تھا۔ اس پر نیزک خان اور قراطیس دونوں میاں بیوی باہر نکل آئے تھے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے شاندار انداز میں کذلک خان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر اسر اپنے باپ نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

’’بابا! میں اور رایان دونوں ان کی طرف گئی تھیں۔ اگر ہم نہ جاتیں تو اب تک میرے خیال میں یہ ہم سے ملے بغیر ہی یہاں سے کوچ کر چکے ہوتے۔ یوں جانیں، میرا اور رایان کا جانا اچھا ثابت ہوا کہ ہم انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔‘‘

اسر کے ان الفاظ کے جواب میں نیزک خان نے ایک گہری نگاہ کذلک خان پر ڈالی، پھر اپنی بیٹی اسر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’بیٹی! تیری آنکھوں میں ناچتی شرارت کہہ رہی ہے کہ تُو درست نہیں کہہ رہی۔ میں نے یہ تو سنا ہے کہ لشکر کہیں کوچ کرنے والا ہے اور میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ کذلک خان ہم سے ملے بغیر نہ جاتا۔‘‘

نیزک خان کے ان الفاظ پر کذلک خان بول اٹھا۔

’’آپ کا کہنا یقیناً درست ہے۔ یہ جس وقت میرے ہاں گئیں اس وقت میں

Marfat.com

مکان سے نکلنے کے لئے گھوڑے کو تیار کر چکا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ پہلے آپ کی طرف آؤں اور آپ لوگوں سے مل کر میں مستقر کی طرف جاؤں گا۔ اس لئے کہ آنے والی شب کو پچھلے پہر لشکر یہاں سے دریائے سرسوتی کی طرف کوچ کرے گا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کے جواب میں نیزک خان شفقت بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''بیٹے! لشکر نے اگر آنے والی شب کے پچھلے حصہ میں کوچ کرنا ہے تو تمہیں مستقر میں جانے کی اتنی جلدی کیا ہے؟ باربد تمہارے گھوڑے کو اصطبل میں باندھتا ہے، اس کے آگے چارہ ڈال دیتا ہے، دہانہ اتار دے گا، زین گھوڑے پر پڑی رہے تا کہ گھوڑے کو بھی احساس ہو کہ وہ کوچ کرنے والا ہے۔ بیٹے! شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ اور عشاء کے بعد بھلے یہاں سے کوچ کر کے مستقر کی طرف چلے جانا۔''

اپنے باپ نیزک خان کے الفاظ پر استر نے خوشی کا اظہار کیا، کہنے لگی۔

''بابا! جو کچھ آپ نے کہا ہے یہی میں نے بھی ان سے کہا تھا۔ میرے خیال میں اسی بناء پر یہ ہمارے ساتھ بھی آئے ہیں۔''

اس موقع پر نیزک نے باربد کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''باربد! میرے بیٹے! بھائی کے گھوڑے کو اصطبل میں لے جاؤ اور وہاں اسے باندھ کر اس کے آگے چارہ ڈال دو۔''

باربد بھاگتے ہوئے حرکت میں آیا، کذلک خان کے گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے گیا تھا۔ جبکہ باقی سب لوگ دیوان خانے کی طرف ہو لئے۔ گھوڑے کو باندھ کر باربد بھی دیوان خانہ میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ سب آنے والی جنگ سے متعلق گفتگو کرنے لگے تھے۔

کذلک خان نے رات گئے تک وہیں قیام رکھا، کھانا بھی وہیں کھایا اور عشاء کی نماز کے بعد وہ نیزک خان کے ہاں سے اٹھ کر مستقر میں لشکر میں جا شامل ہوا تھا۔

✤

سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ دہلی سے نکلا اور بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اس نے ترائن کے میدانوں کا رخ کیا تھا۔ اس لئے کہ انہی میدانوں کے

Marfat.com

راستے تاج الدین یلدوز اپنے لشکر کے ساتھ دہلی کے رخ پر کوچ کئے ہوئے تھا۔

سلطان شمس الدین التمش ترائن کے میدانوں میں پہنچا۔ ان میدانوں کا دوسرا نام تراوڑی بھی ہے اور یہ میدان دہلی سے چالیس کوس کے فاصلے پر دریائے سرسوتی کے کنارے پر واقع تھے۔ یہاں کسی دور میں سرسوتی نام کا ایک قصبہ ہوا کرتا تھا جو مغل حکمران اکبر کے عہد تک باقی رہا۔

بہرحال ترائن کے میدانوں میں سلطان شمس الدین نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ دوسری طرف آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتا ہوا تاج الدین یلدوز بھی اپنے جرار لشکر کے ساتھ انہی میدانوں میں پہنچا اور سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کے سامنے آ کر اس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

تاج الدین کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ وہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ وہ بہت جلد سلطان شمس الدین التمش کو ہندوستان کی حکمرانی سے محروم کر دے گا اور خود ہندوستان کا سلطان بن کر تاریخ کی شہہ نشین پر نمودار ہو گا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں اس وقت عزالدین کے علاوہ کذلک خان، علاؤ الدین جانی، کبیر خان اور سیف الدین کوچی جیسے نامور سالار شامل تھے۔ جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے سامنے آیا۔ پہلے اس نے اپنے سالاروں کے ساتھ مل کر اپنے لشکر کی صفیں درست کیں۔ لشکر کی تقسیم کو آخری شکل دی۔

سلطان کے لشکر کا مقدمتہ الجیش پہلے ہی کذلک خان کی کمانداری میں کام کرتا غا۔ تاج الدین یلدوز کا مقابلہ کرنے کے لئے باقی لشکر کو سلطان نے جنگ کی عام وایت کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کیا۔ مرکزی حصہ میں سلطان شمس الدین التمش ود رہا، اپنے ساتھ اس نے عزالدین کو رکھا۔ لشکر کے دائیں حصہ کی کمانداری اؤالدین جانی کے پاس تھی۔ اس کے تحت کچھ چھوٹے سالار تھے۔ جبکہ لشکر کے یں پہلو کی سرکردگی سیف الدین کوچی کر رہا تھا اور اس کے تحت بھی کچھ چھوٹے لار تھے۔

جب لشکر کی تقسیم کا کام انجام دے دیا گیا اور ساتھ ہی صفیں بھی درست کر دی

Marfat.com

گئیں تب شمس الدین نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے لشکر کے سامنے ایک جگہ جمع کیا۔ پہلے سلطان نے اپنے سامنے تاج الدین یلدوز پر ایک نگاہ ڈالی۔ اس لئے کہ تاج الدین یلدوز اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کی ترتیب اور تقسیم کو آخری شکل دے رہا تھا۔

اس موقع پر سلطان شمس الدین التمش نے پہلے اپنے سارے سالاروں کا جائزہ لیا، اس کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ تاج الدین یلدوز کچھ زیادہ ہی لوبھ اور لالچ میں پڑ گیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ ایسا نہیں تھا۔ بڑا جانثار اور مخلص قسم کا انسان تھا۔ نہ جانے اس کے اندر یہ حرص و ہوس نے کیسا انقلاب برپا کر دیا ہے کہ یہ دوسروں کے حقوق چھیننے کے درپے ہو گیا ہے۔''

سلطان شمس الدین التمش کا یہ کہنا درست تھا۔ اس لئے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری کو دریائے سندھ کے کنارے موت کے گھاٹ اتارا گیا تو اس وقت سلطان شہاب الدین کے لشکر میں بڑی افراتفری کا عالم پھیل گیا تھا۔ اس موقع پر سلطان شہاب الدین کے وزیر موئید الملک نے بڑی جان نثاری کا ثبوت دیا تھا۔ سلطان شہاب الدین کا خزانہ اس وقت چار ہزار اونٹوں پر لدا ہوا تھا اور اہلِ لشکر میں سے کچھ اس کو لوٹنے پر آمادہ ہوئے تو موئید الملک نے غوری اُمراء اور عسکری سرداروں سے بات چیت کی اور ان سے شاہی خزانہ کی حفاظت کی قسمیں لیں۔ اس کے بعد لشکریوں کو ڈرا دھمکا کر ان کے ارادے سے باز رکھا۔

خزانے کی حفاظت سے مطمئن ہو کر موئید الملک نے سلطان کی لاش کو بڑے تزک و احتشام سے اٹھایا اور غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ شہاب الدین کے اُمراء اور عسکری سرداروں میں اس وقت دو مختلف الخیال گروہ تھے۔ ایک ترکی امیروں کا گروہ تھا جس کا سردار خود موئید الملک تھا اور دوسرا گروہ تمام غوری اُمراء پر مشتمل تھا۔ ترک سرداروں کے گروہ کی یہ خواہش تھی کہ شہاب الدین کا جانشین اس کا بھتیجا غیاث الدین محمد کو ہونا چاہئے جبکہ غوری اُمراء سلطان شہاب الدین غوری کے دوسرے بھتیجے بہاؤ الدین کی تخت نشینی کے حق میں تھے۔

Marfat.com

ان دونوں گروہوں میں راستے میں اختلافِ رائے کا اظہار ہوا۔ جب یہ لشکرِ بے حاکم پشاور کے قرب و جوار میں پہنچا، ان اُمراء کی باہمی مخالفت شدید رنگ اختیار کر گئی۔ موئید الملک اور اس کے ترکی گروہ کا یہ خیال تھا کہ کرمان کے راستے سفر طے کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کرمان کے حکمران تاج الدین یلدوز کو اپنا ہم خیال بنانا مقصود تھا۔

غوری اُمراء اس کے خلاف تھے۔ وہ بامیان کے قریبی راستے سے سفر کرنے کے حق میں تھے تاکہ بامیان پہنچ کر شاہی خزانہ سلطان شہاب الدین غوری کے بھتیجے بہاؤالدین کے سپرد کر کے اسے سلطنت کا وارث تسلیم کرلیا جائے۔

اس بحث و تکرار میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ فریقین تلواریں نکالنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس موقع پر موئید الملک نے بڑی دُور اندیشی سے کام لیا۔ وہ معاملہ فہم غوری اُمراء کے پاس گیا اور ان سے بہت ملائم مگر با اثر الفاظ میں گفتگو کر کے انہیں یقین دلایا کہ اس وقت شیوران اور کرمان کے راستے سفر کرنا ہر طرح سے مناسب ہے۔

غوری اُمراء نے موئید الملک کی بات مان لی اور یوں سلطانی لشکر شہاب الدین کا جنازہ اُٹھائے ہوئے کرمان کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس لئے کہ کرمان میں اس وقت تاج الدین یلدوز حکمران تھا اور موئید الملک اُس پر اعتماد اور بھروسہ کرتا تھا کہ وہ چونکہ سلطان کا جان نثار ہے لہٰذا سلطان کے لشکریوں اور سلطان کے خزانے کو کوئی نقصان نہ پہنچنے دے گا۔

یہی لشکر جب کرمان کے قریب پہنچا تو اسی تاج الدین یلدوز نے سلطانی سواری کا شہر سے باہر آ کر استقبال کیا۔ جب سلطان شہاب الدین غوری کے جنازے کی سواری پر تاج الدین یلدوز کی نظر پڑی تو اس نے آقا کے آداب اور سلام کے لئے گردن جھکا لی۔ سلطان کی لاش سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے اس تاج الدین یلدوز نے جب بصد اشتیاق سواری کا پردہ اٹھایا اور جب اس نے سلطان شہاب الدین کی لاش کو خون میں لتھڑا ہوا پایا تب اسی تاج الدین یلدوز نے دکھ اور غم میں اپنا گریبان پھاڑ ڈالا اور غم سے رونے لگا۔ چنانچہ یہی وہ تاج الدین یلدوز تھا جس نے اس موقع پر نہ صرف سلطان کی میت کو با احترام غزنی پہنچا دینے کا عزم کیا بلکہ سلطان کے

Marfat.com

خزانے کی حفاظت کا بھی خوب اہتمام کیا۔ اور اب کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اسی تاج الدین یلدوز میں یہ تبدیلی پیدا ہو گئی تھی کہ حرص و ہوس کی ردا تلے اُس نے دوسروں کے حقوق پر چھاپہ مارنے کا عزم کر لیا تھا۔ چنانچہ اسی لوبھ اور لالچ اور حرص و ہوس کو سامنے رکھتے ہوئے تاج الدین یلدوز اپنے لشکر کے ساتھ کرمان سے نکل کر دریائے سرسوتی کے کنارے سلطان شمس الدین التمش کے سامنے آن پہنچا تھا۔

بہرحال اپنے لشکر کے سامنے سلطان شمس الدین نے اپنے سارے سالاروں کا جائزہ لیا، پھر گفتگو کا آغاز کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! لشکر کی تقسیم کا کام آپ مکمل کر چکے ہیں، لشکر کی صفیں بھی درست ہو چکی ہیں۔ میں صرف تم لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جنگ کی ابتداء میں خود کروں گا۔ میں تاج الدین یلدوز کے قلب پر ضرب لگاؤں گا۔ میرے حملہ آور ہونے کے علاوہ علاؤالدین جانی، لشکر کے دائیں پہلو کے ساتھ دشمن پر کاری ضرب لگانا شروع کرے گا اور علاؤالدین جانی کے بعد سیف الدین بائیں جانب سے تاج الدین یلدوز کے لشکر پر حملہ آور ہو گا۔"

تھوڑی دیر پہلے میں کذلک خان سے بات کر چکا ہوں۔ وہ عمر میں بے شک کم ہے لیکن جنگی ہنرمندی اور تجربہ میں وہ بہت سے سالاروں سے آگے ہے اور اس جنگ میں اُسے ایک خاص مہم سونپ چکا ہوں۔ جو مہم میں نے اسے سونپی ہے اس کا اظہار بھی کذلک خان نے خود ہی مجھ سے کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اظہار ایک قابلِ اعتماد اور بھروسے والا سالار ہی کر سکتا ہے۔ میں اُس کی اس پیش کش پر، اُس کی جان نثاری اور جرأت مندی کو سلام کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو خطرات میں ڈالتے ہوئے ہماری کامیابی اور فتح مندی کو یقینی بنانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ بہرحال، جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے پوری طرح ٹکرا جائیں گے، کذلک خان اپنے کام کی ابتداء کرے گا اور مجھے اُمید ہے کہ جنگ کے دوران جو انداز وہ اپنائے گا اس سے تاج الدین یلدوز کے لشکر کے اندر بدنظمی اور افراتفری پھیلے گی۔ جبکہ ہمارے لشکری اپنی فتح اور کامیابی کو اپنے سامنے یقینی طور پر دیکھنا شروع کر دیں گے۔ میرے خیال میں اب آپ لوگ اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے آگے چلے جائیں۔ اس لئے کہ میں وقت ضائع

Marfat.com

نہیں کرنا چاہتا، تاج الدین یلدوز پر ضرب لگانا چاہتا ہوں۔"

چنانچہ سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین لشکر کے وسطی حصہ کے سامنے استوار ہو گئے۔ اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ علاؤالدین جانی لشکر کے دائیں پہلو اور سیف الدین کوچی اپنے ماتحتوں کے ساتھ لشکر کے بائیں پہلو کے آگے چلا گیا تھا۔ جبکہ کذلک خان اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کے پیچھے اس جگہ آیا جہاں لشکر کا پڑاؤ تھا اور وہیں وہ مقدمتہ الجیش تھا جس کا سالار کذلک خان تھا اور جنگ کے دوران اسی مقدمتہ الجیش کے ساتھ کذلک خان نے حرکت میں آنا تھا۔

اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے، سارے سالاروں کو ان کے لشکر کے حصہ کے سامنے استوار کرنے اور اپنی پوری تیاری کے بعد حملہ آور ہونے کی ابتداء سلطان شمس الدین التمش نے کی۔ چنانچہ اپنے حصہ کے لشکر کو سلطان نے آگے بڑھایا اور سقفِ آسمان تلے اُمیدوں کو لاشوں میں تبدیل کرتے تقدیر کے بدترین بگولوں اور آسودہ فضاؤں کو سلگتے لمحات میں بدل دینے والی زہر بھری آوازوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

سلطان کے حملہ آور ہونے کے بعد دائیں حصہ کا کماندار علاؤ الدین جانی بھی حرکت میں آیا اور وہ بھی تاج الدین یلدوز کے لشکر کے بائیں پہلو پر منزلوں کو خونبار کرتے آگ وخون کے پیغام، مجروح حرماں نصیب درماندہ وفرماندہ کر کے روندنے اور پامال کرنے والی موت کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

علاؤالدین جانی کے بعد سیف الدین کوچی نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ سلطان کے بڑے بائیں پہلو کو حرکت میں لاتا ہوا تاج الدین یلدوز کے دائیں پہلو پر دُھنکی ہوئی رُوئی کی طرح ریزہ ریزہ، ٹوٹے ہوئے پیالے کی طرح پاش پاش کر دینے والی سلگتی صحرا کی بنجر جلتی روح، پتوں کو زرد، سایوں کو لرزاں اور ہر شے پر عذاب شکنی طاری کرتے خشمگیں عناصر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے تاج الدین یلدوز بھی اپنے لشکر کے سارے حصوں کے ساتھ سرکش آندھیوں، بے روک طوفانوں، قضا کے نقاروں اور موت کی متلاشی آنکھوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

یوں دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ رزم گاہ میں اندیشوں کی

Marfat.com

ریت، جبل کی شب رنگ دھول اُڑنے لگی تھی۔ پیاسے سراب، موت کی چال، تلخ حقائق نے فنا کی ایک اندھی پکار کا طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ گرزوں کے سایوں، تیروں کی سرسراہٹ تلے بڑے بڑے سورما زیر و سرنگوں ہونے لگے تھے۔

جس وقت دونوں لشکر اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے، اچانک شمس الدین التمش کے لشکر کے پشتی حصہ سے کذلک خان اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ اپنے لشکر کے بائیں پہلو کے ایک طرف سے ہوتا ہوا آگے بڑھا اور زوردار انداز میں تکبیریں بلند کرتا ہوا نوحہ کرتے، جوش مارتے سمندر، آہیں بھرتی ہواؤں، جذبوں کو منجمد، بصارتوں کو پتھر کر دینے والے حشر برپا کرتے اضطراب اور بے قراری کی طرح تاج الدین یلدوز کے لشکر کے دائیں پہلو پر حملہ آور ہوا تھا۔

کذلک خان کا یہ حملہ ایسا خوف ناک تھا کہ تاج الدین یلدوز کے لشکر کا بایاں پہلو اس نے کچل کر رکھ دیا تھا اور تاج الدین یلدوز کے اس حصہ میں افراتفری اور بدنظمی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس حصہ کے لشکری درمیانی حصے کی طرف کھسکنے لگے تھے۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے علاؤالدین جانی اور پہلو کی طرف سے کذلک خان نے تاج الدین یلدوز کے اس لشکر کا بڑی تیزی سے قتل عام شروع کر دیا تھا اور جس کے باعث اپنے ساتھیوں کو اپنے سامنے کٹی ہوئی فصل کی طرح گرتے دیکھ کر باقی لشکری اپنی جانیں بچانے کی خاطر لشکر کے وسطی حصہ کی طرف کھسکنے لگے تھے جس کی کمانداری خود تاج الدین یلدوز کر رہا تھا۔

اس صورتِ حال نے تاج الدین یلدوز کے وسطی حصہ کو بھی کافی متاثر کیا اور وہاں بھی بددلی اور افراتفری کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے۔ آخر ایک کان سے دوسرے کان تک، یہ خبر پھیلنے لگی کہ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر نے تاج الدین یلدوز کے لشکر کے دائیں پہلو کو روند کر رکھ دیا ہے۔ اب دایاں پہلو نہیں ہے اور اس کے بچے کھچے لشکری تاج الدین یلدوز کے وسطی حصہ میں جا شامل ہوئے ہیں۔

اس موقع پر تاج الدین یلدوز نے اپنے لشکر کو سنبھالا دینے کی بڑی کوشش کی لیکن اب یہ کام دشوار بلکہ ناممکن ہوتا جا رہا تھا اس لئے کہ تاج الدین یلدوز کے دائیں حصہ کا صفایا کرنے کے بعد اب کذلک خان اور علاؤالدین جانی دونوں اپنے لشکروں کو متحد

Marfat.com

کر کے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ تاج الدین یلدوز کے وسطی حصہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور اس حصہ کا بھی انہوں نے قتل عام شروع کر دیا تھا۔

چنانچہ وسطی حصہ بھی بری طرح مجروح ہوا اور پھر تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد تاج الدین یلدوز کی بدقسمتی کہ وہ گرفتار ہو گیا۔ سلطان شمس الدین التمش کے کچھ لشکریوں نے اسے پکڑ کر رسّی سے باندھ دیا۔ جب تاج الدین یلدوز کے لشکر میں خبر پھیلی کہ تاج الدین یلدوز کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور شکست ان کے سر پر منڈلا رہی ہے تب تاج الدین یلدوز کے بچے کھچے لشکری اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کر کے ان کی تعداد مزید کم کی، اس کے بعد وہ اس جگہ آیا جہاں ترائن کے میدانوں میں دریائے سرسوتی کے کنارے یہ خوف ناک ٹکراؤ ہوا تھا۔

تاج الدین یلدوز کو گرفتار کرنے کے بعد کچھ لشکریوں کا اس پر پہرہ لگا دیا گیا تھا اور اس کو ایک طرف بٹھا دیا گیا تھا۔ سلطان شمس الدین التمش نے سب سے پہلے اپنے زخمی لشکریوں کی دیکھ بھال کی، اس کے بعد اپنے سالاروں کو تاج الدین یلدوز کو لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے کچھ سالار تاج الدین یلدوز کو پکڑ کر لائے اور اسے سلطان شمس الدین التمش کے سامنے کھڑا کر دیا گیا تھا۔ اس موقع پر شرمندگی اور ندامت میں تاج الدین یلدوز کی گردن جھکی ہوئی تھی۔

سلطان شمس الدین التمش کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تاج الدین! تمہاری اس کارروائی سے پہلے میں تمہیں صداقتوں کا امین، دیانتوں کا محافظ، شجاعتوں کا پاسبان، ریاضتوں کا نقیب اور عکسِ نورِ حق کا ناصر خیال کرتا رہا لیکن میرے سمجھنے میں غلطی تھی یا تُو اپنے آپ کو تبدیل کر چکا ہے۔ اس لئے کہ اب گردشِ لیل و نہار میں تُو اپنوں پر خستگی اور بے چارگی طاری کرنے والا بن چکا ہے۔ آتش زنی اور خون ریزی کو تُو نے اپنا رفیق بنا لیا ہے۔ اپنے ساتھیوں، اپنے مصاحبوں کی نظروں میں ویرانیاں اور رگ و پے میں خوف بھرنا تیرا محبوب مشغلہ ہو گیا ہے۔ تجھ جیسے لوگ ہی اپنوں کے لئے اذیتوں کے بھنور اور خطرات کے گرد باد کھڑے

Marfat.com

کرتے ہیں۔

اگر تُو کسی مشکل وقت میں مجھے مدد کے لئے پکارتا یا تجھے کسی چیز کی ضرورت تھی، مجھے آواز دیتا تو تُو دیکھتا میں تیرے لئے تحفظ کا شاہد، رفاقتوں کا فروغ، ارادت مندی کی صبح، دفاع کا شہابِ ثاقب ثابت ہوتا لیکن تُو نے اُلٹا مجھے ہی ہدف بنانے کا تہیہ کر لیا۔ میرے علاقوں پر ہی حملہ آور ہو کر مجھے ہی میرے منصب سے علیحدہ کر کے میرے لئے خون کی ندیاں بہانے کا ارادہ کر لیا۔ تاج الدین! وہ لوگ جو اپنوں کے لئے المیوں کا قصہ، موت کا گرد و غبار اور بدمستیوں کی ہیجان انگیزی بنتے ہیں انہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو معاف کرنا خود اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا میں تجھے معاف نہیں کروں گا، تجھے اسیری اور قید میں رکھوں گا۔"

چنانچہ چند روز وہاں قیام کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اپنے لشکر کے ساتھ دہلی کی طرف کوچ کیا اور تاج الدین یلدوز کو بدایوں کے قلعہ میں قید کر دیا۔ تاج الدین یلدوز نے اُسی قلعہ کے اندر ہی وفات پائی تھی۔

Marfat.com

ایک روز اُجین شہر کے مندر مہا کال کے بڑے دروازے کے سامنے ایک شخص نمودار ہوا جو خوب قد کاٹھ کا تھا۔ چہرے سے جرائم پیشہ لگتا تھا۔ آنکھوں میں شرارت ٹپکتی تھی۔ پیشانی پر سلوٹیں تھیں۔ مہا کال مندر کے صدر دروازے پر آ کر وہاں جو مندر کے محافظ تھے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے مہا کال مندر کے بڑے پنڈت سے ملنا ہے۔''

اس پر ایک محافظ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے اپنا نام کہو، تمہارا نام کیا ہے؟''

اس پر آنے والا کہنے لگا۔

''میرا نام قور ہے اور میں قرامطی ہوں۔ دیکھو! مجھے روکنا مت۔ میں مسلمانوں کے سلطان شمس الدین التمش کے خلاف تمہارے مندر مہا کال کے بڑے پنڈت سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

اس پر وہی محافظ آنے والے اس شخص کو جس نے اپنا نام قور بتایا تھا، مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس وقت مہا کال مندر میں دو بڑے پنڈت ہیں۔ ایک مادھو راؤ، دوسرا منگل دیو۔ کس سے ملو گے؟''

اس پر قور نام کا وہ شخص کہنے لگا۔

''میں دونوں ہی سے ملاقات کرنا چاہوں گا۔''

Marfat.com

اس کے بعد وہ محافظ کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر میرے ساتھ آؤ۔''

قور نام کا وہ شخص اس محافظ کے ساتھ ہولیا۔ ایک کمرے کے سامنے رک کر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رُکو۔ میں پہلے پنڈتوں کا پتہ کرتا ہوں، پھر تمہیں ان سے ملاتا ہوں۔''

وہ کمرے میں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے سے نکلا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ چنانچہ قور نام کے اس شخص کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہاری خوش قسمتی کہ اس وقت دونوں بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو اس کمرے میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے تمہاری آمد کا ذکر کیا ہے چنانچہ انہوں نے تمہیں طلب کر لیا۔ تم اندر جاؤ، جو گفتگو ان سے کرنا چاہتے ہو، کرلو۔''

اس محافظ کے ان الفاظ پر قور خوش ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کمرے میں داخل ہوا۔ مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں اسے دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پُر جوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔ ساتھ ہی قور نام کے اس شخص سے اپنا تعارف کروایا۔ تینوں جب بیٹھ گئے تب مادھو راؤ، قور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہمارے محافظ نے ہمیں بتایا ہے کہ تمہارا نام قور ہے، قرامطی ہو اور مسلمانوں کے سلطان شمس الدین التمش کے خلاف ہمارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

جواب میں وہ قرامطی اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

''خاندانِ غلاماں کے ان مسلمان حکمرانوں نے اور اس سے پہلے ان کے آقاؤں نے ہمیں سخت نقصان پہنچایا۔ آپ جانتے ہیں، ملتان کے علاوہ ہندوستان کے اور بہت سے علاقوں میں بھی ہماری گرفت تھی اور پھر ملتان میں تو قرامطہ کی بڑی مضبوط اور مستحکم حکومت تھی۔ اس حکومت پر پہلے غزنی کے سلطان محمود نے ضرب لگائی لیکن اس کے بعد ہم پھر ملتان پر غالب آ گئے اور اپنی پہلی طاقت وقوت کو بحال کر لیا۔ اس کے بعد شہاب الدین غوری نے ملتان پر ضرب لگائی اور ہمیں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا

Marfat.com

لیکن ہم نے بھی شہاب الدین غوری سے خوب انتقام لیا۔ جس وقت وہ ہندوستان سے کابل کے راستے غور وغزنی کی طرف جا رہا تھا، دریائے سندھ کے کنارے ہمارے آدمی نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دیا اور ملتان پر اس کے حملہ آور ہونے کا انتقام اس سے خوب لیا۔

اب میں تم لوگوں کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ہم سلطان شمس الدین التمش کے خلاف حرکت میں آنے کے درپے ہیں۔ شہاب الدین غوری کے ملتان پر حملہ آور ہونے کے بعد ہم قرامطیوں کی قوت بکھر چکی ہے۔ اس وقت ہمارے لوگ ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں انہیں یکجا کر کے مسلمانوں کے سلطان شمس الدین التمش کے خلاف حرکت میں لاتے ہوئے ہندوستان سے ان کی حکومت کو ختم کرانا چاہتا ہوں۔ اور یہ سوچو کہ جب ہندوستان سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو جائے گی تو ازخود ہندوستان کی حکومت تم لوگوں کے قبضہ میں آ جائے گی۔ اب بولو، کیا تم میرے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہو؟''

''کیسا تعاون؟'' اس بار منگل دیو نے غور سے قور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

''میں چاہتا ہوں، ہندوستان میں ہمارے مسلح جوان اور جنگجو، جو خفیہ طور پر اپنے دشمنوں پر حملہ آور ہونے کی ہنرمندی میں جواب نہیں رکھتے، انہیں کسی مقام پر یکجا کیا جائے۔ میں نے بہت سے لوگوں سے مہاکال مندر کے استحکام کا سنا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کے اندر بے شمار تہہ خانے ہیں، جہاں بڑی سے بڑی طاقت وقوت کو بھی بڑے محفوظ انداز میں رکھا جا سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اگر میرے ساتھ تعاون کرو تو میں ہندوستان میں پھیلے ہوئے قرامطیوں کو یہاں جمع کروں، اس کے بعد میں جب دیکھوں کہ اب میں طاقت پکڑ گیا ہوں تو پھر میں اپنے کچھ آدمیوں کو دہلی کی طرف روانہ کروں گا جو شمس الدین التمش پر اس وقت حملہ آور ہوں گے جب وہ نماز ادا کر رہا ہوگا۔ نماز کے دوران ہی اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ جو اُس کے سارے اُمراء اور سالار ہوں گے، انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اور یہ سوچو کہ جب ایسا ہو جائے گا تو مسلمانوں کی حکومت ہندوستان سے ختم ہو جائے گی۔ اور حکومت کی باگ ڈور یہاں کے ہندو سنبھال لیں گے۔ کیا اس میں تم لوگوں کا

Marfat.com

فائدہ نہیں؟''

قور جب خاموش ہوا، تب مادھو راؤ اور منگل دیو نے تھوڑی دیر تک کھسر پھسر کرتے ہوئے، مشورہ کیا۔ پھر مادھو راؤ، قور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم ایک اچھے کام کی ابتداء کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم ہندوستان کی حکومت مسلمانوں سے چھین کر ہندوؤں کے حوالے کرنا چاہتے ہو تو میں سمجھتا ہوں اس سے بلند اور اچھا کام کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنے مسلح جوانوں کو اس مہا کال مندر میں جمع کر سکتے ہو اور یہیں سے نکل کر تم دہلی پر حملہ آور ہو سکتے ہو۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں مال و اموال کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی ہم تمہاری مدد کریں گے اور کر سکتے ہیں۔''

مادھو راؤ اور منگل دیو کے اس فیصلے کو سن کر قور کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا۔ دو دن اس نے پنڈتوں کے پاس قیام کر کے مہا کال کے مندر کی ساری عمارتوں اور تہہ خانوں کا بھی جائزہ لیا، اس کے بعد وہ ان کے ہاں سے رخصت ہو گیا تا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے اپنے مسلح اور خفیہ طور پر حملہ آور ہونے والے قرامطیوں کو اس مندر کے اندر جمع کرنے کے عمل کی ابتداء کرے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ ان قرامطیوں کے خصوصی تعلقات تھے۔ مؤرخین، خصوصیت کے ساتھ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی انہیں ''ملاحدہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت قائم ہونے کا ان قرامطیوں کو سخت ملال تھا۔ چند برس پہلے سلطان شہاب الدین غوری کو پنجاب میں شہید کر چکے تھے، ملتان اور سندھ کو وہ اپنا ملک سمجھ کر قبضہ کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے تھے۔

گجرات جہاں سومنات کا مندر تھا، وہاں وہ کافی اثر و رسوخ حاصل کر چکے تھے۔ گجرات میں 500ھ میں انہوں نے ہندوؤں کو اپنے مسلک میں باقاعدہ طور پر شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسی زمانے میں ان کے ایک واعظ طورستہ گر نامی نے گجرات کے راجہ سدھارج کے عہد میں وارد گجرات ہو کر اپنا نام ہندو کا سا ظاہر کیا اور کمبئی،

Marfat.com

کھارو اور کوری قوموں کو با قاعدہ اپنے مسلک میں شامل کر لیا تھا۔

سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان بننے کے بعد دہلی میں قیام کرنے کا بہت ہی کم موقع ملا۔ سندھ اور راجپوتانہ کے ہندو ان قرامطہ کے دھوکے میں اب اس لئے کم آتے تھے کہ وہ اسلامی طاقت کا اچھی طرح مظاہرہ کر چکے تھے۔

شمس الدین التمش ہی کے زمانے میں دہلی ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کا دارالسلطنت اور مرکزی حکومت بنا تھا لہٰذا ان قرامطیوں کی تمام تر توجہ دہلی کی جانب متوجہ ہوئی۔ انہوں نے گجرات اور سندھ سے آگے بڑھ کر مالوہ ہندوؤں کو اپنا معمول بنایا اور اُجین اور بھیلسہ کی بجائے گجرات کو اپنا مرکز قرار دے کر پیش رو دستے دو آبہ گنگا و جمنا میں پھیلا دیئے۔

دہلی کے دو آبہ اور روہیل کھنڈ میں جو راجپوت موجود تھے، وہ فوراً اسلام کُش سازش میں شریک ہو گئے۔ منڈاور کے مقام کو کسی نے مندہ اور کسی نے مندور لکھا ہے اور مارواڑ کا مقام سمجھا ہے لیکن حقیقتاً یہ مقام گنگا اور مالاگنی کے درمیان ضلع بجنور میں آج تک منداور کے نام سے موجود ہے۔ یہ بدھوں کے زمانے میں ہی ایک مرکزی مقام تھا۔ ہیونگ سانگ چینی سیاح بھی یہاں آیا تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانہ میں فتح قنوج سے پہلے قطب الدین ایبک نے اس کو پہلی مرتبہ سلطنت اسلامیہ میں شامل کیا تھا۔ قرامطیوں نے اس مقام کو بھی اپنا مرکز بنا کر سامراج قوتوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور ہمالیہ تک جابجا مضبوط قلعوں اور دشوار گزار کوہی درّوں میں معبد بنا لئے تھے۔

ہجری 634ھ میں سلطان شمس الدین التمش نے جب منداور کو فتح کیا تو دو مہینے تک منداور میں قیام کر کے وہاں سے فوجیں بھیج کر کوہ ہمالیہ تک تمام سرکشوں کو سزائیں دینے کے بعد امن و امان قائم کیا تھا۔ پھر منداور میں ایک عامل کو مناسب ہدایت کے ساتھ مامور کر کے دہلی کی جانب واپس ہو لیا تھا۔ منداور کے قلعہ کا تو اب نام و نشان بھی موجود نہیں، لیکن سلطان شمس الدین التمش کے دور کی تعمیر کی گئی ایک جامع مسجد اب تک موجود ہے۔

بہر حال، ان قرامطیوں کو بڑا دکھ اور افسوس تھا کہ ملتان میں جو اُن کی مضبوط اور

Marfat.com

مستحکم حکومت تھی اسے مسلمان حکمرانوں نے ختم کر دیا تھا۔ اس لئے کہ یہ قرامطہ مسلمانوں کے لئے بڑی اذیت، دشواری اور ظلم و جبر کا باعث بنے ہوئے تھے۔ مہاکال کے پنڈتوں سے بات کرنے کے بعد قرامطیوں کے ہندوستان میں سربراہ قور نے آخر کار مہاکال مندر کو مرکز بناتے ہوئے وہاں اپنی طاقت وقوت کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔

جہاں تک ان قرامطہ کا تعلق ہے تو ان سے متعلق تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ہجری 275ھ میں ایک شخص نام جس کا یحییٰ بن فرج تھا، وہ مضافاتِ کوفہ میں ظاہر ہوا۔ وہ اپنے آپ کو قرمط کے نام سے موسوم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں مہدی موعود کا ایلچی ہوں۔ اپنے اوقات زیادہ تر زہد و عبادت میں بسر کرتا اور لذاتِ دنیاوی سے دور اور مہجور رہتا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کی طرف مائل ہونے لگے اور وہ ہر معتقد اور مرید سے ایک دینار امام مہدی موعود کے لئے وصول کیا کرتا تھا۔ جب اس کے مریدوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس نے ان میں سے بعض کو اپنا نقیب مقرر کر کے مختلف علاقوں میں اِدھر اُدھر روانہ کیا تا کہ لوگوں کو اس کی طرف مائل اور متوجہ کریں۔

چنانچہ کوفہ کے گورنر نے ان حالات سے مطلع ہو کر قرامط کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ چند روز کے بعد محافظین سے سازباز کر کے یہ قرمط جیل خانہ سے بھاگ گیا اور کسی کو پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا اور کیا ہوا؟ اس طرح غائب ہو جانے سے اس کے مریدین و معتقدین اور زیادہ اس کے قائل ہو گئے اور اُن کو یقین کامل ہو گیا کہ وہ ضرور امام مہدی موعود کا ایلچی تھا۔

قرمط نے اپنے معتقدین کو جن عقائد و اعمال کی تعلیم دی وہ بھی عجیب وغریب تھے۔ نماز بھی اور ہی قسم کی تھی، روزے بھی رمضان کے نہیں بلکہ سال کے خاص خاص مہینوں کے خاص خاص ایام میں رکھے جاتے تھے۔ شراب کو اس نے حلال بتا کر نبیذ کو حرام ٹھہرایا تھا۔ غسلِ جنابت کے لئے صرف وضو کافی تھا۔ دُم دار اور پانچ اُنگلیوں والے جانور حرام تھے۔

چند روز کے بعد یحییٰ بن فرج یعنی قرمط پھر نمودار ہوا اور اپنے آپ کو قائم بالحق

Marfat.com

کے لقب سے ملوث کر کے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنے لگا۔

احمد بن محمد طائی والیء کوفہ نے لشکر لے کر اس پر حملہ کیا اور اس کی جمعیت کو منتشر اور پریشان کر دیا۔ اس کے بعد قبائلِ عرب اس کے معتقد ہو گئے اور ہجری 290ھ میں اس جماعت نے دمشق پر حملہ کیا۔ دمشق کے حاکم نے متعدد لڑائیوں کے بعد یحیٰ کو قتل اور اس کی جماعت کو منتشر کر دیا۔

یحیٰ یعنی قرمطِ کے بعد اس کے بھائی حسین نے اپنے آپ کو مہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کر کے لوگوں کو حکم دیا اور بادیہ نشین عربوں کی ایک جماعت لے کر دمشق و شام کے مضافات میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ سردارانِ خلافتِ عباسیہ ان کی سرکوبی پر مجبور ہوئے۔ اس کا ایک بیٹا ابوالقاسم بھاگ گیا اور خود مہدی امیر المومنین گرفتار ہو کر مقتول ہوا۔ یہ واقعہ ہجری 291ھ کا ہے۔

حسین کا بھائی علی بھی فرار ہو کر بچ گیا تھا۔ اب اس نے اپنے گرد ایک جماعت بادیہ نشینوں کی جمع کر کے طبریہ کو لوٹ لیا۔ جب اس کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی گئی تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اس نے یمن کے ایک علاقے پر قبضہ کر لیا اور شہر صنعا کو لوٹا۔ اسی گروہِ قرامطہ کے ایک شخص موسوم بہ ابو غانم نے طبریہ کے نواح میں لوٹ مار شروع کی۔ آخر ہجری 293ھ میں ابو غانم بھی مارا گیا۔ اُدھر قرامطہ نے یمن اور حجاز و شام میں بدامنی پھیلانی شروع کر دی تھی۔

ادھر قرمط یعنی یحیٰ بن فرج کے جیل خانہ سے غائب ہونے کے بعد ایک اور شخص نے جس کا نام یحیٰ تھا، شہر بحرین کے متصل محلہ قطیف میں ظاہر ہو کر ہجری 281ھ میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ بھی امام مہدی موعود کا ایلچی ہے اور بہت جلد امام مہدی ظاہر ہونے والے ہیں۔

اُس وقت بحرین میں جو یہ حالات نمودار ہو رہے تھے تو بحرین کی حالت بھی عجیب تھی۔ بحرین کے مشرق میں خلیج فارس، جنوب میں اومان اور مغرب میں یمامہ اور شمال میں صوبہ بصرہ تھا۔ اس علاقے کا نام بحرین ایک شہر کی بناء پر تھا جس کا نام بحرین تھا اور اس علاقہ کا ایک اور شہر ہجر نام کا بھی تھا۔ لہٰذا بحرین کو کچھ عرصہ ہجر کے نام سے بھی موسوم کیا گیا۔ اس کا ایک مشہور تیسرا شہر حزیریہ بھی تھا جس کو انہی قرامطہ

Marfat.com

نے ویران کر کے اس کی جگہ دوسرا شہر آباد کیا تھا۔ چنانچہ اس حزیریہ نام سے بھی یہ علاقہ کچھ عرصہ موسوم رہا۔

چنانچہ امام مہدی کے ایلچی کا دعویٰ کرنے والے نئے شخص نے ایک اور حربہ بھی آزمایا۔ اس نے لوگوں کے سامنے ایک خط پیش کرنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ یہ امام مہدی کا ایک خط بھی اپنے ساتھ لایا ہے چنانچہ علاقے کے سرکردہ لوگوں کو جمع کر کے قطیف کے علاقے کے اہلِ تشیع کو جمع کیا اور امام مہدی کے اُس خط کو سنایا جو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ اس خط کو سن کر وہاں کے لوگ بہت خوش ہوئے اور مضافاتِ بحرین میں یہ خبر پھیل گئی اور لوگ امام مہدی کے ساتھ خروج کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

انہی لوگوں میں ایک شخص ابوسعید حسن بن ہرام جنابی بھی تھا جو ایک معزز اور سربرآوردہ شخص تھا۔ چند روز کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا اور ایک دوسرا خط امام مہدی کا لئے ہوئے آیا جس میں امام مہدی نے یہ حکم لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس، چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل سب نے بہ خوشی کی۔ یہ روپیہ وصول کر کے یحییٰ پھر غائب ہو گیا اور چند روز کے بعد ایک تیسرا خط لے کر لوگوں کے سامنے آیا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ ہر شخص امامِ زمان کے لئے اپنے مال کا پانچواں حصہ یحییٰ کے سپرد کر دے۔ اس حکم کی بھی لوگوں نے بہ خوشی تعمیل کرنا شروع کر دی تھی۔

ابوسعید جنابی چونکہ ایک سربرآوردہ شخص تھا، اس نے شہر بحرین میں بھی جا کر دعوت اور تبلیغ کا کام شروع کیا اور لوگوں کو اپنا ہم خیال یعنی امامِ زمان کا منتظر بنایا۔ رفتہ رفتہ بادیہ نشین عربوں کا ایک گروہِ کثیر ابوسعید کی طرف متوجہ ہو گیا اور وہ قرامطہ بھی جو یحییٰ قرمط کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، آ کر نئے یحییٰ کے گرد جمع ہونے لگے۔

ابوسعید نے اپنی تمام جماعت کو ایک باقاعدہ لشکر میں تبدیل کیا اور اس لشکر کو ہمراہ لے کر قطیف سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔

بصرہ کے عامل احمد بن محمد یحییٰ کو جب ابوسعید کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے آپ کو کمزور بتا کر دربارِ خلافت کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ دربارِ خلافت سے عباس بن عمر والیٔ فارس کے نام حکم پہنچا کہ بصرہ کو بچاؤ۔ چنانچہ عباس بن عمر دو ہزار سوار لے کر روانہ ہوا۔ جب عباس اور ابوسعید کا مقابلہ ہوا تو ابوسعید نے عباس کو گرفتار

Marfat.com

کر کے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

چند روز کے بعد عباس تو رہا کر دیا گیا مگر اس کے ہمراہیوں کو جو گرفتار ہوئے تھے انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس کامیابی سے ابوسعید کا دل بڑھ گیا اور اس نے ہجر پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کی بنیاد قائم کی۔ ابوسعید اور اس کی جماعت کے اعمال اور عقائد بھی بہت کچھ وہی تھے جو اوپر قرمط یحیٰ کے بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ بھی قرمط ہی کے نام سے موسوم ہوئے۔ ابوسعید نے اپنی حکومت کی بنیاد قائم کر کے اپنے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ بات ابوسعید کے چھوٹے بھائی ابو طاہر سلیمان کو ناگوار گزری۔ اس نے ابوسعید کو قتل کر دیا اور خود اس گروہِ قرامطہ کا حکمران بن گیا۔

ابوطاہر نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر ہجری 287ھ میں بصرہ پر حملہ کیا۔ بصرہ کو اچھی طرح لوٹ کر پامال کر کے بحرین کی طرف واپس ہوا۔ یہ خبریں سن کر دارالخلافہ بغداد میں بڑی تشویش پیدا ہوئی اور خلیفہ مقتدر نے بصرہ کی شہر پناہ کو درست کرنے کا حکم دیا۔

ابوطاہر کامیابی کے ساتھ بحرین میں حکومت کرتا رہا۔ اسی دوران اس نے عبیداللہ مہدی سے خط و کتابت کی اور عبیداللہ مہدی نے اس کی حکومت اور سلطنت کو بہ نظر اطمینان دیکھا۔ یہ عبیداللہ افریقہ کا حاکم تھا۔

ہجری 311ھ میں ابوطاہر نے بصرہ پر دوبارہ حملہ کر کے اس کو ویران کر دیا۔ جامع مسجد بالکل منہدم کر دی تھی جو عرصہ تک مسمار پڑی رہی۔ بازاروں کو لوٹ کر خاکِ سیاہ کر دیا۔

ہجری 312ھ میں ابوطاہر، حاجیوں کے قافلے لوٹنے کے لئے نکلا۔ شاہی سپہ سالار ابوالہیجان بن عبدون کو جو قافلے کے ہمراہ تھا، گرفتار کر لیا اور حاجیوں کو خوب لوٹا ہجر کی جانب واپس ہو گیا۔ ہجری 314ھ میں ابوطاہر نے عراق کی طرف فوج کشی کی۔ کوفہ اور نواحِ کوفہ کو بصرہ کی مانند قتل و غارت گری سے تباہ کیا۔ یہاں سے بحرین کی طرف واپس جا کر شہر حصا کی آبادی کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے محلات اور قصر تک تعمیر کرائے اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔

ہجری 315ھ میں ابوطاہر نے عمان پر حملہ کیا۔ حاکمِ عمان بھاگ کر براستہ دریا

Marfat.com

فارس چلا گیا اور ابو طاہر نے عمان کے صوبوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔
ہجری 316ھ میں اس نے شمال کی جانب حملہ آور ہونا شروع کیا۔ خلیفہ مقتدر عباسی نے آذر بائیجان سے اپنے سالار یوسف بن ابی سعد کو طلب کیا اور اُسے واسط کی حکمرانی کی سند عطا کی اور ابو طاہر سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔
کوفہ کے بعد پھر یوسف اور ابو طاہر کے درمیان ٹکراؤ ہوا۔ سخت معرکہ آرائی کے بعد یوسف کے لشکر کو شکست ہوئی اور یوسف کو ابو طاہر نے گرفتار کر لیا۔ بغداد میں اس خبر سے سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ ابو طاہر کوفہ سے انبار کی جانب روانہ ہوا۔ دربارِ خلافت سے اُس کی روک تھام کے لئے مونس، خادم، مظفر اور ہارون وغیرہ سردار مامور ہوئے مگر ابو طاہر کے مقابلے میں شکست کھا کر واپس بغداد جانا پڑا اور ابو طاہر راحبہ کی جانب بڑھا۔ راحبہ شہر کو بھی اس نے خوب پامال اور ویران کیا۔ اس کے بعد صوبہ جزیرہ کو متواتر اپنے عاملوں سے پامال کرتا رہا اور کوئی اُسے روک نہ سکا۔ اس کے بعد وہ جزیرہ کے اکثر قبائل پر خراجِ سالانہ مقرر کر کے اپنے مرکزی شہر حصار چلا گیا اور لوگ پھر اس طرح قرمطی مذہب میں داخل ہونے لگے۔
ہجری 317ھ میں ابو طاہر نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور بہت سے حاجیوں کو قتل کیا اور مکہ کو خوب لوٹا۔ خانہ کعبہ کے دروازے کو اکھیڑ ڈالا؛ غلافِ کعبہ اُتار کر پھاڑ کر اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور حجرِ اسود کو نکال کر اپنے ساتھ حجر کی طرف لے گیا۔ چلتے وقت اعلان کر گیا۔

”آئندہ حج ہمارے یہاں ہوا کرے گا۔“

حجر کے واپس کرنے کے لئے لوگوں نے ابو طاہر سے بہت خط و کتابت کی اور بعض سرداروں نے پچاس ہزار دینار اس کے معاوضہ میں دینا چاہے مگر ابو طاہر نے اس کو واپس نہ کیا۔ ابو طاہر نے اس کے بعد مسلسل اپنے حملوں کے سلسلے کو جاری رکھا اور عراق کو شام کو بری طرح سے برباد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اہلِ دمشق پر بھی اس نے سالانہ ٹیکس مقرر کر دیا۔
اس کے بعد اس کا بڑا بھائی احمد، قرامطہ کی سرداری اور حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کو ابو منصور کی کنیت سے یاد کیا جاتا تھا۔

Marfat.com

قرامطہ کے ایک گروہ نے ابو منصور کی حکومت سے انکار کیا اور ابوطاہر کے بڑے بیٹے صبور کو حکومت کا مستحق قرار دیا۔ اس تنازع کو طے کرنے کے لئے تمام قرامطہ نے افریقہ کے حکمران ابوالقاسم عبیدی کے فیصلے کو قابلِ تسلیم سمجھ کر افریقہ کی طرف ایلچی روانہ کئے۔ ابوالقاسم عبیدی نے اپنا فیصلہ لکھ کر بھیجا کہ ابو منصور احمد کو بادشاہ تسلیم کیا جائے اور ابو منصور احمد کے بعد صبور بن ابوطاہر حکمران ہو گا۔ قرامطہ چونکہ اپنے آپ کو مہدی کا ایلچی اور طرف دار کہتے تھے اور عبید اللہ مہدی کو اس کے دعویٰ کے موافق امام اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کی اولاد میں سمجھ کر اس کی تکریم کرتے تھے، اسی لئے عبیدین کو اپنا دوست سمجھ کر قرامطہ عبیدین کی خلافت کو مانتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ابوالقاسم کے فیصلے کو بخوشی تسلیم کر لیا اور احمد منصور قرامطہ کا بادشاہ بن گیا۔

اس کے بعد جب ہجری 334ھ میں ابوالقاسم عبیدی فوت ہوا اور اس کی جگہ اسمٰعیل عبیدی افریقہ کا حکمران ہوا تو ابو منصور احمد قرمطی نے مبارک اور اظہارِ عقیدت کے لئے ایلچی روانہ کئے۔ ہجری 339ھ میں اسمٰعیل عبیدی نے قیروان سے بار بار ابو منصور کو لکھا کہ حجرِ اسود خانہ کعبہ میں واپس بھیج دو تو ابو منصور احمد قرمطی نے حجرِ اسود کو خانہ کعبہ میں واپس بھیج دیا۔ ابو منصور کی حکومت میں بیرونی ملکوں پر قرامطہ کے حملے کم ہوئے اور اندرونی انتظامات میں وہ زیادہ مصروف رہا۔

اس کے بعد قرامطہ کے حالات کچھ اس طرح ہوئے کہ ہجری 558ھ میں صبور بن ابوطاہر نے اپنے بھائیوں اور ہوا خواہوں کی مدد سے ابو منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ گر صبور کے بھائیوں نے صبور کی مخالفت کی اور انہوں نے حملہ کر کے اپنے چچا ابو منصور کو جیل خانہ سے نکال کر پھر تخت پر بٹھا دیا۔

ابو منصور نے دوبارہ تخت نشین ہو کر صبور کو قتل کیا اور اس کے ہوا خواہوں کو جزیرہ اہواز کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ہجری 359ھ میں ابو منصور نے وفات پائی۔ ابو منصور کے بعد اس کا بیٹا علی حسن بن احمد اعظم کے لقب سے تخت نشین ہوا اور تخت نشین ہو کر ابوطاہر کے تمام لڑکوں کو جزیرہ اہواز میں جلاوطن کر دیا۔

حسن یعنی اعظم قرمطی اپنے خیالات و عقائد میں بہت معتدل تھا، اس کو افریقہ کے عبیدین سے کوئی عقیدت نہ تھی اور خلافت عباسیہ سے کوئی نفرت یا عداوت نہ رکھتا

Marfat.com

تھا۔ جبکہ اس سے پہلے ابوطاہر نے دمشق پر خراج سالانہ مقرر کر دیا تھا اور جو دمشق کا والی ہوتا تھا، وہ خراج کی مقررہ رقم قرامطہ کے بادشاہ کی خدمت میں بھجواتا تھا تاکہ قرامطہ کی حملہ آوری اور قتل و غارت گری سے محفوظ رہے۔

اعظم کی تخت نشینی کے وقت دمشق کو جعفر بن صلاح قطامی نے فتح کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اعظم نے حسب معمول والیء دمشق سے خراج طلب کیا۔ چونکہ اب تک قرامطہ اور عبیدیہ حکومتوں میں اتحاد تھا، لہٰذا توقع یہ ہو سکتی تھی کہ دمشق سے قرامطہ خراج طلب نہیں کریں گے اس لئے کہ دمشق نے اپنے آپ کو افریقہ کی عبیدی حکومت سے منسلک کر لیا تھا۔

چنانچہ اس موقع پر دمشق کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ انہوں نے چونکہ افریقہ کے عبیدیوں کی اطاعت قبول کر لی ہے لہٰذا قرامطہ ان سے خراج طلب نہیں کریں گے اس لئے کہ عقیدہ کے لحاظ سے قرامطہ اور عبیدیہ ایک ہی تھے۔ مگر قرامطیوں کے حکمران اعظم نے سختی سے خراج کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں دمشق کے حاکم جعفر بن صلاح نے خراج دینے سے انکار کر دیا۔

چنانچہ اعظم نے دمشق کی جانب فوج بھیجی۔ اُدھر افریقہ کے عبیدیوں کو جب خبر ہوئی تو ان کا حکمران موعظ عبیدی جو قیروان سے قاہرہ کی جانب آ رہا تھا اسے جو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے ارکینِ دولتِ قرامطہ کے نام خط بھیجا کہ تم اعظم کو سمجھاؤ کہ وہ دمشق سے معترض نہ ہو۔ ورنہ پھر ہم ابو طاہر کی اولاد کو تختِ سلطنت کا وارث قرار دے کر اعظم کی معزولی کا اعلان کر دیں گے۔

اعظم کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے بلا تامل عبیدین کی خلافت سے انکار کر کے علم بغاوت بلند کیا اور اپنے ممالکِ مقبوضہ میں خلافت و بادشاہت کا خطبہ پڑھا دیا۔ پہلی فوج جو اعظم نے دمشق کی طرف روانہ کی تھی اس کو جعفر قطامی نے شکست دی۔ اس کے بعد اعظم خود فوج لے کر دمشق کی جانب متوجہ ہوا اور میدانِ جنگ میں دمشق کے حاکم جعفر قطامی کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ اہلِ دمشق کو امان دے کر قسم کا انتظام کیا اور لشکر لے کر مصر کی طرف بڑھا۔

جس زمانے میں احمد اعظم قرمطی، شام و مصر کی طرف مصروف تھا اس زمانے میں

Marfat.com

افریقہ کے حکمران نے خطوط بھیج کر ابوطاہر کے بیٹوں کو جو جزیرہ اہواز میں نظر بند تھے، ترغیب دی کہ تم اس وقت بحرین میں آ کر حِصا پر قبضہ کر لو اور خود بادشاہ بن جاؤ اور ایک اعلان اپنی طرف سے ملکِ بحرین میں شائع کرا دو کہ ہم نے اعظم کو معزول کر کے ابوطاہر کے بیٹوں کو بحرین کی حکومت عطا کر دی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوطاہر کے بیٹوں نے آ کر حصا کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یہ حال دیکھ کر بغداد کے خلیفہ عباسی نے ابوطاہر کے بیٹوں کو خط لکھا کہ تم آپس میں فتنہ و فساد برپا نہ کرو اور ہمارے احکامات کی تعمیل کرو اور اس بغاوت سے باز رہو۔ مگر اس کا کوئی اثر اُن پر نہ ہوا۔

آخر اعظم نے حصا کی طرف واپس آ کر سب کو درست کیا اور خلیفہ عباسی کے فرستادوں نے آ کر ان میں مصالحت کرا دی۔

اس کے بعد افریقہ کے عبیدی حکمرانوں نے ملک شام پر قبضہ کر لیا۔ اعظم قرمطی فوجیں مرتب کر کے شام کی طرف آیا۔ تمام ملک شام سے عبیدی فوجوں کو شکست دے کر بھگا دیا اور مصر پر حملہ آور ہو کر مقامِ بلبیس تک پہنچ گیا۔

چنانچہ عبیدیوں نے اعظم قرمطی کی فوج کے ایک بڑے حصہ اور عرب سرداروں کو لالچ دے کر اپنی طرف مائل کر لیا۔ اس لئے حسن اعظم کو شکست ہوئی اور وہ حصا کی طرف واپس چلا گیا اور شام پر عرب سالاروں کا قبضہ ہو گیا۔

دمشق پر بعض ترکی سردار بھی اس دور میں قبضہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عبیدی حکمران 365ھ میں خود دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاقاً راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ اعظم قرمطی نے 366ھ میں حملہ کر کے ارضِ شام کو پھر فتح کر لیا۔ اس حملہ میں افتکین نامی ترک سردار اس کے ساتھ تھا۔ آخر افریقہ کے حکمران علی عبیدی سے حدودِ مصر میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ میں افتکین تو گرفتار ہو گیا اور اعظم اپنے دارالسلطنت حصا کی جانب بھاگ گیا۔ چونکہ اعظم نے خلافتِ عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس کو عبیدین سے سخت نفرت تھی اس لئے قرامطہ اس سے کبیدہ خاطر و افسردہ رہتے تھے۔ کچھ عبیدیوں کی طرف سے قرامطہ کے عام لوگوں میں غیر مشروط طور پر اعظم کے خلاف تبلیغی سلسلہ جاری تھا۔ لہٰذا قرامطہ نے اعظم کے خلاف بغاوت برپا

Marfat.com

کر دی۔ یہ بغاوت اس لئے امیاب ہو سکی کہ اعظم اپنے دارالسلطنت سے دور شام میں زیادہ مصروف تھا۔ اگر وہ دارالسلطنت کو نہ چھوڑتا تو کوئی بغاوت اس کے خلاف کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب اعظم شام کی طرف سے واپس حصا آیا تو تمام اہلِ شہر کو اپنا مخالف اور سرکش پایا۔ عسکری قوت بھی باغیوں میں شامل ہو گئی۔ انہوں نے اعظم کو گرفتار کر کے ایک شخص ابوسعید جنابی کے تمام خاندان کو حکومت سے محروم کر کے ایک گروہ میں سے جعفر، اسحٰق دو اشخاص کو مشترکہ طور پر تختِ حکومت پر بٹھا دیا اور اعظم اور اس کی اولاد اور رشتہ داروں کو جزیرہ اہواز میں جلاوطن کر دیا۔ اس جزیرہ میں ابوطاہر کی اولاد پہلے سے ہی جلاوطنی کی زندگی کے دن کاٹ رہی تھی۔

جعفر اور اسحٰق مل کر قرامطہ پر حکومت کرنے لگے۔ انہوں نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی خلافتِ عباسیہ کی اطاعت سے منحرف ہو کر افریقہ کے عبیدین کی خلافت کو تسلیم کیا اور عبیدی بادشاہ کا خطبہ اپنے مقبوضہ ممالک میں جاری کیا۔ اس کے بعد انہوں نے کوفہ پر حملہ کیا۔ اور قابض ہو گئے۔ صمصام الدولہ بن بویا نے ایک لشکر قرامطہ کی سرکوبی کے لئے کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ قرامطہ نے اسے شکست دے کر بھگا دیا اور قادسیہ تک اس کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد جعفر اور اسحٰق کے درمیان نا اتفاقی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرامطیوں کے گروہ میں اضمحلال اور کمزوری کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے۔ نتیجتاً قرامطیوں کی طاقت اور قوت کا وہ زور نہ رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا۔

جہاں تک ملتان پر قرامطہ کی حکومت اور اس کے چھننے کا تعلق ہے تو دسویں صدی عیسوی میں ملتان پر لودھی خاندان برسرِ اقتدار تھا۔ اس کے عہدِ حکومت میں قرامطیوں نے بہت زور اور طاقت پکڑی اور ان کے ایک اہم پیروکار عبداللہ قرامطی نے مختلف مقامات کو فتح کرتے ہوئے ملتان کا رخ کیا۔ لودھی سے ٹکرایا۔ لودھی زیر ہوئے۔ چنانچہ لودھی خاندان نے بھی قرامطیوں کے مذہب کی اطاعت قبول کر لی ان قرامطیوں کی وجہ سے ملتان میں لوٹ مار کا بازار گرم ہوا۔ ہنستے مسکراتے شہر کو طوائف الملوکی کا شکار کر دیا گیا جس کے اثرات صدیوں تک باقی رہے۔

اس کے بعد پہلے سلطان محمود غزنوی نے اور بعد میں شہاب الدین غوری نے

Marfat.com

ملتان کے قرامطیوں پر ضرب لگاتے ہوئے ایک طرح سے ان کی طاقت وقوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا اور اب قور نام کا وہ قرامطی مہاکال مندر کے بڑے پروہت مادھو راؤ اور منگل دیو سے ساز باز کر کے مہاکال مندر کو اپنی طاقت وقوت کا مرکز بناتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ سلطان شمس الدین التمش کا خاتمہ کرنے کی بھی تیاری کرنے لگا تھا تاکہ سلطان کے خاتمہ کے بعد ہندوستان کی عنانِ حکومت ان کے ہاتھ میں آ جائے۔ اس طرح قور نام کا وہ قرامطی مختلف جگہوں اور مختلف مقامات سے اپنے جنگجو ساتھیوں کو بڑی تیزی سے مہاکال مندر کے اندر جمع کرنے لگا تھا۔

Marfat.com

ایک روز استر کی ماں قراطیس اپنے دیوان خانہ میں اکیلی بیٹھی تھی کہ استر کا باپ نیزک خان اور بھائی باربد حویلی کے اندر جو ثمر آور درخت تھے، ان میں سے نکل کر حویلی کے دیوان خانہ میں داخل ہوئے تھے۔ جب وہ دونوں قراطیس کے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے تب کچھ دیر تک بڑے غور سے قراطیس باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

''میں دیکھتی ہوں آپ دونوں باپ بیٹا کافی دیر سے باغ میں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ جس وقت آپ دونوں باغ کی طرف گئے تھے تو میں یہ سمجھی تھی کہ شاید آپ کچھ پودوں کی آبیاری کریں گے یا خشک ٹہنیوں سے انہیں صاف کریں گے لیکن میں دیکھتی رہی آپ دونوں وہاں بیٹھ گئے اور کسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ کیا کوئی تشویش کا معاملہ ہے؟''

اس موقع پر نیزک خان اور باربد دونوں باپ بیٹے نے بڑے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر نیزک خان اپنی بیوی قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''فکرمندی کا معاملہ نہیں، لیکن خوشی کے ایک معاملہ پر ہم دونوں باپ بیٹے نے گفتگو کی ہے۔''

قراطیس کی آنکھوں میں اس موقع پر چمک پیدا ہوئی، کہنے لگی۔

''کیسی خوشی کا معاملہ؟''

Marfat.com

اس پر اپنی پیشانی کو کھجاتے ہوئے نیزک خان پھر بول اٹھا۔
''قراطیس! دراصل میں اور باربد دونوں اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ استر کی اب کہیں شادی کر دینی چاہئے۔ شادی بھی اس کی وہاں ہو، جہاں وہ پسند کرے۔ اس سلسلہ میں باربد نے ایک نشاندہی کی ہے۔ حالانکہ اس نشاندہی کی خبر مجھے بھی تھی لیکن میں اسے پکا و پختہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جو گفتگو میری باربد کے ساتھ ہوئی اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ باربد ٹھیک کہتا ہے۔''
قراطیس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس بار اپنے بیٹے باربد کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔
''باربد کیا کہتا ہے؟ اگر یہ اپنی بہن کی شادی سے متعلق گفتگو کرتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس کی بہن سے محبت اور اس کا پیار ہے۔ اچھا پہلے مجھے یہ بتائیں کہ استر کے لئے آپ دونوں باپ بیٹا کیا کسی کو پسند کر چکے ہیں؟ میرے ذہن میں بھی اس کے لئے ایک بڑا اچھا اور عمدہ رشتہ ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ استر کی اس کے علاوہ کہیں اور شادی نہیں ہونی چاہئے۔''
اس موقع پر پہلی بار باربد نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔
''اماں! آپ کے ذہن میں کون ہے؟ کیا آپ اس کا نام کہیں گی؟''
اس پر قراطیس مسکراتے ہوئے کہنے گی۔
''نہیں بیٹے! تم دونوں باپ بیٹا کہو کہ تم نے استر کی شادی کے لئے کس کا انتخاب کیا ہے؟ اور اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے؟''
قراطیس جب خاموش ہوئی تب نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''قراطیس! ہم دونوں باپ بیٹا بیٹھے ہیں۔ ہم دو ہیں اور تم ایک۔ لہٰذا اگر انصاف سے کام لیا جائے تو پھر تمہیں پہلے بتانا چاہئے۔ اس کے بعد ہم دونوں باپ بیٹا اس نام کی نشاندہی کریں گے جس کو ہم پسند کر چکے ہیں۔''
جواب میں قراطیس کچھ دیر سوچتی رہی، پھر کہنے لگی۔
''میں تو استر کی شادی کے لئے کذلک خان کا انتخاب کر چکی ہوں اور جہاں تک میں نے استر کے انداز، اس کے اٹھنے بیٹھنے یا کذلک خان سے متعلق گفتگو سے اندازہ

Marfat.com

لگایا ہے کہ اسمتر کذلک خان کو پسند بھی کرتی ہے۔ اس کا جس انداز میں اس سے گفتگو کرنا، رایان کے ساتھ اس کے گھر بھی جانا، ہمارے ہاں جب کبھی وہ آتا ہے اسمتر اس سے گفتگو کرتی ہے تو میں اسمتر کے چہرے، اس کے انداز کا بڑے غور سے مطالعہ کرتی ہوں اور ان سب چیزوں سے میں یہ اندازہ لگا چکی ہوں کہ اسمتر یقیناً کذلک خان کو پسند کرتی ہے........ اگر ایسا ہے تو پھر کذلک خان سے بہتر اسمتر کی زندگی کا کوئی ساتھی بن ہی نہیں سکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جہاں اسمتر چاہے گی اس کی شادی کر دیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قراطیس رکی پھر دونوں باپ بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے، اب تم دونوں باپ بیٹا، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہم دونوں نے اب کچھ نہیں کہنا۔ اس لئے کہ جو کچھ ہم کہنا چاہتے تھے وہ تم نے خود ہی کہہ دیا ہے۔ باغ میں بیٹھ کر بار بدے بھی مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ اسمتر، کذلک خان کی طرف مائل ہے اور اس کا مائل ہونا ایک طرح سے حق بجانب بھی ہے۔ یہ کذلک خان ہی ہے جس نے تم تینوں کو مرو کے نواحی جنہم سے نکالا۔ یہ کذلک خان ہی ہے جس نے راستے میں منگولوں سے تمہاری حفاظت کی اور تمہاری ہر چیز کا خیال رکھا۔ یہ کذلک خان ہی ہے جس نے فخر الدین کے کہنے پر وعدہ کا ایفاء کیا۔ اس کے کہنے کے مطابق اپنا چہرہ ڈھانپ کر تم لوگوں کے کام آتا رہا اور اس موقع سے اس نے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ اس کی شرافت، اس کے کردار کی بلندی ہے کہ اسمتر کی خوب صورتی سے وہ متاثر ہو کر بد اخلاقی پر نہیں اترا۔ حالانکہ بعد میں جو گفتگو میری کذلک خان سے ہوئی اس سے بھی اندازہ لگایا کہ فخر الدین، اسمتر کو اس وقت پسند کرنے لگا تھا جب یہ مجھے اور میرے مرنے والے بیٹے نجیب الدین کو اٹھا کر لایا تھا اور میں نے اس پر انکشاف تھا کہ میری بیٹی ہے، نام اس کا اسمتر ہے، وہ بہت حسین و خوب صورت ہے جس کی بناء پر ایک منگول سردار اسے پسند کرنے لگا ہے۔

Marfat.com

میرے خیال میں میرے اُنہی الفاظ سے متاثر ہو کر یہ فخر الدین، اسیتمر پر ریجھ گیا تھا۔ لیکن اُس بدبخت کی اتنی ہمت اور جرأت نہ تھی کہ تم تینوں کو مرو سے نکال کر لاتا بلکہ اس نے اسیتمر کو حاصل کرنے کے لئے کذلک خان کا سہارا لیا۔ کذلک خان بھی چپ رہا۔ یہ تو اسیتمر اور باربد کی جستجو تھی کہ انہوں نے فخر الدین پر شک کرنا شروع کر دیا۔ دراصل کذلک خان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ان دونوں بہن بھائیوں نے ایک تو اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا تھا اور اس کی آنکھیں فخر الدین کی آنکھوں سے کافی بڑی اور پُرکشش ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں بہن بھائیوں نے اس کے بازو پر جو منگولوں کی لگائی ہوئی غلامی کی مہر تھی، اسے بھی دیکھا تھا۔ اس بناء پر یہ کذلک خان کو پہچاننے میں کامیاب ہو گئے اور کذلک خان نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔ یہ بھی اس کے اعلیٰ اخلاق کی ایک نشانی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد نیزک خان جب خاموش ہوا تب کسی قدر تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے قراطیس پھر بول اٹھی۔

”لیکن میں سمجھتی ہوں اس معاملہ میں ایک اور پیچیدگی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ کہیں وہ پیچیدگی ہمارے اور ہماری بیٹی کے لئے نقصان کا باعث نہ بنے۔“

قراطیس کے ان الفاظ پر نیزک خان چونکا تھا اور کہنے لگا۔

”کیسی پیچیدگی؟“

خاموش رہ کر قراطیس نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔

”جہاں تک میں نے اسیتمر کے اندازوں، اس کی گفتگو اور کذلک خان کے ساتھ اس کے رویے سے اندازہ لگایا ہے تو وہ کذلک خان کو پسند کرتی ہے۔ اسی طرح کا اندازہ میں رایان سے متعلق بھی لگا چکی ہوں اور میرا اندازہ یہ ہے کہ رایان بھی کذلک خان کی طرف مائل ہے۔ اب دونوں کا معاملہ ایک جیسا ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ کذلک خان جو ہم تینوں کو مرو کے نواح سے نکال کر لایا ہے، راستے میں اس نے جس جرأت مندی اور بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارا دفاع کیا، اس کے علاوہ اپنی شرافت اور کردار کی بلندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے ہمارے ساتھ سلوک کیا اور ہمیں دہلی پہنچایا اس کے اسی کردار سے متاثر ہو کر اسیتمر اس کی طرف مائل ہوئی اور

Marfat.com

اسے چاہنے لگی۔

جہاں تک رایان کا تعلق ہے اس کا معاملہ بھی استمر سے مختلف نہیں ہے۔ رایان کو یقیناً ہاتھی نے سونڈ میں جکڑ لیا تھا اور یقیناً اگر اس موقع پر کذلک خان جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہاتھی کی سونڈ میں اپنی تلوار چبھو کر اپنی طرف مائل نہ کرتا تو ہاتھی رایان کو قریبی دیوار سے پٹخ کر اُس کا خاتمہ کر دیتا۔ کذلک خان کے تلوار چبھونے سے ہاتھی نے رایان کو چھوڑ دیا، اس کے بعد کذلک خان نے اُس ہاتھی کو بھی پچھاڑ دیا۔ پس جن حالات میں استمر کذلک خان کی طرف مائل ہوئی اُنہی حالات میں رایان بھی کذلک خان کی طرف مائل ہو چکی ہے اور اس میں ان دونوں کا قصور نہیں ہے۔''

قراطیس جب خاموش ہوئی تب نیزک خان کہنے لگا۔

''یہ ابھی پختہ بات نہیں ہے، اندازے ہیں اور اندازے غلط بھی ہو سکتے ہیں۔''

''بالکل اندازے ہیں اور غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر غلط ہوئے تو جہاں وہ دونوں چاہیں گی، وہاں ان کی شادی کر دی جائے گی۔ رایان بہت اچھی بیٹی ہے، ہمارا بہت خیال رکھتی ہے۔ میں تو اسے استمر ہی کی طرح چاہتی ہوں۔ اس لئے کہ بڑی فرمانبردار ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہماری بیٹی کی طرح خوب صورت بھی انتہا کی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قراطیس جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر خاموشی رہی، اس کے بعد نیزک خان نے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''قراطیس! اس وقت استمر اور رایان دونوں پھول خریدنے بازار گئی ہوئی ہیں۔ اس لئے کہ شام سے ذرا پہلے تاج الدین یلدوز کی مہم کامیابی سے طے کرنے کے بعد لشکر شہر میں داخل ہوگا اور میرا اندازہ ہے کہ یہ جو پھول خریدنے گئی ہیں وہ پھول عام لشکریوں پر کم اور کذلک خان پر زیادہ نچھاور کریں گی۔

قراطیس! تم ایسا کرنا، میرے خیال میں استمر اور رایان دونوں پھول خرید کر سیدھی ہمارے ہاں آئیں گی۔ اس موضوع پر استمر سے گفتگو کرنا، لیکن رایان کے سامنے نہیں۔ جب رایان چلی جائے، پھر پیار سے استمر کو اپنے پاس بٹھانا۔ اس پر یہ انکشاف مت کرنا کہ ہم نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ وہ کذلک خان کو پسند کرتی ہے لہٰذا

Marfat.com

اسے اس کی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اس سے گفتگو ہی اس انداز میں کرنا کہ بیٹی! اب تُو جوان ہو گئی ہے، لہٰذا تیرا باپ چاہتا ہے کہ کہیں تیری شادی طے کر دی جائے۔ اس سے یہ بھی پوچھنا کہ بیٹی! اگر تیری کہیں مرضی ہے تو بتا ورنہ تیرا باپ اپنی مرضی سے کہیں اچھی جگہ تیرا رشتہ کر دے گا۔ پھر اعتراض مت کرنا۔

جب تم اس انداز میں اسِتمر سے گفتگو کرو گی تو پھر میرے خیال میں وہ اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار ضرور کرے گی۔ اور پھر وہ جیسا کہے گی، ایسا کر لیں گے۔''

نیزک خان جب خاموش ہوا تب قراطیس کہنے لگی۔

''اگر وہ کذلک خان کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا اظہار کرتی ہے تو پھر میرے خیال میں یہ رشتہ عزت اور وقار کے ساتھ ہونا چاہیے۔''

''وہ کس طرح؟'' غور سے قراطیس کی طرف دیکھتے ہوئے نیزک خان نے پوچھ لیا تھا۔

جواب میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں قراطیس پھر کہہ رہی تھی۔

''وہ اس طرح کہ یہ رشتہ کذلک خان کی طرف سے طلب کیا جائے۔ اس میں ہمارا بھی وقار بلند ہو گا اور ہماری بیٹی اسِتمر کی بھی عزت افزائی ہو گی۔''

نیزک خان نے کچھ سوچا، اس موقع پر اس کا بیٹا باربد بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر نیزک خان بول اٹھا۔

''قراطیس! تمہارا اندازہ بھی درست ہے۔ اس موقع پر میرے ذہن میں ایک خیال آتا ہے۔ میں اس سلسلے میں عزالدین سے ملوں گا لیکن تم پہلے اسِتمر سے بات کرنا اور پھر اس گفتگو کے بعد اگر اسِتمر نے کذلک خان سے اپنی وابستگی کا اظہار کر دیا تو پھر میں عزالدین کے پاس جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ ہماری بیٹی کذلک خان کو پسند کرتی ہے۔ میں عزالدین سے کوئی بات چھپاؤں گا نہیں، صاف صاف کہوں گا اور ساتھ ہی عزالدین سے یہ بھی کہوں گا کہ اب ہماری عزت، ہمارا وقار اس میں ہے کہ یہ رشتہ کذلک خان کی طرف سے مانگا جائے۔ اس طرح ہماری اور ہماری بیٹی دونوں کی عزت افزائی ہو گی۔''

Marfat.com

نیزک خان کے ان خیالات سے باربد اور قراطیس دونوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔ یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی وقت دیوان خانہ کی طرف آنے والی راہداری پر حسین و خوب صورت استر نمودار ہوئی تھی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں پھولوں سے بھرے ہوئے بڑے بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھی۔ اس موقع پر باربد اپنی جگہ سے جست لگا کر اُٹھا، بھاگتا ہوا آگے گیا، پہلے استر سے ایک تھیلا لیا، پھر جب دوسرا لینا چاہا تب استر نے بڑے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، پھر کہنے لگی۔

''میرے بھائی! تم ایک پکڑو، دوسرا میں سنبھال لوں گی۔''

پھر دونوں بہن بھائی پھولوں بھرے وہ تھیلے اٹھا کر دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر نیزک خان نے پھولوں کا جائزہ لیا، پھر کہنے لگا۔

''استر! میری بچی! تم رایان کے ساتھ پھول خریدنے گئی تھیں تو یہ پھول جو تم لے کر آئی ہو یہ تھوڑے نہیں ہیں۔ یہ تو.......''

نیزک خان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ نیزک خان کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے بڑے پیار سے استر کہنے لگی۔

''بابا! یہ پھول تھوڑے نہیں ہیں۔ آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان میں سے رایان بھی لے گی اور اس کے اہلِ خانہ بھی اسی میں سے لیں گے۔ نہیں، وہ اپنے حصے کے پھول اپنے گھر لے گئے ہیں۔''

اس پر نیزک خان غور سے استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تو کیا تم اکیلی آئی ہو بیٹی؟''

استر مسکرائی اور کہنے لگی۔

''بابا! میں اکیلی نہیں آئی۔ بازار میں رایان، لبانہ اور ان کا بھائی قدر خان گئے ہوئے تھے۔ قدر خان مجھے حویلی کے دروازے تک چھوڑ گیا ہے۔ میں تو اسے اندر لا رہی تھی لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ میں جاتا ہوں اس لئے کہ لشکر کے استقبال کی تیاری بھی کرنی ہے۔ لہٰذا یہ جو ان دونوں تھیلیوں میں پھول ہیں، یہ صرف ہمارے لئے ہیں۔''

اس پر نیزک خان خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یہ پھول ہمارے لئے کافی ہیں۔''

اس موقع پر نیزک خان نے آنکھ سے مخصوص اشارہ باربد کو کیا، ساتھ ہی استر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! تم دونوں ماں بیٹی بیٹھو۔ میں اور باربد ذرا حویلی کے ثمر آور پودوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی نیزک خان اور باربد دیوان خانہ سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک خاموشی طاری رہی، پھر گفتگو کا آغاز قراطیس نے کیا اور استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! تُو بازار گئی ہوئی تھی اور تیرے آنے پر یہ جو تمہارا باپ اور بھائی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو تمہارے متعلق ہی گفتگو ہو رہی تھی۔''

''میرے متعلق گفتگو ہو رہی تھی؟'' اپنی ماں کی طرف غور اور تعجب سے دیکھتے ہوئے استر بول اٹھی تھی۔

''ہاں بیٹی! تمہارا باپ چاہتا ہے کہ میری بیٹی جوان ہو گئی ہے، لہٰذا اُس کی شادی کر دینی چاہئے۔ اس بناء پر تمہارا باپ اور بھائی دونوں چاہتے ہیں کہ تمہاری شادی کا اہتمام کر دیا جائے۔ شادی نہ ہو تو کم از کم تمہاری منگنی طے ہو جانی چاہئے، تاکہ......''

یہاں تک کہتے کہتے قراطیس کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ استر بول اُٹھی۔

''اماں! کیا بابا اور بھائی مجھ سے تنگ پڑ گئے ہیں کہ مجھے اس قدر حویلی سے کالنے کے درپے ہیں؟ ابھی تو میری عمر ہی کچھ نہیں ہے۔ پھر شادی بڑا اہم مسئلہ ہے، ں میں لڑکی کی زندگی و موت کا سوال ہوتا ہے۔ وہ دونوں باپ بیٹا مجھے کہاں بیاہنا ہتے ہیں؟''

استر کے ان الفاظ پر قراطیس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر کہنے لگی۔

''بیٹی! وہ سارا معاملہ تم پر چھوڑتے ہیں۔ انہوں نے تمہاری شادی کرنے کے ے کسی کا انتخاب نہیں کیا۔ انہوں نے مجھے یہی کہا ہے کہ اس موضوع پر تم سے بات وں۔ بیٹی! اگر تمہارے ذہن میں کوئی ایسا ہے جسے تم اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی کھل کر کہو۔ کل کو یہ نہ کہنا کہ تمہاری شادی ہم نے تم پر مسلط کر کے کی۔ یہ کام ہم

Marfat.com

تمہاری مرضی، تمہاری منشا سے کرنا چاہتے ہیں۔‘‘
یہاں تک کہنے کے بعد قراطیس رکی، دوبارہ استمر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
’’بیٹی! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے کوئی بات مت چھپانا، صاف صاف کہنا تا کہ تمہاری خواہشات، تمہارے جذبات کا احترام کیا جا سکے...... بیٹی! میرے ذہن میں بھی ایک ایسی شخصیت ہے جس سے متعلق میرا خیال ہے کہ شاید تم اُسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہو گی۔ لیکن میں اُس کا نام نہیں لوں گی، جب تک تُو اپنی زبان سے نہیں کہے گی...... بیٹی! میں تیری ماں ہوں۔ کھل کر مجھ سے بات کر۔ جس سے تُو چاہے گی، اُسی سے تیرا بیاہ ہوگا، کسی دوسرے سے نہیں۔ اب بول کیا تُو کسی کی طرف مائل ہے؟ کیا تُو کسی کو پسند کرتی ہے؟‘‘
اس موقع پر ہلکا سا تبسم استمر کے لبوں پر نمودار ہوا تھا، کہنے لگی۔
’’اماں! آپ خود ہی تو کہہ رہی ہیں، کہ آپ کے ذہن میں ایک ایسی شخصیت ہے جس کی طرف میں مائل ہو سکتی ہوں۔ پھر آپ مجھ سے کیوں پوچھتی ہیں؟‘‘
جواب میں قراطیس مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔
’’نہیں بیٹی! میرا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ تم کہو! تمہارے ذہن میں کیا نام ہے؟‘‘
اس پر استمر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔
’’اماں! میں اس سے انکار تو نہیں کرتی کہ میرے ذہن میں نام نہیں ہے۔ میرے ذہن میں نام ہے۔ اس نام کا میں بڑا احترام کرتی ہوں، ان کی بڑی عزت کرتی ہوں اور ان کی طرف میں مائل بھی ہوں۔ لیکن میں چاہوں گی پہلے آپ وہ نام بتائیں جو آپ اپنے ذہن میں منتخب کر چکی ہیں۔‘‘
قراطیس نے نفی میں گردن ہلائی، کہنے لگی۔
’’نہیں بیٹی! ایسے تو میں نہیں کہوں گی۔ جب تک تم اپنی زبان سے نہیں کہو گی کہ تم اپنی زندگی کا ساتھی کس کو بنانا چاہتی ہو؟ اور کون ہے جس کی طرف مائل ہو اور جسے تم چاہتی ہو؟‘‘
اس موقع پر استمر سنجیدہ ہو گئی، ہمت کی، پھر کھل کر کہنے لگی۔

Marfat.com

''اماں! اگر یہ بات ہے تو پھر سنو۔ میں کذلک خان کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنا پسند نہیں کروں گی۔ اگر ان سے میرا رشتہ طے ہوتا ہے تو میں سمجھوں گی کہ میں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں اور اگر ان سے میرا رشتہ طے نہیں ہوتا تو پھر اماں! اس حویلی میں مجھے ایک کمرہ دے دیجئے گا، جس کے اندر میں اپنی ساری زندگی مجرد گزار دوں گی اور آپ کی ذات، آپ کی عزت پر کوئی حرف گیری بھی نہ آنے دوں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد استر خاموش ہوئی، کچھ سوچا، پھر اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اماں! میں جسے پسند کرتی تھی، اس کا نام آپ سے کہہ دیا ہے۔ اب آپ بتائیں، آپ کے لئے میرے ذہن میں کیا نام ہے؟''

اس پر قراطیس نے آگے بڑھ کر استر کو اپنے ساتھ لپٹا لیا، کئی بار اس کی پیشانی، اس کے گال، منہ کو چوما، پھر کہنے لگی۔

''بیٹی! میرے ذہن میں کذلک خان کے علاوہ کوئی اور نام آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ میں شروع سے اندازہ لگا رہی تھی کہ تم کذلک خان کی طرف مائل ہو۔ اُس سے تمہارا اس انداز میں گفتگو کرنا، اُس کا خیال رکھنا، اُس کے پاس رایان کے ساتھ اس کے گھر جانا یہ ساری باتیں مجھے سمجھانے کے لئے کافی تھیں کہ میری بیٹی استر، کذلک خان کی طرف مائل ہے۔ اب میں تمہارے باپ سے اس موضوع پر گفتگو کروں گی اور میں یہ چاہوں گی کہ تمہاری اور کذلک خان کی منگنی کا اہتمام کر دیا جائے۔ جب ایسا ہو جائے گا تو بیٹی! سب کو پتہ ہوگا کہ تم کذلک خان کی منگیتر ہو۔ اس بناء پر اس رشتہ کے تحت کذلک خان جب اور جس وقت چاہے گا، ہمارے ہاں آ سکے گا اور تم جس وقت اور جب چاہو گی، کذلک خان سے مل سکو گی۔ کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہاں، ایک رکاوٹ ضرور ہے۔''

اپنی ماں کے ان الفاظ پر استر چونکی تھی۔

''اماں! کیسی رکاوٹ؟''

قراطیس سر کو کھجاتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! جس طرح تمہارے انداز، تمہارے جذبات اور کذلک خان سے تمہاری

Marfat.com

گفتگو سے یہ اندازہ لگایا کہ تم کذلک خان کی طرف مائل ہو ایسا اندازہ میں نے رایان سے متعلق بھی لگایا ہے۔ میں سمجھتی ہوں رایان بھی کذلک خان کی طرف مائل ہے۔ اگر ایسا ہے تو بیٹی! پھر کیا بنے گا؟''

اس پر استمر نے قہقہہ لگایا، کہنے لگی۔

''اماں! ایسا ہے۔ میں جانتی ہوں، رایان کذلک خان کی طرف مائل ہے۔ جس طرح میں کذلک خان کو چاہتی ہوں، اس سے محبت کرتی ہوں، اسی طرح رایان بھی انہیں چاہتی ہے۔ اس لئے کہ ہم دونوں کے ساتھ کذلک خان کے سلسلے میں ایک جیسا ہی حادثہ پیش آیا تھا جس کی بناء پر ہم دونوں اس کی طرف مائل ہو گئیں........ اماں! یہ سارا معاملہ کذلک خان پر چھوڑیں گے۔ اگر وہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتے ہیں، تب بھی ان کی مرضی اگر وہ ہم دونوں کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے پر رضامند ہوئے تو اس میں بھی اماں! میری اور رایان کی خوشی اور خوش قسمتی ہو گی........ اماں! رایان میری رازدار ہے۔ وہ جانتی ہے کہ میں کذلک خان کو چاہتی ہوں۔ میں بھی جانتی ہوں کہ رایان کذلک خان سے محبت کرتی ہے .... اس بناء پر ہم دونوں کے درمیان نہ کوئی راز ہے نہ کوئی چھپی ہوئی چیز ہے۔ اماں! اب فیصلہ کذلک خان پر چھوڑا جائے۔''

اس کے ساتھ ہی استمر اٹھی اور کہنے لگی۔

''اماں! باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ میں نے ابھی تیاری بھی کرنی ہے۔ لشکر کے استقبال کے لئے بھی جانا ہے۔ میں ذرا اپنے کمرے میں جاتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی استمر وہاں سے اٹھ کر چل دی تھی۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد نیزک خان اور باربد پھر دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قراطیس کہنے لگی۔

''آپ کا اور میرا اندازہ درست ہے۔ استمر، کذلک خا سے محبت کرتی ہے اور اپنی زبان سے اس کا اقرار کر چکی ہے۔ اب بولیں اب آپ کیا چاہتے ہیں؟''

قراطیس کے ان الفاظ پر نیزک خان اور باربد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر نیزک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

''اس وقت تو ہم نے لشکر کے استقبال کی تیاریوں کو آخری شکل دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہمارے لئے یہ بہت بڑی خوشی ہے کہ ہماری بیٹی اہتمر نے اپنی زبان سے کہہ دیا کہ وہ کذلک خان کو پسند کرتی ہے۔ اب اس سلسلہ میں، میں عزالدین سے مل کر اس موضوع پر گفتگو کروں گا۔ اب آؤ، اہتمر کے ساتھ مل کر لشکر کے استقبال کی تیاریوں کو آخری شکل دیتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں دیوان خانہ سے نکل گئے تھے۔

Marfat.com

اُسی روز شام سے تھوڑی دیر پہلے شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ تاج الدین یلدوز کو شکست دینے اور اس مہم کو ایک فاتح کی حیثیت سے سر کرنے کے بعد دہلی شہر میں داخل ہوا۔ سلطان کی آمد اور فتح کی خبر پر لوگوں نے اپنے لشکر کا شاندار انداز میں استقبال کیا۔ شاہراہ کے دونوں طرف سے لوگوں نے اپنے لشکریوں کے حق میں نعرے بلند کئے۔ چھتوں اور بالکونیوں میں کھڑی عورتوں نے لشکر پر پھول پتیاں نچھاور کیں۔

جس وقت کذلک خان اپنے مقدمتہ الجیش کے آگے آگے اپنے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا تو ایسے لگا جیسے ٹوکریاں بھر بھر کے کسی نے اس پر گلاب کے پھول اور پتیاں نچھاور کرنی شروع کر دی ہوں۔ اس موقع پر کذلک خان نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بلند جگہ پر استر، رایان، لبانہ، نیزک خان، باربد، قراطیس، قدر خان اور جمال الدین سب کھڑے تھے اور استر، رایان اور لبانہ پھول پتیاں نچھاور کر رہی تھیں۔

انہیں دیکھ کر ہلکا سا تبسم کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا تھا اور اس وقت کذلک خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب اس پر پھول پھینکنے کے بعد بڑے خوش کن انداز میں استر اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ کھڑی رایان بھی ایسا ہی کر رہی تھی۔

اس طرح شہر میں لشکر کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد لشکری منتشر ہو کر کچھ اپنے گھروں کو، کچھ مستقر کی طرف ہو لئے تھے۔

Marfat.com

عزالدین کو اپنی حویلی میں داخل ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک دینے والا نیزک خان تھا۔

ایک لڑکے نے دروازہ کھولا اور اسے مخاطب کر کے نیزک خان کہنے لگا۔

''کیا عزالدین گھر پر ہیں؟''

اس پر وہ لڑکا کہنے لگا۔

''امیر ابھی ابھی تو مہم سے آئے ہیں۔ اس وقت گھر پر ہی ہیں۔ آپ اندر آ جائیں۔''

نیزک خان اس لڑکے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں دیوان خانہ میں بیٹھتا ہوں۔ امیر سے میری آمد کا ذکر کرو۔ میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اُسے ملنا چاہتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی نیزک خان، عزالدین کی حویلی کے دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ جبکہ دروازہ کھولنے والا لڑکا حویلی کا دروازہ بند کرنے کے بعد حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عزالدین دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی نیزک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عزالدین آگے بڑھا، پُرجوش انداز میں نیزک خان سے مصافحہ کیا، کہنے لگا۔

''نیزک خان! لگتا ہے تم کسی انتہائی اہم کام کے سلسلے میں میرے پاس آئے ہو۔ کہو کیا بات ہے؟''

اس پر نیزک خان نے اپنے گھر پر ہونے والی اختر اور کذلک خان کے رشتہ کی ساری تفصیل عزالدین سے کہہ دی تھی۔ تفصیل سن کر عزالدین کافی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر کہنے لگا۔

''نیزک خان! میں تمہاری پسند کی تعریف کرتا ہوں اور تمہاری بیٹی اختر کی پسند کی بھی شاندار انداز میں تعریف کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں جس لڑکی کی زندگی کا ساتھی کذلک خان ہوگا وہ لڑکی خوش نصیب اور خوش قسمت ہوگی۔ کذلک خان، جو بے سرو سامانی کی حالت میں دہلی میں داخل ہوا تھا، اس وقت وہ سلطان کے مقدمتہ الجیش کا

Marfat.com

سالار ہے اور سلطان اس کا شمار اپنے بڑے سالاروں اور اُمراء میں کرنے لگے ہیں۔ نیزک خان! اس میں شک نہیں کہ کذلک خان ایک غلام کی حیثیت سے دہلی میں داخل ہوا تھا اور اس وقت بھی وہ عجیب کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن جو حالات اس نے مجھے علیحدگی میں بتائے تھے، اس سے متعلق میں تم سے کہوں کہ وہ دریائے آمو کے اس پار قراخطائیوں کے ایک ذیلی قبیلے کے سردار کا بیٹا ہے۔ اس کے باپ نے منگولوں کے خلاف کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے۔ جہاں تک کذلک خان کا تعلق ہے تو حرب وضرب کی ہنرمندی میں یہ بھی لاجواب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم اپنی بیٹی استر کو اس کے عقد میں دیتے ہو تو میرا اندازہ ہے کہ کذلک خان اسے خوب خوش رکھے گا۔ اب یہ معاملہ تو طے ہے کہ تمہاری بیٹی استر، کذلک خان کو پسند کرتی ہے لیکن نیزک خان! اس سلسلے میں کذلک خان سے بھی بات کرنا ہو گی۔ اُس کا عندیہ اور اُس کی مرضی اور منشا بھی جاننا ہو گی۔ دیکھتے ہیں وہ کیا جواب دیتا ہے اور پھر تم نے بیچ میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ تمہاری بیٹی استر کے علاوہ جمال الدین کی بیٹی رایان بھی کذلک خان کی طرف مائل ہے۔ اب یہ فیصلہ تو پھر کذلک خان ہی کرے گا کہ وہ کسے اپنی زندگی کا ساتھی بناتا ہے۔ نیزک خان! مجھے دو دن کی مہلت دو، میں آج نہیں تو کل کذلک خان کو اپنے پاس بلاؤں گا اور اس موضوع پر اس سے گفتگو کروں گا۔ تم ایسا کرنا، پرسوں میرے پاس آنا اور کذلک خان کے ساتھ جو میری گفتگو ہو گی اس سے متعلق میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔ اب بیٹھو، رات کا کھانا کھا کر جانا۔“

اس پر نیزک خان اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

”امیر! کھانا تو میں کھا کر آیا ہوں۔ اب میں آپ کی خدمت میں پرسوں ہی حاضر ہوں گا۔“

اس کے ساتھ ہی نیزک خان، عزالدین کی حویلی سے نکل کر چلا گیا تھا۔

❋

دوسرے روز شام کے وقت کذلک خان، عزالدین کی حویلی میں داخل ہوا۔ جس لڑکے نے نیزک خان کے لیے دروازہ کھولا تھا اسی نے دروازہ کھولا اور کذلک خان کو اپنے دیوان خانہ میں بٹھایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزالدین بھی اس دیوان خانہ میں داخل

Marfat.com

ہوا۔ آگے بڑھ کر پُر جوش انداز میں کذلک خان سے مصافحہ کیا، اس کے شانہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے نشست پر بٹھایا، خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا یہاں تک کہ کذلک خان نے عزالدین کو مخاطب کیا۔

''امیر! آپ نے مجھے طلب کیا ہے؟''

عزالدین مسکرایا، اثبات میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔

''ہاں! میں نے تمہیں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں بلایا ہے۔''

اس کے بعد عزالدین نے گزشتہ دن نیزک خان سے جو گفتگو ہوئی تھی، اس کی تفصیل کذلک خان سے کہہ دی تھی۔

کذلک خان ساری تفصیل جاننے کے بعد گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ اُسے اس حالت میں دیکھتے ہوئے عزالدین نے پھر مخاطب کیا۔

''کذلک خان! کیا تم استمر کو پسند نہیں کرتے؟''

عزالدین کے ان الفاظ پر کذلک خان چونکا تھا، کہنے لگا۔

''امیر! آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں جس شخص کی زندگی ی ساتھی اور بیوی استمر بنے گی وہ دنیا کا خوش قسمت ترین انسان ہوگا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر عزالدین کہنے لگا۔

''سنو! اس وقت ایک نہیں، دو لڑکیاں تمہاری طرف مائل ہیں۔ ایک استمر، دوسری رایان۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں ان میں سے تم اپنے لئے کس کا انتخاب کرنا چاہو گے؟''

اس پر ہلکی سی مسکراہٹ میں کذلک خان کہنے لگا۔

''امیر! میری پہلی پسند اور انتخاب تو استمر ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں ان دونوں ہی کے قابل نہیں ہوں۔ امیر! استمر اگر مجھے پسند کرتی ہے تو یہ میری خوش قسمتی، میری خوش بختی ہے۔ پر یہ سوچیں کہ کہاں استمر اور رایان اور کہاں کذلک خان۔ میرے پاس چھوٹا سا ایک مکان ہے اور وہ بھی کسی کا دیا ہوا جسے میں نے اپنی کمائی سے نہیں خریدا۔ گو آپ کی مہربانی سے وہ مکان اس وقت میرے نام ہے لیکن میں سمجھتا ہوں جس ماحول میں استمر نے پرورش پائی ہے، زندگی بسر کی ہے، ایسا ماحول کم از کم

Marfat.com

میں تو اسے مہیا نہیں کر سکوں گا۔‘‘

جواب میں عزالدین کہنے لگا۔

’’کذلک خان! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ استر بہت اچھی لڑکی ہے۔ وہ برے سے برے، بد سے بدترین حالات میں بھی تمہارا ساتھ دے سکتی ہے اس لئے کہ وہ تمہیں پسند کرتی ہے۔ اور پھر استر خود بھی بڑے بدترین حالات سے گزر چکی ہے، اسے تمہارے حالات کا بھی علم ہے اور تمہارے متعلق وہ بڑی تفصیل سے جانتی ہے۔ اگر تمہارا ماحول اور تمہارا رہن سہن اُسے پسند نہ ہوتا تو کذلک خان! وہ کبھی بھی نہ تم سے محبت کرتی نہ تمہاری طرف مائل ہوتی۔ اُس نے اپنے ماں باپ کے سامنے اس بات کا اظہار کر دیا ہے کہ اگر اُس کی شادی ہو گی تو صرف کذلک خان سے ورنہ اس نے اپنے ماں باپ سے کہا ہے اگر ایسا نہ ہونے پائے تو پھر وہ اپنی حویلی میں اسے ایک کمرہ دے دیں جس میں وہ مجرد کی حیثیت سے اپنی ساری زندگی گزار دے گی۔ اب بولو بیٹے! تم کیا کہتے ہو؟‘‘

کذلک خان کچھ دیر خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔

’’اگر استر اس پر رضامند ہے کہ وہ میرے ماحول میں زندگی بسر کر سکتی ہے تو پھر اُسے اپناتے ہوئے میں اپنے آپ کو خوش بخت تصور کروں گا۔‘‘

کذلک خان کے ان الفاظ پر عزالدین مسکرایا اور کہنے لگا۔

’’تمہارے جواب نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ دیکھ بچے! تمہارے ہاں جو رائج رسم و رواج ہیں ان کے مطابق بیٹے والے بیٹی والوں کے ہاں رشتہ مانگنے کے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں یہی عزت افزائی نیزک خان اور اس کے اہلِ خانہ کی ہونی چاہئے۔ گزشتہ دن نیزک خان میرے پاس آیا تھا، تفصیل کے ساتھ تمہارے متعلق گفتگو ہوئی تھی۔ کل وہ پھر آئے گا اور جو اس وقت تمہارے ساتھ میری گفتگو ہو رہی ہے اس سے متعلق میں اسے آگاہ کروں گا۔ اس کے بعد اس سے معاملہ طے کرنے کے بعد تمہاری طرف سے میں تمہارے لئے استر کا رشتہ مانگنے کے لئے جاؤں گا۔ اس طرح نیزک خان کے اہلِ خانہ کی عزت افزائی بھی ہو جائے گی، استر بھی خوش ہو جائے گی کہ اگر اس نے کذلک خان کو چاہا تو کذلک خان نے بھی اس سے محبت کی

Marfat.com

ہے۔ اسی بناء پر کذلک خان کی طرف سے اس کا ہاتھ مانگنے میں پہل کی گئی ہے اور میرے خیال میں ہماری طرف سے یہ عمل استمر کی خوشی اور اس کی عزت افزائی کے لئے ایک بہترین اور عمدہ قدم ہوگا۔''

عزالدین جب خاموش ہوا تب بڑی بے چارگی اور عاجزی میں کذلک خان کہنے لگا۔ ''امیر! اس وقت تو میرے پاس شادی کا کوئی سامان ہی نہیں ہے...... اس کے علاوہ......''

عزالدین نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کذلک خان کو روکا، پھر کہنے لگا۔

''اس سلسلے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کل تمہاری طرف سے استمر کا رشتہ مانگنے کے لئے جاؤں گا۔ ظاہر ہے وہ ہاں کریں گے۔ اس لئے کہ وہ بیٹی والے ہیں، ان کی بیٹی تمہیں پسند کرتی ہے۔ جب وہ ہاں کریں گے تو اس موقع پر میں یہی مشورہ دوں گا کہ پہلے تمہاری اور استمر کی منگنی طے ہونی چاہئے۔ کچھ عرصہ منگنی رہے، اس کے بعد جب تم سمجھو گے کہ تمہارے حالات اب کافی بہتر ہو گئے ہیں تو پھر تم دونوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ اسی دوران منگنی کے بعد تم اور استمر دونوں مل کر رایان سے متعلق بھی کوئی بہتر فیصلہ کر سکتے ہو۔ بولو! کیا تمہیں منظور ہے؟''

اس پر کذلک خان خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! اگر ایسا ہو جائے تو یہ میرے لئے زیادہ سہولت اور خوشی کا مقام ہوگا۔''

اس پر عزالدین نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ کسی کو آواز دے کر اس نے بلایا اور وہیں کھانا لانے کے لئے کہا۔ چنانچہ وہی لڑکا جس نے دروازہ کھولا تھا، کھانا اٹھا کر وہیں لے آیا۔ کذلک خان نے عزالدین کے ساتھ کھانا کھایا، پھر عزالدین سے اجازت لے کر وہ اٹھا تو اسے اچانک کچھ یاد آیا۔ عزالدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! کیا مجھے استمر کے لئے منگنی کی انگوٹھی کا اہتمام کر لینا چاہئے؟''

جواب میں مسکراتے ہوئے عزالدین نے نفی میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔

''کذلک خان! تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہے۔ یہ زحمت تمہیں اٹھانا نہیں پڑے گی۔ تم بے فکر رہو۔ میں خود دو بہترین انگشتریوں کا اہتمام کروں گا۔ دونوں

Marfat.com

انگشتریاں ایک جیسی ہوں گی۔ منگنی کی انگشتری کے لئے نیزک خان کو بھی زحمت نہیں کرنا پڑے گی۔ وہی دونوں انگشتریاں نیزک خان کے ہاں لے جائیں گے۔ ایک استمر تمہیں پہنائے گی، دوسری تم استمر کو پہنا دینا۔ اس طرح جب تم دونوں کی منگنی ہو جائے گی تو تم ایک دوسرے سے مل سکو گے۔ اپنا مدعا اور اپنے مستقبل سے متعلق بھی ایک دوسرے سے بہتر انداز میں گفتگو کر سکو گے۔ منگنی کے لئے جو دن مقرر ہو گا، اس کے لئے میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عزالدین سے اجازت لے کر کذلک خان وہاں سے نکل گیا تھا۔

❁

اس سے اگلے روز شام کے قریب نیزک خان پھر عزالدین کی حویلی میں داخل ہوا اور عزالدین نے اسے کذلک خان سے ہونے والی ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ ساری گفتگو سن کر نیزک خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر عزالدین، نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"نیزک خان! میں جس موضوع پر گفتگو کرنے لگا ہوں اس سے متعلق میں نے کذلک خان کو بھی سمجھا دیا ہے اور اس موضوع پر میں اس سے مزید گفتگو کر لوں گا۔ اب تم یہاں سے واپس جانے کے بعد اپنی بیٹی استمر کو یہی تاثر دو گے کہ کذلک خان نے میرے لئے اس کا رشتہ مانگا ہے۔ نیزک خان! دیکھو، استمر اگر تمہاری بیٹی ہے تو اس کی حیثیت میرے ہاں بھی بیٹی کی سی ہے۔ بیٹی کے بڑے حقوق ہوتے ہیں۔ یہ تو واضح اور عیاں ہے کہ استمر، کذلک خان کو پسند کرتی ہے۔ جب تم استمر سے جا کر یہ کہو گے کہ عزالدین کے توسط سے کذلک خان نے اس کا رشتہ مانگا ہے تب استمر کے دل میں کذلک خان کی قدر و قیمت اور زیادہ ہو جائے گی۔ اُسے یہ احساس ہو گا کہ اگر وہ کذلک خان کو پسد کرتی ہے تو کذلک خان بھی اسے چاہتا اور پسند کرتا ہے۔ اسی بناء پر اس نے اس کا رشتہ مانگنے میں پہل کی ہے۔ اس طرح جہاں تمہاری اور تمہارے اہلِ خانہ کی عزت افزائی ہو گی، وہاں استمر کے جذبات اور اس کی محبت کی بھی قدر دانی ہو گی۔"

Marfat.com

اس کے بعد کچھ دیر تک عزالدین کے ساتھ نیزک خان کی اس موضوع پر مزید گفتگو ہوئی، اس کے بعد نیزک خان، عزالدین کے ہاں سے اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف چلا گیا تھا۔

چند روز بعد عزالدین ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے نیزک خان کی حویلی میں داخل ہوا۔ اس موقع پر استمر اور اس کی ماں قراطیس دونوں، گھریلو کاموں میں مصروف تھیں۔ جبکہ نیزک خان اور باربد دونوں باپ بیٹا دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عزالدین کی آمد پر نیزک خان نے اپنے بیٹے باربد کے ساتھ شاندار انداز میں عزالدین کا استقبال کیا۔ جب دیوان خانہ میں بیٹھ گئے، تب عزالدین، نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''نیزک خان! آج کذلک خان میرے پاس آیا تھا اور اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد میں تم لوگوں کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں کے ساتھ مل کر ایک دن مقرر کر لیں جس روز استمر اور کذلک خان کی منگنی کی رسم ادا کر دی جائے۔ میں چونکہ کذلک خان کو اپنا بیٹا کہہ چکا ہوں لہٰذا اس رسم میں جو اخراجات ہوں گے وہ سب میں خود برداشت کروں گا، کذلک خان کو کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ نیزک خان! آپ کا بیٹا باربد اس وقت آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوا ہے۔ یہ ابھی معصوم اور نابالغ ہے۔ میرے خیال میں آپ کے فیصلے کے خلاف یہ کوئی اعتراض نہ کرے گا، نہ کر سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں اس سلسلہ میں اپنی بیوی اور بیٹی سے بھی بات کر لو۔ میرا اپنا ارادہ ہے کہ کل یہ رسم بخیر و خوبی ادا کر دی جائے۔ ہاں، اگر تمہاری بیوی اور بیٹی اس میں کوئی تبدیلی کرنا چاہیں تو جو وہ کہیں گی ایسا ہی ہوگا۔ یہ بھی انکشاف کر دوں کہ میں نے منگنی کی اس رسم کے موقع پر پہنائی جانے والی دونوں انگوٹھیوں کا اہتمام کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو کچھ نہیں کرنا۔ بس آپ نے صرف اپنی بیوی اور بیٹی سے مشورہ کرنا ہے۔''

عزالدین جب خاموش ہوا تب نیزک خان، عزالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! آپ میری بیٹی ۔۔ دیکھ چکے ہیں، ۔۔ آپ سے پردہ نہیں کرتی۔ دونوں ماں

Marfat.com

بیٹی کو یہیں بلاتا ہوں، سب گفتگو میرے خیال میں ان کے سامنے ہونی چاہئے۔''

عزالدین نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر اپنے پاس بیٹھے ہوئے باربد کی طرف دیکھتے ہوئے نیزک خان کہنے لگا۔

''بیٹے! ماں اور بہن کو یہاں بلا کر لاؤ۔''

باربد مسکراتے ہوئے چپ چاپ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد قراطیس اور اسِتمر دونوں ماں بیٹی آہستہ آہستہ چلتی دیوان خانہ میں داخل ہوئیں۔ دونوں نے عزالدین سے سلام کہا، پھر آگے بڑھ کر نشستوں کے اس حصہ کی طرف بیٹھی تھیں جہاں نیزک خان اور باربد بیٹھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر گفتگو کا آغاز نیزک خان نے کیا اور اپنی بیٹی اسِتمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اسِتمر! میری بیٹی! امیر عزالدین، کذلک خان کی طرف سے آئے ہیں۔ یہ منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے اپنی طرف سے یہ اشارہ دے چکے ہیں کہ اگر یہ رسم کل ادا کر دی جائے تو اس میں ان کی خوشی ہوگی۔''

اس موقع پر اسِتمر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی جبکہ قراطیس بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''کل کیسے ہو سکتی ہے؟ رسم ادا کرنے کے لئے ہمیں کچھ کرنا ہے۔ اس لئے کہ........''

یہاں تک کہتے کہتے قراطیس کو چپ ہو جانا پڑا اس لئے کہ عزالدین بول اٹھا۔ کہنے لگا۔

''میری بہن! آپ کو کچھ نہیں کرنا۔ منگنی کی رسم کے لئے جو انگشتریاں اسِتمر اور کذلک خان ایک دوسرے کو پہنائیں گے وہ میں نے دونوں خود تیار کر لی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ رسم بالکل سادگی سے ادا کر دی جائے۔ کذلک خان ویسے بھی اکیلا ہے، کسی اور کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کر آجاؤں گا، آپ سب لوگ ہوں گے اور منگنی کی رسم ادا کر دی جائے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عزالدین رکا، کچھ سوچا، اس بار وہ اسِتمر کی طرف دیکھتے

Marfat.com

ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! میں کذلک خان سے متعلق تم سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں، تم دونوں کو آج تک علیحدگی میں اکٹھے بیٹھنے کا موقع نہیں ملا ہو گا۔ اور پھر کذلک خان ایسا شخص بھی نہیں ہے۔ دہلی میں وارد ہونے کے بعد اس کی کچھ مجبوریاں اس پر چھا گئی تھیں جن کی بنا پر وہ دبا دبا سا رہنے لگا۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں بیٹی! وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ دریائے آمو کے اس پار جو لاکھوں کی تعداد میں قراخطائی بستے تھے، ان میں سے ایک ذیلی قبیلے کا سردار اس کذلک خان کا باپ تھا۔ بڑا صاحب ثروت تھا۔ کذلک خان نے اپنا بچپن اور اپنی جوانی کا شروع کا دور بہت اچھا گزارا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ منگولوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے اس کے ماں باپ اور دیگر اہلِ خانہ کا کام تمام کر دیا گیا اور اسے غلام بنا لیا گیا۔ اس نے ایک روز مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ وہ ایسا بدقسمت شخص ہے کہ جس کے ماں باپ، بہن بھائی اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کیے گئے۔ ہوا یوں کہ وہ چونکہ ابھی کچی عمر کا تھا، منگول جب شہر شہر، قصبہ قصبہ حملہ آور ہو رہے تھے تب کذلک خان نے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ نقل مکانی کی تھی۔ راستے میں منگول ان پر حملہ آور ہوئے۔ اس موقع پر کذلک خان اپنی جان بچانے کے لئے ایک چٹان کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ اس موقع پر منگولوں کا وہ سالار جس کی کمانداری میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر سب کا کام تمام کر دیا گیا تھا، اسے کذلک خان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس لئے کہ صرف اس کے اہلِ خانہ ہی نہیں سفر کر رہے تھے، مسلمانوں کا وہ ایک خاصا بڑا کاروان تھا جو دریائے آمو کے اس پار سے بے گھر ہو کر محفوظ مقام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تھا۔ یہ ساری گفتگو کذلک خان نے میرے پاس بیٹھ کر تفصیل سے سنائی اور ساتھ ہی اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ اب اس کا دل چاہتا ہے کہ کبھی وہ منگول سردار اس کے سامنے ہو یا کوئی اسے بتا دے کہ اس نے فلاں جگہ قیام کر رکھا ہے تو وہ اس منگول اور اس کے ساتھیوں کی گردن ضرور کاٹے گا۔ بیٹی! تمہارے ساتھ شادی کے سلسلے میں کذلک خان سے میری تفصیل سے بات ہوئی۔ میں نے اُس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ اسے تم تمہیں پسند کرتی ہے، ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ جمال الدین کی بیٹی رایان کے بھی تمہارے متعلق

Marfat.com

ایسے ہی جذبات ہیں۔ لہٰذا تم اپنی پسند کا اظہار کرو۔
بیٹی! جو جواب اس نے دیا وہ بڑا معصومانہ اور بڑا مبنی بر حقیقت تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اگر استر کو اس کی زندگی کا ساتھی بنایا جاتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی اور خوش بختی ہو گی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ چونکہ ایک غلام کی حیثیت سے دہلی شہر میں داخل ہوا تھا اور اب تک اس نے اپنے حالات اس حد تک نہیں سنوارے جو کسی شخص کے ہونے چاہئیں۔ اس بناء پر اس کا کہنا تھا کہ اس سلسلہ میں پہلے استر سے بات کی جائے۔ اس لئے کہ استر کو جو آسائشیں اپنی حویلی میں ہیں، وہ شاید کچھ عرصہ تک کذلک خان مہیا نہ کر سکے۔ بیٹی! وہ بڑا اچھا جوان ہے۔ کوئی بات چھپانے والا نہیں ہے۔ اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا رکھتا ہے۔ اب میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہیں بے حد خوش رکھے گا۔ پر مجھے امید ہے کہ جب تم اس کی زندگی کی ساتھی بن جاؤ گی تو وہ بھی اپنے ماضی کے دکھوں اور غموں کو بھول جائے گا۔ فی الحال اس کا یہی ارادہ ہے کہ جب تک اس کے حالات درست نہیں ہو جاتے اور جب تک وہ اس قابل نہیں ہو جاتا کہ استر کو ایک پُر آسائش ماحول مہیا کر سکے، اس کی اور استر کی منگنی رہنی چاہئے۔ بیٹی! تم دونوں ماں بیٹی کی آمد سے پہلے میں نیزک خان کے ساتھ بات کر چکا ہوں کہ اگر تم لوگ پسند کرو تو منگنی کی رسم کل ادا کر دی جائے۔''
اس موقع پر قراطیس نے تھوڑی دیر کے لئے بڑے رازدارانہ انداز میں استر سے مشورہ کیا، اس کے بعد عزالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''امیر! سب سے پہلے تو میں استر کی ماں کی حیثیت سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ کذلک خان کے باپ کا حق ادا کرتے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ آپ کے ہم اس لحاظ سے بھی شکرگزار ہیں کہ آپ نے اس سلسلہ میں کذلک خان سے بات کی اور پھر ہماری عزت افزائی کے لئے یہ طریقہ بھی اپنایا کہ کذلک خان کی طرف سے آپ نے بذاتِ خود استر کا رشتہ طلب کیا۔ اس میں صرف ہماری نہیں، ہماری بیٹی استر کی بھی عزت افزائی ہے۔ اگر آپ منگنی کی رسم کل ادا کرتے ہیں تو اس سلسلے میں نہ ہم سب کو کوئی اعتراض ہے نہ ہی استر ان پر اعتراض کرے گی اس لئے کہ وہ رضامند ہے۔ آپ نے ایک بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔ آپ نے جس وقت کذلک خان

Marfat.com

سے استمر کے رشتے کی بات کی، اس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ استمر اسے پسند کرتی ہے، جواب میں جس وقت کذلک خان نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے استمر کا نام لیا تو آپ نے رایان کا بھی ذکر کیا تھا لیکن رایان سے متعلق کذلک خان نے کس رائے کا اظہار کیا؟ یہ آپ نے بتایا ہی نہیں۔''

قراطیس جب خاموش ہوئی تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے عزالدین کہنے لگا۔

''میری بہن! رایان سے متعلق بھی کذلک خان سے میری بات ہوئی تھی۔ رایان کا معاملہ کچھ دوسرا ہے۔ کذلک خان نے اپنا زیادہ وقت استمر کے ساتھ گزارا ہے۔ اس لئے کہ تم تینوں ماں بیٹی اور بیٹے کو کذلک خان مرو سے نکال کر لایا تھا۔ ایک لمبا سفر اس نے تم تینوں کے ساتھ کیا۔ تم چاروں کئی دن تک ایک ساتھ رہے اور پھر یہاں آنے کے بعد بھی دو ایک بار تم لوگوں سے اس انداز میں مل سکا کہ تم نہیں پہچانتے تھے کہ مرو کے نواح سے تم لوگوں کو نکالنے والا فخرالدین نہیں، کذلک خان ہے۔ اس سلسلے میں تم دونوں ماں بیٹی کو جستجو بھی تھی کہ کذلک خان کی آنکھیں اور اس کی آواز تم لوگوں کے لئے شناسا ہے۔ لیکن تم لوگ یہی نہیں جان پا رہے تھے کہ تم لوگوں نے اسے کہاں دیکھا اور کہاں بیٹھ کر اس کے ساتھ گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد جب تم لوگوں نے اسے جانا تب تم لوگ اس کے ہاں گئے۔ وہاں تم لوگوں کی جو گفتگو کذلک خان کے ساتھ ہوئی اس گفتگو کے دوران ہی کذلک خان نے یہ جان لیا تھا کہ استمر اس کی طرف مائل ہے لہٰذا وہ بذاتِ خود بھی استمر کی طرف مائل ہو چکا تھا۔ لیکن اظہار اس لئے نہیں کرتا تھا کہ اس کے حالات ایسے تھے جن کو سامنے رکھتے ہوئے وہ استمر کا رشتہ نہیں مانگتا تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ استمر، کذلک خان کی پہلی پسند ہے۔ رہا سوال رایان کا تو رایان سے متعلق کذلک خان کو علم نہیں تھا کہ وہ بھی اس کی طرف مائل ہے۔ ہاں! جب استمر کے رشتہ کی بات چلی تو اس گفتگو کے دوران جب اس پر انکشاف کیا گیا کہ استمر کی طرح رایان بھی اسے چاہتی ہے، اس بناء پر میں نے اس سے پوچھا کہ تم رایان سے متعلق کیا فیصلہ کرو گے؟ اور اس کا جواب یہی تھا کہ اس سلسلہ میں جو فیصلہ استمر کرے گی، وہی اس کے لئے آخری ہو گا۔ اب میری بہن! بولو،

Marfat.com

اس سلسلہ میں تم مزید کیا کہنا چاہتی ہو؟''

عزالدین کا یہ جواب سن کر قراطیس مطمئن ہو گئی تھی۔ استمر بھی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ استمر اپنا منہ قراطیس کے کان کے قریب لے گئی۔ کچھ دیر تک رازدارانہ گفتگو کرتی رہی۔ اس کے بعد قراطیس امیر عزالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''امیر! منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے آپ نے جو کل کے دن کا تعین کیا ہے تو یہ دن ہم دونوں ماں بیٹی کے لئے قابلِ قبول ہے اس سلسلے میں میرے شوہر اور میرا بیٹا اس موضوع پر گفتگو کر چکے ہیں اور اپنی رضامندی کا انہوں نے اظہار کیا ہے۔''

قراطیس کے ان الفاظ پر نیزک خان بھی مسکرایا۔ کہنے لگا۔

''تم دونوں ماں بیٹی کا فیصلہ آخری ہو گا اور وہ فیصلہ مجھے اور باربد دونوں کے لئے قابل قبول ہو گا۔''

نیزک خان کے خاموش ہونے پر قراطیس پھر بول اُٹھی۔

''امیر! اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو منگنی کی اس رسم میں رایان اور اس کے اہلِ خانہ کو بھی شامل کیا جائے۔ یہ استمر کی خواہش ہے۔''

جواب میں امیر عزالدین مسکرا دیا، کہنے لگا۔

''اگر آپ لوگ انہیں بلانا چاہتے ہیں تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں، میں اب جاتا ہوں۔ جمال الدین کے اہلِ خانہ کو اگر آپ لوگ بلانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں آج ہی اطلاع کر دینا۔ میں یہاں سے نکل کر سیدھا کذلک خان کی طرف جاؤں گا اور اسے اس ساری صورتِ حال سے آگاہ کروں گا۔ ہم صرف دو ہی آئیں گے۔ میں اور کذلک خان۔ ہمارے ساتھ کوئی تیسرا فرد نہیں ہو گا۔ میں چاہتا ہوں سادگی کے ساتھ یہ رسم ادا کر دی جائے۔ اس رسم کی ادائیگی کے بعد کذلک خان اور استمر ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں اور بہتر انداز میں ایک دوسرے کے مزاج اور طبیعت کو سمجھ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے مطابق خود کو ڈھال سکتے ہیں۔''

قراطیس اور نیزک خان نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ یہاں تک کہ نیزک خان بول اُٹھا۔

Marfat.com

''امیر! شام ہونے والی ہے، اب آپ کھانا کھا کر جائیں گے۔''
اس پر عزالدین نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی، کہنے گا۔
''نہیں نیزک خان! ابھی مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔ لہٰذا میں جاتا ہوں۔''
اس کے ساتھ ہی نیزک خان سے اجازت لے کر عزالدین چلا گیا تھا۔
اُس کے جانے کے بعد سب پھر دیوان خانہ میں بیٹھ گئے تھے۔ گفتگو کا آغاز نیزک خان نے کیا اور باربد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''بیٹے! اس سلسلہ میں بہن سے بات کر لو اور جمال الدین اور اس کے اہلِ خانہ کو جا کر اطلاع دے آؤ کہ کل انہوں نے استمر اور کذلک خان کی منگنی کی رسم میں شرکت کرنی ہے۔''
اس موقع پر قراطیس بول اُٹھی، کہنے لگی۔
''میرے خیال میں، میں اور استمر مل کر اس دعوت کے لئے جو سامان چاہئے اس کی فہرست بنا لیتی ہیں۔ آپ بھی باربد کے ساتھ جائیں۔ دونوں باپ بیٹا پہلے بازار جائیں، بازار سے باربد جمال الدین کے ہاں جا کر انہیں کل کی دعوت دے آئے گا، دوبارہ آپ کے پاس بازار آ جائے گا اور پھر دونوں باپ بیٹا بھی وہ ساری چیزیں خرید لائیں۔''

نیزک خان نے جب اس سے اتفاق کیا تب باربد بول اٹھا۔
''اماں! آپ کو اس سلسلہ میں فہرست بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مجھے اور ابا کو جو سامان چاہئے اس کا ذکر کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو چیز آپ کہیں گی، پوری کی پوری آپ کے پاس پہنچے گی۔''
باربد کے ان الفاظ پر قراطیس اور استمر دونوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد دعوت کے لئے جو چیزیں چاہئیں تھیں وہ قراطیس اور استمر نے بتا دیں جس کے بعد نیزک خان اور باربد دونوں اٹھ کر بازار کی طرف ہو لئے تھے۔

❀

اگلے روز نیزک خان کی حویلی میں کذلک خان اور استمر کی منگنی کی رسم ادا کرنے کے لئے زور و شور سے تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ شام سے بہت پہلے تیاریوں میں

Marfat.com

حصہ لینے کے لئے رایان اور لبانہ دونوں بہنیں پہنچ گئی تھیں اور ان کے کچھ دیر بعد ان کی ماں عصما، باپ جمال الدین اور بھائی قدر خان بھی پہنچ گئے تھے۔

اس طرح کھانے پینے اور دعوت کے سارے انتظامات کو استر، رایان، لبانہ اور قراطیس نے آخری شکل دے دی تھی۔ اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد سب دیوان خانہ میں بیٹھ کر امیر عزالدین اور کذلک خان کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

مغرب کی نماز کے بعد امیر عزالدین اور کذلک خان دونوں نیزک خان کی حویلی میں داخل ہوئے۔ جب وہ دیوان خانہ میں آئے تب دیوان خانہ میں بیٹھے سب لوگوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پُرتپاک انداز میں اُن کا استقبال کیا۔ نیزک خان، جمال الدین، قدر خان اور باربد نے آگے بڑھ کر دونوں سے پُرجوش مصافحہ کیا، اس کے بعد ایک خالی نشست پر کذلک خان اور امیر عزالدین ہو بیٹھے تھے۔ کچھ دیر تک باہم گفتگو ہوتی رہی، اس کے بعد عزالدین نے نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''نیزک خان! مجھے لشکر کے کچھ کام نمٹانے ہیں، لہٰذا میں جلدی جاؤں گا۔ میرے خیال میں رسم کی ادائیگی کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔''

نیزک خان نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر عزالدین جس نشست پر بیٹھا ہوا تھا وہ نشست چونکہ کذلک خان کے ساتھ تھی، وہاں سے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ نیزک خان کے پاس جو خالی نشست تھی، وہاں آ کر بیٹھا اور پھر استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''استر! میری بیٹی! کذلک خان کے پہلو سے جس نشست سے میں اُٹھا ہوں، وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔''

اپنے نئے اور پُرتکلف لباس کو سمیٹتی، شرماتی اور لجاتی استر اپنی جگہ سے اٹھی، چپ چاپ جا کر کذلک خان کے پہلو میں ہو بیٹھی تھی۔ اس موقع پر عزالدین نے دو انتہائی قیمتی انگوٹھیاں نکال کر نیزک خان کو دیں، کہنے لگا۔

''ایک انگوٹھی استر کو دو اور دوسری کذلک خان کو کہ وہ دونوں اپنی اس منگنی کی انگوٹھیاں ایک دوسرے کو پہنائیں۔''

نیزک خان نے انگوٹھیاں لے کر اپنی بیوی قراطیس کو دیں، اسے سمجھایا۔ اس پر

Marfat.com

قراطیس اپنی جگہ سے اٹھی، اسماء، رایان اور لبانہ کو بھی اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا۔ چاروں خوشی کا اظہار کرتی ہوئی اس نشست کی طرف بڑھیں جہاں کذلک خان اور استر بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ قریب جا کر قراطیس نے ایک انگوٹھی کذلک خان کو دی، دوسری استر کی گود میں رکھی اور کہنے لگی۔

''کذلک خان! میرے بیٹے! یہ انگوٹھی تم استر کو پہناؤ۔ جو انگوٹھی میں نے استر کو دی ہے وہ استر تمہیں پہنائے گی۔''

اس پر دونوں حرکت میں آئے۔ کذلک خان نے استر کو، استر نے کذلک خان کو جب انگوٹھی پہنا دی تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سب مبارک باد دینے لگے تھے۔ اس موقع پر استر خود بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس خوشی کے دوران رایان اپنا منہ استر کے کان کے قریب لے گئی، پھر مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''استر! میں تجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتی ہوں کہ تُو اپنی منزل کو پہنچی۔ جو تیرے ارادے، جو تیری خواہشیں تھیں، ان کی تکمیل ہوئی۔ اس موقع پر میں تم سے ایک بات کہوں گی کہ اس سلسلے میں ہم فقیروں کو بھی یاد رکھنا۔''

رایان کے ان الفاظ پر استر مسکرا دی تھی، پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

''رایان! تم میرے دل میں بستی ہو۔ تمہیں پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

استر سے فارغ ہونے کے بعد رایان نے چاہت بھرے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''میں آپ کو بھی اس مبارک موقع پر شاندار انداز میں مبارک باد دیتی ہوں۔''

اس کے بعد سب باری باری اٹھ کر استر، کذلک خان اور استر کے اہلِ خانہ کو مبارک باد دینے لگے تھے۔

اس موقع پر جب کہ قراطیس پھر آ کر اپنی اسی نشست پر بیٹھ گئی تھی جہاں سے اُٹھ کر وہ کذلک خان اور استر کی طرف گئی تھی، نیزک خان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے خیال میں جلدی جلدی کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ امیر عزالدین کہہ رہے تھے انہیں لشکر کے کچھ معاملات نمٹانے ہیں۔ انہیں جانے میں جلدی ہے۔''

Marfat.com

قراطیس نے اس سے اتفاق کیا۔ استمر کو قراطیس نے اپنی جگہ بیٹھنے کے لئے کہا۔ رایان، لبانہ اور عصما کے ساتھ مل کر اس نے وہیں کھانا لگایا۔ بڑے خوش گوار ماحول میں سب نے کھانا کھایا، اس کے بعد کچھ دیر بات چیت ہوئی۔ یہاں تک کہ امیر عزالدین اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''نیزک خان! میں اب جاتا ہوں۔ بس جو معاملہ طے کرنے کے لئے میں نے ارادہ کیا تھا آج اسے انجام تک پہنچایا۔ یوں جانو آج میں بے حد خوش ہوں۔ اس لئے کہ کذلک خان کو میں نے اپنا بیٹا بنایا ہے اور اس کی خوشی اب میری خوشی ہے۔ مجھے اب اجازت دیں۔ میں جاتا ہوں۔''

امیر عزالدین کے ان الفاظ کے ساتھ ہی کذلک خان بھی جب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تب تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے عزالدین کہنے گا۔

''کذلک خان! تم کیوں اٹھ کھڑے ہوئے ہو؟ تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے، یہیں رہو گے۔ اب استمر ہی نہیں اس پوری حویلی کے ساتھ تمہارا ایک رشتہ، تمہارا ایک ناتا ہے۔ تم جب اور جس وقت چاہو یہاں آ سکتے ہو۔ بچے! تم بیٹھو۔ میں چند کام نمٹانے کے لئے جاتا ہوں۔''

اس پر کذلک خان خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں کم از کم آپ کو حویلی کے دروازے تک تو چھوڑنے جا سکتا ہوں۔''

عزالدین مسکرا دیا۔ کذلک خان اُس کے ساتھ ہو لیا۔ حویلی کے صدر دروازے تک ساتھ گیا، اس کے بعد وہ دوبارہ دیوان خانہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا دیوان خانہ میں صرف اسی نشست پر استمر بیٹھی ہوئی تھی جہاں وہ اس سے پہلے کذلک خان کے پہلو میں تھی اس کے علاوہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے کذلک خان ٹھٹکا، دیوان خانہ میں داخل ہو کر وہ استمر کے ساتھ جا کر نہیں بیٹھا بلکہ اس کے سامنے خالی ایک نشست پر ہو بیٹھا، پھر کہنے لگا۔

''باقی لوگ کہاں چلے گئے؟''

استمر اپنی جگہ سے اٹھی، اس نشست پر آ کر بیٹھی جس نشست پر کذلک خان تھا

Marfat.com

بیٹھا تھا، پھر بڑے پیار، بڑی چاہت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"وہ سب لوگ دوسرے کمروں کی طرف شاید اس نظریے سے چلے گئے ہیں کہ وہ مجھے اور آپ کو علیحدگی میں گفتگو کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے ہیں۔"
یہاں تک کہنے کے بعد استر رکی، پھر دوبارہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں بلکہ تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے آپ نے میرا انتخاب کیا اور پھر میرا رشتہ طلب کرنے کے لئے امیر عزالدین کو بھیجا۔ اس میں نہ صرف آپ نے میرے اہلِ خانہ بلکہ میری عزت افزائی کا بھی سامان کیا۔ اب میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ جس وقت میرا اور آپ کا رشتہ ہو رہا تھا تو آپ نے امیر عزالدین سے یہ کیوں کہا تھا کہ اس وقت آپ کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ آپ میرے باپ سے میرا رشتہ مانگیں اور یہ کہ آپ استر کو آسائشیں نہیں دے سکیں گے جو اسے اس کے ماں باپ کے گھر میں حاصل ہیں؟

میں آپ پر انکشاف کروں کہ میں نے آپ کے ماحول، آپ کے ساز و سامان سے تو محبت نہیں کی۔ میں نے تو آپ کی ذات کو چاہا ہے۔ آپ مجھے اپنا رہے ہیں، میرے لئے یہ سب سے بڑی عزت افزائی ہے۔ شادی کے بعد آپ اگر مجھے کچھ بھی نہیں دیتے تب بھی میں یوں جانوں گی کہ میں نے زندگی کی ہر آسائش حاصل کر لی ہے۔ اس منگنی کے موقع پر یہ جو مجھے انتہائی قیمتی جواہر جڑی انگوٹھی پہنائی گئی ہے، اس انگوٹھی کی بجائے اگر آپ اپنی طرف سے مجھے لوہے کا ایک چھلا بھی پہنا دیتے تو قسم خدائے واحدہٗ لاشریک کی، استر تب بھی آپ کی ذات پر عمر بھر فخر کرتی رہتی۔ اس لئے کہ میں نے ساز و سامان، دولت اور عمدہ ماحول کو نہیں چاہا، صرف کذلک خان کی ذات سے محبت کی ہے۔"
اتنا کہنے کے بعد استر خاموش ہو گئی، بڑے پیار و محبت میں کذلک خان کی طرف دیکھتی رہی، پھر کہنے لگی۔
"اس موقع پر میں آپ پر ایک نیا انکشاف بھی کرتی ہوں۔"
"وہ کیا؟" غور سے استر کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے پوچھ لیا تھا۔

Marfat.com

''آپ کی آمد سے پہلے رایان میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے مجھ پر انکشاف کیا کہ چند دن پہلے فخر الدین نے اپنی ماں اور ایک بہن کو رایان کے گھر بھیجا تھا اور اس کے باپ جمال الدین سے اپنے لئے رایان کا رشتہ طلب کیا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد استمر جب خاموش ہوئی تب مسکراتے ہوئے کذلک خان بول پڑا۔

''تو کیا انہوں نے اس رشتہ کی حامی بھر لی ہے؟''

استمر نے اس موقع پر گھورنے کے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا، مسکرائی، پھر ہنستی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے........؟ رایان بتا رہی تھی کہ اس کے باپ نے اسی وقت جس وقت کہ فخر الدین کی ماں اور بہن نے رشتہ مانگا تھا، بغیر کسی سوچ اور توقف کے انکار کر دیا تھا۔ جس پر فخر الدین کی ماں اور بہن دونوں شرمساری ہو کر ان کی حویلی سے چلی گئی تھیں........''

یہاں تک کہتے کہتے استمر کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اسی لمحہ دیوان خانہ میں نیزک خان، باربد، قراطیس، عصما، جمال الدین، رایان، لبانہ اور قدر خان سب داخل ہوئے تھے اور پھر سب اکٹھے بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

Marfat.com

تاج الدین یلدوز کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کو ناصر الدین قباچہ کی وجہ سے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور سلطان نے اس پر بھی حملہ آور ہونے کی ٹھان لی تھی۔

جہاں تک ناصر الدین قباچہ کا تعلق ہے، ناصر الدین قباچہ اپنی مثال آپ تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے ناصر الدین قباچہ کے تجربات میں بڑا اضافہ ہوا تھا اور اسی سلطان کے فیضِ صحبت سے اس نے قواعد جہانبانی اور کشور کشائی میں کمال حاصل کیا تھا۔

سلطان شہاب الدین نے جب خطا کی سرزمینوں پر حملہ کیا اور اہلِ خطا سے ایک زبردست جنگ کی تو اس جنگ میں اُچ کا عامل تیمر دار مارا گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے ناصر الدین قباچہ کو اُچ کے علاقے کا حاکم مقرر کر دیا۔

ناصر الدین قباچہ، سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور اس کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے اس سے بیاہی گئی تھیں۔ ناصر الدین قباچہ اپنے آقا سلطان شہاب الدین غوری کے حکم کے مطابق سلطان قطب الدین ایبک کا بڑا احترام کرتا تھا اور ہمیشہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا فرض سمجھتا تھا اور قطب الدین ایبک کو ملنے کے لئے کبھی کبھی اُچ سے دہلی جایا کرتا تھا۔

سلطان قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد ناصر الدین قباچہ نے اپنی حکمرانی

Marfat.com

اور اپنے علاقوں کو وسعت دینے کے لئے سندھ کی طرف دھیان کیا۔ سندھ کے بیشتر قلعوں اور شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت سندھ پر سومرو قبیلے کی حکمرانی تھی۔ چنانچہ اس قبیلے پر حملہ آور ہو کر ناصر الدین قباچہ نے اسے تباہ و برباد کیا اور اس قبیلے کے قبضہ میں ٹھٹھہ اور جنگلی علاقے کے سوا اور کچھ نہ رہا۔ ان دنوں سومرو قبیلے میں ہندو اور مسلمان دونوں مذہبوں کے ماننے والے پائے جاتے تھے۔ اس قبیلے کے افراد نے مجبور ہو کر زراعت کو اپنا پیشہ بنایا اور گوشہ نشین ہوئے۔ تاہم ناصر الدین قباچہ کے بعد اس قبیلے نے دوبارہ سر اٹھایا اور رفتہ رفتہ سندھ کو دہلی کے فرمانرواؤں کے قبضہ سے نکال لیا۔

ناصر الدین نے سندھ میں اپنی مستقل حکومت قائم کر لی اور دریائے سرسوتی کے کنارے تک سرہند، کہرام، ملتان اور نواحی مقامات کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دوران تاج الدین یلدوز، ناصر الدین قباچہ کے علاقوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا اور ناصر الدین کے علاقوں پر ایک بار حملہ آور ہوا۔ اس مقصد کے لئے وہ چند مرتبہ اپنا لشکر بھی لے کر روانہ ہوا۔ ناصر الدین پر ضرب لگائی تاکہ اس کے علاقوں پر قبضہ کر لے۔ لیکن ہر مرتبہ ناصر الدین قباچہ کے مقابلے میں تاج الدین یلدوز کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور اس کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

اس کے بعد ناصر الدین کے حوصلے ایسے بڑھے کہ ناصر الدین نے لاہور پر حملہ کیا اور اس کا کافی علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اسی دوران اسے معلوم ہوا کہ سلطان شمس الدین التمش اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ وہ خوف زدہ ہوا۔ شمس الدین کی مستعدی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس نے رزم گاہ تک جلد از جلد پہنچنے کے لئے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے سارے لشکر نے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے ناصر الدین قباچہ ایسا خوف زدہ ہوا کہ سلطان شمس الدین التمش کا مقابلہ کئے بغیر ہی بھاگ گیا۔

اس کے بعد ایسا ہوا کہ 611ھ میں کچھ خلجی اپنے آپ کو خوب مسلح کر کے، بڑا لشکر تیار کر کے ناصر الدین قباچہ پر حملہ آور ہوئے لیکن ناصر الدین قباچہ نے ان پر حملہ

Marfat.com

آور ہو کر انہیں شکست سے دوچار کر کے غزنی کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کیا۔

اس دوران ناصرالدین قباچہ ایک اچھا کام بھی کرتا رہا، وہ یہ کہ جس زمانے میں چنگیز خان کے انسانیت سوز حملے مسلمانوں کے لئے سوہانِ روح بنے ہوئے تھے تو غزنی اور غور کے مسلمان ناصرالدین قباچہ کے پاس آئے، ناصرالدین نے سب کی دلجوئی کی اور ان میں سے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق انعام و اکرام سے بھی نوازا۔

تاہم اس کے بعد ناصرالدین قباچہ پر حرص و ہوس کا دورہ پڑا۔ 614ھ میں اس نے سلطان شمس الدین التمش کے کچھ علاقوں پر حملہ آور ہو کر ترک تاز اور یلغار کرنا شروع کر دی۔ یہ صورتِ حال سلطان شمس الدین التمش کے لئے بڑی تکلیف دہ اور ناقابلِ برداشت تھی۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش، ناصرالدین قباچہ پر ضرب لگانے کے لئے اب اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینے لگا تھا۔

❁

کذلک خان ایک روز اپنے گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا کہ مکان کے دروازے پر دستک ہوئی۔

کھریرا ہاتھ میں پکڑے ہی پکڑے وہ بیرونی دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ جب اس نے کھولا تو دروازے پر حسین و خوب صورت استر اور باربد دونوں بہن بھائی کھڑے تھے۔ کذلک خان کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے استر مسکرا دی، مکان میں داخل ہوئی، باربد نے دروازہ بند کیا، پھر استر غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”آپ کے ہاتھ میں کھریرا ہے۔ لگتا ہے آپ گھوڑے کو کھریرا کر رہے تھے۔“

اس پر کذلک خان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی، پھر دیوان خانہ کی طرف بڑھا، کھریرا ایک طرف اس نے رکھ دیا۔ اس کے پیچھے پیچھے استر اور باربد دونوں بہن بھائی بھی دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ گفتگو کا آغاز استر نے کیا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”ہم نے سنا ہے کہ آنے والی صبح کو سلطان اپنے لشکر کے ساتھ ناصرالدین قباچہ

Marfat.com

پر ضرب لگانے کے لئے کوچ کرنے والا ہے۔''
اس پر کذلک خان نے پہلے اثبات میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔
''استمر! تم نے درست سنا ہے۔ لشکر اگلی صبح کو نہیں بلکہ آنے والی شب کے پچھلے پہر کو دہلی سے کوچ کر جائے گا۔''
اس موقع پر استمر نے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔
''اس کا مطلب ہے کہ اگر میں اور باربد دونوں بہن بھائی اس وقت نہ آتے تو آنے والی شب کے پچھلے پہر میں آپ ہم سے ملے بغیر ہی لشکر میں شامل ہو کر کوچ کر جاتے۔''
''یہ تمہارا اندازہ ہے۔'' مسکراتے ہوئے کذلک خان نے کہا۔ ''اور یہ اندازہ درست نہیں ہے۔ کوچ کرنے سے پہلے میں ضرور تمہارے ہاں آتا اور تم لوگوں سے مل کر جاتا۔ دیکھو استمر! تمہارے ساتھ اب میرا ایک رشتہ ہے، جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔''
کذلک خان کے ان الفاظ پر استمر سنجیدہ ہو گئی، پھر کہنے لگی۔
''بابا نے بتایا تھا کہ آپ لشکر کے ساتھ کوچ کرنے والے ہیں۔ اس بناء پر میں بابا اور اماں سے اجازت لے کر آئی ہوں تا کہ آپ کی روانگی سے قبل آپ کے لئے کچھ چیزیں خرید سکوں۔''
''میرے لئے چیزیں خرید سکو؟ وہ کون سی اور کیسی چیزیں؟''
باربد کذلک خان اور استمر کی اس گفتگو سے مسکرائے جا رہا تھا اور لطف اندوز ہو رہا تھا۔ پھر استمر، کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ بول اٹھی۔
''آپ کے لئے کچھ کپڑے اور دیگر سامان۔''
''دیگر سامان میں کیا چیزیں ہوتی ہیں؟''
اس پر استمر کھل کر ہنس دی، کہنے لگی۔
''اس وقت میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ جب بازار سے لوٹ کر آؤں گی پھر بتاؤں گی کہ میں نے آپ کے لئے کیا خریدا ہے۔''
استمر یہیں تک کہنے پائی تھی کہ کذلک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

Marfat.com

"تم دونوں بہن بھائی بیٹھو، میں بس ابھی آیا۔"

اس کے ساتھ ہی بڑی تیزی سے کذلک خان دیوان خانہ سے نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا، اس کے ہاتھ میں نقدی کی ایک تھیلی تھی اور وہ تھیلی اس نے استمر کے سامنے رکھی اور کہنے لگا۔

"اگر تم نے میرے لئے کچھ خریدنا ہے تو نقدی کی یہ تھیلی اپنے ساتھ لے کر جاؤ اور تم ساری خریداری اسی میں سے کرو گی۔"

استمر نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی، کہنے لگی۔

"نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ جس خریداری کا میں ذکر کر رہی ہوں اس کی اجازت میں بابا اور اماں سے لے چکی ہوں۔ اس کے لئے بابا نے مجھے رقم بھی فراہم کر دی ہے۔ لہٰذا آپ سے میں کچھ نہیں لوں گی۔ اس لئے یہ جو تھیلی آپ نکال کر لائے ہیں، اسے سنبھال کر رکھئے۔ اسے جہاں سے لائے ہیں وہیں رکھ آیئے، میں آپ سے کچھ نہیں لوں گی۔ جیسا میرے بابا اور اماں کے درمیان طے ہوا ہے اسی کے مطابق خریداری کی جائے گی۔"

اس موقع پر کذلک خان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کے بولنے سے پہلے ہی استمر بول اٹھی، کہنے لگی۔

"اس وقت میں اور باربد آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ سے یہ کہیں کہ آپ تیار ہو کر ہماری حویلی میں آجایئے۔ شام کا کھانا آپ وہیں کھائیں گے، شب بسری بھی وہاں کریں گے اور جس وقت لشکر نے کوچ کرنا ہوگا، اس وقت آپ حویلی سے نکل کر مستقر کی طرف چلے جایئے گا۔"

استمر جب خاموش ہوئی تب کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"استمر! جو کچھ تم نے کہا ہے اس میں سے آدھا میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ باقی آدھا جو ہے........"

کذلک خان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے استمر بول اٹھی۔

"باقی آدھا آپ کیوں نہیں مانتے؟"

Marfat.com

اس موقع پر کذلک خان سنجیدہ ہو گیا، کہنے لگا۔

''استر! روانگی سے پہلے میں تمہارے ہاں آؤں گا۔ تم لوگوں سے مل کر جاؤں گا۔ شام کا کھانا بھی تم لوگوں کے ساتھ کھا لوں گا لیکن شب بسری نہیں کروں گا۔ دیکھو استر ....''

کذلک خان کو ایک بار پھر رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں استر بول اُٹھی۔

''اب آپ یہ کہیں کہ اگر آپ شب بسری وہاں کرتے ہیں تو لوگ اُنگلیاں اُٹھائیں گے۔ یہ کہیں گے کہ کذلک خان نیزک خان کی حویلی میں کیوں شب بسری کرتا ہے؟ کیوں قیام کرتا ہے؟ سب سے بڑا اعتراض تو فخرالدین کرنے والا ہے۔ یہ بھی سوچتے ہوں گے کہ لوگ کہیں گے کہ نیزک خان کے ہاں اس کی ایک نوجوان بیٹی ہے لہٰذا کذلک خان کو وہاں قیام نہیں کرنا چاہئے اور آپ یہ بھی تو سوچیں کہ نیزک خان کی جو بیٹی ہے اسے تو حالات ہی نہیں، ماں باپ نے بھی آپ سے منسوب کر دیا ہے۔ میرا آپ کے ساتھ ایک رشتہ ہے، اس رشتہ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ جب اور جس وقت چاہیں ہماری حویلی میں آ سکتے ہیں، شب بسری بھی کر سکتے ہیں۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے اور اگر کوئی اعتراض کھڑا کرتا ہے تو وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔''

کذلک خان کہنے لگا۔

''استر! جو رشتہ میرے اور تمہارے درمیان ہے، وہ بڑا باعزت اور بڑا پُروقار ہے۔ اس رشتہ سے ہمیں کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ فخرالدین جیسے ہزاروں آ جائیں تب بھی میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ ہے اسے یہ لوگ ختم نہیں کر سکتے۔ جہاں تک فخرالدین کا تعلق ہے اب اس کی مجال اور جرأت نہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان وہ اس معاملے میں بول بھی سکے۔ استر! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ہاں آؤں گا، وہاں کچھ دیر بیٹھ کر مستقر کی طرف جاؤں گا، سارے انتظامات دیکھوں گا، واپس آ کر شام کا کھانا آپ لوگوں کے ساتھ کھاؤں گا، اس کے بعد میں گھر واپس نہیں آؤں گا، وہیں سے مستقر کی طرف چلا جاؤں گا اور لشکر کے ساتھ وہیں سے کوچ کر جاؤں گا۔''

اتنا کہنے کے بعد کذلک خان رُکا، پھر بڑی غور سے استر کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

پیار باری آواز میں استمر سے کہنے لگا۔

"اب بولو تم کیا کہتی ہو؟"

استمر مسکرا دی، کہنے لگی۔

"اب تو میرے لئے آپ کی بات نہ ماننا بھی گناہ ہے۔ بہر حال آپ جیسا کہیں گے، ویسا ہی ہوگا۔ میں اب باربد کے ساتھ بازار جاتی ہوں اور رایان کے ہاں جاؤں گی۔ اسے ساتھ لے کر پھر بازار کا رخ کروں گی۔ آپ یہاں سے نکل کر سیدھے ہمارے ہاں جایئے گا اور وہیں قیام کیجئے گا۔"

اس کے ساتھ ہی استمر اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس پر باربد اور کذلک خان بھی کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد کذلک خان دونوں بہن بھائی کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ استمر اور باربد چلے گئے اور کذلک خان پہلے کی طرح دروازے کو اندر سے زنجیر لگا کر اپنے گھوڑے کو کھریرا کرنے لگا تھا۔

بازار سے استمر جب لوٹ کر آئی تو اس کے ساتھ اس کا بھائی باربد اور رایان دونوں تھے جب وہ دیوان خانے میں داخل ہوئے تو دیوان خانہ میں اس وقت نیزک خان اور قراطیس دونوں میاں بیوی بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ استمر، رایان اور باربد نے جو سامان اٹھا رکھا تھا وہ دیوان خانہ کے ایک کونے میں رکھ دیا تھا۔ جب تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے تب کچھ دیر تک استمر نے جستجو بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا، اپنی ماں اور نیزک خان کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی نیزک خان بول اٹھا۔

"بیٹی! کذلک خان کافی دیر یہاں بیٹھ کر اور تمہارا انتظار کر کے تھوڑی دیر پہلے ہی گیا ہے۔"

استمر شاید کذلک خان کے متعلق ہی کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ اپنے بارے میں نیزک خان کے ان الفاظ پر چونکی تھی اور بدحواس سے لہجہ میں پوچھ لیا تھا۔

"میں اور باربد دونوں بہن بھائی جب ان کے ہاں گئے تھے تو گھوڑے کو کھریرا کر رہے تھے۔ ہم دونوں بہن بھائی تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھے اور یہ طے پایا تھا کہ ہم دونوں بہن بھائی بازار جائیں گے اور وہ ہمارے ہاں آئیں گے اور رات کا کھانا

Marfat.com

یہیں پر کھا کر مستقر کی طرف جائیں گے اور لشکر کے ساتھ کوچ کریں گے۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ آئے تھے اور انتظار کر کے چلے گئے۔"

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

"وہ کافی دیر یہاں بیٹھے رہے ہیں، ہمارے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے ہیں۔ اُسے بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار بھی تھا۔ تم لوگوں نے آنے میں دیر کر دی، تب وہ اُٹھ کر مستقر کی طرف گیا ہے۔ میرے خیال میں وہاں اس نے کوئی کام نمٹانا ہے۔ میری بچی! تم نے کچھ زیادہ دیر بازار میں نہیں لگا دی؟"

اس پر ایتمر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! کذلک خان کے ہاں سے نکل کر میں اور باربد دونوں بہن بھائی رایان کے ہاں گئے، تھوڑی دیر کے لئے رایان نے وہاں اپنے پاس بٹھا لیا، اس کے بعد میں رایان اور باربد بازار کی طرف گئے۔ بازار میں ہم زیادہ وقت تو نہیں لگایا جبکہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ شام تک یہیں رہیں گے، شام کا کھانا کھا کر جائیں گے۔ اب اچانک انہیں مستقر میں کیا کام پڑ گیا ہے؟"

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

"بیٹی! اس نے مجھے اس کی تفصیل تو نہیں بتائی، بہر حال وہ کافی دیر بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتا رہا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گیا ہے۔"

نیزک خان کے خاموش ہونے پر ایتمر کچھ دیر تک سوچ میں ڈوبی رہی، پھر اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

"بابا! کذلک خان ہمارے ہاں پیدل آئے تھے یا اپنا گھوڑا بھی لے کر آئے تھے؟"

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! وہ اپنا گھوڑا لے کر آیا تھا اور اس کا گھوڑا اس وقت ہمارے اصطبل میں بندھا ہوا ہے۔ وہ پیدل ہی مستقر کی طرف گیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ شام میں جلدی ہی آ جائے۔"

کذلک خان کے ان الفاظ پر ایتمر خوش اور مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر اپنے باپ اور

Marfat.com

اپنی ماں کو وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سارا سامان دکھانے لگی تھی جو وہ خرید کر لائی تھی۔ جب ایسا ہو چکا تب قراطیس استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹے! میرے خیال میں سورج غروب ہونے والا ہے۔ کذلک خان جلدی آ جائے گا۔ میں چاہتی ہوں، اس کے آنے سے پہلے پہلے کھانا تیار کر لیں۔ رایان یہاں بیٹھتی ہے اور میں اور تم دونوں ماں بیٹی مطبخ میں کھانا تیار کرتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قراطیس جب خاموش ہوئی تب استر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی رایان بھی کھڑی ہو گئی اور رایان فی الفور قراطیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اماں! آپ یہاں بابا اور باربد کے پاس بیٹھ کر باتیں کریں۔ ہم دونوں بہنیں مطبخ میں کھانا تیار کرتی ہیں۔ آپ کو اُدھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کذلک خان کے آنے سے پہلے پہلے ہم کھانا تیار کر لیں گی۔ آپ بے فکر رہیں۔"

رایان کے ان الفاظ پر جہاں نیزک خان اور باربد دونوں مسکرا رہے تھے، وہاں قراطیس نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد استر اور رایان دونوں اُٹھیں اور مطبخ میں جا کر کھانا تیار کرنے لگی تھیں۔

جب وہ کھانے کی تیاری سے فارغ ہوئیں تب کسی قدر حیرت سے رایان کی طرف دیکھتے ہوئے استر کہنے لگی۔

"کذلک کو اب تک آ جانا چاہئے تھا۔ اتنی دیر مستقر میں کیا ضرورت پڑ گئی؟"

استر کے ان الفاظ کے جواب میں رایان کچھ کہنا چاہتی تھی کہ مغرب کی اذان سنائی دی تھی۔ لہٰذا نماز کی ادائیگی کے لئے دونوں مطبخ سے نکل گئی تھیں۔

نیزک خان، قراطیس، رایان اور باربد جب مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر پھر دیوان خانہ میں آ کر بیٹھے تب حویلی کے دراز ے پر دستک ہوئی تھی۔ اس پر باربد بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں بھائی آ گئے ہیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی باربد بھاگتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آیا، اُس کے ساتھ کذلک خان بھی تھا۔ دونوں دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ کذلک خان کو دیکھتے

Marfat.com

ہوئے اسمتر اور رایان دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ کذلک خان جب آگے بڑھا تب بڑی شفقت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے نیزک خان کہنے لگا۔

''بیٹے! مستقر میں تو نے اتنی دیر کر دی؟''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''بابا! دراصل بات یہ ہے کہ سلطان اور عزالدین دونوں مستقر میں پہنچے ہوئے تھے۔ لشکر کی رسد کا اہتمام کیا گیا، اس کے ساتھ ہی جس لشکر نے آج رات کو کوچ کرنا ہے، اُس کا تعین کیا گیا اور ضرورت کے وقت جس کمک کی ضرورت ہو سکتی ہے اسے بھی تیار کیا گیا۔ اب ساری تیاری مکمل ہوئی تو میں آپ لوگوں کی طرف آیا۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تب قراطیس، اسمتر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ ''بیٹی! اُٹھو۔ پہلے ساتھ والے کمرے میں کھانا لگائیں، کھانا کھاتے ہیں، اس کے بعد دیکھتے ہیں ہم نے کیا کرنا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ والے کمرے میں گئے۔ پہلے فرش پر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک کافی بڑی چٹائی اسمتر اور باربد نے پھیلائی، اس کے اوپر سفید رنگ کی چادر ڈال دی گئی تھی۔ پھر اس پر بیٹھ کر سب کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد جب سب دیوان خانہ میں آئے تب نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''بابا! میں نے اسمتر اور باربد کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، پورا کر دیا ہے۔ ان کا تقاضا تھا کہ آج شام کا کھانا ان کے ساتھ کھاؤں۔ ایسا ہو چکا ہے۔ اب مجھے اجازت دیں، میں مستقر کی طرف جاتا ہوں اس لئے کہ باقی سالار بھی وہاں پہنچ چکے ہوں گے، لہٰذا میرا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر نیزک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''بیٹے! اب میں تمہیں روکوں گا نہیں، ساتھ ہی تمہارے لئے دعا بھی کرتا ہوں کہ جس مہم پر تم نکل رہے ہو، خداوند قدوس تم سب کو اس میں کامیاب رکھے۔''

نیزک خان جب کھڑا ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسمتر، قراطیس، باربد

Marfat.com

اور رایان بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر باربد دیوان خانہ کے دروازے کی طرف جاتے ہوئے کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی! آپ سب کے ساتھ حویلی کے صدر دروازے کے پاس رُکیں، میں اصطبل سے آپ کا گھوڑا لے کر آتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی باربد تقریباً بھاگتا ہوا اصطبل کی طرف چلا گیا تھا۔

کذلک خان اور باقی سب لوگ حویلی سے نکل کر صدر دروازے پر آن کھڑے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک باربد، کذلک خان کا گھوڑا لے آیا تھا۔ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کذلک خان نے سب سے پہلے استر اور رایان پر باری باری ایک پیار بھری الوداعی نگاہ ڈالی، اس کے بعد نیزک خان، قراطیس اور باربد کو الوداع کیا، حویلی سے نکلا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا مستقر کی طرف چلا گیا تھا۔

اُسی روز رات کے وقت سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ دہلی سے کوچ کر گیا تھا۔

دراصل ناصرالدین قباچہ نے انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلطان شمس الدین کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر بعض علاقوں کو اپنی عملداری میں شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ ناصرالدین قباچہ نے پہلے لاہور پر حملہ کیا اور لاہور سے لے کر سرہند تک کا علاقہ اس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اُس کی یہ حرکت سلطان شمس الدین کے لئے یقیناً ناقابلِ برداشت تھی لہٰذا ناصرالدین قباچہ کو سزا دینے کے لئے سلطان شمس الدین آندھی اور طوفان کی طرح اس کی طرف بڑھا۔

ناصرالدین قباچہ کو جب خبر ہوئی کہ سلطان شمس الدین انتہائی غصہ اور غضب کی حالت میں ایک جرار لشکر لے کر اس پر چڑھ دوڑنے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تب ناصرالدین قباچہ کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی۔ سلطان شمس الدین کے مزاج، اس کے ارادوں سے وہ اچھی طرح واقف تھا چنانچہ اُس کے مخبروں نے مزید یہ خبر دی کہ سلطان تو بڑی برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے نزدیک پہنچ رہا ہے، تب افراتفری کے عالم میں لاہور اور سرہند تک کا سارا علاقہ خالی کرنے کے بعد اپنے لشکر کو لے کر ناصرالدین قباچہ ملتان کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے وقت اس نے ایسی بدحواسی

Marfat.com

کا مظاہرہ کیا کہ اپنا بہت سا قیمتی اور ضروری سامان اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین جب اس جگہ پہنچا جہاں یہ سارا سامان بکھرا ہوا تھا تو سلطان شمس الدین نے اس کے سارے سامان پر قبضہ کر لیا۔ احتیاط کی خاطر چند روز وہاں قیام کیا، اس کے بعد وہ اپنے لشکر کو لے کر دہلی کی طرف چلا گیا تھا۔

❀

اسی دوران ایک بہت بڑا حادثہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی ہندوستان میں آمد تھی۔

دراصل سلطان جلال الدین خوارزم شاہ بروان کے مقام پر چنگیز خان سے ٹکرایا تھا اور یہ ٹکراؤ ایسا شدید اور خوف ناک تھا کہ اس معرکہ میں سلطان جلال الدین نے چنگیز خان کو بدترین شکست دی اور وہ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس جنگ میں سلطان کے دو سالاروں سیف الدین اغراق اور امین الملک نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ چنگیز خان کی اس شکست کے دوران سلطان کے ہاتھ ایک گھوڑا لگا اور اس گھوڑے کے بارے میں سیف الدین اغراق اور امین الملک کے درمیان تکرار ہو گئی۔ اس تکرار کے دوران امین الملک نے غصہ میں گھوڑے کا چابک اٹھا کر سیف الدین کے سر پر دے مارا۔ اس نے سلطان سے شکایت کی۔ چونکہ سلطان کو امین الملک کی وفاداری پر اعتماد نہ تھا اور تیس ہزار فوج اس کی کمانداری میں تھی۔ اس لئے سلطان سن کر خاموش ہو رہا۔ اس سے سیف الدین اغراق کو بڑا رنج ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ اپنا بوریا بستر سمیٹ کر روانہ ہو جائے۔ جب جلال الدین کو معلوم ہوا تو اس نے اغراق کو سمجھانے کی پوری کوشش کی اور حالات کی نزاکت کا احساس دلایا۔ سیف الدین اغراق، سلطان کے اصرار کے پیشِ نظر اس وقت تو خاموش ہو رہا، لیکن جب رات ہوئی، لوگ سو گئے تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ سلطان کو چھوڑ کر کوچ کر گیا۔

سلطان جلال الدین کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد چنگیز خان ابھی تک طالقان کے علاقے میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور اسے مناسب موقع کا انتظار تھا کہ سلطان جلال الدین سے اپنی شکست کا انتقام لے۔ جب اسے علم ہوا کہ سلطان کا ایک سالار سیف الدین اغراق سلطان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا ہے تو اس نے سلطان سے

Marfat.com

انتقام لینے اور سلطان پر ضرب لگانے کے لئے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔

سلطان کو بھی اس کے مخبروں نے اطلاع کر دی تھی کہ سیف الدین اغراق کے جانے اور اُس کے لشکر کی تعداد کم ہونے سے چنگیز خان فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ سلطان کو بھی موقع کی نزاکت کا صحیح اندازہ ہو گیا۔ اُدھر چنگیز خان طالقان سے نکل کر پھر بروان کی طرف روانہ ہوا تا کہ سلطان سے اپنی شکست کا انتقام لے۔ جبکہ سلطان اپنے لشکر کی حالت دیکھتے ہوئے بروان سے غزنی کی طرف روانہ ہو گیا تھا تا کہ موقع پا کر دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان چلا جائے اور وہاں قسمت آزمائی کرے۔

جب چنگیز خان بروان کے مقام پر پہنچا تو سلطان غزنی سے آگے نکل گیا تھا۔ چنگیز خان بھانپ گیا کہ سلطان کیا کرنا چاہتا ہے، اس لئے اس نے عہد کر لیا کہ جس طرح بھی ہو سکا وہ سلطان جلال الدین کو دریائے سندھ عبور نہیں کرنے دے گا۔ چنانچہ بڑی تیزی سے سلطان کے پیچھے لگ گیا۔

یہ تعاقب ایسا خوف ناک تھا اور چنگیز خان کو اتنی جلدی تھی کہ بعض اوقات راتوں کو بھی آرام نہیں کرتا تھا اور لشکریوں کو اتنا موقع بھی نہ ملتا تھا کہ وہ کھانا پکا سکیں۔

دوسری طرف یہی حالت سلطان کی بھی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے جا کر پڑاؤ کر گیا۔ رات کی تاریکی میں چنگیز خان بھی وہاں پہنچ گیا اور سلطان جلال الدین اور اس کے لشکر کو اس نے گھیر لیا۔ چونکہ سلطان کا سالار سیف الدین اغراق اسے چھوڑ کر جا چکا تھا، لہٰذا سلطان جلال الدین کے پاس اب مٹھی بھر لشکری رہ گئے تھے تاہم دریائے سندھ کے کنارے جلال الدین نے چنگیز خان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اس موقع پر سلطان کو ایک اور صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ سلطان کے پاس دو ہی بڑے سالار تھے۔ ایک سیف الدین اغراق اور دوسرا امین الملک اور ان دونوں میں ایک گھوڑے کی وجہ سے چپقلش ہو گئی تھی۔ سیف الدین اغراق تو پہلے ہی چھوڑ چکا تھا، دریائے سندھ کے کنارے جب سلطان جلال الدین کا چنگیز خان کے ساتھ گھمسان کا رن پڑا تو اس امین الملک نے بھی بے وفائی کی اور اپنے بچے کھچے ساتھیوں اور لشکریوں کو جمع کر کے اور سلطان کو تقدیر کے حوالے کر کے خود پشاور کی طرف چلا گیا۔

Marfat.com

سلطان جلال الدین اپنے مٹھی بھر لشکریوں کے ساتھ صبح سے لے کر زوال آفتاب تک بڑی پامردی اور جرأت مندی کے ساتھ چنگیز خان اور اس کے منگول لشکریوں کا مقابلہ کرتا رہا اور انہیں اپنے نزدیک تک نہ آنے دیا۔ حیرت کی بات ہے کہ اس موقع پر چنگیز خان کے پاس ایک خاصا بڑا لشکر تھا اور جبکہ سلطان کے پاس صرف سات سو لشکری رہ گئے تھے۔ چنانچہ جب سلطان نے اندازہ لگایا کہ اب حالات اس کی گرفت سے باہر ہو گئے ہیں تب وہ دریائے سندھ کی طرف ہٹا۔ ایک ایسے مقام پر آیا جہاں دریائے سندھ تیس فٹ نیچے بہہ رہا تھا۔ سلطان نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور گھوڑے کے ساتھ وہ دریائے سندھ کی بل کھاتی موجوں میں کود گیا۔ چنانچہ سلطان جلال الدین طوفانی موجوں کے ساتھ لڑتا بھڑتا دوسرے کنارے پر صحیح سلامت پہنچ گیا۔ جب سلطان نے دریا میں چھلانگ لگائی تو اس وقت چنگیز خان اور اس کے بیٹے اس حیرت انگیز کارنامے کو دیکھ کر عش عش کر اٹھے اور چنگیز خان نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"پدر پسر چنی بائید۔"

چنانچہ دریائے سندھ کو عبور کر کے سلطان جلال الدین دو تین گھنٹے تک اکیلا اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ ممکن ہے کوئی بچا کھچا اس کا لشکری اس تک پہنچ جائے۔ جب سلطان نے دریا میں چھلانگ لگائی تھی تو سلطانی لشکر کے جہت سے سپاہیوں کی تعداد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دریائے سندھ میں کود گئی تھی۔ ان میں سے اکثر تو پانی میں ڈوب گئے لیکن جو بچ گئے تھے، انہیں منگولوں نے تیروں کی زد پر لے کر ختم کر دیا تھا۔ بہر حال جوں توں کر کے چھ سات لشکری بچ بچا کر سلطان کے پاس پہنچ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد تعداد سو تک پہنچ گئی۔

ایک دن سلطان کو اطلاع ملی کہ اس علاقے کے کچھ ہندو لشکری پاس ہی ایک مقام پر عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ سلطان نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اپنے بچاؤ کے لئے جنگل سے لاٹھیاں کاٹ لیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے کام لیا جا سکے۔ اس لئے کہ سلطان اور اس کے ساتھیوں کے پاس ہتھیار نہیں رہے تھے۔

چنانچہ یہ کام کرنے کے بعد سلطان اور اس کے لشکری اچانک ہندوؤں کے اس

Marfat.com

لشکر پر ٹوٹ پڑے اور وہ سلطان اور اس کے ساتھیوں کے اس حملے سے ایسے گھبرائے کہ گھبراہٹ میں ہتھیار اور ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ سلطان جلال الدین کے لئے غیبی امداد تھی۔ اس لئے کہ سلطان کے سب لشکری نہتے تھے۔

منگولوں کے تعاقب کا تو ڈر تھا ہی، مقامی آدمی بھی کچھ کم خطرناک نہ تھے۔ اس علاقے کا حکمران ایک ہندو راجہ تھا۔ جب راجہ کو سلطان کی موجودگی کا علم ہوا تو وہ ایک ہزار پیادہ اور پانچ سو سواروں کا لشکر لے کر سلطان پر حملہ آور ہو گیا۔

سلطان کی رفاقت میں مٹھی بھر جانثار تھے اور اکثر نہتے لیکن ایسی پامردی سے لڑے کہ ہندو راجہ کو بدترین شکست ہوئی۔ راجہ مارا گیا۔

اب سلطان کے لشکر میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ سلطان کے لشکر کی تعداد چند سینکڑوں تک پہنچ گئی۔

ایک دن سلطان کو خبر ملی کہ مرنے والے راجہ کے لشکریوں کا ایک حصہ سلطان کی قیام گاہ کے قریب ہی پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ سلطان نے اپنے لشکریوں کے ساتھ اچانک ان پر چھاپہ مارا اور وہ لشکری سارا ساز و سامان اور ہتھیار چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس طرح سلطان کے پاس ہتھیاروں کا معمولی سا ذخیرہ بھی جمع ہو گیا۔

جب سلطان کی ان یلغاروں کی خبریں اردگرد کے چھوٹے موٹے راجاؤں اور مہاراجاؤں کو ملیں تو انہیں بھی اپنا مستقبل خطرے میں گھرا نظر آنے لگا۔ چنانچہ صلاح و مشورہ ہونے لگا کہ اس فتنہ کا سدِ باب کیسے کیا جائے تاکہ سلطان کے قدم جمنے نہ پائیں۔ یہ وہ وقت تھا جب سلطان کی کمان میں بہ مشکل پانچ سو لشکری ہوں گے۔ طے پایا کہ چھ ہزار کے لشکر سے سلطان پر ہلّہ بول دیا جائے اور اسے گھیر کر گرفتار کر لیا جائے یا قتل دیا جائے۔

لیکن دشمن کو سلطان کی شجاعت اور جنگی مہارت کا کوئی اندازہ نہ تھا اور جس کام کو وہ آسان سمجھے بیٹھے تھے، وہ بہت مشکل تھا۔ حسب معمول جب دشمن سلطان پر حملہ آور ہوئے تو سلطان نے اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ انہیں بدترین شکست دی اور میدان سلطان کے ہاتھ میں رہا۔

ابھی تک سلطان کے بچھڑے ہوئے لشکری دو دو، چار چار کی تعداد میں لشکر میں آ

Marfat.com

کر شامل ہو رہے تھے اور ان کی تعداد پانچ چھ ہزار تک پہنچ گئی۔

دوسری طرف چنگیز خان ابھی تک دریائے سندھ کے اس پار پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور سلطان کی ان چھوٹی چھوٹی فتواحات کی خبریں سن سن کر غصے میں بل کھا رہا تھا آخر اس نے ایک بھاری لشکر سلطان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لشکر چنگیز خان نے اپنے بیٹے چغتائی خان کی سرکردگی میں روانہ کیا تھا۔ چونکہ سلطان جلال الدین کے حالات ابھی تک حد درجہ ناساز گار تھے اس لئے اس نے دہلی کا رخ کیا تھا تاکہ سلطان شمس الدین التمش جو اس وقت ہندوستان کا حکمران تھا اس سے منگولوں کے خلاف امداد کا طالب ہو۔

اُدھر منگولوں کا لشکر سلطان کے تعاقب میں لگا اور منگول شاہ پور تک آئے لیکن جب دیکھا کہ سلطان بہت آگے نکل گیا ہے تو وہ شاہ پور کو لوٹ کر واپس چلے گئے۔ چنانچہ سلطان جلال الدین، دارالسلطنت دہلی تک پہنچا اور اس نے اپنے ایک سالار عین الملک کو التمش کے دربار میں اس غرض کے لئے روانہ کیا کہ وہ تمام واقعات شمس الدین التمش کے گوش گزار کر کے درخواست کرے کہ شمس الدین التمش اپنی قلمرو کے کسی دور دراز کونے میں سلطان جلال الدین کو تھوڑی سی جاگیر عطا کر دے۔ شاید اس طرح سلطان جلال الدین اپنے خلاف حالات کا رخ بدلنے میں کامیاب ہو جائے۔

لیکن چونکہ سلطان جلال الدین اپنی جنگی مہارت اور بہادری کی وجہ سے اردگرد کے سارے حکمرانوں کے لئے ہوا بنا ہوا تھا، اس لئے سلطان شمس الدین التمش عجیب مخمصے میں پھنس گیا۔ کئی دن کھسر پھسر ہوتی رہی، کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ اس دوران سلطان جلال الدین کا ایلچی عین الملک، سلطان التمش کے پاس قیام کئے رہا۔ چونکہ یہ ساری بست و کشاد عین الملک کے سامنے ہوتی رہی تھی اور سلطان شمس الدین التمش نہیں چاہتا تھا کہ ان واقعات کا علم سلطان کو بھی ہو جائے اس لئے اس نے عین الملک کو مروا دیا اور کہلا بھیجا کہ قاصد ہیضے سے مر گیا ہے۔

چنانچہ سلطان جلال الدین کے ایلچی عین الملک کی موت پر شمس الدین التمش نے اظہار افسوس کرنے کے علاوہ سلطان جلال الدین کے لئے قیمتی تحائف اور لشکر کے لئے رسد کا کافی ذخیرہ بھی روانہ کیا۔ نیز یہ مشورہ پیش کیا کہ چونکہ ہندوستان کی آب و

Marfat.com

ہوا صحت کے لئے چنداں سازگار نہیں رہتی اس لئے اندیشہ ہے کہ آپ کی اور آپ کے لشکر کی صحت پر بہت برا اثر پڑے گا۔ لیکن اگر آپ اس پر بھی اپنا ارادہ بدلنے پر آمادہ نہ ہوں تو دہلی کے نواح میں زمین کا ایک ٹکڑا پیش کیا جا سکتا ہے۔

سلطان جلال الدین نے سلطان شمس الدین التمش کے اس جواب سے اندازہ لگا لیا کہ دہلی کا حکمران طبقہ اس کی آمد سے ناخوش ہے، اس لئے اسے مزید قیام نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ اس وقت تک سلطان جلال الدین کی کمانداری میں دس ہزار جانثار جمع ہو چکے تھے۔

دریائے سندھ کے کنارے سے ملحقہ علاقے حکومتِ دہلی کی بالادستی سے آزاد ہونے کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹے ہوئے تھے۔ جب سلطان شمس الدین کا مایوس کن جواب سن کر سلطان جلال الدین ادھر کو واپس لوٹا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ان ریاستوں پر قابو پا کر وہیں ٹھہر جائے گا اور حالات کی درستی کا انتظار کرے گا۔

ان راجاؤں میں سب سے بڑے راجہ کا نام رائے کوکا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ سلطان ان علاقہ جات کو فتح کرنے کے ارادے سے چلا آ رہا ہے تو سب سے پہلے اس نے سلطان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اظہار فرمانبرداری کیا، نیز اپنی لڑکی سلطان کے حرم میں داخل کر دی اور اظہارِ اطاعت کے لئے اپنے بیٹے کو سلطان کی خدمت میں روانہ کیا جسے سلطان نے خلعتِ شاہانہ سے سرفراز کر کے قتلغ خان کے خطاب سے نوازا۔

اسی اثناء میں سلطان کو یہ خبر ملی کہ اس کے دو بڑے سالاروں میں سے امین الملک جو اسے چھوڑ کر پشاور کی طرف روانہ ہوا تھا، اسے حملہ آور ہو کر منگولوں نے قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کی بیٹی بے یار و مددگار رہ گئی ہے۔ اور وہ بے بس لڑکی سندھ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کی تحویل میں ہے۔

امین الملک بہرحال سلطان جلال الدین کے ساتھ کام کرتا رہا تھا۔ یہ علیحدہ بات تھی کہ ایک گھوڑے کے سلسلے میں اس کی اپنے ساتھی سے تکرار ہو گئی تھی اور یوں سیف الدین اور امین الملک کی وجہ سے سلطان جلال الدین کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ حالانکہ وہ چنگیز خان کو شکست دے چکا تھا اور اس شکست کے بعد وہ چنگیز خان کا

Marfat.com

تعاقب کرتے ہوئے اسے یقیناً آگے آگے بھاگنے پر مجبور کر سکتا تھا لیکن سیف الدین اور اسی امین الملک کی بے وفائی اور حماقت کی وجہ سے اُلٹا سلطان کو نقصان ہوا اور اسے بے بس ہو کر ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہونا پڑا۔

بہر حال سندھ کے حاکم تاج الدین قباچہ کی طرف سلطان جلال الدین نے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے مرنے والے سالار امین الملک کی بیٹی کو فوراً اس کے پاس بھیج دے۔ ناصر الدین قباچہ بھی سلطان جلال الدین کی جرأت مندی اور اس کی بہادری سے واقف تھا لہٰذا اس نے سلطان کے حکم کی تعمیل کی اور لڑکی کو قیمتی تحائف کے ساتھ جن میں ایک ہاتھی بھی شامل تھا، سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ ناصر الدین کے اس عمل سے سلطان بہت خوش ہوا۔

اسی دوران ایک اور واقعہ بھی پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے منگولوں سے بچنے کے لئے دریائے سندھ میں چھلانگ لگائی تھی تو سلطان جلال الدین کے اُمراء اور وزراء کی کثیر تعداد تو وہیں ماری گئی تھی، مگر جو خوش قسمت بچ گئے تھے ان میں سے دو اشخاص دھکے کھاتے پھرتے پھراتے سندھ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کے پاس پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک کا نام شمس الدین اور دوسرے کا نام محمد بن حسن تھا۔ یہ دونوں امراء بڑے قابل، انتہائی دانش ور تھے۔ اس لئے قباچہ ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔

شروع شروع میں چونکہ قباچہ کو سلطان جلال الدین کے بچ نکلنے کی کوئی اُمید نہ تھی، اس لئے ایک روز بڑی بے تکلفی میں کسی موقع پر وہ سلطان جلال الدین کے بارے میں شمس الدین سے کوئی ایسی بات کر بیٹھا تھا جو حد درجہ قابلِ اعتراض تھی۔

جب کچھ عرصہ کے بعد سلطان کو معلوم ہوا کہ اس کے دو جانثار امراء ناصر الدین قباچہ کے دربار میں ہیں تو قباچہ کو لکھا کہ انہیں بلا مزید توقف کے اس کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ جونہی سلطان کا یہ پیغام ناصر الدین قباچہ کو ملا تو وہ بڑا فکر مند ہوا اور یہ سوچنے لگا کہ اگر شمس الدین نے سلطان کو وہ خاص بات بتا دی تو اسے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اس لئے سوچ بچار کے بعد یہ شیطانی تجویز اس کے دماغ میں آئی کہ کیوں نہ شمس الدین کو زہر دے کر ہلاک کر دیا جائے تاکہ سلطان پر وہ راز

Marfat.com

فاش نہ ہو سکے۔

چنانچہ زہر دے کر شمس الدین کا خاتمہ کر کے دوسرے سالار محمد بن حسن کو ناصرالدین قباچہ نے سلطان جلال الدین کی طرف روانہ کر دیا۔ ساتھ ہی محمد بن حسن کے ذریعہ ناصرالدین قباچہ نے سلطان جلال الدین کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ شمس الدین طبعی موت مر گیا ہے لیکن محمد بن حسن کو قباچہ کی کارستانی کا علم تھا اس لئے اس نے تمام واقعات من وعن سلطان جلال الدین کے گوش گزار کر دیئے۔ اس کے علاوہ محمد بن حسن نے سلطان پر یہ بھی انکشاف کیا کہ سلطان کے سالار امین الملک کے منگولوں کے ہاتھوں قتل کے بعد اس کا بیٹا اور بیٹی دونوں حوادث کے تھپیڑے کھاتے وار دسندھ ہوئے تھے تو امین الملک کے بیٹے کارن خان کے کان میں ایک قیمتی موتی تھا جسے دیکھ کر ایک دھوبی کا جی للچایا اور اس نے اس یتیم لڑکے یعنی امین الملک کے بیٹے کارن خان کو قتل کر کے وہ موتی قباچہ کو بطور تحفہ بھیج دیا۔

محمد بن حسن نے مزید انکشاف یہ بھی کیا کہ خدا ناترس نے قاتل کو سزا دینے کی بجائے اُلٹا اسے انعام عطا کیا اور تحفہ قبول کر لیا۔

سلطان جلال الدین نے جب یہ ظلم وستم پر مبنی واقعہ سنا تو غصہ سے کانپ اٹھا اور ارادہ کر لیا کہ ناصرالدین قباچہ کے خلاف لشکرکشی کر کے اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔

دوسری طرف قباچہ بھی غافل نہ تھا، جانتا تھا کہ سلطان کو اس کی باتوں کا علم ہو چکا ہے لہٰذا سلطان ضرور اس پر حملہ آور ہوگا۔ چنانچہ قباچہ نے بھی دس ہزار کا ایک لشکر تیار کیا اور سلطان جلال الدین پر حملہ آور ہوا لیکن اس کی بدقسمتی کہ سلطان جلال الدین کے مقابلے میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اپنی جان بچانے کے لئے وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

ناصرالدین قباچہ کی شکست کے بعد سلطان نے پیش قدمی شروع کی اور نہاوور کے مقام پر پہنچا۔ یہاں ناصرالدین قباچہ کا بیٹا حکمران تھا اور باپ کے خلاف بغاوت کر کے خودمختار بن بیٹھا تھا۔ جب اسے سلطان کی آمد کا علم ہوا تو سلطان کی خدمت میں تحائف روانہ کر کے اظہارِ اطاعت کیا اور اپنے ایک سالار فخرالدین کو اپنا جانشین مقرر کر کے خود دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو گیا۔

Marfat.com

جب سلطان پیش قدمی کرتا ہوا آگے بڑھا اور نہاودر کے مقام پر پہنچا تو ناصر الدین قباچہ کے بیٹے کے نائب فخر الدین نے بڑے احترام کے ساتھ سلطان کو خوش آمدید کہا۔ سلطان نے چند روز وہاں قیام کر کے اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کیا، اس کے بعد اس نے وہاں سے کوچ کیا اور اُچ شہر کا رخ کیا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کا سن کر اُچ شہر کے لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے اس لئے سلطان نے محاصرہ کا حکم دے دیا۔ آخر چند دن کی کھینچا تانی کے بعد صلح ہو گئی۔

چنانچہ اُچ کو فتح کرنے کے بعد سلطان جلال الدین پھر آگے بڑھا اور اب وہ ایسے علاقے میں پہنچ گیا جو براہِ راست سلطان شمس الدین التمش کی عملداری میں آتا تھا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش کو جب خبر ہوئی کہ سلطان جلال الدین اپنے لشکر کے ساتھ اس کی عملداری میں داخل ہو گیا ہے تب یہ عمل اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ چنانچہ شمس الدین التمش ایک لاکھ پیادہ لشکری، تیس ہزار سواروں اور تین سو جنگی ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ دہلی سے نکلا تاکہ سلطان جلال الدین پر حملہ آور ہو کر اسے ہندوستان سے نکال باہر کرے۔

چنانچہ دونوں لشکروں کی سب سے پہلے براہِ راست نہیں بلکہ ہراوّل دستوں کے درمیان جھڑپ ہوئی جس میں دونوں لشکریوں کے کافی آدمی مارے گئے۔ ہر چند کہ شمس الدین التمش کی کمان میں بہت بڑا لشکر تھا اور مقابلتاً سلطان کے لشکر کی تعداد بہت کم تھی اور سلطان جلال الدین کا پہلو دبتا تھا لیکن اس نے مزید خون ریزی کو ناپسند کیا اور سلطان سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔

سلطان شمس الدین التمش نے آخر کار سلطان جلال الدین سے صلح کر لی۔ نیز تعلقات کو مزید استوار کرنے کے لئے سلطان شمس الدین التمش نے اپنی بیٹی کا نکاح سلطان جلال الدین سے کر دیا۔ چنانچہ اس معرکہ کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کو لے کر دہلی کی طرف لوٹ گیا تو سلطان شمس الدین کے دربار میں رہنے کے لئے سلطان جلال الدین نے اپنے دو سردار دہلی کی طرف روانہ کر دیئے۔

جب وہ دہلی پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ دہلی کے تمام درباری اور اُمراء اس بات پر مصر ہو رہے ہیں کہ ایک بہت بھاری لشکر جمع کر کے جلد از جلد چڑھائی کی جائے اور

Marfat.com

جس قدر ممکن ہو سلطان جلال الدین کو حدودِ ہندوستان سے باہر نکال دیا جائے۔

چونکہ سلطان جلال الدین کی حالت چنداں مضبوط نہ تھی، ساتھ ہی وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں سے ٹکرانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ سلطان جلال الدین نے ہندوستان میں کم و بیش دو سال بسر کئے تھے لیکن یہاں بھی اسے اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ہر چند سلطان شمس الدین التمش نے اپنی لڑکی سلطان جلال الدین سے بیاہ دی تھی لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے قرب و جوار میں ٹھہر کر اپنی حالت درست کرے۔ ان باتوں سے سلطان بہت بد دل تھا۔

اسی اثناء میں سلطان جلال الدین کو اطلاع مل گئی کہ چنگیز خان، خرابی صحت کی بناء پر واپس اپنی سرزمینوں کی طرف چلا گیا ہے۔ یہ خبر کسی قدر حوصلہ افزا تھی۔ اس کے علاوہ سلطان جلال الدین کا چھوٹا بھائی غیاث الدین پیر شاہ عراق میں اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے لشکریوں کی دلی خواہش تھی کہ اگر سلطان جلال الدین ہند سے واپس آ کر لشکر کی کمانداری سنبھال لے تو ممکن ہے بگڑی ہوئی حالت کسی حد تک سدھر جائے اور منگولوں کو مسلمانوں کی سرزمینوں سے نکال باہر کیا جائے۔ چنانچہ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے سلطان جلال الدین کرمان کے راستے سے عراق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

Marfat.com

سلطان جلال الدین کے ہندوستان کی سرزمینوں سے نکل کر عراق کی طرف چلے جانے سے ناصرالدین قباچہ نے پھر پَر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے۔ ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور سلطان شمس الدین التمش کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔ جب سلطان شمس الدین التمش کو ان واقعات کی اطلاح ہوئی تو وہ ایک جرار لشکر کے ساتھ دہلی سے نکلا تا کہ ناصرالدین قباچہ کو اس کے کیئے کی سزا دے۔

چنانچہ منصورہ شہر کے نواح میں دریائے چناب کے کنارے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔ اس بار ناصرالدین قباچہ کو بڑی امید تھی کہ وہ سلطان شمس الدین التمش کو شکست دینے کے بعد ان علاقوں پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے میں کامیاب رہے گا جن علاقوں پر وہ قبضہ کر چکا تھا، جو علاقے اصل میں سلطان شمس الدین التمش کے تھے۔

دریائے چناب کے کنارے دونوں لشکر اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ حسب سابق سلطان نے وسطی حصہ یعنی قلب اپنے پاس رکھا اور اپنے نائب وزیر خواجہ مہذب کو اپنے نائب کے طور پر مقرر کیا۔ لشکر کے دائیں پہلو کی کمانداری عزالدین کے ہاتھ میں تھی اور سیف الدین کوچی اس کی نیابت کر رہا تھا۔ لشکر کے بائیں پہلو پر علاؤالدین جانی کو کماندار مقرر کیا گیا تھا اور دوسرا بڑا سالار کبیر خان اس کی مدد کے لئے اس کے ساتھ تھا۔ یہ لشکر کے تین حصے تھے اور لشکر کا چوتھا حصہ مقدمتہ الجیش پر

Marfat.com

مشتمل تھا جس کی کمانداری کزلک خان کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے کہ سلطان نے کزلک خان کو پہلے ہی اپنے مقدمتہ الجیش کا سالار مقرر کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سلطان نے کزلک خان کو مقدمتہ الجیش کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے اندر مقرر کیا تھا تاکہ وہ اس وقت دشمن پر ضرب لگائے جب جنگ کی بھٹی اپنے عروج پر آ جائے تاکہ جنگ کو فیصلہ کن انجام تک پہنچایا جائے۔

چنانچہ کچھ دیر تک صفیں درست ہوتی رہیں، اس کے بعد جنگ کی ابتدا ناصر الدین قباچہ نے کی تھی۔ اس لئے کہ اس بار قباچہ بڑی اُمید رکھتا تھا کہ کامیابی اُسی کی ہو گی، لہٰذا اب اپنے انہی ارادوں، انہی خواہشوں کو سامنے رکھتے ہوئے قباچہ نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا، پھر وہ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر پر ظلم کے بحرِ ذخار میں عذاب شکنی طاری کرتے طوفانوں کے تیز جھونکوں کے خروش، سینوں میں تلاطم کھڑے کر کے خونبار منظروں کی نشاندہی کرتے آگ و خون کے پیغام کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

ناصرالدین قباچہ کے ساتھ ہی ساتھ سلطان شمس الدین التمش، عزالدین اور علاؤالدین جانی بھی حرکت میں آئے۔ وہ بھی ناصرالدین قباچہ کے لشکر پر موت و حیات کی کشمکش میں، ارادوں میں ذلت و پسپائی بھرتے خونی کیفیت کے شرارے، برق سقفِ آسمان تلے ستاروں کے قافلوں پر کمند ڈال دینے والے تقدیر کے بدترین بگولوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوں دریائے چناب کے کنارے دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے ماحول کے تپتے صحرا میں حیات کے گوشے ویران ہونے لگے تھے۔ حلقۂ زندان کی طرح آنکھوں کی سحرکاری اُداس ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے شمشیر زن اور جنگجو بڑے صولت زن اور تیغ زن خود داریوں کے خون کو ارزاں کر کے فرشِ زمین کو رنگین کرنے لگے تھے۔ بڑے بڑے سورما جنگ کا بہترین تجربہ رکھنے والے دھنکی ہوئی رُوئی اور پاش پاش ہو جانے والے مٹی کے پیالوں کی طرح اِدھر اُدھر بکھرنے لگے تھے۔ ہر کوئی دوسرے کی حالت ساحلوں سے دھتکارے ہوئے ملاحوں اور اُداس خاموشیوں کی تلخ یادوں سی بنانے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔

Marfat.com

کچھ دیر گھمسان کا رن پڑا اور جس وقت دونوں لشکر بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے، کذلک خان بھی اس وقت اپنے مقدمۃ الجیش کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے اندر موجود تھا۔ وہ اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور ناصرالدین قباچہ کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ دودھیا چاندنی میں سراب کی ہستی کے اثرات کے اندر فنا کے آنچل پھیلاتے انوکھے پراسرار عذابوں، خستگی اور بے چارگی بھرے رنج وغم کے کھلیان، سرسراتی اذیتوں اور ذرّے ذرّے کو لہولہان، نگر نگر کو ویران کرتی اندھی جبلّت جیسی آتش زنی و خون ریزی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کذلک خان کا یہ حملہ بڑا جان لیوا اور زوردار تھا اور اسی حملہ کے باعث ناصرالدین قباچہ کے لشکر کا پہلو مجروح اور ویران ہو کر رہ گیا تھا۔ جس پہلو پر کذلک خان حملہ آور ہوا تھا، اس کے لئے دو مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک سامنے سے بھی اس پر ضرب پڑ رہی تھی اور پہلو سے جب کذلک خان نے حملے شروع کئے تو ناصرالدین قباچہ کے لشکر کے اس پہلو کو ایک طرح سے لمحوں کے اندر کذلک خان نے روند کر رکھ دیا تھا اور اس پہلو کے لشکری اب اپنی جانیں بچانے کے لئے لشکر کے دوسرے حصوں کی طرف کھسکنا شروع ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ناصرالدین قباچہ کے لشکر کے اندر ایک ہلکی سی ہلچل اور افراتفری سی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ناصرالدین قباچہ جو اُس وقت اپنے لشکر کے وسطی حصہ میں تھا۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے چونکا۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اور انہیں مختلف انعامات کا لالچ دیتے ہوئے للکارا اور ان کی ہمت بڑھاتے ہوئے اس نے اپنے زوردار حملے کرنے کا حکم دیا اور انہیں اپنی فتح اور کامیابی کا یقین دلایا۔

ناصرالدین قباچہ کے اس طرح للکارنے پر، انگیخت کرنے پر واقعی اُس کے لشکری نوحہ کرتے وقت میں گرسنگی اور فاقہ کشی کے عذاب، جوش مارتے کرب میں سسکیاں بھرتی ہواؤں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے حملوں میں شدت اور تیزی پیدا کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش کے پکارنے پر اس کے لشکری بھی ناصر الدین قباچہ کے لشکر پر کالی آندھیوں، گرم تند [illegible] بھوکی ہیجان خیزیوں اور افلاس و

Marfat.com

ظلمت بھرے لمحوں کی طرح ضربیں لگا رہے تھے۔ آخر وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ سلطان شمس الدین التمش کے مقابلے میں ناصرالدین قباچہ کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے کڑوے حلق، تلخ ذائقوں، خوف بھری تاریکیوں، کٹی کٹی صداؤں اور کرچی کرچی آوازوں سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ناصرالدین قباچہ نے اندازہ لگا لیا کہ اُس کی شکست یقینی ہے لہٰذا وہ شکست اُٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس نے سندھ کا رخ نہیں کیا بلکہ وہ مغرب کی طرف بھاگا تا کہ سلطان شمس الدین التمش اُس کا تعاقب نہ کرے۔

جس وقت ناصرالدین قباچہ شکست اٹھا کر بھاگا تھا، اُس وقت بھی اس کے پاس ایک خاصا بڑا لشکر تھا۔ چنانچہ وہ سیدھا غزنی کی طرف گیا اور غزنی کے قرب و جوار میں جو خلجی آباد تھے جن کی تعداد ہزاروں میں تھی، ان پر حملہ آور ہوا اور انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا۔ اس طرح سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھوں ناصرالدین نے جو شکست کھائی تھی، اس کا غصہ جا کر ناصرالدین قباچہ نے غزنی کے قرب و جوار میں خلجیوں پر جا نکالا تھا۔ یوں کچھ عرصہ کے لئے سلطان شمس الدین التمش نے ناصرالدین قباچہ کو اپنے خلاف کارروائیاں کرنے سے روک دیا تھا۔

❁

اجودھیا شہر کے مہاکال مندر میں ایک روز دونوں بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ ہندوستان میں قرامطہ کا سربراہ قور اُن کے پاس آیا۔ اُس نے مہاکال مندر کے اندر ہی قیام کر رکھا تھا اور اب مندر کے اندر اُس کے حمایتیوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی تھی جن میں سے کچھ نے مندر کے اندر اور کچھ نے گرد و نواح میں قیام کر رکھا تھا۔ چنانچہ قرامطیوں کے سربراہ قور کو دیکھتے ہوئے مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے قور جب اُن کے پاس آ کر بیٹھا، تب وہ دونوں بھی بیٹھ گئے۔ پھر قور اُن دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دونوں عزیز ساتھیو! سب سے پہلے تو میں تم دونوں کا بے حد شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے [illegible] مسکن مہیا کیا، اب میرے ساتھیوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی

Marfat.com

ہے جس میں سے کچھ نے اس مندر اور اس کے تہہ خانوں میں قیام کر رکھا ہے اور کچھ اس کے گرد و نواح میں ہیں۔ چنانچہ یہاں اپنی اس قدر طاقت و قوت کو دیکھتے ہوئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں دہلی میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوں گا اور اس کا قصہ تمام کر دوں گا تاکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ہی کا خاتمہ ہو جائے۔ میرے ساتھیو! اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر ہم قرامطی حسب سابق ایک بار پھر ملتان میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قور جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے منگل دیو خدشات بھری آواز میں بولا۔

''اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر یہ بھی سوچو اس کا انجام کیا ہو گا؟''

منگل دیو کے ان الفاظ پر قور کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگا۔

''ایسا ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ ہم قرامطی جب کسی سے ٹکراتے ہیں تو پھر ہم کسی بھی صورت شکست قبول کرنے والے نہیں۔ یا تو کامیابی کو گلے لگائیں گے، دوسری صورت میں موت کو گلے لگا کر اپنا خاتمہ کر لیں گے۔ لہٰذا میں تم سے کہوں کہ سلطان شمس الدین التمش کا خاتمہ کرنے میں ہم ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اب یہ ہمارا مدعا اور یہی ہمارا مقصد ہے۔''

قور جب خاموش ہوا تب مادھو راؤ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تو میرے عزیز! جب تم دہلی میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہو تو پھر وہاں ایک ہمارا بھی کام کرنا۔''

''کیسا کام؟'' قور نے چونکتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

اس پر مادھو راؤ گلا صاف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز، سن! دہلی شہر میں ایک بہت بڑا تاجر ہے، نام اس کا جمال الدین ہے۔ اس کی بیوی اور اس کا خاندان بھی ہندو تھا۔ چنانچہ جمال الدین کی بیوی کے خاندان نے اسلام قبول کیا، جس کا ہمیں بے حد دکھ اور غم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم

Marfat.com

جمال الدین اور اس کی بیوی کو ایسا چرکا لگاؤ جو زندگی بھر ان کے لئے ایک نوحہ اور ایسا زخم بنا رہے جو کبھی مندمل نہ ہو۔''

مادھو راؤ جب خاموش ہوا تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قور بول اٹھا۔

''مادھو راؤ! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟...... مجھے پہیلیاں نہ بجھواؤ، اِدھر اُدھر سے گھما کر گفتگو نہ کرو۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہو، صاف کہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دہلی میں اگر تمہارا کوئی کام ہے تو تمہاری خاطر اسے ضرور کر گزروں گا۔''

اس موقع پر مادھو راؤ نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے ساتھی منگل دیو پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ اس نگاہ کے جواب میں منگل دیو نے اثبات میں گردن ہلائی، اس کے بعد مادھو راؤ ایک بار پھر قور کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ تاجر جمال الدین کی بیوی اور اس کا جو خاندان ہے، وہ ہندو تھا، اس نے اسلام قبول کیا اور ہم اس خاندان کو اس کی سزا دینا چاہتے ہیں۔ دیکھو! وہ جمال الدین جس کی بیوی کا تعلق کبھی ہندو خاندان سے تھا، اس کی دو بیٹیاں ہیں۔ ایک کا نام رایان ہے، ایک کا نام لبانہ ہے۔ ہم نے ان سے متعلق بڑی تفصیل جان رکھی ہے۔ میں چاہتا ہوں اس جمال الدین کی دونوں بیٹیوں کو اٹھا کر تم لاؤ اور ان کا عقد میں یہاں کے ہندو نوجوان سے کروں گا تاکہ ہمارے دل میں جمال الدین کی بیوی کے خاندان کے اسلام قبول کرنے کی جو تلخی اور کرودھ ہے وہ جاتا رہے۔ میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اس جمال الدین کی دونوں بیٹیاں اور بیٹا ہر روز شام سے کچھ پہلے دہلی کے نواح میں گھڑ دوڑ کے لئے نکلتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تم دہلی میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہو تو اپنے کچھ ساتھی ایسے مقرر کرنا جو اس تاجر جمال الدین کی بیٹیوں کو اٹھا کر یہاں مندر میں لے آئیں۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو ہم سمجھیں گے کہ یہ تمہارا ہم پر ایسا احسان ہو گا جسے کم از کم میں اور منگل دیو کبھی فراموش نہ کر پائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مادھو راؤ خاموش ہو گیا۔ ساتھ ہی منگل دیو اور مادھو راؤ دونوں جواب طلب سے انداز میں قور کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس موقع پر قور کے

Marfat.com

چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر کہنے لگا۔

"تم دنوں نے میرے ذمہ بھی کام لگایا ہے تو کون سا ہلکا پھلکا اور کم تر قسم کا ہے۔ تم فکر مند نہ ہو، تمہارا یہ کام ہو کر رہے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قور رُکا، اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اب میں تم دونوں کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں چند روز تک مہاکال کے مندر سے غائب رہوں گا۔ میں اپنے ان ساتھیوں سے تو صلاح و مشورہ کر چکا ہوں جنہوں نے اس وقت مندر کے اندر قیام کر رکھا ہے۔ اور جو میرے ساتھی اُجین شہر کے نواج میں اِدھر اُدھر پھیلے اور بکھرے ہوئے ہیں، رہائش رکھے ہوئے ہیں ان سے بھی رابطہ کر کے اس مہم سے متعلق مشورہ کروں گا اور پھر اس معاملے کو آخری شکل دینے کے بعد میں التمش کا قصہ پاک کر دوں گا۔

میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ شمس الدین التمش کا خاتمہ کرنے کے لئے ہم قرامطیوں کی جو مہم دہلی کی طرف روانہ ہو گی اس کی کمانداری میں خود کروں گا، لیکن میرے ساتھی مجھے ایسا کرنے سے روک رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں یہیں قیام کر کے سارے کام کی نگرانی کروں اور اپنی طرف سے کسی کو نائب مقرر کر کے شمس الدین التمش پر حملہ آور ہو کر اس کا قصہ پاک کر دوں۔

چنانچہ اب میں اپنے ان ساتھیوں سے بھی مشورہ کروں گا جو اُجین شہر کے نواح میں پڑے ہوئے ہیں اور ان سے مشورے کے بعد پھر میں اپنا خود نائب مقرر کروں گا اور وہ چند ہزار قرامطیوں کو لے کر دہلی کا رخ کرے گا۔ میرے سارے ساتھی بھیس بدل کر جائیں گے اور سلطان شمس الدین التمش پر اُس وقت حملہ آور ہوں گے جب وہ مسجد کے اندر نماز کے لئے کھڑا ہو گا اور میں تمہیں یقین دلاؤں کہ جب ایسا ہو گا تو شمس الدین التمش کسی بھی صورت بچ نہیں سکے گا۔"

اس کے ساتھ ہی قور اٹھ کھڑا ہوا اور مادھو راؤ اور منگل دیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرا گھوڑا اس وقت مندر سے باہر کھڑا ہے۔ میرے ساتھ میرے پانچ ساتھی

Marfat.com

بھی جائیں گے، وہ بھی باہر کھڑے ہیں۔ میں اب جاتا ہوں، چند روز میں تمہارے پاس نہیں آ سکوں گا۔"

اس پر مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ گلے لگا کر قور سے ملے۔ اس کے بعد قور، مہا کال مندر سے نکل گیا تھا۔

Marfat.com

ناصر الدین قباچہ کو دریائے چناب کے کنارے شکست دینے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کو بنگال کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ بنگال کا حاکم پہلے محمود خلجی تھا۔ بڑا دلیر، بڑا شجاع اور مسلمانوں کا بڑا ہم نوا اور خیر خواہ تھا۔ سلطان قطب الدین ایبک کے دور سے لے کر بعد تک اس نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے بہت کام کئے اور سلاطینِ دہلی کا فرمانبردار اور مخلص بن کر رہا۔

چنانچہ جب سلطان محمود خلجی فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین ان علاقوں کا حکمران ہوا۔ یہ شخص عجیب وغریب انسان تھا۔ جب یہ تخت نشین ہوا تو تخت نشینی کی رسم کے بعد اس غیاث الدین نے تمام عہدے اپنے تجربہ کار امیروں میں تقسیم کئے اور ان سے کہا کہ میں نے اپنے باپ سلطان محمود خلجی کے عہدِ حکومت میں پورے 24 سال تک لشکر کشی کی ہے۔ اس زمانے میں میرا بہت سا وقت میدانِ جنگ میں ہی گزرا ہے لہٰذا اب میری آسائش کا وقت ہے۔ مجھے یہ سلطنت جو اپنے باپ سے ترکہ میں ملی ہے، میں اس میں مزید توسیع کا خواہش مند نہیں، اس پر قانع رہوں گا، اس کی حفاظت کروں گا۔

اس کے بعد وہ عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا اور حکم دیا کہ عیش وعشرت کا جو سامان مہیا ہو سکے، فراہم کیا جائے۔

اس کے بعد غیاث الدین کے حرم میں بہت سی خوب صورت اور پری چہرہ کنیزیں جمع کی گئیں۔ کوئی ان میں سے ساز بجانے میں مہارت رکھتی تھی، کوئی فنِ رقص میں

Marfat.com

بے مثال تھی اور کوئی دوسرا ہنر کسب جانتی تھی۔ ان کنیزوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بادشاہ کے حرم میں دس ہزار کے قریب کنیزیں اور راجاؤں کی بیٹیاں جمع ہوگئیں۔

اس کے علاوہ غیاث الدین نے بہت سے راجاؤں اور امیروں کی بیٹیوں کو عہدے عطا کئے۔ جس طرح شاہی حرم کے بعض اُمراء میں عہدے تقسیم کئے جاتے تھے، اسی طرح حرم کے اندر بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا۔ ان عورتوں میں سے کسی کو وکیل، وزیر، دبیر، وقائع نویس مقرر کرتا رہا اور کسی کو صدر مدرّس، حکیم، ندیم، محتسب، مفتی، حافظ اور مؤذن بنا دیا گیا اس طرح سے کنیزوں کو ہنر وفن کی تعلیم دلوائی گئی۔ یہ کنیزیں مختلف کاموں مثلاً تیر گری، مخمل بافی، کمان گری، کوزہ گری، شمشیر زنی اور شعبدہ بازی میں ماہر تھیں اور حرم میں یہ اس قسم کے کاموں میں مصروف رہتی تھیں۔

اس کے علاوہ اس غیاث الدین نے 500 ترکی کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر تیراندازی اور نیزہ بازی کی تعلیم دلوائی۔ اس جماعت کو سیاہِ سلف کا لقب دیا اور شاہی لشکر کے میمنہ میں داخل کیا۔ اسی طرح اس نے 500 حبشی کنیزوں کو بھی شمشیر بازی اور دوسرے عسکری علوم میں تربیت دی اور انہیں اپنے لشکر کے میسرہ کے حصہ میں شامل کردیا۔

ایک کام اس نے یہ بھی کیا کہ حرم سرا میں اس نے ایک بازار تعمیر کرایا اور حکم دیا کہ بازار میں تمام چیزیں انہی قیمتوں پر فرخت کی جائیں جن قیمتوں پر شہر میں فروخت ہوتی ہیں۔ بوڑھی اور بدشکل عورتوں کو شاہی حرم سرا میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا اور نہ ہی وہ کسی خدمت پر فائز رہ سکتی تھیں۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی عورت شاہی حرم میں آجاتی تو اسے بادشاہ کے سامنے نہیں جانے دیا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ اس غیاث الدین نے شاہی حرم کی تمام عورتوں کو ایک ہی جتنا غلّہ اور یکساں جیب خرچ شروع کر رکھا تھا۔ ہر عورت خواہ بہت خوب صورت ہو یا قبول صورت، منصب دار ہو یا غیر منصب دار اسے دو من غلہ دیا جاتا تھا۔ جن عورتوں اور کنیزوں کو بادشاہ اُن کے حُسن اور خوب صورتی کی وجہ سے زیادہ پسند کرتا تھا، ان کو بھی روزینہ دوسری عورتوں کے برابر ہی دیا جاتا تھا۔ لیکن ان سے دوسری عورتوں کی

Marfat.com

مراعات زیادہ تھیں۔ مثلاً یہ کہ انہیں طلائی اور مرصع زیورات اور دیگر گراں قدر اشیاء مرحمت کی جاتی تھیں۔

یہ سارے کام انجام دینے کے بعد اس غیاث الدین کو ایک اور تحریک اُٹھی ایک روز یہی سلطان غیاث الدین اپنے مقربین کے اندر بیٹھا ہوا تھا تو اُنہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے حرم میں کئی ہزار عورتیں ہیں اگرچہ ان میں حُسن و جمال کی کمی نہیں اور ایک سے ایک عورت میرے سامنے رہتی ہے لیکن جس حُسن کو میری نگاہیں ڈھونڈتی ہیں وہ مجھے آج تک نہیں ملا۔ کاش! مجھے کوئی ایسی صورت مل جاتی جس سے میرے دل و نگاہ مطمئن ہو جاتے۔''

کہتے ہیں اس موقع پر ایک مقرب نے بادشاہ سے کہا۔

''جو لوگ عورتوں کی فراہمی پر مامور ہیں وہ عقل کے کچے ہیں۔ انہیں یہ علم ہی نہیں ہے کہ حُسن کیا ہے۔ اس وجہ سے اب تک وہ آپ کو مطمئن کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ اگر یہ خدمت میرے سپرد کی جائے تو ممکن ہے میں آپ کی پسند کے موافق کوئی عورت......''

چنانچہ سلطان غیاث الدین نے اس درباری سے پوچھا۔

''تمہارے نزدیک حُسن کا کیا معیار ہے؟''

اس پر وہ درباری بلا توقف غیاث الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے نزدیک حُسن کا کمال یہ ہے کہ اگر حسین کے جسم کا ایک حصہ نظر آ جائے تو دیکھنے والا اس حصہ کے حُسن میں اتنا محو ہو جائے کہ اس کو دوسرے حصوں کو دیکھنے کی تمنا ہی نہ رہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مقرب رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''مثلاً اگر کوئی شخص کسی حسین کا قامت دیکھے تو اس پر اس حد تک فریفتہ ہو جائے کہ پھر حسین کا چہرہ دیکھنے سے بے نیاز ہو جائے۔''

کہتے ہیں غیاث الدین کو یہ تعریف بہت پسند آئی اور اس نے اپنے اس درباری

Marfat.com

کے ذوقِ جمال کو سراہا اور اسے اجازت دے دی کہ وہ اس کے لئے معیاری حُسن کو تلاش کرے۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ اس درباری نے تمام ملکِ معروسہ کا سفر کیا اور سارے ملک کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن اسے کوئی عورت حسبِ خواہش دستیاب نہ ہو سکی۔

آخر وہ درباری مایوس ہو کر واپس آ گیا۔ اتفاق سے ایک روز اس درباری نے ایک لڑکی کو دیکھا جو خراماں خراماں جا رہی تھی۔ اس لڑکی کا قد اور طرزِ رفتار بڑی دلکش تھی۔ درباری نے اسے دیکھا اور بہت خوش ہوا اور جب لڑکی سے اس کا سامنا ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ جس صورت کا تصور کئے ہوئے تھا، اس لڑکی سے وہ لڑکی ہزار گنا زیادہ خوب صورت تھی۔

چنانچہ اُس درباری نے جس طرح بھی ہو سکا اس لڑکی کو حاصل کر لیا اور بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بادشاہ اس لڑکی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس نے لڑکی کے حُسن و جمال اور درباری کی نظرِ انتخاب کی بے حد تعریف کی۔ درباری نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے اس لڑکی کو کئی ہزار میں خرید ہے۔

درباری اُس لڑکی کو چوری چھپے اغوا کر کے لایا تھا۔ اس پر اُس نے کوئی رقم خرچ نہ کی تھی لہٰذا اس لڑکی کے ماں باپ بڑے پریشان تھے۔ لڑکی کی تلاش میں وہ بڑے سرگرداں تھے۔ آخر انہوں نے پتہ چلا لیا کہ لڑکی کہاں ہے۔ چنانچہ لڑکی کے ماں باپ بادشاہ سے فریاد کرنے کے لئے آئے۔ ایک روز جبکہ غیاث الدین کی سواری گزر رہی تھی تو ان لوگوں نے راستے میں کھڑے ہو کر فریاد کی۔ بادشاہ نے اسی وقت اپنی سواری روک لی اور اسی مقام پر بیٹھ کر علماء کو اپنی خدمت میں طلب کیا۔

علماء جب آ گئے تو سلطان غیاث الدین نے ان سے کہا، مجھ پر شرعی حکم جاری کیا جائے۔ داد خواہوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو انہوں نے کہا۔

''ہمارا منشا یہ تھا کہ لڑکی اگر اغوا کرنے والے کے پاس ہوتی تو اسے سزا دی جاتی، لیکن اب جبکہ لڑکی آپ کے پاس ہے تو ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے بلکہ یہ امر ہمارے لئے باعثِ فخر ہے اور ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا۔''

Marfat.com

یہ سن کر بادشاہ نے علماء سے کہا۔

"اگرچہ لڑکی کے والدین کے اس بیان کے بعد وہ لڑکی مجھ پر مباح ہو گئی ہے لیکن ایامِ گزشتہ کی تلافی میں جو حکمِ شرعی ہوا سے پورا کرو خواہ اس سلسلے میں مجھ کو قتل ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔"

علماء نے کہا۔

"جو کام نادانستہ طور پر عمل میں آ جائے وہ معافی کے قابل ہوتا ہے اور کفارہ اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔"

اس واقعہ سے غیاث الدین بہت شرمندہ ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ آئندہ سے تمام اشخاص، عورتوں کی فراہمی کا کام بند کر دیں۔

یہ غیاث الدین شکار میں بڑی دلچسپی لیتا تھا۔ اس نے بہت سے ہرن خانے بنوائے اور ان میں انواع و اقسام کے جانور اور پرندے جمع کیے۔ بادشاہ عورتوں کو ہمراہ لے کر سوار ہوتا اور ہرن خانوں میں ہرن کا شکار کیا کرتا تھا۔ اس طرح غیاث الدین کا سلطنت کے امور میں کوئی دھیان اور توجہ نہ تھی۔

غیاث الدین عیش و عشرت کا بھی بڑا دلدادہ تھا۔ اسے خوب صورت اور پری چہرہ عورتوں کی صحبت اور نغمہ و رقص سے بے حد اُنسیت تھی، اسی وجہ سے اس کا زیادہ وقت حرم سرا کے اندر ہی گزرتا تھا۔ عام طور پر یہی ہوتا تھا کہ بادشاہ تھوڑی سی دیر کے لئے دربار میں آتا اور بیٹھتا۔ اُمراء اور ارکینِ سلطنت کا سلام لیتا اور چند بہت ہی ضروری اور اہم امور کا تصفیہ کر کے فوراً حرم سرا کے اندر چلا جاتا۔ باقی تمام امور وکیلوں اور وزیروں کے سپرد کر دیئے جاتے اور یہی لوگ اس کا تصفیہ کرتے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بادشاہ کئی کئی ہفتوں تک حرم سرا سے باہر ہی نہ نکلتا تھا۔ ایسے ایام میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی بہت ضروری کام آ پڑے یا سرحدی مقامات سے کوئی عرضداشت آئے تو اس سے بادشاہ کو مطلع کیا جائے۔ اس کے علاوہ دیگر امور وزیر خود ہی انجام دے دیا کرتے تھے۔ اس طرح غیاث الدین کے عیش و عشرت میں سلطنت کی ذمہ داریاں دخل انداز نہیں ہوتی تھیں۔

بہرحال یہی غیاث الدین اپنی سلطنت کے امور سے بالکل غافل ہو کر عیش و

Marfat.com

عشرت میں پڑا ہوا تھا۔ اس دوران اُس کی بدبختی نے سر اُبھرا اس لئے کہ دہلی کے سلطان کم از کم دو علاقوں کو سلطنتِ دہلی کا حصہ سمجھتے تھے۔ ایک لکھنوتی اور دوسرا بہار۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے بھی غیاث الدین سے مطالبہ کیا کہ وہ بہار اور لکھنوتی کے علاقے سلطنتِ دہلی کے حوالے کر دے اور جب غیاث الدین نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب سلطان شمس الدین التمش نے اس کے خلاف لشکر کشی کا فیصلہ کر لیا تھا۔

گھر کی ہر شے کو بے ترتیب کرتی سمندر کی لہروں، بستی بستی اُجاڑتی، قریہ قریہ ویران کرتی بپھرتی رقصاں آوازوں اور برق و طلاطم کے رقصِ دمادم کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے تعمیر و تخریب، طمانیت و تذلیل، گروہ بندی، انتشار، اخوت، عداوت، دکھ اور سکھ، خیر و منکرات، نیکی و فواحش ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے تھے۔

کافی دیر تک دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ آخر ہر آنکھ نے دیکھا، سلطان شمس الدین التمش کے مقابلے میں غیاث الدین خلجی کی حالت بڑی تیزی سے مرہم کو ترستے زخموں، یخ بستہ دُکھ کی ہواؤں، چھاؤں کو ترستے شجر، الم نصیب سایوں اور غم دہر کے ویرانوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس موقع پر غیاث الدین اور اُس کے سالار اپنے لشکر کا گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ غیاث الدین خلجی نے جب دیکھا کہ سلطان شمس الدین التمش کے مقابلے میں اس کے لشکر کی حالت نگر نگر سرگرداں بے منزل مسافر اور گلیوں گلیوں اُڑتے خشک پتوں کی سی ہونا شروع ہو گئی ہے تب اس نے ایک طرح سے اپنی ناکامی اور شکست کو قبول کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش سے صلح کی درخواست کی۔

سلطان شمس الدین التمش نے صلح کی اس درخواست کو قبول کر لیا۔ جس کے نتیجہ میں بہار اور لکھنوتی، سلطان شمس الدین التمش کی مملکت میں شامل کر دیئے تھے۔ اور ان دو جگہوں پر سلطان شمس الدین التمش کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ صلح ہونے کے بعد غیاث الدین خلجی نے سلطان شمس الدین التمش

Marfat.com

کی خدمت میں 38 ہاتھی، 80 ہزار کی نقدی پیش کی، جسے سلطان التمش نے قبول کر لیا اور بہار اور لکھنوتی پر سلطان شمس الدین التمش نے اپنے بیٹے ناصر الدین کو حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کو لے کر واپس دہلی کی طرف چلا گیا تھا۔

Marfat.com

❁

نیزک خان، استمر، اُس کی ماں قراطیس، بھائی باربد چاروں ایک روز اپنے دیوان خانہ میں بیٹھے استمر کی شادی سے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

اس موقع پر نیزک خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''میرے بچے! تم لوگ بیٹھو، میں دیکھتا ہوں دروازے پر کون ہے؟ ہو سکتا ہے کذلک خان ہی ہو۔ اس وقت اور کون دروازے پر دستک دے سکتا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی نیزک خان دیوان خانہ سے نکلا۔ جب اس نے صدر دروازہ کھولا تو دو جوان جو مسلح تھے، دروازے پر کھڑے تھے۔ انہیں اپنی حویلی پر اس حالت میں دیکھتے ہوئے نیزک خان چونکا تھا۔ چہرے سے وہ دونوں لگتے بھی اجنبی تھے۔ چند لمحے تک بغور ان کا جائزہ لینے کے بعد نیزک خان نے انہیں مخاطب کیا۔

''بچو! میں نے تم دونوں کو پہچانا نہیں۔ تم کون ہو اور کیوں میری حویلی کے دروازے پر دستک دی ہے؟''

اس پر ان میں سے ایک بڑی شائستگی اور بڑے مؤدب لہجے میں کہنے لگا۔

''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ محترم نیزک خان ہیں؟''

نیزک خان کو کچھ ڈھارس ہوئی، ہلکا سا تبسم چہرے پر بکھیرا، پھر کہنے لگا۔

''بچے! تیرا اندازہ درست ہے۔ میں ہی نیزک خان ہوں۔''

وہ جوان پھر نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرا نام تردی خان ہے۔ اور میرے ساتھ یہ میرا ساتھی ہے، نام اس کا ارغون خان ہے۔ ہم دونوں کذلک خان سے ملنا چاہتے ہیں۔ ہم گزشتہ کئی دن سے دہلی میں داخل ہوئے ہیں۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ وہ سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ بہار اور لکھنوتی کی مہم پر گیا ہوا تھا۔ پھر ہمیں پتہ چلا کہ لشکر گزشتہ دن لوٹ آیا تھا۔ ہم گزشتہ دن اس لئے نہیں ملے کہ وہ تھکا ہارا ہو گا۔ ہم نے اُس کی رہائش گاہ بھی مستقر میں کچھ لوگوں سے دیکھ لی تھی۔ چنانچہ جب ہم اُس کی رہائش گاہ میں اس سے ملنے کے لئے گئے تو اس کے باہر قفل لگا ہوا تھا۔ پھر ہمیں بتایا گیا کہ اگر وہ اپنے مکان میں نہیں تو پھر وہ آپ کی حویلی میں ہو سکتا ہے۔ ہم پر یہ بھی انکشاف کیا گیا کہ کذلک خان کی منگنی آپ کی بیٹی سے ہو چکی ہے، اس بناء پر ہم یہاں آئے ہیں اور آپ کی حویلی پر دستک دی ہے کہ ہم کذلک خان سے ملنا چاہتے ہیں۔''

نیزک خان نے دروازے کا پٹ پورا کھول دیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بچو! اندر آؤ۔ اس میں کوئی شک نہیں، میری بیٹی کی منگنی کذلک خان سے ہوئی ہے۔ وہ یہیں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر ہوئی یہاں سے اُٹھ کر گیا ہے۔ بازار تک میرے خیال میں گیا ہے، تھوڑی دیر تک یہیں لوٹ کر آئے گا۔ آپ لوگ بیٹھیں، یہیں اس سے آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔''

اس پر تردی خان اور ارغون خان دونوں اندر داخل ہوئے، دروازے کو پہلے کی طرح نیزک خان نے اندر سے زنجیر لگا دی تھی، پھر ان دونوں کو لے کر وہ دیوان خانہ کی طرف گیا۔ اس موقع پر قراطیس، استر اور باربد پہلے ہی دیوان خانہ سے باہر آ کر چھت دار راہداری میں کھڑے ہو گئے تھے اور نیزک خان کے ساتھ ان دونوں کو آتے دیکھ کر قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ باربد نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا، پھر دونوں باپ بیٹا انہیں لے کر دیوان خانہ میں داخل ہوئے تھے۔

ابھی وہ نشستوں پر بیٹھے ہی تھے کہ دیوان خانہ کے باہر سے قراطیس کی آواز آئی۔ اُس نے باربد کو آواز دے کر باہر بلایا تھا۔

Marfat.com

چنانچہ باربد باہر نکلا، دیوان خانہ سے باہر اُس وقت قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی پریشان کھڑی تھیں۔ اس پر استر بڑی رازداری میں باربد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''باربد! ان دو آنے والوں کے پاس تم بیٹھو۔ بابا کو تھوڑی دیر کے لئے باہر بھیجو۔''

باربد اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد نیزک خان باہر نکلا۔ چنانچہ اپنے باپ کو دیکھتے ہی استر نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے ذرا پیچھے لے گئی، پھر بڑی رازداری اور جستجو بھرے انداز میں نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بابا! یہ جن دو مسلح جوانوں کو آپ اندر لائے ہیں اور دیوان خانہ میں بٹھایا ہے، یہ کون ہیں؟''

اس پر بڑی سنجیدگی میں نیزک خان اپنی بیٹی استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! ان میں سے ایک کا نام تردی خان، دوسرے کا نام ارغون خان ہے۔ دونوں کا کہنا ہے کہ وہ کذلک خان کے دوست ہیں اور اس سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ وہ شہر میں اجنبی ہیں، گزشتہ کئی دن سے وہ مستقر میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کذلک خان کا انتظار کرتے رہے ہیں۔ انہیں پتہ چلا کہ گزشتہ دن کذلک خان آ چکا ہے، لہٰذا آج وہ اس سے ملنے کے لئے آئے۔ پہلے اس کے مکان کی طرف گئے، کیونکہ وہاں قفل لگا ہوا تھا لہٰذا لوگوں نے بتایا کہ کذلک خان ہماری حویلی میں مل سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ہماری حویلی پر دستک دی اور میں انہیں اندر لے آیا۔''

نیزک خان جب خاموش ہوا تب خدشات بھری آواز میں اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے استر کہنے لگی۔

''اگر یہ کذلک خان کے دوست ہونے کی بجائے ان کے دشمن ہوئے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوئے تو بابا! یہ سوچیں پھر کیا ہوگا؟''

استر کے ان الفاظ پر نیزک خان کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر قراطیس بھی پریشانی میں اپنے شوہر نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

Marfat.com

''استمر کا کہنا درست ہے۔ یہ کذلک خان کے دشمن بھی ہو سکتے ہیں۔ کذلک خان اب ہمارا بیٹا ہے، اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی شے عزیز نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کو انہیں یونہی اندر لا کر دیوان خانہ میں نہیں بٹھا دینا چاہئے تھا۔ اب پتہ نہیں یہ کون لوگ ہیں اور کذلک خان کے ساتھ ان کے کیا تعلقات اور دشمنی ہے؟''

قراطیس اور استمر کی اس گفتگو سے نیزک خان پریشان ہو گیا تھا۔ اپنے باپ کی پریشانی دیکھتے ہوئے استمر کہنے لگی۔

''بابا! اب جبکہ آپ نے انہیں لا کر دیوان خانہ میں بٹھا ہی دیا ہے تو پھر زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں خود جا کر ان دونوں کے پاس بیٹھیں۔ باربد کو باہر بھیج دیں۔ میں اور باربد حویلی کے صدر دروازے کے پاس جا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر تک کذلک خان آنے ہی والے ہوں گے۔ وہ بازار تک گئے ہیں اور جونہی وہ حویلی میں داخل ہوں گے۔ میں انہیں اس صورتِ حال سے آگاہ کر دوں گی تاکہ وہ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔''

استمر کی اس تجویز کو نیزک خان اور قراطیس دونوں نے پسند کیا تھا۔ پھر نیزک خان استمر کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بچی! میں تیری دانش مندی اور عقل مندی پر ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں جہاں کذلک خان خوش قسمت ہے کہ تُو اُس کی زندگی کی ساتھی بنے گی، وہاں میری بچی! تُو بھی خوش نصیب ہے کہ تجھے کذلک خان جیسا مخلص زندگی کا ساتھی مل رہا ہے۔ بیٹی! میں باربد کو باہر بھیجتا ہوں۔ تُو اُسے ساتھ لے کر حویلی کے صدر دروازے کی طرف جا اور جونہی کذلک خان آئے اُسے صورتِ حال سے آگاہ کر دینا تاکہ وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہے۔''

چنانچہ نیزک خان پھر دیوان خانہ میں جا کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گیا اور مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو کرنے لگا جبکہ باربد کو اس نے باہر بھیج دیا تھا۔ باربد کو لے کر استمر حویلی کے صدر دروازے کی طرف چلی گئی تھی جبکہ قراطیس بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی اور صدر دروازے کے دائیں جانب جو پھل اور پھول دار درخت تھے ان کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔

Marfat.com

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک کی پہلی صدا پر ہی لپک کر استمر نے دروازہ کھول دیا۔ کذلک خان نے جب استمر اور باربد دونوں کو حویلی کے دروازے پر کھڑے دیکھا اور ساتھ ہی اس کی نگاہ دائیں جانب ایک پھل دار درخت کے قریب کھڑی قراطیس پر پڑی تو وہ چونکا۔ استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''استمر! خیریت تو ہے؟ تم دونوں بہن بھائی یوں دروازے پر پریشانی کی حالت میں کیوں کھڑے ہو؟ اور میں دیکھتا ہوں اماں بھی تمہارے دائیں جانب پریشانی اور جستجو بھرے انداز میں کھڑی ہیں۔ کیا معاملہ ہے؟''

کذلک خان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بکھری بکھری اور پریشان آواز میں کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے استمر کہنے لگی۔

'حویلی میں دو جوان آئے ہیں۔ دونوں ہی مسلح ہیں اور بقول ان کے وہ اس شہر میں اجنبی بھی ہیں۔ وہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔''

استمر کے ان الفاظ پر کذلک خان بھی چونکا تھا۔ لہٰذا استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا آنے والے اس وقت حویلی کے اندر ہیں؟''

استمر نے اثبات میں گردن ہلائی اور کہنے لگی۔

''اس وقت وہ دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بابا ان کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں اور دونوں مسلح ہیں۔''

کذلک خان نے پھر کچھ سوچا، دوبارہ اس نے استمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔ ''کیا ان دونوں آنے والوں نے اپنے نام نہیں بتائے تھے؟''

استمر نے اثبات میں گردن ہلائی اور پھر پریشان اور بکھرے بکھرے لہجے میں کہنے لگی۔

''ہاں...... ان دونوں نے اپنے نام بتائے ہیں۔ ایک کا نام تردی خان اور دوسرے کا ارغون خان ہے۔''

یہ نام سن کر ہلکا سا تبسم اس موقع پر کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوا تھا، پھر

Marfat.com

اس نے بڑے پیارے انداز میں استر کا گال تھپتھپایا، ساتھ ہی باربد کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے بلایا۔ اتنی دیر تک قراطیس بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ لہٰذا اس کے بولنے سے پہلے ہی قراطیس نے اُسے مخاطب کیا۔

''بیٹے! آنے والوں سے متعلق تفصیل استر نے بتا دی ہے۔ میرے بچے! کیا وہ.......''

قراطیس اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لئے کہ کذلک خان بول اٹھا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اماں! آپ، استر اور باربد کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دونوں میرے دوست ہیں بلکہ یوں جانیں وہ بہترین دوست اور بھائی ہیں۔ وہ اپنی بستی ہی کے رہنے والے ہیں۔ میری طرح ان کے بھی عزیز و اقارب مارے گئے تھے۔ اس کے بعد ہم بچھڑ گئے۔ میں نہیں جانتا اس کے بعد وہ کہاں کہاں گئے۔ بہرحال، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اماں! آپ اور استر دوسرے کمرے کی طرف جائیں اور میں اور باربد دیوان خانہ کی طرف جاتے ہیں۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر قراطیس اور استر دونوں خوش اور مطمئن ہو گئی تھیں۔ پھر حویلی کے سکونتی حصہ میں داخل ہوئے۔ قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی اگلے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ کذلک خان اور باربد دونوں دیوان خانہ میں داخل ہوئے تھے۔ جونہی ان دونوں نے باربد کے ساتھ کذلک خان کو دیکھا، ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ انہیں دیکھتے ہوئے کذلک خان نے بھی اپنے بازو بڑھا دیئے تھے۔ لہٰذا وہ بھی بھاگتے ہوئے آگے بڑھے، باری باری کذلک خان سے گلے ملے، پھر کذلک خان نے انہیں نشستوں پر بٹھایا، ساتھ ہی نیزک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بابا! یہ میرے بہترین دوست بلکہ یوں کہیں بھائی ہیں۔ میری ہی بستی کے رہنے والے تھے اور میری طرح ان کے بھی عزیز و اقارب منگولوں کے ہاتھوں مارے گئے۔''

اتنا کہنے کے بعد کذلک خان، تردی خان اور ارغون خان کے پاس بیٹھ گیا، پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"میرے عزیز ساتھیو! اپنے عزیز و اقارب کے مارے جانے کے بعد میں بھاگا، بس میں بدبختی میں پکڑا گیا، غلام بنا لیا گیا اور یہاں ہندوستان میں لا کر بیچ دیا گیا۔ بس میرے مقدر اچھے تھے کہ ایک مہم کے سلسلے میں مجھے آزادی مل گئی اور اب میں...."

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ تردی خان بولا اور کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! اس کے بعد تمہیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں شامل ہو چکے ہو اور تمہاری حیثیت سلطان کے مقدمتہ الجیش کے سالار کی سی ہے۔ ہم گزشتہ کئی دن سے دہلی میں داخل ہوئے ہیں لیکن تم چونکہ بنگال کی مہم پر گئے ہوئے تھے لہٰذا ہم نے مستقر ہی میں قیام کئے رکھا۔ ہم دہلی میں تین آدمیوں کے بے حد شکرگزار ہیں۔ ایک سلطان شمس الدین التمش کے منشی تاج الدین ریزہ، دوسرے سلطان کے نائب وزیر خواجہ مہذب اور تیسرے رشید الدین کوتوالِ شہر کے۔ مستقر میں داخل ہونے کے بعد جب ہم نے تعارف کرایا اور تمہارے ساتھ اپنا تعلق بھی ظاہر کیا تو اس وقت کوتوال رشید الدین وہاں موجود تھا۔ اس نے ہماری بڑی عزت افزائی کی۔ ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نائب وزیر خواجہ مہذب اور سلطان کا منشی تاج الدین ریزہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ انہوں نے بھی ہماری بڑی ہمت افزائی کی اور ہم سے وعدہ کیا کہ جونہی سلطان اپنے لشکر کے ساتھ لوٹتا ہے تو وہ ہم دونوں کو لشکر میں شامل کرا کے لشکر کی فہرست میں اندراج کرا دیں گے۔ میرے بھائی! لشکر میں تو ہم بعد میں شامل ہوں گے، پہلے میں سمجھتا ہوں ہم تینوں کو ایک مہم سر کر لینی چاہئے۔"

اس پر غور سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے پوچھ لیا۔

"میرے عزیز بھائیو! کیسی مہم؟"

اس بار ارغون کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"منگول سردار بدال خان کی مہم۔ کیا تم اس نام کو بھول چکے ہو؟"

بدال خان کا نام سن کر کذلک خان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ کچھ سوچا، پھر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''اُس قاتل کو میں کیسے بھول سکتا ہوں؟''

اس موقع پر تردی خان بڑے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کذلک خان! وہ تیرے اہلِ خانہ اور عزیز و اقارب ہی کا قاتل نہیں، ہم دونوں کے بھی سارے رشتہ داروں کا وہ قاتل ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ارغون خان رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''کذلک خان! مسلمان علاقوں میں ترک تاز اور یلغار کرنے کے بعد چنگیز خان تو واپس چلا گیا۔ سلطان جلال الدین کے پیچھے اس نے اپنے بڑے بیٹے چغتائی کو بھیجا تھا لیکن وہ بھی ہندوستان کی سرزمین سے ناکام ہو کر واپس چلا گیا۔ چنانچہ جن علاقوں میں چنگیز خان نے یلغار کی تھی، واپس جاتے ہوئے اس نے اپنے ایک سالار چارمغان کو وہاں سپہ سالار مقرر کیا تھا اور اس کے تحت بہت سے سالار بھی کئے تھے۔ ان سالاروں میں دو بڑے اہم ہیں۔ ایک بائیڈو اور دوسرا بدال خان جو ہم سب کے رشتہ داروں کا قاتل ہے۔ اسی نے ایک لشکر کے ساتھ ہمارے علاقوں پر حملہ کیا اور سب کو تہہ تیغ کر دیا۔

سن میرے بھائی! چنگیز خان نے اپنے جس سالار چارمغان کو اپنے بعد مسلمانوں کے علاقے کا ناظم مقرر کیا تھا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ منگولوں کا بڑا قابل سپہ سالار تھا۔ بھائی! اب پر فالج کا دورہ پڑا اور وہ مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد دشت کے خاقان نے دوسرے بڑے سالار بائیڈو کو مسلمانوں کے سرحدی علاقوں کا ایک طرح کا حاکم مقرر کر دیا اور دوسرا بڑا سالار جو ہمارے سب عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کا قاتل ہے اس کا نام بدال خان ہے۔ میرے بھائی! وہ ان دنوں موصل میں قیام کئے ہوئے ہے۔ یہ بڑا بہترین موقع ہے۔ موصل میں ہم بدال خان کو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔ میرے بھائی! اس سے انتقام لینے کی خاطر ہی ہم تمہاری طرف آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے نمٹنے کے بعد واپس آئیں اور تمہاری طرح ہم دونوں بھی سلطان شمس الدین التمش کے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ میرے بھائی! اب بولو تم کیا کہتے ہو؟''

Marfat.com

ارغون خان کے اس سوال کے جواب میں غصہ میں کذلک خان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا پھر ایک دم اس کی چھاتی تن گئی اور وہ ارغون خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! کہنا کیا ہے۔ اگر بدال خان کا جو ہم سب کے اہل خنہ کا قاتل ہے، موصل میں ہی قیام ہے تو پھر یوں جانو اس کی موت، اس کی قضا اسے موصل شہر میں لے کر آئی ہے۔ میرے عزیز بھائیو! میں تم دونوں کے ساتھ آج ہی یہاں سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بدال خان سے اپنے بے شمار مقتولوں کا انتقام لینا ہمارے فرائض اوّلین میں شامل ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا تب ارغون خان اور تردی خان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، اشارہ کیا پھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''یہ تم دونوں اٹھ کر کہاں جا رہے ہو؟''

اس پر تردی خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''کذلک خان! ہم دونوں مستقر کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں اپنے گھوڑوں کو تیار کرتے ہیں۔ تم تیار ہو کر اُدھر آ جانا، وہیں سے کوچ کریں گے۔ دیکھ میرے بھائی! اس حویلی کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے، ہم جانتے ہیں۔ رخصت ہونے کے لئے تمہیں ان سے بھی بات کرنی ہے۔ اس لئے کہ یہاں ایک ایسی ہستی ہے جو آنے والے دور میں تمہاری زندگی کی ساتھی بننے والی ہے۔ لہٰذا میرے بھائی! اس گھر سے تمہارا ایک ایسا رشتہ ہے کہ تمہیں اس موضوع پر ان سے بات کرنی چاہئے تھی۔''

ساتھ ہی نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے تردی خان کہنے لگا۔

''محترم نیزک خان! آپ یہ جانئے گا کہ کذلک خان ہمارا بھائی ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہم پر کوئی آفت آتی ہے تو پہلے ہم دونوں سامنے ہوں گے۔ کذلک خان کی حفاظت کریں گے اور مجھے امید ہے کہ جس مہم پر ہم نکلنے والے ہیں خداوند قدوس کی مہربانی اور حمایت سے اس مہم میں ہم کامیاب لوٹیں گے۔''

تردی خان جب خاموش ہوا تب اس کا بازو پکڑتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''تم دونوں بھائی بیٹھو، کھانا کھا کر یہاں سے جانا۔''

Marfat.com

اس پر تردی خان کہنے لگا۔

''بھائی! ابھی تو عصر کا وقت ہوا ہے، یہ کھانا کھانے کا کون سا وقت ہے؟ دوپہر کا کھانا ہم مستقر میں کھا چکے ہیں۔ بس تم تیار ہو کر مستقر کی طرف آؤ، وہیں سے اپنی منزل کی طرف کوچ کریں گے۔''

کذلک خان نے بھی ان دونوں کی تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا ان دونوں کو ساتھ لے کر باہر نکلا، دروازے تک انہیں چھوڑنے گیا، پھر جب وہ پلٹا تو دیوان خانہ سے باہر نیزک خان اور باربد کے ساتھ قراطیس اور استر دونوں کھڑی تھیں۔ شاید نیزک خان نے قراطیس اور استر کو اس ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا جو تردی خان اور ارغون خان کی کذلک کے ساتھ ہوئی تھی۔

اس کے بعد سب دیوان خانہ میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ گفتگو کا آغاز قراطیس نے کیا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! استر کے ابا مجھے اور استر کو تفصیل کے ساتھ سب کچھ بتا چکے ہیں۔ بیٹے! ہم میں سے کوئی بھی تمہیں اس مہم سے روکے گا نہیں۔ پر اتنی التجا کریں گے کہ محتاط رہنا۔ یہ مت خیال کرنا کہ تمہارا کوئی آگا پیچھا نہیں ہے۔ میرے بچے! یہ حویلی تمہاری اپنی ہے، تمہاری حیثیت اب ہمارے بیٹے کی ہے۔ استر ہماری وہ بیٹی ہے جس کے لئے ہم سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ اور استر وہ لڑکی ہے جو تم سے منسوب ہو چکی ہے۔ لہٰذا استر کی طرح اب تم بھی ہمارے لئے سب کچھ ہو۔''

قراطیس کے خاموش ہونے پر نیزک خان نے ایک گہری نگاہ اپنی بیٹی استر پر ڈالی اور اس نے دیکھا وہ کچھ اُداس، پریشان اور فکر مند تھی۔ اس موقع پر قراطیس بھی برابر استر کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ استر نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کی ماں اور اس کا باپ دونوں اس کی طرف دیکھ رہے ہیں لہٰذا اپنے آپ کو اس نے سنبھالا، ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اب جبکہ آپ اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ جانے کا ارادہ کر ہی چکے ہیں تو یہ بتائیں کہ آپ زادِ راہ کے طور پر کیا ساتھ لے کر جائیں گے؟''

کذلک خان نے بھی استر کی حالت کا اندازہ لگا لیا تھا لہٰذا غور سے اس کی طرف

Marfat.com

دیکھتے ہوئے بڑی نرمی میں کہنے لگا۔

''استر! تمہیں کچھ کرنے کی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کچھ بھی ساتھ لے کر نہیں جاؤں گا۔ میرا گھوڑا اس وقت یہیں بندھا ہوا ہے۔ اسے لے کر میں پہلے محترم عزالدین کے ہاں جاؤں گا، ان سے اپنی اس مہم کا ذکر کروں گا اور انہیں بتانے کے بعد اپنے مکان میں جاؤں گا۔ وہاں سے اپنے فالتو کپڑے اور ضروری سامان لے کر مستقر کا رخ کروں گا اور وہاں سے اپنے دونوں ساتھیوں تردی خان اور ارغون کے ساتھ موصل کا رخ کر جاؤں گا۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تب غور سے بلکہ گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے استر کہنے لگی۔

''میں آپ کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ زادِ راہ کے بغیر تو آپ نہیں جائیں گے۔ اور پھر آپ کے ساتھ آپ کے دو ساتھی بھی ہیں۔ وہ کیا سوچیں گے کہ ہم اس حُویلی سے خالی ہی چلے گئے اور راستے میں کھانے پینے کا کوئی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔''

اس موقع پر قراطیس نے نیزک خان کو مخصوص اشارہ کیا جسے نیزک خان سمجھ گیا۔ پھر قراطیس استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! تم دونوں مل کر فیصلہ کر لو۔ جو فیصلہ ہو گا اس سے ہم متفق ہوں گے۔ جو چیز بھی نیزک خان ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے، ابھی اور اسی وقت تیار کر کے دی جائے گی۔''

اس کے ساتھ ہی قراطیس دیوان خانہ میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ نیزک خان بھی اندر چلا گیا اور ہاتھ کے اشارے سے نیزک خان نے باربد کو بھی بلا لیا۔ اس طرح شاید وہ تینوں استر اور کذلک خان کو کچھ دیر علیحدگی میں گفتگو کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے۔

ان کے جانے کے بعد ایک گہری نگاہ پھر کذلک خان نے استر پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''استر! میں دیکھتا ہوں تم اُداس، پریشان اور فکرمند ہو گئی ہو۔ دیکھو استر! مجھ

Marfat.com

سے ناراض مت ہونا۔ اس لئے کہ......"

کذلک خان کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے استمر بول اٹھی۔

"کون آپ سے ناراض ہو رہا ہے؟ آپ سے ناراض اور خفا ہونے کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ ہاں! یہ جو آپ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر رہے ہیں تو اس سے میں واقعی اُداس اور افسردہ ہوں اس لئے کہ آپ میری ذات کا ایک حصہ ہیں۔ آپ کی روانگی اور آپ کا کچھ عرصہ ہم سے دور رہنا یقیناً میرے لئے بڑا گراں اور بڑا شاق گزرے گا لیکن میں آپ کو اس مہم سے روکوں گی بھی نہیں۔ ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی استدعا کروں گی کہ جانے سے پہلے میرے ساتھ دو وعدے کیجئے گا اور وعدہ خلافی نہ کیجئے گا۔"

"کیسے وعدے......؟" غور سے استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے پوچھ لیا۔ جواب میں استمر اپنے خوب صورت، سرخ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ پہلا وعدہ مجھ سے یہ کریں کہ اپنے آپ کو ناحق خطرات میں نہیں ڈالیں گے۔ انتہائی احتیاط سے کام لیں گے۔ میں مانتی ہوں، بدال خان جس نے آپ کے اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے اہل خانہ کو قتل کیا تھا اس قابل ہے کہ اس کی گردن کاٹی جائے۔ لیکن یہ کام انتہائی خطرناک ہے، اسی بناء پر اس مہم نے مجھے پریشان اور فکرمند کر لیا ہے۔ لہٰذا آپ کا پہلا وعدہ یہ ہونا چاہئے کہ آپ بڑی احتیاط سے کام لیں گے، ناحق اپنے آپ کو خطرات میں نہیں ڈالیں گے۔ اگر کوئی ایسا موقع آئے، بدال سے انتقام لینا ناممکن ہو جائے تو پھر میری آپ سے التجا اور استدعا ہے کہ اپنی اس مہم کو ادھورا چھوڑ کر واپس آ جایئے گا۔ خوانخواہ میں منگولوں کی نگاہوں میں نہ آیئے گا۔

آپ دوسرا وعدہ مجھ سے یہ کریں کہ صرف آپ اپنے آپ کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھیں گے، ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے ہیں، ہمارا جینا مرنا ساتھ ہے۔ اس بناء پر جو بھی کام کریں یہ بھی نگاہ میں رکھئے گا کہ کوئی دہلی کی ایک حویلی میں بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی سے آپ کا انتظار کر رہا ہوگا اور انتظار کرنے والی آپ جانتے

Marfat.com

ہیں، میں اسمر ہی ہوں گی۔ میں ہر روز اپنی حویلی کے صدر دروازے کو دیکھوں گی اور انتظار کروں گی کہ آپ کب سلامتی کے ساتھ لوٹتے ہوئے حویلی کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور کب مجھے یہ اچھی خبر سنائیں گے کہ آپ نے موصل شہر میں بدال خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔''

اسمر جب خاموش ہوئی تب بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پیار بھرے انداز میں کذلک خان کہنے لگا۔

''اسمر! تم کیا سمجھتی ہو کہ مجھے کوئی احساس نہیں کہ میں کسی سے وابستہ ہوں، کوئی میرے جسم کا ایک حصہ ہے؟ اسمر! مطمئن رہو۔ جن دو باتوں کی تم نے نشاندہی کی ہے، ان پر قائم رہوں گا۔ بدال خان سے نمٹنے کے لئے انتہائی محتاط رہوں گا اور پھر جب تمہاری دعائیں میرے ساتھ ہوں گی تو مجھے سو فی صد امید ہے کہ میرا اللہ، میرا مہربان خالق اس سلسلے میں ہماری مدد کرے گا اور ہم موصل شہر میں بھی کسی نہ کسی طرح بدال خان کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

کذلک خان کی اس گفتگو پر اسمر کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی، پھر کہنے لگی۔

''آپ ایسا کریں، اپنے گھوڑے کو نکال کر پہلے عزالدین کی طرف جائیں، انہیں اپنی روانگی سے مطلع کریں اور سلطان کو بھی وہ آپ کی روانگی سے مطلع کر دیں گے۔ اس کے بعد آپ سیدھے اپنے گھر جایئے گا، وہاں سے اپنی ضرورت کا سامان اور فالتو کپڑے لے کر آیئے گا۔ وہاں سے آپ مستقر کی طرف نہیں جائیں گے، سیدھے یہاں میرے پاس آئیں گے۔ آپ کے آنے تک میں آپ کے لئے اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے لئے زاد راہ تیار کر چکی ہوں گی اور اسے لے کر پھر آپ یہاں سے کوچ کر جایئے گا۔''

کذلک خان نے اسمر کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ جو گفتگو اس کے اور اسمر کے درمیان ہوئی تھی وہ کذلک خان نے نیزک خان، قراطیس اور باربد سے کہی۔ پھر وہ اصطبل کی طرف گیا، اپنا گھوڑا کھولا اور حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

کذلک خان پہلے سیدھا عزالدین کے ہاں گیا۔ جو صورتِ حال سامنے آئی تھی اس سے اسے آگاہ کیا اور اس سے اجازت لینے کے بعد وہ اپنے گھر گیا۔ وہاں سے

Marfat.com

ضروری اشیاء لینے کے بعد واپس نیزک خان کی حویلی کی طرف آیا، گھوڑے کو اس نے باہر ہی کھڑا کر دیا۔ حویلی میں داخل ہوا۔ نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اس لئے کہ قراطیس اور استمر دونوں ماں بیٹی نے مل کر زادِ راہ تیار کر دیا تھا۔ کذلک خان جونہی حویلی میں داخل ہوا اس نے دیکھا نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد دیوان خانہ سے باہر کھڑے شاید اُسی کے منتظر تھے۔ انہیں دیکھتے ہی کذلک خان کہنے لگا۔

''اب آپ مجھے جانے کی اجازت دیں۔ ساتھ ہی میں آپ لوگوں سے یہ بھی التماس کرتا ہوں کہ میری روانگی کے بعد میری کامیابی کے لئے بھی دعا کیجئے گا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر سب سنجیدہ اور فکرمند ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔

''بیٹے! ہم چاروں نے اگر تمہارے لئے تمہاری کامیابی کی دعا نہیں مانگی تو پھر اس دنیا میں کوئی ایسا ہے ہی نہیں جس کے لئے ہم دعا مانگیں۔''

اس موقع پر اُداس سے انداز میں استمر نے کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

''آپ کا گھوڑا کہاں ہے؟''

''گھوڑے کو تو میں حویلی سے باہر باندھ کر آیا ہوں۔'' استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے کہہ دیا تھا۔

اس پر استمر کہنے لگی۔

''تو پھر جو سامان آپ کے لئے تیار کیا ہے، حویلی سے باہر ہی گھوڑے کی زین سے باندھتے ہیں۔''

اس موقع پر استمر اور باربد نے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر دونوں بہن بھائی مطبخ کی طرف گئے اور وہاں سے کچھ سامان اٹھا کر لائے۔ جب وہ اس جگہ آئے جہاں کذلک خان، نیزک خان اور قراطیس کھڑے تھے اور جو سامان استمر نے اُٹھا رکھا تھا، کذلک خان نے جھک کر جب وہ سامان اس سے لینا چاہا تب بڑے پیار اور چاہت میں اسے مخاطب کر کے استمر کہنے لگی۔

Marfat.com

"سامان اتنا بھاری نہیں ہے۔ آپ فکرمند نہ ہوں۔ میں یہ سارا سامان خود آپ کے گھوڑے کے پاس لے کر جاؤں گی۔"

اس پر کذلک خان استر کی راہ روک کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

"استر! ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ میں برداشت ہی نہیں کرسکتا کہ میں خالی ہاتھ چلوں اور تم میرے ساتھ سامان اٹھائے ہوئے ہو۔ لہٰذا بہتری، بھلائی اسی میں ہے کہ یہ سارا سامان مجھے دے دو۔"

کذلک خان کے ان الفاظ پر استر ہنس دی تھی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوئی۔ جو سامان اُس نے اُٹھا رکھا تھا وہ کذلک خان نے اس سے لے لیا۔ پانچوں حویلی سے باہر آئے۔ کذلک خان اور باربد سامان گھوڑے کی زین سے باندھنے لگے تھے۔ سامان میں زادِراہ کی دو خرجینوں کے علاوہ پانی کا مشکیزہ تھا۔ ان چاروں نے دیکھا، کذلک خان نے چمڑے کی چادر میں بندھا ہوا اپنا بستر بھی گھوڑے کی زین کے پچھلے حصہ میں باندھ رکھا تھا اور بستر اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ پیٹھ کے زیادہ حصہ کو ڈھانپ لیتا تھا۔ اور اگر پشت کی جانب سے کوئی تیر اندازی بھی کرے تو وہ کذلک خان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ سارا سامان گھوڑے کی زین سے باندھنے کے بعد کذلک خان نے وہاں چھوٹے سے درخت کے ساتھ بندھی ہوئی گھوڑے کی لگام کھولی، ایک پیار بھری الوداعی نگاہ پہلے استر پہ ڈالی، پھر کہنے لگی۔

"اب آپ مجھے اجازت دیں، میں جاتا ہوں میرے لئے دعا بھی کیجئے گا۔"

اس پر وہ چاروں ہاتھ ہلانے لگے تھے جبکہ کذلک خان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، اسے ایڑ لگائی اور مستقر کی طرف ہولیا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں تردی خان اور ارغون خان کو ساتھ لیا، اس کے بعد وہ موصل شہر کی طرف جانے کے لئے دہلی سے کوچ کر گئے تھے۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

تینوں ایک روز موصل شہر کے نواح میں پہنچے۔ وہاں اچانک کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے تردی خان اور ارغون خان نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک دیا تھا اور دونوں سوالیہ انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس موقع پر کذلک خان ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، غور سے سننا اور اسی پر عمل کرتے ہوئے ہم بدال خان سے نمٹیں گے۔ تم دونوں جانتے ہو کہ میں نے بدل خان کو اس کی شکل سے نہیں دیکھا ہوا۔ تاہم یہ طے شدہ امر ہے کہ بدال خان نے ہی لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ سب کے اہلِ خانہ کا قتل عام کیا تھا۔ جیسا کہ تم نے تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق تو تم دونوں بدال خان کو اس کے چہرے، اس کی شکل سے پہچانتے ہو۔ اب ہم نے کسی طریقہ کسی سلیقے کے ساتھ اس بدال خان سے نمٹنا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ موصل کے نواح میں شہر کے نزدیک کیا کوئی ایسی سرائے ہے جو منگولوں کی شکست و ریخت سے محفوظ ہو؟''

اس پر تردی خان کہنے لگا۔

''کذلک خان! میرے بھائی! موصل کے جنوب میں ایک سرائے ہے۔ بڑی محفوظ ہے۔ وہاں مغلوں کا آنا جانا نہیں ہے۔ اس بناء پر اگر ہم اس سرائے میں قیام کریں تو بڑے محفوظ ہوں گے۔''

تردی خان کے اس جواب پر کذلک خان خاموش ہوا تھا، پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''تردی خان! اب مجھے یہ بتاؤ کہ کیا بدال خان نے لشکر کے اندر قیام کر رکھا ہے یا اس کی رہائش کہیں اور ہے؟''

اس پر ارغون خان، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان! موصل شہر کے نواح میں مستقر ہے، جس میں منگولوں کا ایک لشکر قیام کرتا ہے لیکن بدال خان مستقر میں نہیں، شہر کے اندر قیام کرتا ہے۔ ایک حویلی ہے جس میں اس کا قیام ہے۔ حویلی سے باہر اس کی حفاظت کے لئے پہرہ بھی رہتا ہے۔''

ارغون خان کا یہ جواب سن کر کذلک خان گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ یہاں تک کہ چونکا، پھر اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائیو! آؤ پہلے موصل شہر کی جنوبی سرائے میں قیام کرتے ہیں اور سرائے میں قیام کرنے کے بعد اکٹھے بیٹھ کر منصوبہ بندی کرتے ہیں جس کے تحت بدال خان سے نمٹنا ہے۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں چاہتا ہوں کم سے کم مدت میں بدال خان سے نمٹ کر ہم واپس دہلی کا رخ کرنے کی کوشش کریں۔''

کذلک خان کی اس تجویز سے تردی خان اور ارغون خان دونوں نے اتفاق کیا تھا۔ پھر تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی، موصل شہر کے جنوب میں جو سرائے تھی اس کا رخ کیا، پہلے انہوں نے اپنے قیام کے لئے ایک کمرہ حاصل کیا، پھر کذلک خان نے اصطبل کے ملازم کو اپنے پاس بلایا، اسے کچھ نقدی دی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! ہمارے گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ جو سامان بندھا ہوا تھا وہ ہم نے اتار لیا ہے۔ اب تم نے یہ کام کرنا ہے کہ ہمارے گھوڑوں کی زینیں اور لگامیں اتار کران کو کھریرا کرنا ہے، انہیں پانی پلانا ہے اور ان کی خوراک کا بہترین انتظام اہتمام کرنا ہے۔ جو نقدی میں نے تمہیں دی ہے، اس کے علاوہ بھی میں تمہیں بہت کچھ دوں گا، فکر مند نہ ہو لیکن ہمارے تینوں گھوڑوں کا خاص خیال رکھنا۔''

اصطبل کا وہ ملازم کذلک خان سے نقدی پا کر بے حد خوش ہو گیا تھا چنانچہ تینوں کے گھوڑوں کو اصطبل میں لے گیا تھا۔

جو کمرہ ان تینوں کو ملا تھا وہ اس میں داخل ہوئے۔ دروازے کو اندر سے بند کر

Marfat.com

دیا۔ تینوں مسہریوں پر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ کذلک خان نے گفتگو کا آغاز کیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی رازداری اور سرگوشی میں کہنے گا۔

''میرے دونوں عزیز ساتھیو! ہم زیادہ دیر یا زیادہ دن موصل کی اس سرائے میں قیام نہیں کریں گے۔ تم میں سے آج تھوڑی دیر بعد ایک جائے اور یہ دیکھ کر آئے کہ کیا واقعی بدال خان اسی حویلی میں قیام کرتا ہے جس حویلی میں تم اسے دیکھ کر گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم آج کوئی کارروائی نہیں ڈالیں گے۔ کل رات کو اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔ اس لئے کہ یہاں زیادہ رکنا بھی ہمارے لئے خطرناک ہے۔ منگولوں کو اگر بھنک بھی پڑ گئی کہ ہم کسی مقصد کے تحت ادھر آئے ہیں تو وہ ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ لہٰذا ہم اپنی کارروائی کی ابتداء کل رات کو کریں گے۔ اس وقت تک گھوڑے بھی ستالیں گے اور ہم بھی تازہ دم ہو جائیں گے۔ تقریباً عشاء کے بعد بدال خان کی حویلی کا رخ کریں گے۔ تینوں یہاں سے اپنا سامان سمیٹ کر اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلیں گے۔ سرائے والے کا حساب بے باق کر دیں گے، گھوڑوں کو بدال خان کی حویلی ہی کی طرف لے کر جائیں گے۔ اگر بدال خان کی حویلی سے باہر پہرہ ہے تو بھی ہم گھوڑوں کو بھی خوب سنبھالیں گے اور بدال خان سے بھی خوب انتقام لیں گے۔ میرا دل کہتا ہے کہ کل بدال خان کی اس مہم کو کامیابی کے کناروں تک لے جانے کے بعد ہم یہاں سے بخیر و عافیت دہلی کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ میرے بھائیو! آؤ اب نیچے جائیں، کھانا کھائیں اور اس کے بعد آرام کریں۔''

چنانچہ تینوں کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر آرام کرنے لگے تھے۔

❀

اس سے اگلے روز کذلک خان سرائے ہی میں ٹھہرا رہا جبکہ اس کے دونوں ساتھی تردی خان اور ارغون خان موصل شہر کی طرف گئے تاکہ بدال خان کا پتہ کریں کہ وہ ان دنوں موصل شہر میں اپنی رہائش گاہ میں ہے کہ نہیں۔ چنانچہ دونوں دوپہر کے وقت سرائے میں لوٹے۔ اس وقت کذلک خان کمرے میں بڑی بے چینی سے ان دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ اس کے پاس آئے تب ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھانے کے بعد بڑی رازداری میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان نے پوچھ لیا۔

Marfat.com

"میرے بھائیو! اب بتاؤ، کیا معاملہ ہے؟"

اس پر ارغون خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"کذلک خان! میرے بھائی! ہم پوری معلومات لے کر آئے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ منگولوں کے اکثر سالاروں نے جنہیں چیدہ چیدہ یا بڑے سالار کہا جا سکتا ہے، موصل کے مستقر میں قیام کر رکھا ہے۔ چند ایک ہیں جو شہر کے اندر قیام رکھتے ہیں۔ ان چند ایک میں بدال خان بھی ہے۔ شہر کے نواحی علاقے میں ایک بڑی عمدہ حویلی ہے، اس کے اردگرد باغات اور کھیت ہیں۔ اس حویلی پر اس بدال خان نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کے اہلِ خانہ تو کہیں صحرائے گوبی میں ہوں گے، لیکن وہ اکیلا اس حویلی میں قیام رکھتا ہے تاہم وہ چونکہ بڑے سالاروں میں شمار کیا جاتا ہے، اس لئے اس کی حفاظت کے لئے حویلی پر پہرے کا بھی انتظام اور اہتمام ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ارغون خان جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"ارغون خان! یہ انکشاف کر کے تُو نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب ہم وقت ضائع نہیں کریں گے، آنے والی شب کو اپنی کارروائی کی ابتداء کریں گے اور مجھے اُمید ہے کہ خداوند قدوس نے چاہا تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔ میرے ساتھیو! اب جو کچھ ہم نے کرنا ہے اس کے لئے مجھے غور سے سننا، اسی پر عمل کیا جائے گا۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ بدال خان کی حویلی پر کتنے پہرے دار ہوں گے؟"

اس پر اس بار تردی خان بول اٹھا، کہنے لگا۔

"پہرے دار کیا ہوں گے؟ زیادہ سے زیادہ دو دن اور دو رات کو ہوتے ہوں گے۔ وہ چنگیز خان کا رشتہ دار تو نہیں کہ اس کی حویلی کے چاروں طرف پہرے دار کھڑے کر دیئے جائیں۔"

تردی خان کے ان الفاظ پر کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہمارا کام اور آسان ہو گیا۔ پہلا اچھا انکشاف جو تم لوگوں نے کیا ہے وہ یہ کہ اس نے موصل شہر کے نواح میں ایک حویلی میں قیام کر رکھا ہے اور اُس حویلی کے اردگرد باغات اور کھیت ہیں۔ اب جو کچھ ہم نے کرنا ہے، غور سے سننا۔

Marfat.com

یہاں سے روانہ ہونے کے بعد ہم اپنے گھوڑوں کو اس کی حویلی میں جو باغ ہوگا اس کے اندر باندھ دیں گے۔ تینوں حویلی کا رخ کریں گے۔ اگر تو دروازہ کھلا ہوگا تو بے محابہ اندر چلے جائیں گے، محافظوں سے نمٹنا میرا کام ہے اس کے لئے تم فکرمند نہ ہونا۔ اگر دروازہ بند ہوا تو کھٹکا کریں گے اور اگر کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیا معاملہ ہے؟ تو کہیں گے کہ ہم نینوا کے نواحی علاقوں کی طرف سے آئے ہیں اور بدال خان کے سامنے ایک نالش پیش کرنا چاہتے ہیں۔

اگر تو کسی محافظ نے دروازہ کھول کر ہماری بات سنی تو پھر میں دروازے کو دھکا دے کر کھول دوں گا اور جو دروازہ کھولے گا اس پر گرفت کرلوں گا۔ اس کے ساتھ اگر دوسرا ہوا تو اس سے تم دونوں نمٹ لینا۔ جتنے بھی وہاں محافظ ہوں گے ان کا خاتمہ کرنے کے بعد ان کی لاشوں کو بیرونی دروازے کے قریب ہی رکھ دینا ہے اور دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دینی ہے۔ اس کے بعد بدال خان کا رخ کرنا ہے۔

بدال خان کو قتل نہیں کرنا، اس کے ہاتھ پشت پر باندھ کر اس کی آنکھوں اور منہ پر کس کر کپڑا باندھ دیں گے تاکہ وہ بول نہ سکے۔ اس کے بعد اسے میں اٹھا لوں گا۔ تم دونوں مرنے والے محافظوں کو اٹھا لینا۔ اس لئے کہ وہاں کسی کی لاش کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو منگول اردگرد کے مسلمانوں پر سختیاں اور جبر کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیں گے۔ اور پھر یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ بدال خان اور اس کے محافظ کہاں گئے اور ان کا خاتمہ کس نے کیا؟ اس بناء پر حویلی کے اندر کوئی لاش نہیں رہے گی، سب کو اٹھا کر ہم باغ کے اندر لے جائیں گے، لاشوں کو اپنے گھوڑوں پر رکھ کر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں سرپٹ دوڑا دیں گے اور واپسی کا سفر شروع کر دیں گے۔

یہ سفر صبح تک جاری رہے گا اور صبح تک مجھے امید ہے کہ ہم منگولوں کے علاقوں سے نکل کر دور چلے جائیں گے۔ اس کے بعد منگولوں کی لاشوں کو تو وہیں پھینک دیں گے، بدال خان سے میں اپنا حساب بے باق کروں گا کہ وہ کیسے ہمارے عزیز و اقارب کے علاوہ سینکڑوں نہیں ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کراتا رہا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''میرے عزیز ساتھیو! یہ بدال خان سے نمٹنے کا ایک طریقہ ہے۔ اب دوسرے طریقے کی طرف آتے ہیں۔ اگر ہم بدال خان کی حویلی کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور محافظ دروازہ نہیں کھولتے بلکہ بند دروازے کے پیچھے سے ہی گفتگو کرتے ہیں، تب ہمیں دوسرا حربہ استعمال کرنا پڑے گا۔ تینوں دیوار کود کر حویلی کے اندر داخل ہوں گے۔ سب سے پہلے محافظوں کا خاتمہ کریں گے، اس کے بعد بدال خان کو اٹھا کر اس کے ہاتھ پشت پر باندھنے اور منہ پر کپڑا کس کر باندھنے کے بعد اپنے ساتھ لے جائیں گے۔''

تردی خان اور ارغون خان دونوں نے کذلک خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ شام تک وہ سرائے میں قیام کیے رہے۔ شام کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑوں پر زینیں ڈال دیں تاکہ وہ چارہ کھا کر پیٹ بھر لیں اور رات جب گہری ہونے لگی تب سرائے کے مالک کو انہوں نے ادائیگی کر دی اور اپنے گھوڑوں کو لے کر وہ سرائے سے نکلے۔ موصل شہر کے نواح میں بدال خان جس حویلی میں قیام رکھتا تھا، اُس کی طرف گئے، حویلی کے اطراف میں جو باغ اور کھیت تھے، ان میں سے ہوتے ہوئے ایک محفوظ جگہ انہوں نے اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا، اس کے بعد تینوں کچھ دیر تک کھسر پھسر کرتے ہوئے صلاح و مشورہ کرتے رہے، پھر بدال خان کی حویلی کے صدر دروازے پر آئے اور تردی خان کے نشاندہی کرنے پر کذلک خان نے آگے بڑھ کر اس حویلی کے دروازے پر دستک دی۔

پہلی دستک پر ہی کسی نے زنجیر کھولی، دروازہ تھوڑا سا وا کیا اور دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

''کون ہے؟ اور اس وقت کیا چاہتا ہے؟''

کذلک خان نے اسے غنیمت جانا کہ کسی محافظ نے دروازہ کھولا تھا لہٰذا انہوں نے ایک زوردار دھکا دیتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور جس محافظ نے دروازہ کھولا تھا، ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا، دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا دباتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حویلی کے دوسرے حصہ سے کھٹکا ہوا۔ شاید وہاں بھی

Marfat.com

کوئی محافظ تھا۔ اس بناء پر تردی خان اور ارغون خان دونوں نے لاش کو دروازے کے پیچھے کر دیا، خود بھی چھپ کر کھڑے ہو گئے جبکہ کذلک خان دروازے کے پاس کھڑا رہا۔ دوسرا محافظ شاید یہی خیال کر رہا تھا کہ دروازے پر اُس کا ساتھی کھڑا ہوا ہے۔ جونہی وہ بھاگتا ہوا قریب آیا اور کچھ کہنے لگا، کذلک خان نے چیتے کی طرح جھپٹتے ہوئے اُس کی گردن پر اپنی گرفت رکھی اور اس کا بھی گلا دبا کر خاتمہ کر دیا۔ دونوں لاشوں کو بیرونی دروازے کے قریب رکھنے کے بعد وہ آگے بڑھے۔

ایک کمرہ جس کے اندر روشنی پھوٹ رہی تھی اس کے سامنے وہ کھڑے ہو گئے۔ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں ایک شخص سویا ہوا تھا، اسے دیکھتے ہوئے تردی خان اور ارغون خان دونوں نے خوشی کا اظہار کیا، سرگوشی میں کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے تردی خان کہنے لگا۔

”میرے عزیز بھائی! بستر پر جو لیٹا ہوا ہے، یہی بدال خان ہے۔“

اس پر کذلک خان نے اپنے شانے پر جو خرجین لٹکا رکھی تھی، اس کے اندر سے رسّی نکالی اور کہنے لگا۔

”تردی خان! میں اس کے ہاتھ پشت پر باندھوں گا، تم فوراً اس کے بستر کا ایک کپڑا لے کر اس کے منہ اور آنکھوں پر کس کر باندھ دینا۔“

اس کے ساتھ ہی کذلک خان آگے بڑھا، اپنا بایاں ہاتھ اُس کے منہ پر رکھا اور گردن سے پکڑ کر اسے اٹھایا۔ بدال خان مزاحمت کرنے لگا تھا لیکن کذلک خان کی گرفت بڑی سخت اور آہنی تھی۔ اس نے اسے ہلنے نہیں دیا۔ اتنی دیر تک تردی خان نے ایک کپڑا بھی تلاش کر لیا اور پھر اس کے منہ اور آنکھوں پر اس نے کس کر کپڑا باندھ دیا۔ اتنی دیر تک کذلک خان اس کے دونوں ہاتھ کھینچ کر پشت کی طرف لے گیا تھا اور ایک رسّی سے اس کے دونوں ہاتھ اس نے باندھ دیئے تھے۔ یہ کام کرنے کے بعد اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

”میرے بھائیو! یوں جانو ہم اپنی مہم کے پہلے مرحلے میں تو کامیاب ہوئے ہیں۔ اب ایسا کرو تم دونوں جا کر دروازے والی لاشوں کو اٹھاؤ اور انہیں نواحی کھیت میں رکھ دو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے بدال خان کی لاش لاتا ہوں اور وہیں کھیت میں

Marfat.com

رکھنے کے بعد تم تینوں لاشوں کے پاس کھڑے رہنا۔ میں واپس آؤں گا، حویلی میں داخل ہونے کے بعد حویلی میں اندر سے زنجیر لگاؤں گا اور پھر دیوار سے کود کر باہر جاؤں گا اور تمہارے پاس کھیتوں میں پہنچ جاؤں گا۔"

اس سے آگے تردی خان اور ارغون خان چونکہ سمجھ چکے تھے لہٰذا کذلک خان نے بدال خان کو اٹھایا، صدر دروازے کی طرف آیا، وہاں سے تردی خان اور ارغون خان دونوں نے مرنے والے محافظوں کو اٹھایا اور حویلی کے قریب جو کھیت تھے ان میں داخل ہوئے۔

کھیت سے نکل کر کذلک خان پھر واپس آیا، حویلی میں داخل ہوا، حویلی کے دروازے کو اندر سے زنجیر لگائی، اس کے بعد وہ دیوار پھاند کر باہر نکلا، کھیت میں گیا، ایک بار پھر تینوں حرکت میں آئے، بدال خان کو کذلک خان نے اٹھا لیا۔ اتنی دیر میں تردی خان اور ارغون خان نے دونوں محافظوں کو اٹھایا، اپنے گھوڑوں کی طرف گئے، انہیں اپنے اپنے گھوڑوں کے آگے رکھا، گھوڑوں پر سوار ہوئے، اس کے بعد رات کی تاریکی میں وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

تینوں کے گھوڑے چونکہ تازہ دم تھے، ایک دن اور ایک رات آرام کر چکے تھے، ساتھ ہی انہیں خوراک کھا کر پیٹ بھرنے کے لئے بھی کافی وقت مہیا کیا گیا تھا لہٰذا تازہ دم ہونے کی وجہ سے تینوں گھوڑوں کے بھاگنے کی رفتار بڑی تیز تھی۔ چنانچہ تینوں اپنے گھوڑوں کو اس شاہراہ پر دوڑاتے رہے جو شاہراہ موصل سے نکل کر نینوا کے کھنڈرات، وہاں سے اربیلا پھر قزوین اور قزوین سے نیشاپور، وہاں سے ہرات، ہرات سے بامیان، پھر کابل اور پشاور اور لاہور سے ہوتی ہوئی دہلی کی طرف جاتی تھی۔

جس وقت صبح کا سورج طلوع ہوا تو تینوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے رَے شہر سے تھوڑا سا آگے چلے گئے تھے۔ وہاں ایک ویرانے میں کذلک خان نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے تردی خان اور ارغون خان نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں۔ پہلے تینوں نے مل کر مرنے والوں کو ایک گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی، پھر بدال خان کو گھوڑے سے اتار کر اس کی آنکھوں سے کپڑا اتار دیا گیا۔ بدال خان بڑی پریشانی اور فکرمندی کے عالم میں اِدھر اُدھر

Marfat.com

دائیں بائیں دیکھنے لگا تھا۔ ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ بڑی تکلیف اور اذیت میں تھا۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے اسے مخاطب کیا۔

''بدال خان! تمہارے علم میں اضافہ کرنے کے لئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ہم تمہارے ساتھ تمہارے دونوں محافظوں کو بھی اٹھا لائے تھے۔ ان دونوں کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا تھا اور ان کی لاشوں کو وہ سامنے گڑھا کھود کر ہم نے دبا دیا ہے۔ ہم نے ان کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں کی، جس طرح تم لوگ بے حرمتی کرنے کے عادی ہو۔ بدال خان! اب تم یہ پوچھو گے کہ ہم کون ہیں اور تم کہاں آ گئے ہو؟''

اس پر بدال خان کہنے لگا۔

''تم نے سچ کہا ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور مجھے کہاں لے کر آئے ہو؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد تم مجھے بھی نقصان پہنچاؤ گے تو یاد رکھنا، بچ کر نہیں جا پاؤ گے۔ منگول میرے مرنے کا سن کر اس وقت تک اور وہاں تک تمہارا تعاقب کریں گے کہ جہاں تک تم جا سکتے ہو۔ اور یہ تعاقب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تم سب کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیا جائے۔''

بدال خان کی اس گفتگو سے کذلک خان تاؤ کھا گیا تھا۔ ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کہنے لگا۔ ''تیری اور تیرے منگول ساتھیوں کی ایسی تیسی۔ تجھے اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے۔''

بدال خان پھر غراتی ہوئی آواز میں بول پڑا۔

''یہ بتاؤ مجھے کیوں اٹھا کر یہاں لائے ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ اور کون سا ویرانہ ہے؟ اور تم نے مجھے اٹھا کر یہاں لانے کی یہ قبیح حرکت کیوں کی ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ مجھے نقصان پہنچنے کی صورت میں منگول تم تینوں کے سارے خاندان کا ہی خاتمہ کر دیں گے۔''

بدال خان کے ان الفاظ کے جواب میں کچھ دیر تک گھورنے کے انداز میں کذلک خان نے اس کی طرف دیکھا، پھر اس کی دائیں ٹانگ اٹھی اور پاؤں کی ٹھوکر اس زور سے بدال خان کو ماری کہ بدال خان گیند کی طرح لڑھکتا ہوا دوسری طرف چلا گیا تھا۔ آگے بڑھ کر اسے بالوں سے پکڑ کر کذلک خان نے اُٹھایا، پھر اسے مخاطب کر کے

Marfat.com

کہنے لگا۔

''سن بدال خان! میرا نام کذلک خان ہے۔ میرے ساتھ یہ جو دو میرے ساتھی ہیں یہ تردی خان اور ارغون خان ہیں۔ تم وہ شخص ہو جس کی کمانداری میں کام کرنے والے لشکریوں نے تمہارے کہنے پر ہم تینوں کے خاندانوں کا خاتمہ کیا۔ اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ ہم تمہیں کیوں اٹھا کر لائے ہیں........ کیا اب بھی تم پوچھتے ہو کہ ہم تمہیں کیوں ویرانوں میں لے کر آئے ہیں؟ رہی تمہاری دھمکی کہ تمہیں نقصان پہنچنے کی صورت میں منگول طوفان کھڑا کر دیں گے۔ منگول جو طوفان کھڑا کریں گے، وہ بعد کی بات ہے، ان سے ہم خوب نمٹیں گے۔ پہلے تمہیں ایک عذاب اور اذیت میں مبتلا کر کے ماریں گے۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر بدال خان کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ آنکھوں کے اندر خوف، چہرے پر خدشات کے اثرات رقص کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''بدال خان! اپنی موت کا سن کر تمہارا چہرہ کیوں پیلا ہو گیا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں خوف، تمہارے چہرے پر انجانے خدشات کیوں رقص کرنے لگے ہیں؟ جس وقت تم مسلمانوں کا قتل عام کرتے تھے، اس قتل عام کو دیکھتے ہوئے تو تیرے چہرے پر ایسے تاثرات نہ اُبھرتے تھے۔ تمہارے ہاتھوں مرنے والے بھی تو آخر کسی کے عزیز و اقارب تھے اور ان کی جانیں تمہاری جان سے بہت زیادہ عزیز تھیں۔ ایسا ظلم کرتے وقت بدال خان! تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ جس قدر ظلم تم ڈھا رہے ہو اس کا نتیجہ عبرت خیز بھی نکل سکتا ہے اور مقتولوں کا کوئی عزیز تم سے انتقام بھی لے سکتا ہے۔ لیکن اس وقت تمہاری سوچیں آسمانوں کو چھوتی تھیں۔ تم کسی کو اپنے پلے نہیں باندھتے تھے۔ یہ خیال کرتے تھے کہ تم ناقابلِ تسخیر ہو۔''

بدال خان! تاریخ عالم کا یہ واقعہ انتہا درجہ کا حیرت انگیز ہے کہ وہ ہم مسلمان ہی تھے جنہوں نے نہایت محیر العقول طریقہ پر ترقی کی اور اپنے کارناموں کا نقش صفحۂ تاریخ پر اس طرح ثبت کیا کہ دنیا کی دوسری قومیں مسلمانوں کی عظمت اور برتری کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے پر مجبور ہو گئیں۔ اب وہی مسلمان اگر تمہارے ہاتھوں شکست

Marfat.com

و فلاکت کا شکار ہیں تو اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے۔ اگر میری قوم کا شیرازۂ ملی پراگندہ ہوا ہے تو اس میں تمہاری جرأت مندی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس لئے کہ مسلمان بذاتِ خود نزاع اور نا اتفاقی کا شکار ہیں۔ اب ان کی محفلوں میں علم و فن کے مذاکرے بہت کم ہوتے ہیں۔ تمام قوتیں ابداع و اختراع سے محروم ہیں اور ہاتھ سیاسی طاقت وقوت کے نام سے نا آشنا ہیں۔ سن بدال خان! مردم شماری کے لحاظ سے اتنے مسلمان پہلے کبھی نہ تھے جتنے کہ اب ہیں مگر ساتھ ہی علم و عمل، ایمان اور ایقان اور روحانیت و فلاح کے لحاظ سے جتنے پست و زبوں حال اب ہیں، اتنے پہلے کبھی نہ تھے۔

بدال خان! کیا ہم مسلمان ہی نہ تھے کہ جنہوں نے پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے مشرق میں سندھ اور چینی ترکستان تک اور مغرب میں اندلس تک اپنی حکومت اور مملکت کی حدود وسیع کی اور ان ملکوں میں صرف سیاسی طاقت وقوت ہی حاصل نہیں کی بلکہ اسلام کی حقانی تعلیمات اور اسلامی تمدن اور تہذیب کی ناقابلِ رد دلکشی نے ایسا رنگ جمایا کہ چند ملکوں کو چھوڑ کر تمام مفتوحہ ممالک خالص اسلامی ملک بن گئے۔

پھر علوم و فنون میں ایجادات و اختراعات میں تہذیبِ نفس اور نظامِ اخلاق کی ترتیب و تدوین میں مسلمانوں نے اپنی ذہنی و دماغی عظمت و برتری، مافوق العادت عملی جدوجہد کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ بڑے سے بڑا معاند و مؤرخ بھی ان کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لیکن اب حالت بالکل دگرگوں ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ان پر ابتلا اور انحطاط کا تسلط ہے اور علم و عمل کے ہر میدان میں وہ سب سے پیچھے نظر آتے ہیں۔ کہیں جہالت اور نادانی کا دور دورہ ہے اور کسی جگہ دوسری اقوامِ عالم کی تقلید کا سودا ہے۔ اسلامی انفرادیت بہرحال اس قدر مضمحل ہو چکی ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی پہلے زمانے کے مسلمانوں کا جانشین یا ان کے منصب عظمت کا وارث کہنا اب اپنی ہنسی خود اپنے آپ اڑانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا بدال خان! اب اگر تم مسلمانوں کو جگہ جگہ خوار کرتے پھر رہے ہو تو یہ تمہارا کمال نہیں۔ یہ مسلمانوں کی نااتفاقی ہے...... سن بدال خان! میں تیرے ساتھ گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتا۔

Marfat.com

اس لئے کہ ہم تینوں کے پاس وقت نہیں۔ تیرا خاتمہ کرنے کے بعد ہم نے فی الفور یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔"

کذلک خان کی اس گفتگو کے جواب میں بدال خان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک جھٹکے کے ساتھ کذلک خان نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس موقع پر بدال خان نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس موقع پر کذلک خان کی تلوار بلند ہو کر گری اور بدال خان کو خون میں نہلاتی ہوئی اسے ابدی نیند سلا گئی تھی۔ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد کذلک خان، تردی خان اور ارغون خان تینوں دہلی کی طرف جانے والی شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

Marfat.com

⊛

سلطان شمس الدین التمش ایک روز جب جمعہ کو جامع مسجد میں نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے گیا تو قرامطی قوز کے آدمی وہاں پہنچ گئے۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے اور سب خنجر اور تلواروں سے لیس ہو کر مسجد میں گھس گئے اور نمازیوں کو شہید کرتے ہوئے التمش کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن خداوند قدوس نے ان قرامطیوں کی دست برد سے التمش کو بچا لیا اور یہ لوگ خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔ لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور دیواروں اور چھتوں پر چڑھ کر ان پر پتھراؤ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس گروہ کا ایک ایک فرد ہلاک ہو گیا اور دہلی اس شریر گروہ سے محفوظ ہو گیا۔

جس روز یہ واقعہ پیش آیا تھا اور سلطان شمس الدین التمش ان حملہ آور قرامطیوں سے بال بال بچا تھا اور حملہ آور سارے قرامطیوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا اسی روز نیزک خان تھکا تھکا سا، وقت سے پہلے حویلی میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا باربد بھی تھا۔ دونوں باپ بیٹے کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے قراطیس اور استر دونوں چونکی تھیں۔ نیزک خان جب قریب آیا تب قراطیس نے کچھ پوچھنا چاہا لیکن نیزک خان اور باربد دونوں حویلی کے دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ قراطیس اور استر دونوں ان کے پیچھے تھیں۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب استر نے بڑی اپنائیت میں اپنے باپ نیزک خان کو مخاطب کیا۔

”بابا! میں دیکھتی ہوں آج آپ معمول کے خلاف اُداس، پریشان اور فکرمند ہیں۔ باربد کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ دیکھیے، ہم سے کوئی بات نہ چھپایئے گا۔“

Marfat.com

اس پر دکھ بھرے انداز میں نیزک خان کہنے لگا۔

''بیٹی! ایک بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے۔''

جواب میں استر کہنے لگی۔

''بابا! مسجد میں ہونے والے اس حادثہ کی خبر ہمیں پہنچ چکی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان مسلح افراد کے حملوں سے سلطان شمس الدین التمش محفوظ رہے ہیں۔ بابا! کیا آپ اسی واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں؟''

اس پر نیزک خان نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''بیٹی! معاملہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تم سب کے لئے ایک بری خبر لایا ہوں۔ بیٹی! تُو جانتی ہے رایان اور اس کی چھوٹی بہن لبانہ اور ان کا بھائی قدر خان تینوں ہر روز عصر کے بعد گھڑ دوڑ کے لئے نکلتے تھے۔ آج بھی وہ حسب معمول گھڑ دوڑ کے لئے نکلے تھے لیکن جب کافی دیر تک واپس نہ آئے تب جمال الدین نے اپنے کچھ کارندوں کے ساتھ اس میدان کا رخ کیا جہاں تینوں بہن بھائی گھڑ دوڑ لگاتے تھے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو جمال الدین کا بیٹا قدر خان زخمی حالت میں وہاں پڑا ہوا تھا جبکہ رایان اور لبانہ دونوں غائب تھیں...... قدر خان کو تو زخمی حالت میں جمال الدین اپنی حویلی میں لے گیا، طبیب کو بلا لایا اور اس نے اس کی مرہم پٹی کر دی۔ قدر خان اب بہتر ہے لیکن رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کا کوئی پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کدھر گئیں اور کون انہیں اٹھا کر لے گیا۔''

یہ خبر سن کر قراطیس اور استر دونوں پریشان اور فکرمند ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے پھر کہنا شروع کیا۔

''جمال الدین اور اس کے کارندوں نے یہاں تک کہ شہر کے کارکنوں نے بھی بڑا تلاش کیا لیکن رایان اور لبانہ کہیں نہیں ملیں۔ بیٹی! یہ جمال الدین اور اس کی بیوی عصما کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے جسے وہ زیادہ دن تک برداشت نہیں کر پائیں گے۔ میرے خیال میں تم دونوں ماں بیٹی تیار ہو جاؤ، اس کے بعد ہم افسوس کے لئے جمال الدین کی حویلی کا رخ کرتے ہیں۔''

استر نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد استر، نیزک خان، قراطیس

Marfat.com

اور باربد حویلی کو قفل لگا کر جمال الدین کی حویلی کی طرف ہو لئے تھے۔ جب وہ چاروں حویلی میں داخل ہوئے تو جمال الدین، اس کی بیوی عصما دیوان خانہ میں دونوں سر جھکائے بیٹھے تھے اور قریب ہی دائیں جانب ایک مسہری پر قدر خان پڑا ہوا تھا۔ دیوان خانہ میں داخل ہونے کے بعد سب نے جمال الدین اور عصما سے سلام کہا۔ جمال الدین آگے بڑھ کر نیزک سے گلے ملا پھر سب نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز نیزک خان نے کیا اور جمال الدین کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

''کیا ہماری بیٹیوں رایان اور لبانہ کا کچھ پتہ چلا ہے؟''

اس پر روہانسی سی آواز میں جمال الدین کہنے لگا۔

''نیزک خان! میرے بھائی! شہر کا کونا کونا چھان مارا۔ شہر کے منادوں سے بھی اعلان کروایا لیکن ابھی تک ان کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے۔ کوئی میری بیٹیوں کا پتہ لگا دے تو میں پنکھ لگا کر ان سے ملنے پہنچ جاؤں۔ ان کا یوں غائب ہو جانا ہمارے لئے انتہا درجہ کی تکلیف اور بے عزتی کا باعث ہے۔''

جب تک جمال الدین بولتا رہا، نیزک خان، قراطیس، استر اور باربد بڑے غور سے اور انتہائی پریشانی میں اس کی طرف دیکھتے رہے۔ جب جمال الدین خاموش ہوا تب اپنا بازو آگے پھیلاتے ہوئے جمال الدین کو نیزک خان نے اپنے ساتھ لپٹا لیا، پھر اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''جمال الدین! میرے بھائی! ہم سب ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہیں۔ رایان اور لبانہ ہمارے لئے ایسی ہی ہیں جیسی کہ ہماری بیٹی استر ہے۔''

اس کے ساتھ ہی نیزک خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، اس مسہری کی طرف گیا جس پر زخمی قدر خان لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پاس جا کر نیزک خان جھکا، شفقت اور پیار بھرا ایک بوسہ اس نے قدر خان کی پیشانی پر دیا۔ اس موقع پر قراطیس، استر اور باربد بھی قدر خان کی طرف گئے۔ استر اور اس کی ماں قراطیس نے بھی قدر خان کے گال تھپتھپاتے ہوئے اسے تسلی دی، ساتھ ہی باربد بھی قدر خان کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھ سہلانے لگا تھا۔ اس موقع پر استر قدر خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''قدر خان! میں نے ہمیشہ یہی سمجھا ہے کہ میرے دو بھائی ہیں۔ ایک باربد اور

Marfat.com

ایک تم۔ میرے عزیز بھائی! پریشان اور فکر مند نہ ہونا، بہت جلد تم ٹھیک ہو جاؤ گے اور خداوند قدوس نے چاہا تو جلد ہی ہم رایان اور لبانہ کو بھی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میرے بھائی! تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک ہمیں کسی نے یہ نہیں بتایا کہ رایان اور لبانہ پر کیا گزری۔ میرے بھائی! تم تو ان کے ساتھ تھے۔ معاملہ کیا ہوا؟''

استر کی اس گفتگو سے قدر خان پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی، پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔

''میں اور میری دونوں بہنیں حسب معمول گھڑ دوڑ کے لئے گئے تھے۔ میری بہن! آپ جانتی ہیں، ایسا ہم تینوں ہر روز کرتے ہیں۔ گھوڑے دوڑاتے ہوئے میں اپنی دونوں بہنوں سے کچھ آگے نکل گیا۔ اس لئے کہ میں نے گھوڑے کو تیز بھگایا تھا اور وہ دونوں بہنیں گھوڑوں کو میانہ روی سے ہانکتی رہی تھیں۔ میں تھوڑا سا آگے گیا ہوں گا کہ پیچھے سے مجھے اپنی بہن رایان کی ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ ہماری بدقسمتی اُس وقت ہمارے آس پاس کوئی بھی نہ تھا۔ اور پھر گھڑ دوڑ کا وہ میدان بھی شہر سے باہر ہے۔ میں نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر جب دیکھا تو کچھ مسلح سوار تھے جنہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آناً فاناً وہ دونوں بہنوں پر چھا گئے۔ ان کے ہاتھ پشت پر باندھے، ان کے منہ پر انہوں نے کس کر کپڑے باندھ دیئے۔ جب میں مڑ کر اپنی بہنوں کے پاس آیا تو اس وقت وہ اپنی کارروائی مکمل کر چکے تھے۔ اس پر ان میں سے ایک مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ میں نے اپنی بہنوں کو بچانے کی بھرپور کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا اور وہ ان دونوں کو اٹھا کر نہ جانے کہاں لے گئے۔ مجھے ایک طرح سے وہ مُردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ میری زندگی کے دن باقی تھے کہ میں بچ گیا ہوں۔''

باربد، قراطیس اور استر تینوں قدر خان کی مسہری کے پاس ہی بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے اور اس کا دل بہلانے لگے تھے جبکہ نیزک خان پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر جمال الدین کے پاس آیا۔ اس موقع پر رایان کی ماں عصما برابر روئے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ قراطیس اور استر بھی قدر خان کے پاس سے اٹھے، عصما کے دائیں بائیں آ کر بیٹھ گئے، اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا، اسے تسلی اور ڈھارس دینے لگی تھیں۔ ان

Marfat.com

کے ایسا کرنے پر وہ بے چاری اور زیادہ کھل کر رونے لگی تھی۔ جبکہ استمر خود بھی رو دی تھی اور اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے عصما کے آنسو بھی پونچھ رہی تھی۔ قراطیس بھی اپنی آنکھیں خشک کر رہی تھی۔

نیزک خان، جمال الدین کے پاس بیٹھا اور بڑی رازداری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جمال الدین! میرے بھائی! تمہیں کسی پر شک و شبہ ہے؟''

نیزک خان کے اس سوال پر کچھ دیر تک سر جھکائے جمال الدین سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''میں کسی پر کیا شک و شبہ کر سکتا ہوں؟ نہ میری کسی سے کوئی دشمنی ہے، نہ عداوت، نہ ہی میری بیٹیوں نے آج تک کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی بنا پر وہ اس ابتلا میں مبتلا کر دی گئی ہیں۔''

اس موقع پر استمر کی ماں قراطیس نے جمال الدین کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔

''بھائی! کیا اس سلسلے میں فخر الدین تو ملوث نہیں ہو سکتا؟ ایسا میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ ایک بار اس نے رایان کا رشتہ بھی آپ سے مانگا تھا اور آپ نے انکار کر دیا تھا۔''

قراطیس کے ان الفاظ کے جواب میں جمال الدین نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''فخر الدین میرے خیال میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ لہٰذا میں اس پر شک نہیں کر سکتا۔''

جمال الدین جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے نیزک خان کہنے لگا۔

''جمال الدین! میرے عزیز بھائی! ایک شک و شبہ میرے ذہن میں بھی ہے۔''

''وہ کیا؟'' چونکتے ہوئے جمال الدین نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

''جمال الدین! میرے بھائی! کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ہزاروں کی تعداد میں جو لوگ مسجد میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوئے اور سلطان کو قتل کرنا چاہا، انہی میں

Marfat.com

سے کچھ رایان اور لبانہ کو اٹھا کر لے گئے ہوں۔"

نیزک خان کے ان الفاظ کے جواب میں جمال الدین نے کچھ سوچا، اس کے بعد کہنے لگا۔

"نیزک خان! تمہارا یہ شک و شبہ دل کو لگتا ہے۔ میرا بھی دل کہتا ہے کہ جو لوگ مسجد میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوئے تھے، وہی اس کام میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ جس وقت میں نے یہ خبر سنی تھی تو میں نے سوچا تھا کہ میں قصر کی طرف جاؤں گا جہاں دوسرے لوگ سلطان سے افسوس کر رہے ہیں۔ میں بھی سلطان سے اس حادثہ پر افسوس کروں گا۔ لیکن میں خود حادثات کا شکار ہو گیا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جمال الدین چند لمحے خاموش رہا، اس کے بعد نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"نیزک خان! میرے عزیز بھائی! جو شک و شبہ تم نے ظاہر کیا ہے وہ یقیناً میرے دل کو لگتا ہے۔ جس وقت وہ مسلح جوان مسجد میں سلطان پر حملہ آور ہوئے تھے، سلطان کا انہوں نے خاتمہ کرنا چاہا تھا اس وقت فی الفور تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ لوگ کون تھے؟ کیا چاہتے تھے؟ لیکن بعد میں یہ بات عیاں ہو گئی کہ وہ سب قرامطی تھے اور ان کا ایک ہی مقصد تھا کہ سلطان شمس الدین التمش کو قتل کر کے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ میں نے سوچ رکھا ہے کہ میرا بیٹا قدر خان کچھ ٹھیک ہو جائے تو چند دن کا وقفہ ڈال کر میں محترم عزالدین کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان سے التماس کروں گا کہ میری بیٹیوں کو تلاش کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اگر مجھے سلطان شمس الدین التمش کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عرض داشت پیش کرنا پڑی تو میں ایسا بھی کر گزروں گا۔ میری بیٹیوں کا مجھ سے جدا ہو جانا میرے لئے ایک بہت بڑا المیہ اور میرے لئے ایک ایسا صدمہ ہے کہ جو کم از کم میرے اور میری بیوی اور بیٹے کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔"

اس موقع پر نیزک خان نے کچھ سوچا، پھر وہ اپنے بیٹے باربد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"باربد! میرے بیٹے! تم یہیں بیٹھو۔ میں، تمہاری ماں اور اسمر جاتے ہیں۔

Marfat.com

جمال الدین، ان کی اہلیہ اور قدر خان نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں ہو گا۔ لہٰذا گھر جا کر ان کے لئے کھانا تیار کر کے لاتے ہیں۔"

نیزک خان کے ان الفاظ پر جمال الدین کی بیوی عصما چونک اُٹھی، کہنے لگی۔

"بھائی! آپ کو ایسی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں گھر میں ہر چیز ہے۔ ہم کھانا تیار کر لیں گے۔ آپ کو حویلی میں جا کر اور وہاں سے کھانا تیار کر کے یہاں لانے کی کیا ضرورت ہے؟"

اس موقع پر استمر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی، پھر کہنے لگی۔

"خالہ! اگر یہ بات ہے تو میں یہیں کھانا تیار کر کے اور آپ تینوں کو کھلانے کے بعد یہاں سے جاؤں گی۔"

اس کے ساتھ ہی استمر اٹھ کر جب مطبخ کی طرف جانے لگی تب عصما بھی اٹھ کھڑی ہوئی اس کے ساتھ قراطیس بھی کھڑی ہو کر اس کے ساتھ ہو لی تھی۔ یوں تینوں مطبخ کی طرف ہو لی تھیں۔

مطبخ میں جا کر عصما نے سب کے لئے کھانا تیار کرنا چاہا لیکن استمر اور قراطیس نے روک دیا تھا۔ صرف جمال الدین، عصما اور قدر خان کے لئے کھانا تیار کیا گیا۔ کھانا اسی کمرے میں لایا گیا جہاں قدر خان کو رکھا گیا تھا۔ اپنی موجودگی میں نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد نے جمال الدین، عصما اور قدر خان کو کھانا کھلایا، اس کے بعد سارے برتن اُٹھا کر استمر نے مطبخ میں رکھ دیئے تھے۔ کھانے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد، جمال الدین، اسما اور قدر خان کو ڈھارس اور تسلی دیتے رہے۔ اور پھر چاروں اجازت لے کر وہاں سے اٹھے اور اپنی حویلی کی طرف ہو لئے تھے۔

حویلی میں آ کر چاروں دیوان خانہ میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ اس موقع پر نیزک خان کچھ دیر سوچتا رہا، اس کے بعد اپنی بیٹی استمر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"استمر! میری بیٹی! اب تجھے بھی محتاط رہنا ہو گا۔ نہ جانے کون لوگ رایان اور لبانہ کو اٹھا کر لے گئے ہیں اور ان کے ماں باپ کی حالت میری بچی! تم نے دیکھی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ رایان کے ساتھ ساتھ کوئی تمہیں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش

Marfat.com

نہ کرے۔ لہٰذا جب تک حالات درست نہیں ہوتے، قاتل پکڑے نہیں جاتے، اس وقت تک تم میری بیٹی! میری بچی! گھڑ دوڑ کے لئے کہیں باہر نہیں نکلنا۔"

نیزک خان کے ان الفاظ پر استمر اور باربد دونوں پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ باربد نے دکھ بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

"بابا! ان دنوں اگر بھائی کذلک خان یہاں ہوتے تو یقیناً معاملہ کچھ اور ہوتا۔"

کذلک خان کا نام سن کر جہاں نیزک خان گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا وہاں استمر اور قراطیس بھی فکرمند ہو گئی تھیں۔ یہاں تک کہ نیزک خان نے باری باری گہری نگاہ اپنی بیوی قراطیس اور بیٹی استمر پر ڈالی، پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"میں آج یہاں کذلک خان کی جتنی ضرورت محسوس کر رہا ہوں، پہلے کبھی نہ کی تھی۔ آج میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کذلک خان کی غیر موجودگی میں ہم غیر محفوظ ہیں۔" نیزک خان یہاں تک کہنے کے بعد جب رکا تب استمر اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بابا! آپ کو زیادہ پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں زیادہ خطرہ منگولوں سے تھا۔ بابا! منگول ہمارا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اسے دریائے جمنا کے کنارے کذلک خان موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور اس کے ساتھ ان کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کیا جا چکا ہے۔ اب کوئی ایسا منگول نہیں بچا ہے جس کے ساتھ ہماری دشمنی اور عداوت ہو اور نہ ہی کسی کو یہ خبر ہوئی ہو گی کہ وہ منگول جو ہمارے پیچھے پڑا ہوا تھا، کہاں، کس جگہ مارا گیا ہے۔ بابا! آپ کا کہنا درست ہے کہ کذلک خان یقیناً ہمارے لئے تحفظ کا ایک سامان ہے، لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ جورایان اور لبانہ کو اٹھایا گیا ہے، اس میں معاملہ کچھ اور ہے۔ بابا! کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے ساتھ کسی کی کوئی ذاتی دشمنی اور عناد ہو؟"

اپنی بیٹی استمر کے ان الفاظ پر کچھ دیر نیزک خان گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر کہنے لگا۔

"بیٹی! ان کی کس کے ساتھ دشمنی ہو سکتی ہے؟ وہ بے چارہ تاجر پیشہ شخص ہے۔ اپنی دونوں بیٹیوں، بیٹے اور بیوی کے ساتھ پُرسکون زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور پھر جمال

Marfat.com

الدین ایسا شخص ہے جو دوسروں کے لئے بالکل بے ضرر ہے۔ پھر اس کے ساتھ یہ جو حادثہ پیش آیا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا اور ناقابل برداشت ہے۔ تاہم اس کے پیچھے کوئی وجہ اور علت تو ضرور ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد نیزک خان رکا، کچھ سوچا، پھر اس کے بعد اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتا ہوا وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"اسمر! میری بیٹی! جو کچھ تم نے کہا ہے اس سے میں بھی کافی حد تک اتفاق کرتا ہوں۔ یہ میرے بیٹے کذلک خان کا کمال ہے کہ اس نے منگولوں سے ہماری جان چھڑا دی ہے۔ جہاں تک منگولوں کا تعلق ہے، میں خود سمجھتا ہوں کہ اب ان کی طرف سے ہمیں کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں ہے۔ لیکن رایان اور لبانہ کے اس طرح اٹھائے جانے پر میری بچی! میں پریشان اور فکرمند ضرور ہوں۔ اس بناء پر میں ایک بار پھر میری بیٹی! تم سے کہتا ہوں کہ جب تک کذلک خان اپنی مہم سے لوٹ کر نہیں آتا، اس وقت تک تم دونوں بہن بھائی محتاط رہنا۔ گھڑ دوڑ کے لئے بالکل نہیں نکلنا۔ ہاں، اگر جانا ہے تو گھڑ دوڑ کے لئے اُدھر جانا جہاں شہر کے دوسرے مرد اور عورتیں گھڑ دوڑ کرتے ہیں۔ اکیلے کہیں نہیں جانا۔ میرے خیال میں بیٹی! اب تم دونوں ماں بیٹی اُٹھو، کھانا تیار کرو۔ اس لئے کہ بھوک لگی ہے۔"

نیزک خان کا کہا مانتے ہوئے جونہی قراطیس اور اسمر دونوں اپنی جگہ سے اُٹھیں، حویلی کے دروازے پر زوردار دستک ہوئی تھی۔

یہ دستک سن کر چاروں چونک سے اٹھے تھے اور خدشات بھرے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس موقع پر قراطیس، نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اس موقع پر ہماری حویلی کے دروازے پر کون دستک دے سکتا ہے؟"

قراطیس، اسمر اور باربد کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے نیزک خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

"یہ دہلی شہر ہے۔ شہر کے اندر ہم اتنے بھی غیر محفوظ نہیں ہیں کہ جو چاہے ہماری حویلی کے دروازے پر دستک دے اور ہمیں نقصان پہنچا کر چلتا بنے۔ اس لئے کہ

Marfat.com

رات کے وقت شہر کے اندر کوتوال رشید الدین کے مخصوص کارندے شہریوں کی حفاظت کے لئے گشت کرتے رہتے ہیں۔ تم تینوں یہاں بیٹھو، میں دیکھتا ہوں دروازے پر دستک دینے والا کون ہے۔''

اس پر استمر کہنے لگی۔

''بابا! آپ اکیلے تو نہیں جائیں گے۔ اس وقت نہ جانے دستک کون دے رہا ہے۔ ہم تینوں آپ کے ساتھ جائیں گے۔''

جواب میں نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''چلو یونہی سہی۔''

پھر دیوان خانہ سے وہ نکلے، حویلی کے صدر دروازے کی طرف گئے، دروازے کے قریب جا کر نیزک خان کا ہاتھ پکڑ کر استمر نے اسے روک دیا۔ باہر چونکہ چاند کی ہلکی ہلکی روشنی تھی، لہٰذا دروازے کے اندر جو سوراخ تھا، اس کے ساتھ آنکھ لگا کر استمر نے باہر دیکھا اور پھر اس نے دیوانہ وار جھپٹتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا۔ اُس کے ایسا کرنے پر نیزک خان، قراطیس اور باربد بھی عجیب سی جستجو کا شکار تھے۔ دروازہ کھلا، سب نے دیکھا باہر کذلک خان اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا۔

کذلک خان کو وہاں دیکھتے ہی جہاں قراطیس، باربد اور نیزک خان اور استمر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی، وہاں نیزک خان بلند آواز میں کہنے لگا۔

''خوش آمدید میرے بیٹے! تیری عمر بڑی لمبی ہے۔ اس لئے کہ تھوڑی دیر پہلے ہم تیرا ہی ذکر کر رہے تھے۔''

اس کے ساتھ ہی نیزک خان آگے بڑھا اور کذلک خان سے گلے لگ کر ملا۔ اس کے ایسا کرنے کے بعد باربد بھی کذلک خان سے ملا۔ اس موقع پر باربد نے کذلک خان سے اس کے گھوڑے کی باگ لینا چاہی لیکن کذلک خان حویلی میں داخل ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

''باربد! میرے بھائی! تم رہنے دو۔ میں گھوڑے کو خود ہی اصطبل کی طرف لے جاتا ہوں۔ اس کی زین، دھانہ نہیں اُتاروں گا۔ میں تھوڑی دیر تم لوگوں کے پاس بیٹھوں گا، پھر واپس گھر چلا جاؤں گا۔''

Marfat.com

اس موقع پر نیزک خان نے پہلے حویلی کا دروازہ بند کر کے اسے اندر سے زنجیر لگائی، پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! باربد کو گھوڑا اصطبل کی طرف لے جانے دو۔ آج تم اپنے گھر نہیں جاؤ گے، یہیں ہمارے پاس رہو گے۔ بیٹے! تم جانتے ہو شہر کے اندر دو بڑے حادثے رونما ہو چکے ہیں جو بڑے پریشان کن ہیں۔''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''بابا! مجھے خبر ہو چکی ہے، اسی بناء پر پہلے آپ لوگوں کی طرف آیا ہوں۔ ورنہ میں گھر جا کر سو جاتا۔ اس لئے کہ مجھ پر ابھی تک سفر کی تکان طاری ہے۔''

اس موقع پر استمر بول اٹھی اور دخل اندازی کرتے ہوئے کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ گھوڑے کی باگ چھوڑ دیں۔ باربد کو گھوڑا اصطبل کی طرف لے جانے دیں۔ باربد! میرے بھائی! گھوڑے کی زین اور دھانہ اتار کر چارے کا اہتمام کر کے اسے پانی پلا دو اور گھوڑے کی زین کے ساتھ جو خرجینیں لٹک رہی ہیں، انہیں دیوان خانہ میں لے آؤ۔ ہم سب دیوان خانہ کی طرف جاتے ہیں۔''

استمر کے ایسا کرنے پر کذلک خان نے چپ چاپ اپنے گھوڑے کی باگ باربد کو دے دی تھی۔ چنانچہ باربد اس کا گھوڑا لے کر اصطبل کی طرف ہو لیا تھا۔

سب دیوان خانہ میں داخل ہوئے، نشستوں پر بیٹھ گئے، کچھ دیر تک گہری خاموشی چھائی رہی، اتنی دیر تک باربد بھی اصطبل میں گھوڑے کو باندھنے کے بعد اور زین کے ساتھ جو خرجینیں بندھی ہوئی تھیں، وہ لے کر دیوان خانہ میں آ گیا تھا اور خرجینیں ایک طرف رکھنے کے بعد وہ کذلک خان کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر گفتگو کا آغاز نیزک خان نے کیا اور کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! صدر دروازے کے پاس میں نے تم سے کہا تھا کہ شہر میں دو بڑے حادثے رونما ہو چکے ہیں۔ پہلا حادثہ......''

یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ کذلک خان بول اٹھا۔

Marfat.com

''آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں۔ میرے خیال میں آپ یہی کہیں گے کہ پہلے حادثے میں سلطان شمس الدین التمش پر مسجد میں حملہ ہوا اور خداوند قدوس کا بڑا شکر، اس کا بڑا کرم، اس کی بڑی مہربانی کہ سلطان حملہ آوروں سے محفوظ رہے۔ دوسرا حادثہ آپ یہ کہیں گے کہ رایان اور اس کی چھوٹی بہن لبانہ کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔ میں آپ پر انکشاف کروں کہ میں دہلی شہر میں دن کے وقت ہی داخل ہو گیا تھا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد پہلے میرا ارادہ تھا کہ سیدھا گھر جاؤں گا، آرام کروں گا، اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف آؤں گا۔ پھر میں نے اپنا ارادہ بدلا اور چاہا کہ سیدھا آپ لوگوں کی طرف آتا ہوں۔ یہاں کھانا کھاؤں گا، پھر گھر چلا جاؤں گا۔ لیکن شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے ان دونوں حادثات کی اطلاع ہوئی تب میں سب سے پہلے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت عزالدین، دوسرے سالار اور اُمراء بھی وہاں موجود تھے۔ اس موقع پر سلطان نے میری آمد پر خوشی کا بھی اظہار کیا۔ ساتھ ہی سلطان نے اپنے کچھ مخبر بھی پھیلا دیئے ہیں جو یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ سلطان پر حملہ آور ہونے والے کون لوگ تھے؟ ان کا کیا مقصد تھا؟ ان کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ اور کیا یہ کوئی بغاوت ہے یا کوئی سازش ہے؟

بابا! سلطان کے پاس سے اٹھنے کے بعد میں سیدھا جمال الدین کے ہاں گیا۔ ان سے بھی افسوس کیا۔ وہاں جا کر مجھے پتہ چلا کہ جس وقت آپ وہاں سے اٹھ کر آئے تے، اس کے ساتھ ہی میں وہاں پہنچا تھا۔ میرے خیال میں میری وہاں آمد سے چند لمحے پہلے آپ وہاں سے اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف آئے تھے۔ وہاں بھی میں کچھ دیر بیٹھ کر محترم جمال الدین، ان کی اہلیہ عصما اور قدر خان کو تسلی دیتا رہا۔ قدر خان کی حالت اب کافی بہتر ہے۔ اگر خداوند قدوس نے چاہا تو جو مخبر سلطان نے حملہ آوروں کا اتا پتہ لگانے کے لئے بھیجے ہیں وہ یہ بھی جاننے کی کوشش کریں گے کہ رایان اور لبانہ کو اٹھانے والے کون لوگ ہیں؟ یہ کام دہلی کے کسی شخص کا نہیں۔ کیونکہ یہ حادثہ اسی روز پیش آیا تھا جس روز سلطان پر حملہ ہوا۔ لہٰذا سب لوگ بھی یہ شک و شبہ ظاہر کر رہے ہیں کہ جو لوگ سلطان پر مسجد کے اندر حملہ آور ہوئے، کسی علت، کسی وجہ کی بناء پر وہ رایان اور لبانہ کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ جس روز یہ پتہ چلا کہ مسجد میں سلطان شمس

Marfat.com

الدین التمش پر حملہ آور ہو کر قتل کرنے کے درپے لوگ کون ہیں، اس روز یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ رایان اور لبانہ کو اٹھا کر لے جانے والے کون ہیں؟........ محترم جمال الدین اور ان کی بیوی کی حالت بڑی پریشان کن ہے۔ قدر خان زخمی ہوا تھا، لیکن اب وہ بہتر ہے۔ زخموں کی مرہم پٹی ہو جانے کی وجہ سے اب وہ اپنے آپ کو بہتر حالت میں محسوس کرتا ہے........"

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بڑے پیار، محبت اور چاہت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے استمر بول اُٹھی تھی۔

"یہ جو آپ سلطان کے علاوہ عزالدین، دوسرے سالاروں اور امراء سے سلطان کے پاس مل کر آئے ہیں تو ان کے کیا تاثرات ہیں؟"

اس پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"مجھے سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ اس موقع پر میں یہاں موجود نہیں تھا۔ بہرحال جو لوگ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے تھے، ان میں سے کچھ کا کہنا ہے کہ جو مسجد میں حملہ آور ہوئے، وہ قرامطی تھے اور ان کا اصل مقصد اور مدعا سلطان شمس الدین التمش کو ہلاک کرنا تھا۔ اس لئے کہ قرامطی کسی صورت یہ پسند نہیں کرتے کہ سلطان شہاب الدین غوری کے جانشین ہندوستان پر حکومت کریں۔ اس کی وجہ اور بڑی علت یہ ہے کہ ملتان میں ان کی حکومت تھی اور پہلے سلطان محمود غزنوی نے ان پر ضرب لگا کر ان کو کچلا، اس کے بعد یہ ملتان میں پھر طاقت وقوت پکڑ گئے اور پھر سلطان شہاب الدین غوری نے ان پر ضرب لگائی اور یہ اس کے حملے کی وجہ سے ملتان کو فتح کرنے کے باعث ہندوستان کے مختلف علاقوں میں منتشر ہونے پر مجبور ہوئے۔ میرا اپنا اور دوسرے سالاروں کا بھی اندازہ یہی ہے کہ مسجد میں سلطان پر حملہ آور ہونے والے قرامطی ہی تھے۔ جو نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں سلطان شہاب الدین غوری کے جانشینوں کی حکومت پسند نہیں کرتے بلکہ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہندوستان میں کوئی مسلمان حکمران ہو اور ہندوستان میں اسلام کا بول بالا ہو۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تب استمر نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"رایان اور لبانہ سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟........ کیا اس کام میں کہیں

Marfat.com

فخر الدین تو ملوث نہیں ہے؟"

ا ستمر کے ان الفاظ پر کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"ا ستمر! ایسا نہیں ہے۔ فخر الدین اتنی بڑی جرأت نہیں کر سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کا سر اس کی گردن پر قائم نہیں رہے گا۔ یہ کام میرے خیال میں اُنہی لوگوں کا ہے جو مسجد میں سلطان پر حملہ آور ہوئے اور یہ قرامطی ہیں۔ بہر حال، چند دن تک پتہ چل جائے گا کہ حملہ آور کون تھے؟ ان کا مقصد اور مدعا کیا تھا؟ کہاں سے نکل کر انہوں نے ایک دم دہلی کی مسجد میں یلغار کر دی؟........ یہ تو بھلا ہو سارے نمازیوں کا کہ وہ سب یکدم ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یقیناً مسجد میں سلطان شمس الدین التمش کا خاتمہ کر دیتے۔ اس لئے کہ وہ سب مسلح تھے۔ جبکہ نمازیوں میں سے کوئی مسلح نہیں تھا۔ وہ تو نماز پڑھنے کے لئے آئے تھے، جنگ میں حصہ لینے کے لئے تو نہیں آئے تھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب رکا تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نیزک خان بول اٹھا۔

"بیٹے! مجھے تو اب ا ستمر اور باربد کی فکر لگ گئی ہے۔ یہ دونوں بہن بھائی بھی گھڑ دوڑ کے لئے جاتے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ جو معاملہ رایان، لبانہ اور قدر خان کے ساتھ ہوا، وہ کہیں میری بیٹی اور بیٹے کے ساتھ نہ ہو جائے۔"

نیزک خان کے ان الفاظ پر کذلک خان سنجیدہ ہو گیا تھا، گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ اس موقع پر ا ستمر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ تسلی دینے کے انداز میں کذلک خان بول اٹھا۔

"نہیں بابا! ایسا نہیں ہوگا۔ جس دن کسی نے ا ستمر اور باربد کے ساتھ ایسا کرنے کی کوشش کی وہ پھر زندہ نہیں رہے گا۔ ویسے آپ کے خدشات کسی حد تک درست ہیں۔ آج کے بعد میں خود بھی اپنی طرف سے کوشش کروں گا کہ جب یہ دونوں بہن بھائی گھڑ دوڑ یا کسی دوسرے کام کے لئے باہر نکلیں تو میں خود ان پر نگاہ رکھوں۔ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو اپنے کچھ ساتھیوں میں سے ایسے مسلح جوان مقرر کروں گا جو دونوں بہن بھائی کی حفاظت کے لئے ان پر نگاہ رکھیں گے۔ خداوند قدوس نے چاہا تو ا ستمر

Marfat.com

اور باربد کو کوئی خطرہ نہیں۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔"
کذلک خان کے خاموش ہونے پر نیزک خان نے پھر کہنا شروع کیا۔
"بیٹے! تمہاری غیر حاضری اور تمہارے......." یہاں تک کہتے کہتے نیزک خان کو رکنا پڑا اس لئے کہ استر بول اٹھی۔
"بابا! ہم نے دوسرے موضوع ہی چھیڑ دیئے ہیں۔ اب آپ نیا موضوع چھیڑنے لگے ہیں۔ کذلک خان کتنی دیر کے آئے ہوئے ہیں، ہم میں سے کسی نے بھی ان سے یہ نہیں پوچھا کہ جس مہم پر یہ گئے تھے، اس کا کیا بنا؟"
اس موقع پر نیزک خان اور قراطیس دونوں نے ایک ساتھ تاسف بھرے انداز میں اپنی پیشانی پر ہاتھ مارے، پھر نیزک خان کہنے لگا۔
"بیٹے! یہ سلطان پر مسجد میں حملے اور پھر رایان اور لبانہ کو اٹھا لے جانے کے واقعات سے کچھ ایسا پریشان اور پراگندہ ہو گیا ہے کہ کوئی بات صحیح طرح سوجھتی ہی نہیں۔ میرے بیٹے! اب بتاؤ، تم جس مہم پر گئے تھے اس کا کیا بنا؟"
جواب میں کذلک خان نے مسکراتے ہوئے اپنی مہم کی تفصیل کہہ دی تھی۔ اس موقع پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے استر کہنے لگی۔
"میں آپ کو آپ کی اس کامیاب مہم پر مبارک باد دیتی ہوں۔"
استر کے بعد نیزک خان، قراطیس اور باربد بھی مبارک باد دے رہے تھے۔ پھر نیزک خان نے کذلک خان کو مخاطب کیا۔
"بیٹے! یہ جو تم اپنی مہم سے کامیاب لوٹے ہو، میں سمجھتا ہوں تم نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کیا ہے۔ جس منگول سردار نے تمہارے، تردی خان اور ارغون خان کے اہلِ خانہ کو ہلاک کیا تھا، آخر وہ بھی اپنے انجام کو پہنچا۔ بیٹے! اب تمہارے وہ دونوں ساتھی تردی خان اور ارغون خان کہاں ہیں؟"
اس پر کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
"بابا! وہ میرے ساتھ ہی دہلی میں داخل ہوئے تھے اور میرے ساتھ ہی وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان پر جو حملہ ہوا تھا، اس پر سلطان کے سامنے اپنے دکھ اور افسوس کا بھی اظہار کیا۔ اس موقع پر میں نے ان دونوں سے متعلق

Marfat.com

سلطان اور عزالدین دونوں سے بات کی، چنانچہ تردی خان اور ارغون خان دونوں کو سلطان اور عزالدین نے مقدمتہ الجیش میں شامل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور میں نے ان دونوں کے نام بھی مستقر میں لکھوا دیئے ہیں۔ اب وہ مقدمتہ الجیش کا ایک حصہ ہیں اور ساتھ ہی میں نے مستقر میں ان کی رہائش کا بھی اہتمام کر دیا ہے۔"

کچھ دیر خاموشی رہی، اس کے بعد نیزک خان پھر بولا، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنے والا تھا کہ استمر نے بات کا رخ بدلا اور تمہاری مہم سے متعلق تفصیل جاننا شروع کر دی۔ بیٹے! تمہارے مغرب کی طرف جانے کے بعد ہم نے تمہاری اور استمر کی شادی سے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ شاید چند روز ٹھہر کر شادی کا اہتمام کیا جائے، لیکن اب رایان اور لبانہ کے اٹھائے جانے کی وجہ سے میں اور قراطیس ہی نہیں، بار بد بھی پریشان ہو گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ استمر کی شادی کر دی جائے۔ بیٹے! اس طرح تم دونوں میاں بیوی اکٹھے خوش گوار زندگی کی ابتداء کر سکو گے۔ جب استمر کی تم سے شادی ہو جائے گی تو تمہاری بیوی کی حیثیت سے ایک تو وہ محفوظ ہو جائے گی اور دوسرے سب سے بڑی بات یہ کہ ہم اپنے فرض سے بھی سبکدوش ہو جائیں گے۔"

نیزک خان کے خاموش ہو جانے پر کذلک خان نے پہلے ایک گہری نگاہ استمر پر ڈالی جس کے چہرے پر اس سے ہلکا سا خوش گوار، خوب صورت تبسم تھا۔ یہاں تک کہ کذلک خان بول اٹھا۔

"بابا! اپنی موجودہ مہم پر جانے سے چند روز قبل اس موضوع پر استمر کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ بات ہوئی تھی۔ اس گفتگو میں رایان بھی شامل تھی۔ بابا! ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم تینوں کی ایک ساتھ شادی ہو گی۔ ان کا کہنا تھا کہ کبھی میں گھر پر نہ بھی ہوں تو یہ دونوں میری غیر موجودگی میں مکان میں اکیلی رہ سکتی ہیں۔ اُس وقت فیصلہ یہی ہوا تھا کہ ہم جلد شادی کر لیں گے۔ لیکن بابا! اب حالات یکدم تبدیل ہو گئے ہیں۔ رایان اور لبانہ کے اغوا ہو جانے کے باعث ایک تو جمال الدین اور عصما کے غم اور دکھ کی وجہ سے یہ شادی جلد نہیں ہو سکتی، دوسرے یہ کہ اگر ان

Marfat.com

حالات میں، میں اور استر شادی بھی کر لیں تو استر وہاں میرے مکان میں کبھی اکیلی تو نہیں رہ پائے گی۔ مجھے اکثر و بیشتر کبھی مستقر کی طرف جانا پڑتا ہے اور کبھی ہفتوں نہیں مہینوں تک بھی کسی مہم کے سلسلے میں دہلی سے باہر رہنا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں بابا! استر وہاں کیسے اکیلی رہ پائے گی؟"

جب تک کذلک خان بولتا رہا، نیزک خان، استر، قراطیس، اور باربد غور سے اُس کی طرف دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ جواب دیتے ہوئے نیزک خان بول اٹھا۔

"بیٹے! جو کچھ تُو نے کہا ہے، وہ تو درست ہے۔ یعنی جمال الدین اور اس کے اہلِ خانہ کا غم دیکھتے ہوئے یہ شادی فی الفور نہیں ہو سکتی اور اگر ہم شادی کرتے ہیں تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ان کے دُکھ اور غم کو پس پشت ڈال کر ہم نے اپنی خوشیوں کا اہتمام کیا ہے۔

بیٹے! جہاں تک استر کے اکیلے رہنے کا تعلق ہے تو وہ میں تسلیم نہیں کرتا۔ بیٹے! میرا اپنا ارادہ تو یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی تم دونوں اسی حویلی میں رہو۔ بیٹے! دیکھو، اس حویلی میں جو کافی کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں ان میں تم دونوں میاں بیوی بڑی آسائش اور آرام دہ حالت میں رہ سکتے ہو۔ ہاں! اگر تم ایسا پسند نہ کرو اور استر کے ساتھ اپنے ہی مکان میں رہنا چاہو تو بیٹے! جب تم کسی مہم پر جاؤ تو استر یہاں ہمارے پاس رہ لیا کرے گی۔ جب تم مہم پر نہیں ہو گے اور شہر کے اندر ہو گے تو پھر تم دونوں میاں بیوی اپنے مکان ہی میں قیام کیے رکھنا۔ بیٹے! ہمارا مدعا تو تم دونوں کی خوشی ہے۔ استر کو جو اکیلے رکھنے کا سوال ہے، بیٹے! یہ نہیں اُٹھنا چاہئے۔ اس لئے کہ میرے بچے! استر کے حوالے اور اس کے رابطے سے اس حویلی پر تمہارا بھی حق بنتا ہے۔ کوئی تمہیں اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔ بیٹے! میرے دو ہی بچے ہیں، استر اور باربد۔ دونوں مجھے ایک دوسرے سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ نہ کسی موقع پر میں باربد کو فراموش کر سکتا ہوں اور نہ ہی استر کو۔ بیٹے! جہاں تک باربد کا تعلق ہے وہ تمہیں اپنے بڑے بھائی کی طرح سمجھتا ہے اور اس کی اپنی بڑی چاہت اور خواہش ہے کہ شادی کے بعد تم اور استر دونوں اسی حویلی میں قیام کرو۔ اس میں صرف میری اور قراطیس ہی کی نہیں، باربد کی بھی خوشی شامل ہے۔"

Marfat.com

اس موقع پر باربد پہلی بار بولا اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بابا! بھائی ایک لمبے سفر سے آئے ہیں، آپ انہیں صرف باتوں ہی میں بہلاتے رہیں گے یا ان کے کھانے کا بھی اہتمام کریں گے؟''

باربد کے ان الفاظ پر سب ہنس دیئے تھے۔ اس موقع پر استر اُٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔

''میں تھوڑی دیر تک کھانا تیار کر کے لاتی ہوں۔''

استر کے ساتھ ہی قراطیس بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور جب دونوں ماں بیٹی دیوان خانہ سے نکلنے لگیں تب استر ایک دم رک گئی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے قراطیس بھی رک گئی اور کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ یقیناً ایک لمبے سفر سے آئے ہیں اور تھکے ہوئے بھی ہوں گے۔ ہمارے کھانا تیار کرنے تک آپ اُٹھیں، نہالیں، لباس تبدیل کر لیں۔ اس کے بعد سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

استر کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان کہنے لگا۔

''استر! دراصل بات یہ ہے کہ جو لباس میں ساتھ لے کر گیا تھا وہ سارے ہی گندے ہو چکے ہیں۔ یہ جو میں نے پہنا ہے، یہی بچا ہوا ہے۔ دہلی میں داخل ہونے کے بعد میں سیدھا اپنے گھر کی طرف اسی لئے جانا چاہتا تھا تاکہ وہاں نہا دھو کر لباس تبدیل کروں گا۔ لیکن ان دو حادثات کی وجہ سے گھر کی بجائے مجھے سیدھا ادھر آنا پڑا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کے جواب میں استر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی قراطیس بول اٹھی۔

''میرے بیٹے! تمہیں لباس سے متعلق پریشان اور فکرمند ہونے کی تو ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہم نے تمہارے اور باربد کے لئے ایک نہیں، کئی لباس بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔ اب تم اٹھو، میرے ساتھ آؤ۔ ہم دونوں ماں بیٹی مطبخ میں کھانا تیار کرتی ہیں، تم نہا کر لباس تبدیل کرو، پھر سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

قراطیس کے کہنے پر کذلک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں ماں بیٹی کے ساتھ تھوڑا ہی آگے گیا ہوگا کہ اگلے کمرے کے قریب قراطیس اور استر رک گئیں۔ پر

Marfat.com

قراطیس استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! تم کذلک خان کو اپنے ساتھ لے جاؤ، اسے نیا لباس نکال کر دو، اس کے بعد دونوں ماں بیٹی مل کر کھانا تیار کرتی ہیں۔''

اتنا کہنے کے بعد قراطیس مطبخ کی طرف چلی گئی تھی اور استمر، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ میرے ساتھ آئیں۔''

کذلک خان چپ چاپ استمر کے پیچھے ہو لیا تھا۔ استمر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی، پہلے ایک نشست کی طرف اس نے اشارہ کرتے ہوئے کذلک خان سے کہا۔

''آپ پہلے یہاں بیٹھیں، پھر میں آپ کو لباس دکھاتی ہوں۔''

استمر کے کہنے پر کذلک خان وہاں بیٹھ گیا۔ استمر اس کمرے کے ایک کونے کی طرف گئی، وہاں موٹے چمڑے کا ایک صندوق رکھا ہوا تھا۔ اسے اس نے کھولا، ایک ساتھ اس میں سے اس نے کئی لباس نکالے، سارے لباس لا کر اس نے کذلک خان کے سامنے رکھے، پھر خوش گوار لہجے میں مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ ان میں سے پسند کریں، نہا کر کون سا پہنیں گے؟''

اس موقع پر بڑے پیار، بڑی چاہت اور بڑی محبت میں استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''استمر! تم خود اپنی پسند کا کوئی بھی نکال دو۔ میں وہی پہن لوں گا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر استمر خوش ہو گئی تھی۔ ایک لباس اس نے نکالا، باقی اس نے صندوق میں رکھ دیئے۔ اس کے بعد کذلک خان طہارت خانہ کی طرف چلا گیا جبکہ استمر مطبخ میں اپنی ماں کے ساتھ کھانا تیار کرنے میں مدد کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سب دیوان خانہ ہی میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

❀ ❀ ❀

Marfat.com

ہندوستان میں قرامطیوں کا سرکردہ قور ایک روز اپنے نائب اور دستِ راست اِسرام کے ساتھ مہا کال کے قلعہ نما مندر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد وہ مندر کے ایک ایسے انتہائی محفوظ کمرے میں داخل ہوئے جس کے اندر پہلے سے پجاری مادھو راؤ اور منگل دیو آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔

جب اس کمرے کے دروازے پر قور اور اسرام دونوں نمودار ہوئے تب مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک طرح سے انہیں احترام دیا۔ قور اور اسرام آگے بڑھے اور منگل دیو اور مادھو راؤ کے سامنے جو خالی نشستیں تھیں ان پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک اس کمرے میں خاموشی رہی۔ اس دوران مادھو راؤ اور منگل دیو بڑی گہری نگاہوں سے قور اور اس کے ساتھی اسرام کا جائزہ لے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اُداس، افسردہ، چپ چپ، بکھرے بکھرے سے تھے۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آخر منگل دیو اور مادھو راؤ نے ایک دوسرے کی طرف جواب طلب انداز میں دیکھا، اس کے بعد مادھو راؤ، قور اور اسرام دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میں دیکھتا ہوں تم خلافِ معمول آج کچھ زیادہ اُداس، پریشان اور فکر مند ہو۔ تم دونوں کی آنکھوں کے اندر ایسے جذبے ہیں جن پر افسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تم دونوں کے چہروں کے تاثرات بتاتے ہیں کہ تم دونوں کسی گہری کٹھنائی میں پھنس گئے ہو۔''

Marfat.com

مادھوراؤ جب خاموش ہوا تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قور بول اٹھا۔

''مادھوراؤ! تمہارا اندازہ اور تمہارا کہنا بالکل درست ہے۔ آج واقعی ہمارے ساتھ کچھ خلاف معمول واقعات پیش آ گئے ہیں جن کی ہم کسی بھی صورت توقع اور امید نہیں رکھتے تھے...... مادھوراؤ اور منگل دیو! تم دونوں جانتے ہو ہم نے اپنے بہترین انتہائی چابکدست اور تربیت یافتہ مسلح جوان دہلی کی طرف روانہ کئے تھے۔ بظاہر وہ نہتے ہی لگتے تھے لیکن پوری طرح مسلح تھے۔ وہ دہلی کی جامع مسجد میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گئے اور اس موقع پر انہوں نے شمس الدین التمش پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کرنا چاہا، لیکن ایسا ہو نہیں سکا۔''

یہاں تک کہتے کہتے قور کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ اس بار منگل دیو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر تمہارے ساتھی شمس الدین التمش پر حملہ آور ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے تو کیا وہ زخمی ہوا ہے اور بچ گیا ہے؟''

اس پر دکھ بھرے انداز میں قور کہنے لگا۔

''منگل دیو! یہی تو سب سے بڑا دُکھ اور المیہ ہے کہ شمس الدین التمش زخمی نہیں ہوا، مسجد میں میرے ہزاروں کارکنوں نے داخل ہو کر شمس الدین کا خاتمہ کرنا چاہا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ نمازی جو اس وقت مسجد کے اندر موجود تھے، وہ میرے مسلح جوانوں سے اُلجھ گئے اور ان میں سے کسی کو بھی انہوں نے شمس الدین التمش تک نہیں پہنچنے دیا اور اِکا دُکا کر کے میرے سارے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ہاں میرا ایک ساتھی جو مسجد سے باہر اس سارے منظر پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا، وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگا ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے یہ سارے واقعات مجھے اور میرے نائب ساتھی اسرام سے کہے ہیں۔''

قور جب خاموش ہوا تب مادھو راؤ اور منگل دیو کچھ دیر تک حیرت، تعجب اور فکرمندی میں ڈوبے رہے۔ چند لمحوں تک گہری خاموشی طاری رہی، اس کے بعد مادھو راؤ نے انتہائی دکھ اور تفکرات بھری آواز میں قور کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''قور! میرے عزیز! یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہو گیا؟ تمہارے ہزاروں آدمی خنجروں

Marfat.com

اور اس طرح کے دوسرے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مسجد میں داخل ہوئے اور اپنا مدعا حاصل نہ کر سکے۔ ایک اکیلے شمس الدین التمش کا خاتمہ نہ کر سکے۔ سب سے حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ مسجد میں اس وقت جو نمازی موجود تھے، ظاہر ہے وہ سب نہتے تھے۔ گویا نہتے نمازیوں نے تمہارے مسلح جوانوں کو بار مار کر اُن کا خاتمہ کر دیا۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے؟

قور! تم نے تو ہم پر انکشاف کیا تھا کہ تمہارے ساتھی انسانوں کو ہلاک کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتے، پھر جامع مسجد دہلی میں انہیں کیا ہو گیا کہ وہ نہتے نمازیوں کے ہاتھوں ہی مارے گئے۔ اب میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر تمہارے ساتھیوں کا مقابلہ کہیں مسلح جوانوں سے پڑ جاتا تو پھر تو تمہارے دشمن تمہارے ساتھیوں کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیتے۔ کم از کم یہ بات میرے لئے انتہائی تعجب خیز اور پریشان کن ہے کہ مسجد کے اندر موجود نہتے نمازیوں نے تمہارے سارے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر کے اور ان کا قتل عام کر کے ان کا صفایا کر دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مادھو راؤ کچھ دیر خاموشی اختیار کئے رہا۔ اس دوران قور اور اسرام دونوں گہری سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ مادھو راؤ اور منگل دیو بھی بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مادھو راؤ نے ایک بار پھر قور کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ساتھی اپنے مقصد میں ناکام ہوئے ہیں اور آئندہ بھی وہ شمس الدین التمش کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں، یا تو تمہارے آدمی غیر تربیت یافتہ ہیں یا نمازی ایسے بھیانک تھے کہ انہوں نے تمہارے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر دیا۔"

مادھو راؤ جب خاموش ہوا تب اس بار منگل دیو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"مادھو راؤ! تمہارا کہنا درست ہے۔ پر اب دہلی کے مسلمان تو یہ سوچیں گے کہ ہزاروں کی تعداد میں مسجد کے اندر مسلح جوان ان پر حملہ آور ہوئے، پر نمازیوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ لہٰذا یہ ان کے خدائے محترم کا کمال ہے کہ نمازیوں کے ہاتھوں ان گنت مسلح جوانوں کو موت کے گھاٹ اُتروا دیا گیا۔ قور! تمہارے ساتھیوں نے کم از کم

Marfat.com

ہم دونوں کو بھی بڑا مایوس کیا ہے۔ ہم تو یہ اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ تمہارے جو مسلح جوان دہلی کی طرف گئے ہیں، ان کے وہاں پہنچنے کے چند ہی دن بعد ہمارے پاس یہ خبر پہنچے گی کہ شمس الدین التمش کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور یہ کہ دہلی سے مسلمانوں کی حکومت کی بساط لپٹنا شروع ہوگئی ہے۔ لیکن قور! ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔"

مادھو راؤ کے ان الفاظ کے جواب میں قور نے گھورنے کے انداز میں مادھو راؤ کی طرف دیکھا اور اس کے بعد کہنے لگا۔

"مادھو راؤ! تم ہم قرامطیوں کے مقاصد سے پوری طرح واقف اور آگاہ نہیں ہو۔ ہم نے اس سے پہلے بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ جابر سے جابر حکمران بھی ہماری خفیہ کارروائیوں کے آگے اپنی حفاظت کا بند نہ باندھ سکے اور ہم نے ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ جامع مسجد دہلی میں جو ناکامی ہماری جھولی میں پڑی ہے کہ ہم شمس الدین التمش کو قتل نہیں کر سکے تو سنو مادھو راؤ اور منگل دیو! میں اور میرا یہ ساتھی اسرام دونوں تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ عنقریب وہ وقت آئے گا جب شمس الدین التمش کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد مسلمانوں کی حکومت ہندوستان سے چلتی کر دیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتی طور پر ہمیں کافی نقصان ہوا ہے۔ لیکن اس نقصان کا ہم بہت جلد ازالہ کریں گے، نئے سرے سے استوار ہوں گے۔ میں اپنے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے ساتھیوں کو جمع کروں گا اور ایک بار پھر دہلی کے تاج و تخت پر ضرب لگانے کی کوشش کروں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قور رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"مادھو راؤ اور منگل دیو! یہ جو دہلی کی جامع مسجد میں ہمارے ساتھیوں کا قتل عام ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں میری بھی کچھ غلطیاں ہیں۔"

"کیسی غلطیاں؟" اس کی طرف دیکھتے ہوئے مادھو راؤ نے پوچھ لیا تھا۔ جواب میں قور بولا اور کہنے لگا۔

"مادھو راؤ! اپنے جو مسلح جوان میں نے دہلی کی جامع مسجد میں التمش پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کئے تھے، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھے اپنے چند آدمی دہلی کی جامع مسجد کی طرف روانہ کرنے چاہئے تھے۔ وہ سلطان شمس الدین التمش ہی

Marfat.com

کے ساتھ نماز پڑھتے اور جب سلطان مسجد سے باہر نکل کر اپنے موزے اور جوتے پہننے لگتا، اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر کے چلتے بنتے۔"

قور جب خاموش ہوا تب غور سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے منگل دیو بول اٹھا۔

"قور! اب تمہارا اور تمہارے ساتھی اسرام کا کیا حال ہے؟ میں یہ بھی بتاؤں کہ التمش، اس کے سالار اور امراء یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جامع مسجد میں نمازیوں اور سلطان پر حملہ آور ہونے والے کون لوگ تھے، ان کے کیا مقاصد تھے اور وہ کن سرزمینوں کی طرف سے آئے؟ قور! میرا دل کہتا ہے کہ یہ جو تمہارے ساتھی جامع مسجد اور اس کی چھت پر مارے گئے ہیں تو اب سلطان اور اس کے سالار یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ حملہ آور کون تھے، کہاں سے آئے، کس نے بھیجا اور ان کے مقاصد کیا تھے؟ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش کے مخبر ان علاقوں میں بڑی تیزی سے کام کریں گے۔ میرا دل کہتا ہے سلطان شمس الدین التمش پر ایک روز ضرور یہ انکشاف کریں گے کہ دہلی کی جامع مسجد میں نمازیوں پر حملہ آور ہونے والے قرامطہ تھے۔ قور! جس روز ایسا ہوا، یاد رکھنا، مسلمانوں کا سلطان شمس الدین التمش حرکت میں آئے گا اور اپنے سارے دشمنوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔"

منگل دیو جب خاموش ہوا تب خدشات بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے قور بول اٹھا۔

"مادھو راؤ اور منگل دیو! میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ سلطان اگر یہ جان جاتا ہے کہ جامع مسجد پر حملہ قرامطیوں نے کیا تھا اور قرامطیوں کے تعلقات مہاکال مندر سے ہیں تو کیا سلطان، مہاکال مندر پر حملہ آور ہو کر اُسے نقصان پہنچائے گا؟

قور کے ان الفاظ کے جواب میں مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کے چہروں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی، پھر منگل دیو بول اٹھا۔

"مسلمانوں کا سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ ساری عمر بھی لگا رہے تو وہ مہاکال مندر کو فتح نہیں کر سکتا اور نہ اسے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہ مندر ضرور

Marfat.com

ہے لیکن بڑے بڑے اور مضبوط قلعے اس کے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ ماضی میں بھی کچھ لوگوں نے مہاکال مندر پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی تو انہیں صرف ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا بلکہ بہت سے حملہ آور بھی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا تمہارے جو آدمی دہلی کی جامع مسجد میں مارے گئے ہیں، اس کے ردِعمل کے طور پر شمس الدین اپنے لشکر کے ساتھ مہاکال مندر یا اس سے ملحقہ بھیلسہ یا اُجین شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو ایسے ہر محاذ پر اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

منگل دیو جب خاموش ہوا تب ایک بار پھر اپنی بات دہراتے ہوئے قور کہنے لگا۔

"منگل دیو اور مادھو راؤ! میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ ہمیں دہلی میں اپنے ساتھیوں کے مارے جانے کا افسوس اور دُکھ ہے، لیکن ہم چند دن تک مندر سے باہر رہیں گے۔ مختلف شہروں اور قصبوں میں جو ہمارے قرامطی آ کر آباد ہو گئے ہیں ان میں بڑے بڑے جنگجو اور تربیت یافتہ کارکن بھی ہیں، انہیں میں جمع کروں گا اور اس بار شمس الدین التمش پر کسی طریقے سے ہم حملہ آور ہوں گے۔ ایسا طریقہ جو شمس الدین التمش کی موت کو یقینی بنا دے گا۔"

اس کے ساتھ ہی قور اور اسرام اُٹھ کھڑے ہوئے، کہنے لگے۔

"آپ دونوں حضرات بیٹھ کر اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہیں، جس موضوع پر ہم دونوں کی آمد سے پہلے کر رہے تھے۔ میں اور اسرام اب جاتے ہیں، چند روز تک مختلف شہروں اور قصبوں میں آباد اپنے تربیت یافتہ ساتھیوں کو اکٹھا کریں گے، اس کے بعد ایک بار پھر دہلی پر حملہ آور ہوں گے۔ ایک تو اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لیں گے، دوسرے شمس الدین التمش کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی قور اور اسرام اُٹھے اور مادھو راؤ اور منگل دیو سے دونوں نے اجازت لی، اس کے بعد وہ مندر سے نکل کر اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

❁

ایک روز ظہر کے بعد نیزک خان، قراطیس، استر اور باربد چاروں اپنی حویلی کے جو پھل دار پودے تھے ان کی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ دستک سنتے ہی باربد بڑی تیزی سے صدر دروازے کی طرف بھاگا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا دروازے پر جمال الدین، اس کی بیوی عصما اور بیٹا قدر خان کھڑے تھے۔ قدر خان اب بالکل تندرست اور صحت مند ہو چکا تھا۔ ان تینوں کو دیکھتے ہوئے باربد نے پورا دروازہ کھول دیا۔ جمال الدین، اسماء اور قدر خان تینوں حویلی میں داخل ہوئے۔

دوسری طرف نیزک خان، قراطیس اور استر نے بھی انہیں حویلی میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی دروازے کی طرف آئے، بڑے خوش گوار انداز میں سب ایک دوسرے سے ملے، پھر دیوان خانہ کی طرف ہو لئے۔

جب سب دیوان خانہ میں بیٹھ گئے تب کچھ دیر تو خاموشی رہی، آخر گفتگو کا آغاز جمال الدین نے کیا اور نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”نیزک خان! میرے بھائی! کیا کذلک خان یہاں نہیں ہے؟ میں، میری بیوی اسماء اور بیٹا قدر خان پہلے کذلک خان کے مکان کی طرف گئے لیکن وہاں قفل لگا ہوا تھا۔ قفل سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ یقیناً تم لوگوں ہی کی طرف آیا ہوگا۔ لہٰذا ہم تینوں سیدھے ادھر آ گئے۔“

قبل اس کے کہ نیزک خان بولتا، جمال الدین کے اس سوال کا جواب دیتے

Marfat.com

ہوئے استر بول اُٹھی۔

''بابا! بات یہ ہے کہ کذلک خان تھوڑی دیر تک یہیں تھے، لیکن سلطان شمس الدین التمش نے کسی انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آج اپنے سارے سالاروں اور امراء کو طلب کرلیا ہے۔ اُنہیں کیوں بلایا ہے، یہ تو ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ آپ کی آمد سے تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں سے نکل کر سلطان کی طرف گئے ہیں۔''

استر کا جواب سن کر جمال الدین خوش ہوگیا تھا۔ یہاں تک کہ جمال الدین نے بڑی سنجیدگی میں ایک بار پھر نیزک خان کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

''نیزک خان! میں، میری بیوی اور بیٹا تو ایک انتہائی اہم مسئلہ پر تم لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں۔''

جمال الدین کے ان الفاظ پر نیزک خان کچھ پریشان اور فکرمند ہوگیا تھا۔ یہی حالت استر، بار بد اور قراطیس کی بھی تھی۔ یہاں تک کہ جمال الدین بولا اور کہنے لگا۔

''نیزک خان! ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم میری دونوں بیٹیوں رایان اور لبانہ کے ھا نے جانے کے بعد استر اور کذلک خان کی شادی کا اہتمام نہیں کررہے۔ اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس سلسلے میں کذلک خان بھی چاہتا ہے کہ ان دنوں شادی نہ ہو۔ رایان اور لبانہ کی وجہ سے تاخیر کی جائے۔ اُسی بناء پر ہم تینوں پہلے کذلک خان کی رہائش گاہ کی طرف گئے۔ اگر وہ ہمیں وہاں ملتا تو ہم اُس کی اور استر کی شادی سے متعلق گفتگو کرتے۔ چونکہ وہ وہاں نہیں تھا، لہٰذا ہم سیدھے ادھر آگئے۔

میرے بھائی! یہ جو تم نے اور کذلک خان نے فیصلہ کیا ہے کہ رایان اور لبانہ کی وجہ سے جو دکھ اور صدمہ ہمیں پہنچا ہے اس کی وجہ سے فی الحال استر اور کذلک خان کی شادی نہیں ہونی چاہئے تو میں اس سے اختلاف رائے رکھتا ہوں۔ نیزک خان! میرے بھائی! جو ہونا تھا ہوگیا۔ ایک دکھ، ایک غم، ایک کرب تو ہمیں مل گیا لیکن جو خوشی ہمیں نصیب ہو رہی ہے اس سے ہم اپنے آپ کو کیوں محروم کریں۔ میں چاہتا ہوں بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ کذلک خان اور استر کی شادی کا اہتمام کیا جائے۔''

جمال الدین کے ان الفاظ کے جواب میں نیزک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''جمال الدین! تمہارا کہنا تو درست ہے۔ لیکن کذلک خان اور استمر دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ شادی بالکل سادگی سے ہو گی یا یوں جانو جس طرح نکاح ہوتا ہے اسی طرح یہ شادی تکمیل کو پہنچ جائے گی...... کذلک خان کا کہنا ہے کہ رایان اور لبانہ کے اغوا کی وجہ سے فی الوقت ماحول ایسا نہیں ہے کہ استمر کے ساتھ اسے بیاہ دیا جائے۔''

نیزک خان کے خاموش ہونے پر جمال الدین پھر بول اٹھا۔

''استمر اور کذلک خان کی شادی پر اگر کوئی اعتراض کر سکتا تھا تو وہ میں، میری بیوی اور میرا بیٹا قدر خان تھے۔ جب ہم تینوں آپ لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ استمر اور کذلک خان کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے تو پھر میرے خیال میں کسی کو اس سلسلے میں اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔''

جمال الدین کے ان الفاظ کے جواب میں نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''جمال الدین! میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن میرے خیال میں میرے عزیز بھائی! اس سلسلے میں سب سے پہلے کذلک خان سے گفتگو ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں اگر تم کذلک خان سے اس موضوع پر خود بات کرو تو وہ ماننے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ تم تینوں فی الوقت یہیں رہو، یہاں پر کھانا بھی ہمارے ساتھ کھاؤ گے۔ اتنی دیر تک کذلک خان بھی لوٹ آئے گا۔ اس کے بعد اس موضوع پر اس سے گفتگو کریں گے۔''

✿

دوسری طرف دہلی کے قصر میں سلطان شمس الدین التمش کے سامنے سارے سالار اور اُمراء بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف وزیر نظام الملک تھا۔ کوتوال رشید الدین، لشکر کے قاضی کبیر الدین، سالاروں میں کذلک خان، علاؤ الدین جانی، سیف الدین کوچی، کبیر خان، عزالدین، خواجہ مہذب اور سلطان کا منشی تاج الدین ریزہ بھی موجود تھا۔ ایک طرف فخر الدین بھی اپنے بھائی سیف الدین کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ سلطان شمس الدین التمش نے ایک نگاہ اپنے سارے سالاروں اور اُمراء پر ڈالی، پھر دُکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

Marfat.com

''جس روز مسجد میں ہم پر مسلح افراد نے حملہ کیا تھا، اسی روز ہم نے یہ جاننے کے لئے کہ حملہ آور کون تھے، اپنے کچھ مخبروں کو اس کام پر لگایا تھا۔ اب انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی ہے کہ مسجد میں حملہ کرنے والے قرامطی ہیں۔ ان قرامطیوں کے سرغنہ دو ہیں۔ قور اور اسرام۔ اور وہ دونوں مہاکال مندر کے اندر قیام رکھتے ہیں۔ وہ چونکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مہاکال مندر کو کوئی فتح نہیں کر سکتا لہٰذا اس میں قیام کر کے وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی کالی کارروائیوں کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ اور میرے مخبروں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کارروائیوں میں مہاکال کے دونوں بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو بھی شامل ہیں۔

تم سب لوگوں کی آمد سے پہلے اس سلسلے میں، میں عزالدین، قاضی نصیرالدین، جلال الدین، کبیرالدین اور کچھ دوسرے لوگوں سے مشورہ کر چکا ہوں۔ سب کا یہی کہنا ہے کہ اپنی پوری طاقت وقوت سے ان قرامطیوں پر ضرب لگائی جائے اور ہندوستان کی سرزمین میں انہیں نیست و نابود کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے ہندوؤں کے ٹھکانوں بھیلسہ اور اُجین کے علاوہ اور بہت سی جگہوں پر قیام کر رکھا ہے اور مہاکال مندر کو انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا محور اور مرکز بنا رکھا ہے۔ لہٰذا اب ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ ان پر حملہ آور ہوں اور اُن کا قصہ پاک کر کے رکھ دیں۔

لہٰذا میں تم پر یہ انکشاف بھی کرتا ہوں کہ تین دن بعد ایک لشکر یہاں سے نکلے گا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ آنے والے دنوں میں مسلمانوں کے خلاف کیسے حرکت میں آ سکتے ہیں۔ اب ایسا کرو کہ سارے اُمراء اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ سالار یہیں بیٹھے رہیں۔ سارے سالاروں کو میں لے کر مستقر کی طرف جاؤں گا۔ جس لشکر کے ساتھ ہم نے کوچ کرنا ہے اسے علیحدہ کر کے اس کے کوچ کا حکم دیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی سارے امراء وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ سلطان شمس الدین التمش سارے سالاروں کو لے کر مستقر کی طرف گیا۔ تین دن بعد جس لشکر کو لے کر سلطان نے کوچ کرنا تھا، اس کا تعین کر دیا گیا، اس کے بعد سلطان نے سارے سالاروں کو بھی اپنے اپنے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

❀

Marfat.com

مستقر سے نکلنے کے بعد کذلک خان سیدھا نیزک خان کی حویلی کی طرف آیا۔ دروازے پر اس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا باربد تھا۔ کذلک خان کو دیکھتے ہی اس نے خوشی کا اظہار کیا، پھر دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اندر محترم جمال الدین! ان کی بیوی اور بیٹا قدر خان بھی آئے ہوئے ہیں۔''

چنانچہ کذلک خان باربد کے ساتھ حویلی کے سکونتی حصہ میں داخل ہوا۔ دونوں دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں نیزک خان، جمال الدین، قراطیس، اسماء، استمر اور قدر خان بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ باربد کے ساتھ کذلک خان بھی دیوان خانہ میں داخل ہوا تو سب چپ ہو گئے۔ کذلک خان آگے بڑھ کر جمال الدین اور قدر خان دونوں سے پُرجوش انداز میں ملا، اس کے بعد ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر گفتگو کا آغاز جمال الدین نے کیا، کہنے لگا۔

''کذلک خان! میرے بیٹے! مجھے پتہ چلا تھا کہ رایان اور لبانہ کے اغوا کی وجہ سے تم استمر کے ساتھ اپنی شادی کو التوا میں ڈالنا چاہتے ہو اور وجہ یہ بتاتے ہو کہ رایان اور لبانہ کا اغوا ہو جانا ایک بہت بڑا صدمہ اور دکھ ہے لہٰذا فی الحال استمر سے تمہارا شادی کرنا مناسب نہیں ہے۔

بیٹے! میں اس سے پہلے اس موضوع پر نیزک خان، قراطیس، استمر اور باربد سے گفتگو کر چکا ہوں۔ بچے! دُکھ، غم، خوشیاں اور رنجشیں پہلو بہ پہلو انسانوں کی زندگی میں اپنے اثرات چھوڑتے ہیں۔ اگر رایان اور لبانہ کو اٹھا لیا گیا ہے تو بیٹے! اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم سارے کام بند کر کے بیٹھ جائیں۔ ان کی بازیابی کے لئے بھی کچھ مخبر مقرر ہیں اور مجھے امید ہے کہ بہت جلد ہم دونوں بہنوں کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

جمال الدین جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''محترم جمال الدین! جو کچھ آپ نے کہا ہے یقیناً وہ ہمارے بھلے کی خاطر ہے۔ لیکن فی الحال تو میں سلطان کے ساتھ ایک مہم پر کوچ کرنے والا ہوں۔ دراصل تھوڑی

Marfat.com

دیر پہلے سلطان نے سارے اُمراء اور سالاروں کو بلایا تھا اس لئے کہ سلطان کے مخبر آئے تھے۔ انہوں نے سلطان کو کچھ اہم خبریں پہنچا دی ہیں۔ ان اہم خبروں میں سب سے بڑی خبر یہ ہے کہ مسجد کے اندر جن لوگوں نے سلطان پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی تھی، وہ سب کے سب قرامطی تھے۔ قرامطیوں نے جہاں ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھیل کر اپنے اڈے بنا لئے ہیں، وہاں ان دنوں وہ مہاکال مندر کے اندر بھی قیام رکھتے ہیں اور ان کے دو بڑے سردار ہیں۔ ایک کا نام تور اور دوسرے کا نام اسرام ہے۔ وہ بھی مہاکال مندر ہی میں قیام رکھتے ہیں اور مندر کے بڑے پجاریوں کا اعلان ہے کہ کوئی مندر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ منگل دیو اور مادھو راؤ، قرامطیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آنے کی سازش میں شریک ہیں۔ چنانچہ سلطان لشکر لے کر نکلے گا، اُجین، بھیلسہ، مہاکال اور دوسرے بہت سے مقامات پر ضرب لگاتے ہوئے دشمنوں کی قوتوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے گا۔ اس بناء پر فی الحال تو میں شادی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ مجھے اس مہم پر کوچ کرنا ہے۔"

اس پر جمال الدین بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"کذلک خان! میرے بیٹے! تم نے بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ بہرحال ابھی اگر تم سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ قرامطیوں کی مہم پر روانہ ہو رہے ہو تو جب اس مہم سے لوٹو گے تو پھر ہم بڑی شان و شوکت کے ساتھ تمہاری اور استر کی شادی کا اہتمام کریں گے۔"

جمال الدین جب خاموش ہوا تب کچھ دیر خاموشی رہی، اس کے بعد کذلک خان، جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بابا! جہاں تک رایان اور لبانہ کے اغوا کئے جانے کا تعلق ہے تو میرا دل کہتا ہے یہ کام بھی قرامطیوں کا ہی ہے۔ ان دونوں بہنوں کے اٹھائے جانے کی وجہ کیا ہے، اس کا تو میں تعین نہیں کر سکا، لیکن میرا دل کہتا ہے کہ یہ کام قرامطیوں کا ہے۔ اس لئے کہ جس روز وہ جامع مسجد میں سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوئے، اُسی روز ہی رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو اٹھا لیا گیا تھا اور میرے خیال میں یہ کام قرامطیوں کا

Marfat.com

ہے۔ لہٰذا ہم قرامطیوں سے جامع مسجد میں حملے کا انتقام لینے کے ساتھ ساتھ رایان اور لبانہ کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں بھی میرے خیال میں قرامطی اٹھا کر لے گئے ہوں گے۔ اور خدا نے چاہا تو ہم ان دونوں کو بھی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

اس پر جمال الدین اٹھ کھڑا ہوا، اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسماء اور قدر خان بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر جمال الدین، نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"نیزک خان! میرے بھائی! جس کام کے لئے ہم آئے تھے اس کام کے سلسلے میں تو کذلک خان نے ہمیں مطمئن کر دیا ہے۔ میرے خیال میں ہم اب جاتے ہیں۔"

اس پر نیزک خان، کذلک خان، باربد اور قراطیس سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ حویلی کے بیرونی دروازے تک سب اکٹھے گئے، پھر جمال الدین، اسماء اور قدر خان تینوں وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ قراطیس اور استر دونوں ماں بیٹی مطبخ کی طرف جاتے ہوئے کھانا تیار کرنے لگی تھیں جبکہ نیزک خان، کذلک خان اور باربد دیوان خانہ میں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

Marfat.com

جس روز سلطان شمس الدین التمش نے اپنے اُمراء اور اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کیا تھا اور قرامطیوں کے مسجد پر حملہ آور ہونے کے موضوع پر گفتگو کی تھی، اس سے اگلے روز سلطان شمس الدین التمش اپنے سارے سالاروں کے ساتھ مستقر میں بیٹھا کسی انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ سلطان کے محافظ دستوں کا سالار وہاں آیا اور سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! دو طرح کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ پہلے تو ہمارے کچھ مخبر ہیں جو مہا کال مندر کی طرف سے آئے ہیں۔ وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی اہم خبر دینا چاہتے ہیں....... دوسرے ایک خلجی سردار، نام جس کا صدر الدین ہے، وہ اپنے سینکڑوں خلجی مسلح جوانوں کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوا ہے، اس نے اپنے مسلح جوانوں کو تو ہمارے مستقر کے باہر ہی روک دیا ہے اور خود آپ کی خدمت میں کوئی عرض داشت پیش کرنے کے لئے اس وقت اس کمرے سے باہر کھڑا ہے۔"

اپنے محافظ دستوں کے سالار سے یہ دونوں خبریں سن کر سلطان شمس الدین التمش نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"پہلے خلجی سردار صدر الدین کو میرے پاس لاؤ۔ میں دیکھوں، وہ کیا کہتا ہے۔ میرے عزیز خلجی ترک ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ وہ ہماری بہتری اور بھلائی ہی کی کوئی خبر لے کر آیا ہوگا۔"

Marfat.com

چنانچہ سلطان کے محافظ دستوں کا سردار پیچھے ہٹ گیا، اس کے بعد وہ ایک شخص کو لے کر آیا جو پوری طرح مسلح تھا۔ قد کاٹھ میں خوب تھا۔ جسم بھی بھرا ہوا اور کڑیل تھا۔ اس کمرے میں داخل ہو کر اس نے بلند آواز میں جب سلام کہا تو سلطان نے بھی اسی کے انداز میں سلام کا جواب دیا۔ اس پر سلطان شمس الدین التمش اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے محافظ دستوں کے سالار نے مجھے بتایا ہے کہ تم خلجیوں کے سربراہ ہو اور نام تمہارا صدر الدین ہے اور کسی اہم کام کے سلسلے میں مجھ سے ملاقات کے خواہاں ہو۔ بتاؤ کیا معاملہ ہے؟''

اس پر صدر الدین خلجی نے گلا صاف کیا، اس کے بعد سلطان شمس الدین التمش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! ناصر الدین قباچہ ہمارے لئے گزشتہ کئی ماہ سے بے پناہ نقصان کا باعث بنا ہوا ہے۔ اس نے ایک طریقہ بلکہ اپنی عادت بنا لی ہے کہ جب کبھی بھی اسے آپ کے ہاتھوں یا کسی اور کے ہاتھوں شکست اٹھانا پڑتی ہے تو وہ ہم پر حملہ آور ہو کر لگاتار ہمیں نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ ہم اُس کے مغرب میں آباد ہیں۔ کبھی اُس کے علاقوں میں یلغار نہیں کی، ہمیشہ وہی ہمارے علاقوں کی لوٹ مار کرتا رہا ہے۔ میرے لوگ اب اس ناصر الدین قباچہ کی بار بار کی مہم جوئی اور بار بار کی ترک تاز سے ایسے تنگ آ چکے ہیں کہ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس وقت میرے ساتھ سینکڑوں مسلح خلجی ہیں جن کے ساتھ ان کے اہلِ خانہ بھی ہیں۔ میں نے سب کو دہلی کے مستقر کے باہر روک دیا ہے۔ پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا اور ناصر الدین قباچہ کے خلاف مدد کا خواہاں ہوں۔

سلطانِ محترم! میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ ہماری خاطر ناصر الدین قباچہ پر حملہ آور ہوں اور اسے سبق سکھائیں لیکن ہم ہر صورت میں ناصر الدین قباچہ سے اس کی ماضی کی زیادتیوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد صدر الدین خلجی جب خاموش ہوا تب سلطان شمس الدین

Marfat.com

التمش کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی؛ ساتھ ہی صدر الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''صدر الدین! یہ تمہارے دائیں جانب جو خالی نشست پڑی ہے، اس پر بیٹھ جاؤ اور جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، غور سے سنو۔''

صدر الدین دائیں جانب بڑھا اور جس خالی نشست کی طرف سلطان نے اشارہ کیا تھا اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد سلطان بولا اور کہہ رہا تھا۔

''صدر الدین! تمہاری آمد سے پہلے میں اپنے سالاروں کے ساتھ ناصر الدین قباچہ سے متعلق ہی گفتگو کر رہا تھا۔ حالانکہ میں پہلے قرامطیوں سے نمٹنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ ہمارے ہی لئے نہیں، عالم اسلام کے لئے بھی ایک ابتلاء اور خطرے کا باعث ہیں اور میں نے ارادہ کیا ہوا تھا کہ میرے مخبروں نے جہاں جہاں بھی قرامطیوں کے قیام کرنے کی خبر دی تھی میں وہاں پر حملہ آور ہوں گا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ لیکن اسی دوران گزشتہ شب کو مجھے یہ خبریں ملیں کہ ناصر الدین قباچہ پھر طاقت و قوت پکڑنے کے بعد ہمارے علاقوں کے اندر دست اندازی کرنے لگا ہے، لوٹ مار کا بازار گرم کر چکا ہے اس بناء پر میں اپنے سارے سالاروں کے ساتھ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ قرامطیوں اور ان کے حمائتیوں سے تو میں بعد میں نمٹوں گا اس لئے کہ قرامطیوں نے جامع مسجد میں داخل ہو کر حملہ آور ہونے کی جو ناپاک جسارت کی ہے اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے ہیں، کسی ایک جگہ نہیں رہے اور انہیں جمع ہونے اور اکٹھا ہونے میں وقت لگے گا۔ اور جب بھی وہ ایسا کریں گے، میرے مخبر فوراً اطلاع کریں گے کہ قرامطی کہاں اور کس جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم ان پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ ہندوستان سے ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد ہم ان ہی سے جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہندوستان میں ان کے کون کون حمایتی ہیں اور جس پر بھی ان کے حمایتی ہونے کا الزام ثابت ہوا اسے بھی ہندوستان میں ہم سزا دیئے بغیر نہیں رہیں گے۔

صدر الدین! آج اگر تم نہ بھی آتے تو ہم ناصر الدین قباچہ کے خلاف پہلے ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ دراصل کسی اور قوت کے خلاف حرکت میں

Marfat.com

آنے سے پہلے میں اپنے علاقوں کو ناصر الدین قباچہ کی ترک و تاز سے محفوظ کر لینا چاہتا ہوں اس لئے کہ اب مالوہ اور گوالیار کے حکمرانوں کے علاوہ ہندوستان کے کچھ اور علاقوں میں بھی ہمارے خلاف کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ان سب سے ہم خوب نمٹیں گے۔ ان کے علاوہ بنگال سے بھی ہمیں کچھ باغی عناصر کی خبریں ملی ہیں.......صدر الدین! میں سمجھتا ہوں تم بڑے وقت پر آئے ہو، ہم تمہیں مایوس نہیں کریں گے۔ جو مسلح جوان اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ تم لے کر آئے ہو اُنہیں ہم اپنے لشکر میں شامل کرتے ہیں۔ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا اور چند روز تک ایک لشکر لے کر ہم ناصر الدین قباچہ کے خلاف نکلیں گے۔ اس لشکر میں تم اور تمہارے مسلح جوان بھی شامل ہوں گے۔ پھر ہم دیکھیں گے، ناصر الدین قباچہ کیسے اپنی حدود سے باہر نکل کر دوسروں کے علاقوں میں ترک تاز کرتا ہے اور وہ کیسے خواہ مخواہ دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے ان پر چڑھ دوڑتا ہے۔"

سلطان شمس الدین التمش کے ان الفاظ پر صدر الدین کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ چنانچہ اس نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر سلطان نے اپنے مسلح دستوں کے سالار کو اپنے مخبروں کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آنے والے ان مخبروں کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان نے پہلے بغور ان کا جائزہ لیا پھر انہیں مخاطب کیا۔

"جو خبریں تم لائے ہو وہ کہو۔"

اس پر آنے والوں میں سے ایک سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! پہلی بات یہ ہے کہ مسجد میں جو لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے، وہ قرامطی تھے۔ دوسری بات یہ کہ ان علاقوں میں قرامطیوں کا جو سرکردہ ہے، اس کا نام قور ہے اور اس کا جو نائب اور دستِ راست ہے اس کا نام اِسرام ہے۔ جہاں تک ہم معلومات اکٹھی کر سکے ہیں ان کے مطابق اس وقت قور اور اِسرام نے مہا کال مندر میں قیام کر رکھا تھا۔ وہیں سے یہ اپنے لوگوں کو احکامات جاری کرتے تھے۔ انہوں ہی نے اپنے مسلح جوانوں کو آپ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور حملہ آور ہونے کا مقام مسجد منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

سلطانِ محترم! ان دنوں قور اور اِسرام دونوں مہا کال مندر میں نہیں ہیں۔ وہ وہاں سے بھاگ چکے ہیں۔ مزید ان سے متعلق معلومات یہ ہیں کہ وہ ہندوستان میں مختلف شہروں اور مختلف جگہوں پر جو ان کے بکھرے ہوئے ساتھی ہیں انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دراصل وہ جان بوجھ کر اپنے مسلح اور تربیت یافتہ آدمیوں کو مختلف جگہوں پر رکھتے ہیں، ایک جگہ اکٹھا نہیں ہونے دیتے۔ تاہم انہیں پتہ ہوتا ہے کہ ہمارے مسلح جوان کہاں کہاں، کس جگہ اور کس کس مقام پر، کس قدر تعداد میں ہیں۔ سلطانِ محترم! وہ ملتان شہر چھن جانے کا مسلمانوں سے انتقام لینے کے درپے ہیں۔ اس لئے کہ ملتان پر کبھی ان کی حکومت ہوا کرتی تھی۔ پہلے سلطان محمود غزنوی نے ان پر ضرب لگائی، اس کے بعد جب یہ پھر سنبھل گئے تو ملتان کو پھر انہوں نے اپنا مستقر بنا لیا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے ان پر ضرب لگائی اور ان کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ اب یہ اسی کا انتقام لینے کے درپے ہیں۔ سلطانِ محترم! ان سے متعلق جو مزید معلومات ہم نے حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ قرامطی ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ہی ختم کرنے کے درپے ہیں۔"

وہ مخبر جب خاموش ہوا تب سلطان کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا، آخر ان مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم آنے والی شب کو دہلی میں قیام کرو، اس کے بعد پھر اپنے کام میں لگ جاؤ۔ دیکھو! تم سب نے مل کر مجھے دو امور سے متعلق مطلع کرنا ہے۔ پہلا یہ کہ قرامطی اپنے سالار قور اور نائب سالار اِسرام کی سرکردگی میں کہاں اور کس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ دوسرا کام یہ کہ ہمارے دہلی کے محترم تاجر جمال الدین کی دو بیٹیوں کو دہلی کے نواح سے اُٹھایا گیا ہے، ان سے متعلق بھی شک یہی کیا جا رہا ہے کہ انہیں اٹھانے والے قرامطی ہیں۔ لہٰذا تم یہ جاننے کی بھی کوشش کرو کہ رایان اور لبانہ کو اٹھانے والے کون ہیں اور اٹھانے والے انہیں لے جا کر کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر انہیں اٹھایا گیا ہے تو کہاں رکھا گیا ہے؟"

سلطان کے ان دونوں احکامات کے بعد انہوں نے سلطان کو تعظیم دی، اس کے بعد وہ سلطان کے کہنے کے مطابق وہاں سے چلے گئے تھے۔

Marfat.com

ان کے جانے کے بعد سلطان نے اپنے سالارِ اعلیٰ عزالدین کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عزالدین! اس صدر الدین کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کے مسلح جوانوں اور ان کے اہلِ خانہ کی رہائش اور قیام کا اہتمام مستقر میں کرو۔ اگر اتنی جگہ میسر نہ ہو تو پھر خیمے نصب کر کے ان کی رہائش کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی میں آپ لوگوں سے یہ بھی کہتا ہوں کہ میں تیاری کے لئے صرف چند یوم دوں گا، اس کے بعد ہم لشکر لے کر ناصرالدین قباچہ پر ضرب لگانے کے لئے نکلیں گے۔ اس مہم میں صدرالدین خلجی اور اس کے مسلح جوان بھی ہمارے ساتھ ہمارے لشکر میں رہیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی سلطان نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا۔

❁

کذلک خان جب مستقر کے اس حصے سے باہر نکلا جہاں سلطان نے اپنے سارے سالاروں کا اجلاس بلایا تھا تب کذلک خان چونک پڑا اس لئے کہ سامنے باربد کھڑا تھا۔ شاید وہ کذلک خان ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ کذلک خان آگے بڑھا، باربد کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''باربد! میرے بھائی! خیریت تو ہے؟ تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟''

کذلک خان کے ان الفاظ پر باربد کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

''میرے بھائی! میں آپ کے لئے کھڑا ہوں اور آپ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اس لئے کہ حویلی میں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ آپ جب سلطان کے اس اجلاس میں شمولیت کے لئے آئے تو کم از کم حویلی میں اطلاع کر کے ہی آتے۔ میں، بابا، ماں اور استمر تینوں آپ کے مکان پر گئے، باہر قفل لگا ہوا تھا۔ قفل کو دیکھ کر سب سے زیادہ پریشانی استمر کو ہوئی اور وہ یہ خیال کرنے لگی کہ آپ ہمیں بتائے بغیر اور ملے بغیر ہی شاید کسی مہم پر نکل گئے ہیں۔ بعد میں جب پتہ کیا تو اطلاع ملی کہ سلطان نے مستقر کے اندر اجلاس طلب کر لیا اور سارے سالار وہاں گئے ہوئے ہیں۔ اس بناء پر بابا، اماں اور بہن کی طرف سے میرے لئے یہ حکم جاری ہوا کہ میں یہاں کھڑا رہوں اور جونہی آپ اجلاس سے فارغ ہو کر باہر نکلیں آپ کو ساتھ

Marfat.com

لے کر آؤں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد باربد کچھ دیر کو رکا، پھر دوبارہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی! پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا گھوڑا کہاں ہے؟ اسے آپ ساتھ لے کر آئے ہیں یا گھر باندھ کر آئے ہیں؟"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"تم تھوڑی دیر رکو، میں ادھر جاتا ہوں جہاں میرا گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ میں اسے کھولتا ہوں، پھر تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

کذلک خان کے اس جواب پر باربد خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"مجھے یہاں رُکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہی جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی باربد کذلک خان کے ساتھ ہو لیا۔ دائیں جانب ذرا فاصلے پر بہت سے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ان میں کذلک خان کے گھوڑے کو پہچان گیا، چنانچہ بھاگ کر آگے بڑھا، کذلک خان کو اس نے گھوڑا نہیں کھولنے دیا، خود گھوڑا کھولا اور اس کی باگ پکڑی اور کہنے لگا۔

"بھائی! آپ چپ چاپ میرے ساتھ آئیں۔ یہ نہ کہئے گا کہ گھوڑے کی باگ میں آپ کو دے دوں۔ اس لئے کہ میں آپ کا گھوڑا لے کر بھاگوں گا نہیں۔"

اس پر کذلک خان نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور چپ چاپ باربد کے ساتھ ہو لیا تھا۔

دونوں حویلی میں داخل ہوئے، صدر دروازے سے اندر جانے کے بعد وہ تھوڑا ہٹ سا آگے گئے ہوں گے کہ حویلی میں جو باغیچہ تھا وہاں نیزک خان، قراطیس اور استر کھڑے تھے۔ باربد کے ساتھ کذلک خان کو دیکھ کر سب خوش ہوئے تھے۔ باربد گھوڑے کو اصطبل میں لے گیا۔ اس کی زین، دہانہ اتار کر اپنے گھوڑوں کے ساتھ اسے باندھ دیا۔ اتنی دیر تک کذلک خان آگے بڑھا، نیزک خان، قراطیس اور استر کے پاس آن کھڑا ہوا۔ اس موقع پر نیزک خان بولا اور مسکراتے ہوئے کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"بیٹے! ہم سب کو آپ سے ایک بہت بڑا شکوہ بلکہ شکایت ہے۔"
اس موقع پر باربد بھی گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد واپس آ گیا تھا۔ کذلک خان کے بولنے سے پہلے وہ فوراً بلند آواز میں بول اٹھا۔
"سب سے بڑا شکوہ مجھے ہے۔"
اس کے بعد باربد، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
"بھائی! آپ ابھی تک بہن کی عادات سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ اُن کو اگر کسی سے کوئی شکوہ، شکایت یا گلہ ہوتا ہے تو پھر یہ ایسا منہ پھیرتی ہیں کہ ہفتوں تک اس سے بات نہیں کرتیں۔ آج بے شک اسے آپ کے خلاف بہت بڑا شکوہ اور شکایت ہے۔ لیکن بھائی! آپ کا معاملہ کچھ اور ہے۔ وہ آپ سے ناراض نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جونہی آپ حویلی میں داخل ہوئے تو دوسرے سب افراد کی طرح اس نے بھی مسکراتے ہوئے آپ کا استقبال کیا۔"
اس موقع پر استر نے مسکراتے ہوئے باربد کو کہنی ماری اور کہنے لگی۔
"باربد! تم کچھ زیادہ ہی چست و چالاک نہیں ہو گئے ہو؟"
اس کے بعد استر، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
"باربد نے کچھ زیادہ ہی پَر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس کی باتوں پر نہ جایئے گا۔ دراصل میں، بابا، اماں اور باربد آپ کے مکان کی طرف گئے تھے۔ وہاں قفل لگا ہوا تھا۔ اس بناء پر ہم پریشان ہو گئے کہ آپ شاید ہمیں بتائے بغیر اور ملے بغیر ہی کسی مہم پر چلے گئے ہیں۔"
استر یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔
"استر! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نے کسی مہم پر نکلنا ہو اور وہیں سے اپنے مکان کو قفل لگا کر نکلتا بنوں اور آپ لوگوں سے مل کر نہ جاؤں؟ ایسا ممکن نہیں ہے نہ ہی کوئی ایسی آفت پڑی ہے کہ میں آپ لوگوں سے ملے بغیر ہی کہیں کوچ کر جاؤں۔ بہرحال! سلطان نے مستقر کے اندر سارے سالاروں کا اجلاس طلب کیا تھا۔ سلطان سب سے پہلے وہاں پہنچا تھا لہٰذا اس نے احکامات جاری کیے کہ سارے سالار فی الفور اس کے پاس پہنچ جائیں۔ اس بناء پر میں ادھر نہیں آیا، وہیں سے مکان کو قفل لگا کر مستقر کی

Marfat.com

طرف چلا گیا تھا۔"

اس پر اسمتر پھر بولی اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اب آپ یہ بتائیں کہ سلطان نے جو قرامطیوں کے خلاف مہم پر نکلنا تھا اس کے لئے آپ کی روانگی کب ہوگی؟ تا کہ ہم آپ کی روانگی کے لئے سارا سامان تیار کر دیں۔"

اسمتر کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی نیزک خان بول اٹھا، کہنے لگا۔

"میرے بچو! کیا یہیں کھڑے ساری گفتگو ہوتی رہے گی؟ چلو دیوان خانہ میں بیٹھتے ہیں، تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ اس کے بعد اکٹھے کھانا کھائیں گے اور اگر کذلک خان نے آج نہیں روانہ ہونا تو پھر شب بسری بھی یہیں کرے گا۔ بہر حال آؤ سب دیوان خانہ میں بیٹھتے ہیں۔"

نیزک خان کے کہنے پر سب اس کے ساتھ ہو لئے۔ دیوان خانہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ گفتگو کا آغاز پھر اسمتر نے کیا اور کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اب آپ بولیں کہ روانگی کب ہے؟ اور کیا اس میں کوئی تاخیر ہوگئی ہے؟"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"فی الحال قرامطیوں کے خلاف کوئی مہم تیار نہیں کی جا رہی۔ کیونکہ کچھ اور ہی فیصلے ہوئے ہیں۔"

اس موقع پر فکر مندی اور تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے قراطیس بول اٹھی۔

"بیٹے! رایان اور لبانہ کا بھی کچھ پتہ چلا؟ اگر نہیں چلا تو کیا انہیں تلاش کرنے کی بھی کوئی تگ و دو ہو رہی ہے؟"

اس پر کذلک خان خود بڑی فکر مندی میں کہنے لگا۔

"سلطان کے مخبر اس کام پر لگے ہوئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جلد رایان اور لبانہ کا کچھ نہ کچھ پتہ ضرور چل جائے گا۔"

اس بار اسمتر پھر بڑے شوق اور محبت میں کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

Marfat.com

''یہ جو سلطان نے آپ کو اور باقی سالاروں کو مستقر میں بلایا تھا تو اس میں کیا فیصلے ہوئے؟''

جواب میں کذلک خان مستقر میں سلطان شمس الدین التمش کی طرف سے ہونے والے فیصلے اور احکامات کی تفصیل بتا رہا تھا۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش آخر ناصر الدین قباچہ کی روز روز کی زیادتیوں اور دوسروں کے علاقے ہتھیانے کی کارروائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنا لشکر لے کر دہلی سے نکلا تا کہ ناصر الدین قباچہ پر ضرب لگائے اور اسے اس کے علاقوں کی طرف مار بھگائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر اس کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ ناصر الدین قباچہ کی طرف بڑھا تھا۔

جہاں مورخین سلطان شمس الدین التمش کی تعریف کرتے ہیں وہاں مورخین اس سلسلے میں ناصر الدین قباچہ کی کچھ صفات کے بھی معترف ہیں۔ مورخین اس کے کردار کی جو پہلی تعریف کرتے ہیں وہ یہ کہ ناصر الدین قباچہ بے شک جلیل القدر سلطان شہاب الدین غوری کا غلام تھا لیکن اس کی دور اندیشی، زیرکی اور دانائی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ مورخین کا کہنا ہے کہ سالہا سال تک ہر مرتبہ اور دائرے میں سلطان شہاب الدین غوری کی خدمات انجام دے چکا تھا۔ دربارداری، لشکر داری اور ملک پروری کے تمام چھوٹے بڑے معاملات سے بھی اسے پوری طرح آگہی حاصل تھی۔

مورخین اس کے کردار کی دوسری تعریف یہ کرتے ہیں کہ جن دنوں سلطان شہاب الدین غوری شمالی علاقوں یعنی خطا کے لشکر کے خلاف برسرِ پیکار تھا، ناصر الدین قباچہ نے اس جنگ میں سلطان کی کمانداری میں بڑی جوان مردی دکھائی اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتا رہا۔ خطا کے بہت سے دشمنوں کو اس نے زیر کیا اور جنگ کے دوران انتہائی جوان مردی اور جرأت مندی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ سلطان شہاب الدین

Marfat.com

غوری نے اس کی کارگزاری کے صلہ میں اُسے اُچ کا حاکم مقرر کر دیا۔

اس کی تیسری تعریف مؤرخین یہ کرتے ہیں کہ اس کے عقد میں سلطان قطب الدین ایبک کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ بڑی بیٹی سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام علاؤالدین بہرام تھا تھا۔ وہ بڑا خوش رو اور نیک سیرت شہزادہ تھا مگر عیش وعشرت کا دلدادہ اور جوانوں کی طرح بڑے کاموں کا حریص تھا۔

مؤرخین ناصرالدین قباچہ کے کردار کی چوتھی پختگی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے اُچ کے جنوبی علاقوں کی طرف یلغار کی اور سمندر کے کنارے تک دیبل سمیت سارے علاقے اس نے اپنے تصرف میں لے لئے تھے اور موجودہ سندھ کے شہر اور قلعے اپنے زیرِ نگین کر لئے تھے اور نامور حکمرانوں اور بادشاہوں کی طرح وہ دو چتر اختیار کرتا تھا۔

اُس کی ایک اور بڑی صفت مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں کہ جب منگولوں کی یورش سے خراسان، غور اور غزنی کے علاقے پامال ہوئے تو وہاں سے بہت سے لوگ اور اکابر ناصرالدین قباچہ کے پاس آ کر جمع ہونے لگے اور ناصرالدین قباچہ نے ان سب کے لئے زیادہ سے زیادہ انعام واکرام کا انتظام کیا تھا۔

قباچہ کے کردار کی ایک اور پختگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب منگولوں کا ایک سالار ترمی نوین ایک بھاری اور بہت بڑا لشکر لے کر ملتان کی طرف آیا تو اس نے چالیس روز تک شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس محاصرہ کے دوران ناصرالدین قباچہ نے خزانے کا دروازہ کھول دیا اور خلقِ خدا پر بہت احسان کئے۔ اس نے دانائی، مستعدی اور مردانگی کے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ جو زمانے کے اوراق پر قیامت تک باقی رہیں گے اور حملہ آور منگولوں کو ناکام اور نامراد لوٹنا پڑا۔

اس کے ساتھ ہی مؤرخین ناصرالدین قباچہ کی دو بہت بڑی غلطیوں اور کوتاہیوں کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔

پہلی یہ کہ ہجری 623ھ کے آخر میں خلجی ترکوں کا ایک لشکر جو سلطان بہاؤالدین خوارزم شاہ کے لشکر کا ایک حصہ تھا، وہ منگولوں سے زک اُٹھانے کے بعد ہندوستان میں منصورہ کے علاقے کی طرف آیا اور یہاں آباد ہو گیا۔ ان خلجی ترکوں کا سربراہ اُس

Marfat.com

وقت ایک شخص ملک خان خلجی تھا۔ ناصرالدین قباچہ سے غلطی یہ ہوئی کہ بجائے اس کے کہ ان بے گھر ہونے والے ترک مسلمانوں کی مدد کرتا اس نے انہیں نکالنے کا تہیہ کر لیا۔ خلجی ترک جو پہلے ہی منگولوں سے آگے آگے بھاگتے ہوئے ان سرزمینوں کی طرف آئے تھے، لٹے پٹے ہوئے تھے، ان کے پاس نہ خوراک کی پوری مقدار تھی نہ پوری طرح وہ ہتھیاروں سے لیس تھے، چنانچہ ناصرالدین قباچہ ان پر چڑھ دوڑا، انہیں بدترین شکست دی اور ان کے سردار ملک خان خلجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ملک خان خلجی کے مارے جانے کے بعد اب خلجیوں کا دوسرا سردار صدرالدین وہاں سے اپنے قبیلے کے افراد کے ساتھ اٹھ کر سلطان شمس الدین التمش کی طرف گیا تھا اور سلطان سے درخواست کی تھی کہ ناصرالدین قباچہ کو اس کی غلطی، کوتاہی اور زیادتی اور ظلم کی سزا دی جائے۔

ناصرالدین قباچہ سے دوسری بڑی غلطی اور کوتاہی یہ ہوتی رہی کہ وہ اکثر و بیشتر سرہند، کہرام، سرسوتی کے علاقوں پر چڑھ دوڑتا تھا اور ان پر قبضہ کر لیا کرتا تھا اور یہ علاقے سلطان شمس الدین التمش کی عملداری میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ ناصرالدین غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی مرتبہ لاہور پر بھی حملہ آور ہوا اور قابض ہو گیا اور ہر بار سلطان شمس الدین التمشؒ نے اسے جنوب کی طرف مار بھگایا۔ اب چونکہ ناصرالدین قباچہ ایک بار پھر سرہند، کہرام اور سرسوتی کے علاقوں پر یلغار کیے ہوئے تھا لہٰذا سلطان شمس الدین التمش اس کی سرکوبی کے لئے نکلا اور بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ اس نے ناصرالدین قباچہ پر ضرب لگانے کے لئے پیش قدمی کر رکھی تھی۔

مؤرخین جہاں ناصرالدین قباچہ کے اخلاق و کردار کی تعریف کرتے ہیں وہاں مؤرخین شمس الدین التمش کے اخلاق اور کردار کی بھی بے حد تعریف کرتے ہیں۔

''خزائن الاصفیاء'' کا مصنف کہتا ہے کہ وہ نہایت عابد، زاہد، صوفی منش اور فقر پسند طبیعت کا مالک تھا۔

''طبقاتِ اکبری'' کا مؤلف کہتا ہے، فرائض و نوافل کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ ہو جانے کے بعد بڑے بڑے سیاسی کاموں میں مصروف ہو جانے کے باوجود وہ نماز ترک نہ کرتا تھا۔

Marfat.com

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسے وعظ سننے کا بے حد اشتیاق تھا۔ ہفتہ میں تین مرتبہ اور ماہِ رمضان المبارک میں روزانہ وعظ سنتا تھا۔

''خیر العارفین'' کی روایت ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد سلطان اپنے محل میں ایک اجتماع منعقد کراتا تھا جس میں اکابر، اشراف اور مشائخ شریک ہوتے تھے۔ اس اجتماع میں شرکائے مذہب پوری طرح آزادی سے بادشاہ کے فرائض اور واجبات پر اظہارِ خیال کرتے تھے۔ پھر بادشاہ ان سب کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتا تھا۔

بابا فریدؒ ''فوائد السالکین'' میں لکھتے ہیں کہ فرائض و عام نوافل کے علاوہ وہ رات رات بھر ذکرِ الٰہی اور وظائف میں مشغول رہتا تھا۔

اس کے علاوہ معین الدین چشتیؒ کے پیر و مرشد خواجہ عثمانؒ، سلطان شمس الدین التمش کو انسانِ کامل سمجھتے تھے اور انہی وجوہات سے سلطان کو علماء، مشائخ اور خصوصاً صوفیائے کرام سے بڑی عقیدت تھی۔ مؤرخین اس سے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ اس کے عہد میں درّۂ خیبر کے راستے سے کثرت سے مشائخ اور صوفیاء کرام ہندوستان آئے۔ جب سلطان کو ان میں سے کسی کے دہلی آنے کی اطلاع ہوتی تو استقبال کے لئے خود میلوں تک پاپیادہ جاتا۔

چنانچہ جب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ملتان سے دہلی آئے تو سلطان نے بڑا شاندار استقبال کیا، شاہی محل میں قیام کی درخواست کی۔ لیکن جب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا اور شہر سے باہر ایک خانقاہ میں قیام کیا تو سلطان اکثر و بیشتر آپؒ کی ملاقات کے لئے خانقاہ میں جاتا تھا اور آپؒ سے پند و نصائح کی باتیں سنتا تھا۔

سلطان کو قطب صاحب سے کس درجہ کی عقیدت اور ارادت تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خود قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رات سلطان مجھ دعا گو کے پاس آیا اور آتے ہی میرے پاؤں پکڑ لئے۔ میں نے کہا کہ کیا کوئی تکلیف ہے؟ اگر کوئی حاجت ہے تو بیان کیجئے۔

اس پر سلطان شمس الدین التمش نے جواب دیا۔ حاجت تو اس خدا کے فضل و کرم سے مجھ کو جو یہ مملکت اور سلطنت ملی ہے، کوئی نہیں ہے۔ مجھ کو البتہ صرف یہ بتا دیجئے

Marfat.com

کہ قیامت کے روز میرا حشر کس گروہ کے ساتھ ہوگا؟

کچھ لکھنے والے مزید لکھتے ہیں کہ ایک بار جب بعض سیاسی حالات کے باعث معین الدینؒ، قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے کر دہلی سے اجمیر جانے لگے تو اہلیانِ دہلی کے جم غفیر کے ساتھ سلطان بھی کئی میل تک ان دونوں بزرگوں کے ساتھ پیدل گیا۔ لیکن اس کے کہنے پر معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو دہلی میں قیام کرنے کی اجازت دی تو سلطان نے فرطِ مسرت سے معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور قطب صاحبؒ کو بڑے عزت اور احترام کے ساتھ دارالسلطنت واپس لے کر آیا۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ کے بعد غالباً مشکل ہی سے کوئی بادشاہ ایسا نکلے گا جو شمس الدین التمش کی طرح تسبیح و شمشیر دونوں کے کمالات کا بہ یک وقت مجموعہ ہو۔ بہترین مدبّر اور سیاست دان ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا صوفی اور صاحب ایمان ہو اور اس کی تلوار نے بڑی بڑی طاقتوں کو شکست فاش دے کر ایک عظیم اور وسیع سلطنت کی بنیادیں مستحکم کی ہوں لیکن وہ خود درویشوں اور فقیروں کا خاک پائے ہو۔ عظیم الشان طاقتیں اس کے قدموں پر اطاعت و بندگی کا سر جھکائے ہوئے ہوں۔ لیکن وہ خود گوشہ نشین اربابِ فکر کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہو۔ رات کی تاریکیوں میں خانقاہ کے اندر جا کر خوفِ خدا اور فکرِ فردا پر روتا ہو اور آہ و زاری کرتا ہو۔

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ سلطان کی پاکیزہ زندگی طہارتِ نفس اور تقویٰ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ ہجری 633ھ میں جب بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور آپ کا جنازہ غسل و کفن کے بعد باہر لایا گیا تو خواجہ ابوسعید نے کہا کہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کی نماز صرف وہ شخص پڑھائے جس نے نہ کبھی زنا کیا ہو اور عمر کی سنتیں و تکبیر اولیٰ ترک نہ کی ہوں۔

اس مجمع میں سلطان خود موجود تھا۔ وہ انتظار کرتا رہا کہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق کوئی ایسے بزرگ آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں سلطان کافی دیر تک انتظار کرتا رہا لیکن آخر جب کسی شخص نے نمازِ جنازہ میں امامت

Marfat.com

کرنے کی جرأت نہ کی تو سلطان خود آگے بڑھا اور بولا۔

''میں اپنی نمازوں کی تشہیر اور نمائش پسند نہیں کرتا لیکن قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کی تکمیل بہرحال ضروری ہے۔''

یہ کہہ کر سلطان نے نماز پڑھائی اور جنازہ کو کاندھا دیتا ہوا قبرستان لے گیا۔''

انہی خصوصیات کے باعث کچھ مؤرخین سلطان شمس الدین التمش کو ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ سمجھتے ہیں جس کے لئے بغداد کے دربارِ خلافت سے خلعتِ فاخرہ آیا اور ہندوستان پر جس کی حکومت کو تسلیم کیا گیا۔

''طبقاتِ اکبری'' کے مصنف نظام الدین احمد کا کہنا ہے کہ سلطان کے لئے یہ دن بڑی مسرت اور جشن کا تھا اس لئے جب یہ خلعت زیب تن کیا تو مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا۔ اس تقریبِ مسرت میں اس نے اُمراء کو خلعت تقسیم کئے اور شہر کی آئینہ بندی کرائی۔

بہرحال مختلف مؤرخین، بزرگوں اور لکھنے والوں نے اپنے اپنے انداز میں سلطان شمس الدین التمش کے اخلاق اور کردار کی بے حد تعریف کی ہے اور اس میں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس میں کچھ لوگوں نے غلو سے بھی کام لیا ہے اور حمد اور تعریف میں غلو صرف خداوند قدوس ہی کو زیب دیتا ہے اس لئے کہ لفظ حمد پورے قرآنِ مقدس میں خداوند قدوس نے صرف اپنے ذاتی نام یعنی اللہ کے لئے استعمال کیا، اپنے صفاتی نام کے لئے بھی حمد کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بہرحال مؤرخین نے جو کچھ لکھا وہ ان کا ذاتی مسئلہ تھا تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لکھنے والوں، کچھ مؤرخین نے سلطان شمس الدین التمش کی تعریف خوب بڑھا چڑھا کر اپنے پاس سے بھی پیش کر دی ہے۔

صورتِ حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ مؤرخین دونوں کی تعریف کرتے ہیں۔ ناصر الدین قباچہ کے خلاف اور اس کے کردار کو بھی آسمان کی رفعتوں کی طرف لے جاتے ہیں، سلطان شمس الدین کے اخلاق اور کردار کو بھی آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور اب یہی دونوں متقی، یہی دونوں پرہیزگار، یہی دونوں وہ حکمران جن کے اخلاق و کردار کی تعریف، جن کے صوفی منش اور جن کے درویش ہونے پر مؤرخین کی تعریف کرتے ہوئے زبان نہیں رُکتی، یہی دونوں اب ایک دوسرے سے ٹکرانے

Marfat.com

لگے تھے۔

اپنے جرار لشکر کے ساتھ سلطان شمس الدین التمش بڑی برق رفتاری سے آگے بڑھا۔ ناصر الدین قباچہ اس وقت اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اُچ شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے بھی ناصر الدین قباچہ پر ضرب لگانے کے لئے اُچ شہر ہی کا رخ کر لیا تھا۔

سلطان شمس الدین التمش سرہند کے راستے اُچ شہر کی طرف بڑھا تھا۔ جب وہ سرہند پہنچا تو وہاں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ جب لشکر کے آرام و قیام کے لئے پڑاؤ قائم ہو گیا تب سلطان نے عزالدین یعنی غیاث الدین بلبن اور کذلک خان دونوں کو طلب کیا۔ عزالدین اور کذلک خان دونوں سلطان کے بلاوے پر جب سلطان کے پاس پہنچے تو سلطان نے مسکراتے ہوئے انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس موقع پر سلطان گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ سلطان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عزالدین اور کذلک خان بھی فکرمند ہو گئے تھے۔ پھر کذلک خان بولا، سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! جہاں تک محترم عزالدین کا تعلق ہے تو یہ آپ کے عزیز و اقارب ہیں۔ آپ سے ان کا ایک رشتہ اور رابطہ ہے۔ ان کا اس طرح بلایا جانا کسی مقصد کے تحت بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا مقصد جس میں آپ کی محبت، آپ کی والہانہ شفقت ہو۔ لیکن سلطانِ محترم! جو آپ نے مجھے طلب کیا ہے تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ کیا مجھ سے کوئی غلطی، کوئی کوتاہی، کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی ہے جو قابلِ گرفت ہے اور اس کی وجہ سے آپ میرے لئے کوئی سزا تجویز کرنا چاہتے ہیں؟''

کذلک خان کے ان الفاظ پر سلطان شمس الدین التمش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا، کہنے لگا۔

''کذلک خان! اس میں کوئی شک نہیں کہ عزالدین کے ساتھ میرا ایک رشتہ ہے لیکن تمہارے ساتھ بھی تو میرا ایک رشتہ ہے۔ اس لئے کہ تم میرے سالار ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رشتہ ہو سکتا ہے، کذلک خان؟........ تم سے واقعی ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے اور اسی کی سزا دینے کے لئے میں نے تمہیں عزالدین کے ساتھ

Marfat.com

طلب کیا ہے۔

• کذلک خان! تم ایک واحد سالار ہو جس سے عزالدین کے بعد میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ میرے مختلف اُمراء اور سالار مختلف مناسب مواقع پر اپنے فرائض اور منصب کے لئے کچھ نہ کچھ مطالبہ کرتے رہے ہیں، لیکن کذلک خان! تم واحد شخص ہو جس نے آج تک مجھ سے کچھ نہیں مانگا۔“

سلطان شمس الدین التمش جب خاموش ہوا تب کذلک خان بڑی عقیدت اور اِرادت مندی سے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”سلطانِ محترم! دوسرے اُمراء اور سالار جو آپ سے مطالبات کرتے رہے ہیں تو وہ ایسے مطالبات کرنے میں حق بجانب ہیں۔ وہ اپنے اہلِ خانہ، بھائی بند اور ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں، ان کی بہت سی ضروریات ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے یقیناً وہ آپ سے مطالبات کرتے ہوں گے۔ لیکن سلطانِ محترم! کذلک خان کی اکیلی جان ہے اور پھر سلطانِ محترم! میں نے اپنی زندگی میں بدترین دور دیکھ رکھا ہے، میں اس وقت کو زندگی بھر فراموش نہیں کر سکوں گا جب منگولوں نے مجھے سمرقند کے نواح میں پکڑا، مجھے زمین پر لٹایا اور میرے بازو پر غلام ہونے کی مہر لگا دی۔ سلطانِ محترم! وہ مہر آگ میں تپ کر سرخ ہو گئی تھی۔ میں نے کبھی ایسا سخت دور نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ مہر میرے بازو پر لگائی گئی اس وقت میں جینے سے مایوس ضرور ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں یہ بھی سوچا تھا کہ ایسے جینے سے کیا حاصل کہ میں ان منگولوں کے اندر غلامانہ زندگی بسر کرتا رہوں۔ کسی کے گھوڑے کو کھریرا کروں، کسی کے لباس کو صاف کروں، کسی کے نہانے کے لئے پانی گرم کرتا پھروں۔ وہ صبح سے لے کر شام تک مجھ سے اس طرح کام لیتے تھے جیسے میرے اندر نہ روح ہو اور نہ جان اور میں ایسے ہی کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ پھر سلطان محترم! ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں بِکتا ہوا جب ہندوستان پہنچا تو مجھے ایک مہم کے سلسلے میں آزادی نصیب ہو گئی۔ تب میں نے جانا کہ مجھے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے اور میں نے اسی پر اکتفا کر لیا کہ اب میں آزاد ہوں اور میرے لئے آزادی ہی کل متاع ہے۔ لہٰذا زندگی بسر کرنے کے لئے مجھے اب کسی اور چیز کی طلب نہیں ہے۔“

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان کچھ دیر کو خاموش ہوا، اُس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین دونوں بھی غلامی کے دور سے گزر چکے تھے، لہٰذا ان کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھیں۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے پھر کہنا شروع کیا۔

''سلطان محترم! اب تک میں اکیلا زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ آپ اور محترم عزالدین کا زندگی بھر ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔ دہلی میں مجھے ایک چھوٹا سا مکان مہیا کر دیا گیا ہے۔ سلطان محترم! جب میری کوئی ضرورت ہی نہیں تو پھر میں آپ سے کس چیز کا مطالبہ کر سکتا ہوں؟''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک سلطان بڑی شفقت میں اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''کذلک خان! تم میرے پسندیدہ سالار ہو۔ میں اور عزالدین چونکہ خود غلامانہ زندگی بسر کر چکے ہیں، لہٰذا تمہاری طرح میں بھی کبھی سمرقند، کبھی بخارا اور کبھی غزنی اور غور کے دھکے کھاتا رہا ہوں، لہٰذا جن تکالیف سے تم گزر چکے ہو، ان کی سختی، ان کی کرب خیزی کا مجھے پورا احساس ہے۔ بچے! تم اکیلے نہیں ہو، میں جانتا ہوں نیزک خان کی بیٹی اپنی دل کی گہرائیوں سے تمہیں پسند کرتی ہے اور تم دونوں کو ایک دوسرے سے منسوب بھی کیا جا چکا ہے۔ کل کو تیری شادی ہو گی، لہٰذا تیری ضروریات بڑھیں گی، اس بناء پر تجھے مجھ سے کوئی نہ کوئی تو اپنی منفعت کے لئے کوئی مطالبہ کرنا چاہئے۔''

سلطان شمس الدین التمش کے ان الفاظ پر کذلک خان کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

سلطانِ محترم! میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں آپ کے لشکر کا ایک سالار ہوں۔ یہی میرے لئے سب سے بڑی سعادت اور یہی میرے لئے خوش قسمتی کا ایک مقام ہے۔ اس سے بڑھ کر مجھے کیا چاہئے؟''

سلطان شمس الدین التمش کی آنکھوں میں اس وقت ایک چمک پیدا ہوئی، مسکرایا، کذلک خان کی طرف ایسے دیکھا جیسے کوئی بوڑھا باپ محبت اور چاہت بھرے انداز میں اپنے جوان بیٹے کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر سلطان شمس الدین التمش، کذلک خان کو

Marfat.com

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کذلک خان! میں تمہیں سرہند کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ تم لشکر میں رہ کر میرے ساتھ مہموں میں حصہ لیتے رہو گے اور تمہاری اس غیر موجودگی میں تمہارا کوئی بھی نامزد شخص تمہارے نائب کی حیثیت سے سرہند پر حکومت کرتا رہے گا۔ سرہند کے اندر جو لشکر ہے، تم اس کے سالارِ اعلیٰ اور شہر کے حاکم بھی ہو گے اور جب ہمیں کوئی مہم درپیش نہیں ہو گی تو پھر ایک حاکم، ایک عامل کی حیثیت سے تم سرہند کے اندر قیام کیا کرو گے۔ کذلک خان! یہ سوچو نیزک خان کی بیٹی، نام جس کا استمر ہے جب اسے یہ خبر ہو گی کہ کذلک خان جس کے ساتھ اسے منسوب کر دیا گیا ہے، اسے اس کی کارگزاری، شجاعت اور جرأت مندی کی وجہ سے سرہند کا حاکم مقرر کر دیا گیا ہے تو پھر اس کی خوشی، اس کی طمانیت کا کیا عالم ہو گا؟''

بہرحال سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم مقرر کیا اور مؤرخین تفصیل کے ساتھ اسے حاکم مقرر کرنے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم اور عامل مقرر کیا تھا۔

بہرحال اپنے لشکر کو ستانے اور آرام دینے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے سرہند سے کوچ کیا۔ اسی دوران کچھ مخبر بھی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں سلطان نے دہلی سے اپنی روانگی سے پہلے ناصرالدین قباچہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ سامنے کی طرف سے جب وہ مخبر آئے تب سلطان نے اپنے لشکر کو روک دیا۔

وہ مخبر قریب آئے، ان میں سے ایک سلطان کے کہنے پر مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! ناصرالدین قباچہ نے اس وقت ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آروٹ کے مقام پر قیام کیا ہوا ہے۔''

آروٹ کا اصل نام مروٹ تھا اور یہ بہاول پور کے قریب واقع تھا۔ اس مخبر نے سلطان پر یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ اپنے جرار لشکر کے ساتھ مروٹ کے مقام پر قیام کرنے کے علاوہ ناصرالدین قباچہ کے بڑے اور کشتیوں میں اسباب اور مزید لشکری لدے ہوئے ہیں اور یہ کشتیاں لشکرگاہ کے سامنے دریا کے اندر موجود ہیں۔

Marfat.com

یہ خبر ملنے کے بعد سلطان نے پھر اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور آگے بڑھا۔

چنانچہ مروٹ کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آراء ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش ہر صورت میں ناصر الدین قباچہ کو اپنے سامنے زیر کر کے اس کے جنوبی علاقوں کی طرف مار بھگانا چاہتا تھا جبکہ ناصر الدین قباچہ تہیہ کئے ہوئے تھا کہ وہ سلطان شمس الدین التمش پر قابو پا کر اُچ، کہرام، سرہند اور لاہور کے علاوہ دیگر علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنی مملکت میں شامل کر کے رہے گا۔ بہر حال دونوں حکمران اپنے اپنے عزائم لے کر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔

جنگ کے معمول کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے ناصر الدین قباچہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ وسطی حصہ میں وہ خود رہا، دائیں بائیں کے حصوں پر اپنے سالاروں کو مقرر کر دیا تھا۔ دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش نے اپنے پرانے قاعدے، کلیہ کے مطابق اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ تین حصے سامنے رکھے، درمیانی حصہ اپنے پاس رکھا جبکہ لشکر کا بایاں پہلو اپنے سالار کبیر خان اور دایاں پہلو علاؤالدین جانی کی سرکردگی میں رکھا تھا۔ اپنے اور اپنے دونوں بڑے سالاروں کے لئے اس نے نائبین مقرر کئے تھے جبکہ حسب سابق اس نے اپنے مقدمتہ الجیش کو اپنے پڑاؤ میں رکھا تھا اور اس کے لئے احکامات جاری کر دیئے تھے کہ وہ اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لئے کسی مناسب موقع کو دیکھتے ہوئے ناصر الدین قباچہ کے لشکر پر مناسب جگہ پر حملہ آور ہو جائے گا۔

چنانچہ جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تب جنگ کی ابتداء ناصر الدین قباچہ کی طرف سے ہوئی اور وہ بے تاب اُمنگوں کے جنون میں وحشی تماشے کھڑے کرنے والے خونخوار جلاد، دھرتی پر پھیلتے ظلمت کے غبار میں زیست کو اندھا کر دینے والے پیاسے سرابوں اور اندیشوں کی گرم ریت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش اور اس کے سالار بھی زہر آلود شدید نا اُمیدیوں میں فناء کی اندھی پکار دیتے بگولوں کے اُمڈتے کرب، اُبھرے گھنے اندھیروں اور گوشہ در گوشہ، کنج در کنج آفتاب کی خیرہ کن شعاعوں کی طرح حملہ آور

Marfat.com

ہو گیا تھا۔

دونوں لشکر بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے جبکہ کذلک خان ابھی تک اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے اندر موجود تھا۔ اس نے ایک فیصلہ کیا، تیز عقابی نگاہیں رکھنے والے موت کے متلاشیوں اور درویش خصلت مجاہد کی طرح اس نے اپنے کام کی ابتداء کی پھر وہ بے ثمر ساعتوں میں تمازتوں کی طویل اندھی مسافتوں، خواب زاروں کو لہولہان کر دینے والی آندھیوں اور زلزلوں کی یورش اور زندگی کی رمق تک چھیننے والی اندھی لُو کی جبلّت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے حملے کے دوران ہی کذلک خان نے دشمن کے لشکر کی کئی صفوں کو پچھاڑ کر رکھ دیا تھا جس کی بناء پر پہلو کے لشکر کے علاوہ اس کے حملہ آور ہونے کے اثرات دوسری سمت بھی پھیلنے لگے۔ جس وقت کذلک خان اندھی بھوکی جبلتوں اور تاریکی کے دل میں پیوست ہو جانے والی روشنی کی شعاعوں کی طرح دشمن پر ضرب لگا رہا تھا۔ سامنے کی طرف سے سلطان التمش اور دوسرے سالاروں نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی۔ اس طرح ناصرالدین قباچہ کے لشکر کا ایک طرح سے قتلِ عام شروع ہو گیا تھا اور ناصرالدین قباچہ اور اُس کے سالار یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ اُن کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے فضاؤں کی اُداسیوں، رت جگوں میں اُٹھتی بھوکی جبلتوں، ہواؤں کی آہ وزاری، عناصر کے نالہ و ماتم، نا اُمیدیوں کی گھٹاؤں اور رنج و غم کے کھلیانوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے ناصرالدین قباچہ اور اُس کے سالاروں نے پوری طرح اندازہ لگا لیا تھا کہ شکست اور ناکامی اُن کا مقدر بننے والی ہے۔ لہٰذا شکست کو گلے لگاتے ہوئے ناصرالدین قباچہ بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس طرح مروٹ کے مقام پر ناصرالدین قباچہ کے خلاف سلطان شمس الدین التمش کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔

ناصرالدین قباچہ اپنی پشت پر دریا کے اندر کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر بھکر کی طرف چلا گیا اور اپنے وزیر عین الملک کو حکم دے گیا کہ اُچ شہر میں جو مال و متاع ہے اسے سمیٹ کر بھکر لے آئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ناصرالدین قباچہ کو شکست دینے

Marfat.com

کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اُچ شہر کا محاصرہ کرنے کے لئے اپنے دو بڑے سالاروں کا انتخاب کیا۔ ایک عزالدین اور دوسرا کذلک خان۔ چنانچہ ان دونوں سالاروں کو سلطان نے طلب کیا۔ جب یہ دونوں سلطان کے سامنے گئے سلطان نے بڑی خوشی اور بشاشت کا اظہار کرتے ہوئے دونوں کو پہلو میں بٹھایا، پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تھوڑی دیر پہلے مخبر یہ اطلاع دے گئے ہیں کہ ہم سے شکست اُٹھانے کے بعد ناصرالدین قباچہ اپنی پشت پر کھڑی اپنی بڑی بڑی کشتیوں میں اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھکر کی طرف چلا گیا ہے اور جاتے جاتے اپنے وزیر عین الملک کے لئے یہ حکم جاری کرتا چلا گیا ہے کہ وہ فوراً اُچ شہر کا رخ کرے اُچ شہر کے اندر جس قدر مال و متاع اور خزانہ اور دوسری قیمتی اشیاء ہیں سب کو سمیٹ کر ناصرالدین قباچہ کے پیچھے پیچھے بھکر کی طرف چلا جائے۔

میرے عزیز ساتھیو! تم دونوں کو اس طرح اور اس وقت بلانے کا مقصد یہ ہے کہ ناصرالدین قباچہ کا وزیر عین الملک اُچ شہر سے کوئی چیز منتقل نہ کرنے پائے۔ تم دونوں کو اس طرح جنگ کے بعد طلب کرنے کا یہ بھی مقصد ہے کہ میں تم دونوں پر سب سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا ہے۔ اس لشکر کو لے کر تم دونوں برق رفتاری سے آگے بڑھو اور اُچ شہر کا محاصرہ کر لو۔ تمہارے پیچھے پیچھے میں بھی سارے لشکر اور پڑاؤ کو سمیٹتا ہوا وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تم اپنی رفتار کم نہ کرنا، تمہارے پیچھے پیچھے ضرورت کا ہر سامان بڑی تیزی سے تمہارے پاس پہنچے گا۔"

سلطان شمس الدین التمش کی اس تجویز سے عزالدین اور کذلک خان دونوں نے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا جو لشکر سلطان شمس الدین نے علیحدہ کیا تھا اسے لے کر عزالدین اور کذلک خان دونوں اُچ شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

اس جنگ میں چونکہ ناصرالدین قباچہ کے خلاف خلجیوں نے بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور ناصرالدین کو مار بھگانے اور اسے شکست دینے میں انہوں نے سردھڑ کی بازی لگا دی تھی۔ لہٰذا ان کے سالار صدرالدین کو بھی اس کے لشکریوں اور

Marfat.com

دوسرے افراد سمیت سلطان شمس الدین التمش نے خوب نوازا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ سلطان نے مروٹ کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ وہ زخمیوں کی دیکھ بھال کے علاوہ لشکر کو کچھ ستانے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا جبکہ عزالدین اور کزلک خان لشکر کے ایک حصہ کو لے کر بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اُچ شہر کی طرف گئے تھے۔

سلطان کا حکم ملنے کے بعد عزالدین اور کزلک خان دونوں نے آگے بڑھ کر اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ اُچ شہر کے نواح میں پڑاؤ کر لیا تھا اور حالات پر گہری نگاہ رکھنے لگے تھے۔ چار روز بعد سلطان شمس الدین التمش بھی اپنے پورے لشکر کو لے کر اُچ پہنچ گیا۔ چنانچہ سلطان نے خود تو بڑی سختی کے ساتھ اُچ شہر کا محاصرہ کر لیا جبکہ اپنے کچھ سالاروں کو شکست اُٹھا کر بھاگنے والے ناصرالدین قباچہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔

چنانچہ سب سے پہلے تو تین ماہ تک لگاتار اُچ پر قبضہ کرنے کے لئے جنگ ہوتی رہی چنانچہ ہجری 628ھ منگل کے دن اُچ کا قلعہ ناصرالدین قباچہ کے ہاتھ سے نکل کر سلطان شمس الدین التمش کے پاس چلا گیا تھا۔

اُچ پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اپنے ایک سالار کو کچھ دستے دے کر بھکر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

دوسری طرف ناصرالدین قباچہ بھی مروٹ کے مقام پر بدترین شکست اٹھانے کے بعد بچے کھچے لشکر کو لے کر بھکر پہنچا تھا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے اپنے بیٹے علاؤالدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین التمش کی بارگاہ میں بھیج دیا۔ اور سلطان سے صلح کی درخواست کی گئی۔ ناصرالدین قباچہ نے جب یہ دیکھا کہ سلطان نے تو اپنے لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ اُچ شہر کا محاصرہ کر لیا ہے بلکہ ایک لشکر دے کر اپنے سالار کو اُچ شہر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے تب وہ بڑا پریشان ہوا۔

اس موقع پر ناصرالدین قباچہ نے اپنے بیٹے کو بھکر سے اُچ شہر کی طرف روانہ کیا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے باپ کی خطائیں معاف کرائے۔ شہر ایک طویل محاصرے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ آ

Marfat.com

گیا تھا۔ دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش نے بھکر پر جو حملہ آور ہونے کے لئے دستے بھیجے تھے وہ بھی کامیاب ہوئے اور بھکر ان کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔

چنانچہ ناصر الدین قباچہ کا جو بیٹا صلح و صفائی کی گفتگو کرنے کے لئے بھکر سے سلطان شمس الدین التمش کے پڑاؤ کی طرف گیا تھا، اس کے پڑاؤ میں پہنچنے سے پہلے ہی ایک طرف سے سلطان شمس الدین التمش کا اُچ شہر پر قبضہ ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اُچ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان نے شہر کا نظم و نسق درست کرنا شروع کر دیا تھا۔

اُچ شہر کے ہاتھ سے نکل جانے کا ناصر الدین قباچہ کو بڑا دکھ اور صدمہ تھا اور اس کے بعد اس سے بھکر کا قلعہ بھی نکل گیا تب وہ بھاگا اور پانچ دریاؤں کے سنگم کا رخ کیا لیکن اس کی بدقسمتی کہ وہاں وہ دریا میں غرق ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

سلطان شمس الدین التمش کے جن علاقوں پر ناصر الدین قباچہ نے قبضہ کر لیا تھا وہ تو سلطان کو واپس ملے ہی تھے الٹا سلطان نے ناصر الدین قباچہ کے بھی بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی سلطنت اور عملداری میں وسعت پیدا کر دی تھی۔

Marfat.com

۞

ایک روز اسمتر، باربد اور دونوں کی ماں قراطیس دیوان خانہ میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک سن کر باربد اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں، دستک دینے والا کون ہے؟''

اس کے ساتھ ہی باربد بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ اس کا باپ نیزک خان تھا۔ نیزک خان دیوان خانہ میں داخل ہونے کے بعد جب آگے بڑھا اور نشست پر بیٹھ گیا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے اسمتر بول اُٹھی۔

''بابا! آپ آج دکان بند کر کے سویرے نہیں آ گئے؟''

ہلکا سا تبسم اس موقع پر نیزک خان کے چہرے پر نمودار ہوا تھا، پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! آج کا دن میرے لئے بڑی خوشی کا دن ہے۔ اس لئے کہ آج سلطان کا لشکر جو فتح مندر رہا ہے، دہلی میں داخل ہو گا اور کزلک خان بھی واپس آئے گا۔ وہ چونکہ اب میرا بیٹا ہے لہٰذا مجھے ایک ایک پل اُس کا انتظار رہتا ہے کہ وہ کب آئے گا؟ دیکھ بیٹی! سلطان کا لشکر آج شہر میں داخل ہو گا اور میں نے دیکھا ہے لوگ لشکر کا استقبال کرنے کے لئے اپنی تیاری میں مصروف ہیں۔ بیٹی! اوّل تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ ہم سب جا کر دوسرے لوگوں کی طرح اپنے لشکر کا استقبال کریں اور اگر ہم نہ جا سکے یا بالکل آگے ہمیں جگہ نہ مل سکی تو پھر میں چاہتا ہوں باربد کو شہر پناہ کے مغربی

Marfat.com

دروازے کی طرف روانہ کر دیں گے اور وہ کذلک خان کو سیدھا گھر لے آئے گا۔ میری بیٹی! اس بار میں تمہارے متعلق اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری بچی! میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ تم اپنے گھر والی ہو۔ جاؤ، یہ میری ہی نہیں ہر ماں باپ کی بہت بڑی اور عمدہ خواہش ہوتی ہے۔ جب یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو ماں باپ کی خوشی اور طمانیت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

دیکھ بیٹی! میں چاہتا ہوں لشکر جب شہر میں داخل ہو تو باربد کذلک خان کو لے کر سیدھا یہاں آئے۔ کذلک خان کے کھانے کا اہتمام کیا جائے، اس کے بعد میں چاہوں گا کہ محلے کے کچھ آدمیوں کے علاوہ قاضی کو بلا کر لاؤں اور میری بیٹی! تمہاری اور کذلک خان کی شادی کا اہتمام کر دوں۔ بیٹی! میں جو کچھ تمہیں دوں گا، نقدی کی صورت میں دے دوں گا۔ تمہاری اور کذلک خان کی شادی بڑی سادگی سے ہو گی۔ اس لئے کہ یہ کذلک خان کی خواہش ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد نیزک خان رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"بیٹے! آج دکان پر جانے سے پہلے اس موضوع پر تمہاری ماں کے ساتھ میں تفصیل سے بات کر کے گیا تھا اور تمہاری ماں میری اس رائے سے بالکل متفق ہے کہ اس بار جونہی کذلک خان اپنی مہم سے لوٹے، اسے یہاں رکھا جائے اور یہاں قیام کے دوران تمہاری اور اس کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے۔ بچی! مجھے امید ہے کہ میرے اس فیصلے میں تم کوئی ردّ و بدل پسند نہیں کرو گی۔"

اپنے باپ نیزک خان کے ان الفاظ پر بڑی عاجزی اور انکساری میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے استمر کہنے لگی۔

"بابا! جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں، ٹھیک ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ شادی سادگی سے ہو تو اے میرے باپ! میں تو کبھی اعتراض ہی نہیں کروں گی۔ میں خود سادگی کی قائل ہوں۔"

استمر کے جواب سے اس کا باپ نیزک خان خوش ہو گیا تھا۔ پھر کچھ دیر تک مزید غور سے اس نے استمر کو دیکھا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''بیٹی! میرے پاس تمہارے لئے ایک تمہاری ذاتی خوشی کا بھی مقام ہے۔''

''کیسی خوشی کا مقام......؟'' قراطیس نے نیزک خان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

جواب میں نیزک خان نے ایک گہری نگاہ اپنے سامنے بیٹھی اپنی بیٹی استر پر ڈالی، اس کے بعد بیٹے کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے بچو! آج میں تمہارے لئے ہی نہیں، تمہاری ماں کے لئے بھی ایک بہت بڑی خوش خبری لے کر آیا ہوں۔''

نیزک خان کے ان الفاظ پر قراطیس، استر اور باربد بڑے غور سے اس کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ اس کے بعد نیزک خان نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہنے لگا۔

''میں تم تینوں کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم اور عامل اور ناظم مقرر کر دیا ہے۔''

نیزک خان کے یہ الفاظ سن کر استر کے چہرے پر تو چکا چوند رقص کر رہی گئی تھی، قراطیس بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی جبکہ باربد بھی خوش و خرم تھا۔ چنانچہ کچھ سوچتے ہوئے اس بار استر نے اپنے باپ نیزک خان کو مخاطب کیا۔

''بابا! اگر سلطان نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم مقرر کر دیا ہے تو پھر کیا وہ مستقل سرہند شہر ہی میں قیام رکھیں گے؟''

اس پر نیزک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! تمہیں پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم مقرر کیا ہے جبکہ کذلک خان نے اپنی طرف سے ایک شخص کو سرہند کا حاکم مقرر کیا ہے۔ باقی خبریں کیا ہیں یہ تو کذلک خان کے لوٹنے پر ہی پتہ چلے گا۔''

اس موقع پر قراطیس نے استر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''بیٹی! کذلک خان اب ہمارا بیٹا اور بچہ ہے۔ یوں جانو وہ کئی دن سے اس مہم پر گیا ہوا تھا۔ میں چاہتی ہوں آج اس کے لئے شاندار کھانوں کا اہتمام کریں تا کہ وہ بھول جائے کہ ہم اس کے سسرال والے نہیں بلکہ اس کے ماں باپ ہیں۔''

Marfat.com

اس موقع پر قراطیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹی! عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ اٹھو، پہلے نماز ادا کریں، اس کے بعد دونوں ماں بیٹی مطبخ میں کام شروع کرتی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جب کذلک خان باربد کے ساتھ ہماری حویلی میں داخل ہو تو اس کے ساتھ ہی اسے کھانا پیش کریں گے۔ وہ شب بسری بھی یہیں کرے گا۔"

اس موقع پر جب قراطیس اور استر دونوں دیوان خانہ سے نکل کر مطبخ کی طرف جانے لگیں تب نیزک خان نے اپنے بیٹے باربد کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

"بیٹے! تیری ماں اور بہن تو مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں لگ گئی ہیں، میں بوڑھا ہوں، اس وقت یہیں بیٹھتا ہوں۔ میرے بیٹے! تُو جا۔ ایک تو سلطانؒ کے فاتح کی حیثیت سے آمد پر جشن منانے کا جو اہتمام کیا ہے، تُو اس میں حصہ لے، ساتھ ہی جب لشکر شہر میں داخل ہو تو کذلک خان کو پکڑ کر لانا۔ بیٹے! اس کی یہاں آج دعوت ہے اور وہ شب بسری بھی یہیں کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی باربد بھی وہاں سے اٹھ کر حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ باربد حویلی میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کذلک خان بھی تھا۔ کذلک خان کے گھوڑے کی باگ باربد نے پکڑ رکھی تھی اور اس وقت استر، قراطیس اور نیزک خان تینوں حویلی کی عمارت سے نکل کر صحن میں بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ جب کذلک خان حویلی میں داخل ہوا تو سب سے پہلے نیزک خان نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور اس کی پیشانی چومی اور اسے ناصر الدین قباچہ کے خلاف فتح پانے اور سرہند کا والی اور حاکم مقرر ہونے پر مبارک باد دی۔

نیزک خان کے بعد بڑے خوش کن انداز میں ہی استر اور اس کی ماں قراطیس بھی اسے مبارک باد دے رہی تھیں۔ اتنی دیر تک باربد گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد گھوڑے کی زین کے ساتھ جو سامان بندھا ہوا تھا اسے لے کر آ گیا تھا۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب بڑے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے باربد کہنے لگا۔

Marfat.com

"بھائی! یہ جو میں آپ کے گھوڑے کی زین سے خرجینیں اتار کر لایا ہوں، بڑی بھاری ہیں۔ لگتا ہے ان میں کافی سامان ہے۔"

اس موقع پر نیزک خان ہی نہیں، قراطیس نے بھی گھورنے کے انداز میں باربد کو دیکھا۔ کذلک خان مسکرا دیا اور باربد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بھائی! تمہارے ساتھ میرا رشتہ ہے۔ تم میرے چھوٹے بھائی ہو۔ میں تم سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتا۔ میرے گھوڑے کی زین سے جو خرجینیں تم اُتار کر لائے ہو، ان میں واقعی کافی سامان ہے اور تمہارا......."

کذلک خان کے ان الفاظ پر باربد کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی تھی۔ دونوں خرجینوں کا منہ کھول کر اس نے دیکھا اور دنگ سا رہ گیا۔ ان میں نقدی کے علاوہ باقی دوسرا بہت سا قیمتی سامان تھا۔ پھر وہ دونوں خرجینوں کے منہ کھول کر اپنی بہن استر کو بھی دکھانے لگا تھا۔ استر بھی اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ کذلک خان کو مخاطب کرتے ہوئے نیزک خان کہنے لگا۔

"بیٹے! میں سمجھتا ہوں تمہاری یہ بڑی جانثاری اور محنت ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے تمہیں سرہند کا حاکم اور والی مقرر کر دیا ہے۔ جس وقت ہمیں یہ خبر ملی تھی، استر پریشان ہو گئی تھی۔ اُس کا کہنا تھا کہ اگر تم سرہند کے والی مقرر ہو گئے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تم مستقل طور پر سرہند میں رہائش اختیار کر لو گے۔"

نیزک خان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن یہیں تک کہہ پایا تھا کہ بیچ میں کذلک خان بول اٹھا اور استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"استر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سلطان شمس الدین التمش کا بے حد شکر گزار ہوں کہ سلطان نے مجھے سرہند کا حاکم اور والی مقرر کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی سلطان نے مجھے یہ بھی اجازت دے دی ہے کہ میں چاہوں تو خود سرہند میں قیام کر کے سارا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لوں اور اگر میں ایسا نہ کرنا چاہوں تو پھر اپنی طرف سے کسی اور کو وہاں کا حاکم مقرر کر دوں جو وہاں کے نظم و نسق کو چلاتا رہے۔ لہٰذا میں ان دنوں مستقل طور پر تو سرہند میں قیام نہیں رکھوں گا، اس لئے کہ میں سلطان کے مقدمتہ الجیش کا سالار ہوں اور سلطان اپنی ہر مہم میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے۔ اس بناء

Marfat.com

پر میری طرف سے وہاں میرے نائب کی حیثیت سے ایک عامل ہو گا جو وہاں کے نظم و نسق کو اپنی گرفت میں لے گا تاہم وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مجھے کبھی کبھی اس وقت سرہند کا ضرور دورہ کرنا پڑے گا جب کبھی سلطان کو کوئی مہم پیش نہیں ہو گی اور میں فارغ ہوں گا تب سرہند کا رخ کیا کروں گا۔

ابھی ناصر الدین قباچہ کی اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد سلطان صرف چند دن تک دہلی میں قیام کرے گا، اس کے بعد رتھمبور کا رُخ کرے گا۔ رتھمبور میں نہ صرف سلطان شمس الدین التمش بلکہ مسلمانوں کے خلاف گہری سازشیں اُٹھ رہی ہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کو کمزور کرنے کے لئے ہر حربہ آزمایا جاتا ہے اور جو کوئی بھی ایسا موقع اُٹھتا ہے جس سے ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کمزور ہو، اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی عام خیال کیا جا رہا ہے کہ ہندوستان کے اندر جو قرامطی اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں، ان کی خاصی بڑی تعداد رتھمبور میں بھی قیام کئے ہوئے ہے اور وہ مخالف قوتوں کی پیٹھ تھپتھپاتے ہیں تاکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کو نقصان پہنچائیں۔ اس کے علاوہ رتھمبور کے ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی بھی مسلمان سلطان کی جرأت اور جسارت نہ ہو سکی کہ وہ رتھمبور کو فتح کر سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان تھوڑی دیر کے لئے رکا، پھر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سرہند سے اُچ شہر کی طرف کوچ کرنے سے پہلے سلطان کو اُس کے مخبروں اور طلایہ گروں نے یہ اطلاع دی تھی کہ رتھمبور میں ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑی بڑی کارروائیاں ہو رہی ہیں اور رتھمبور کے لوگ باغی اور سرکش قوتوں کی پشت پناہی بھی کر رہے ہیں اور ایسا وہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ رتھمبور کو کوئی فتح نہیں کر پائے گا۔

یہ خبریں ملنے کے بعد سرہند سے کوچ کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے عز الدین کو حکم دیا تھا کہ وہ کچھ قاصدوں کو رتھمبور کی طرف روانہ کرتے اور وہاں کے ہندو حکمرانوں کو تنبیہہ کرے کہ وہ جئیں اور جینے دیں کی پالیسی پر عمل کریں۔

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف کسی سازش، کسی بغاوت میں حصہ نہ لیں اور وہ مسلمان مخالف قوتیں جو اس وقت ہندوستان میں متحرک ہیں، ان کی پشت پناہی بھی نہ کریں۔

اس پیغام کے جواب میں جو جواب ملا وہ حوصلہ شکن ہے۔ اس لئے کہ رتھمبور کے حکمرانوں نے سلطان کی طرف پیغام بجھوایا کہ رتھمبور وہ ناقابلِ تسخیر قلعہ ہے جسے بڑے بڑے جوانمرد اور جری اور جنگ کا بہترین تجربہ رکھنے والے مسلمان سلطان فتح نہ کر سکے۔ لہٰذا التمش اس کو کیا فتح کرے گا؟ اُنہوں نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان میں وارد ہوا۔ رتھمبور کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اس کے بعد غوری نے ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ بجائی، وہ بھی رتھمبور کے لئے باعثِ نقصان نہ ہو سکا۔ شہاب الدین غوری کی وفات کے بعد قطب الدین ایبک حکمران بنا، اس نے بھی بہت سے علاقے فتح کئے لیکن رتھمبور کی طرف دیکھنے کی جرأت اسے بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ رتھمبور کے حکمرانوں کے اس چیلنج کو سامنے رکھتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش نے تہیہ کر لیا ہے کہ چند روز تک دہلی میں قیام کر کے اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کرے گا، اس کے بعد سلطان نکلے گا اور رتھمبور پر حملہ آور ہوگا اور پھر مسلمان دیکھیں گے کہ رتھمبور کیسے فتح نہیں ہوتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا تب نیزک خان نے چند لمحوں تک اس کا بغور جائزہ لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! اگر سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ چند دن ہی دہلی میں قیام کرنا ہے تو پھر ہم چند دنوں کے لئے اس قیام سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں........ بیٹے! میں چاہتا ہوں استر کی شادی کا اب اہتمام کر دیا جائے۔ بیٹے! تم استر کی رہائش سے متعلق فکرمند نہ ہونا۔ شادی کے بعد جتنے دن تم دہلی میں قیام کرو گے، میرے بیٹے! اگر تم پسند کرو تو استر تمہارے ساتھ تمہارے گھر میں رہ جائے گی۔ ورنہ میرے بچے! یہ حویلی بھی تمہاری ہے۔ اگر تم دونوں باہم فیصلہ کر کے یہاں قیام کرنا چاہو تو یوں سمجھو یہ میری، میری بیوی قراطیس اور میرے بیٹے باربد کی خوش بختی ہوگی۔"

نیزک خان دم لینے کے لئے رکا، دوبارہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر مسکراتے ہوئے اور کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے باربد بول اٹھا تھا۔

Marfat.com

''اور مجھے اُمید ہے کہ میرے عزیز و محترم بھائی شادی کے بعد اسی حویلی میں قیام کریں گے اور ہمیں مایوس نہیں کریں گے تا کہ ان کے یہاں رہنے سے حویلی کی رونق میں اور اضافہ ہو۔''

باربد کی اس گفتگو سے قراطیس اور استمر دونوں مسکرا رہے تھے۔ یہاں تک کہ نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''بابا! آپ، اماں، قراطیس، استمر اور باربد ہی میرے لئے سب کچھ ہیں۔ آپ چاروں جو مل کر فیصلہ کریں گے، وہ میرے لئے کافی ہو گا۔ ہاں! ایک اور بات، کچھ مسلمانوں نے سلطان شمس الدین التمش کو مشورہ دیا تھا کہ رتھمبور کی مہم طول پکڑ سکتی ہے اس لئے کہ رتھمبور کو گولیار کے علاوہ آس پاس کے دوسرے ہندو حکمرانوں سے بھی مدد ملے گی، لہٰذا یہ جنگ طول پکڑے گی جس کی بناء پر سلطان شمس الدینؒ التمش نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مہم پر جانے کے لئے جو لشکری یا سالار اپنے اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیں انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہو گی۔ بابا! شادی کے بعد استمر کی مرضی ہو گی، چاہے تو میرے ساتھ روانہ ہو جائے ورنہ یہیں آپ کے پاس رہے۔ بابا! اس موقع پر میری آپ سے ایک التماس بھی ہے۔ اگر آپ کو اماں، قراطیس اور استمر تینوں کو اعتراض نہ ہو تو پھر یہ شادی بڑی سادگی اور اہتمام سے ہونی چاہئے۔ بابا!........''

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نیزک خان بول اٹھا۔

''بیٹے! تم اُٹھو۔ استمر کے ساتھ جاؤ، نہاؤ دھوؤ، لباس تبدیل کرو، تازہ دم ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ۔ میں ابھی نکلتا ہوں، سلطان کے علاوہ عزالدین اور دوسرے سرکردہ لوگوں کو دعوت دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج مغرب کی نماز کے بعد تم دونوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے۔ بیٹے! زیادہ کچھ نہیں کیا جائے گا۔ بس ہلکی پھلکی سی دعوت کی جائے گی اور سارا معاملہ تمہاری مرضی کے مطابق بڑی سادگی سے ہو گا۔''

نیزک خان کے ان الفاظ پر جہاں کذلک خان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، وہاں استمر بھی خوش دکھائی دے رہی تھی۔ پھر استمر کی طرف دیکھتے ہوئے نیزک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

"بیٹی! اب تم اور باربد دونوں کذلک خان کو ساتھ لے جاؤ۔ بیٹے! پہلے اسے لباس نکال کر دو، یہ لباس تبدیل کرے، نہائے دھوئے، اس کے بعد کھانا کھائے۔ اتنی دیر تک میں نے جن جن لوگوں کو اس دعوت میں بلانا ہے انہیں اطلاع کرتا ہوں۔"

اس پر باربد اور استر دونوں بہن بھائی کذلک خان کو لے کر دیوان خانہ سے نکل گئے تھے۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی نیزک خان بھی حویلی سے نکل گیا تھا۔

اسی روز مغرب کی نماز کے بعد سلطان شمس الدین التمش، عزالدین، قاضی کبیرالدین، کوتوال رشید الدین، سالاروں میں سے سیف الدین کوچی، علاؤالدین جانی، کبیر خان، خواجہ مہذب، تاج الدین ریزہ اور دوسرے بہت سے سالاروں اور مہمانوں کی شرکت اور موجودگی میں استر اور کذلک خان کی شادی کا اہتمام کر دیا گیا تا۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش اب رتھمبور پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے اپنی عسکری تیاریوں کو آخری شکل دینے لگا تھا۔ رتھمبور کے لوگوں کا یہ دعویٰ کہ اس سے پہلے کوئی مسلمان رتھمبور کو فتح نہ کر سکا، حقیقت پر مبنی نہیں تھا۔ جہاں تک سلطان محمود غزنوی کا تعلق ہے تو اس نے ہندوستان پر پے در پے حملے کر کے یہاں کی عسکری طاقت کو تہس نہس اور کمزور کر کے رکھ دیا تھا اور پنجاب کو دولت غزنویہ سے ملحق کر کے اور وہاں اپنا ایک نائب اور لشکر مقرر کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے ہندوستان پر حملہ کرنے اور اپنی مملکتوں کو وسیع تر کرنے کے امکانات پیدا کر گیا تھا۔

تاہم اس نے خود ہندوستان میں کوئی مستقل اسلامی نظام قائم نہیں کیا۔ اس کے بے پناہ حملوں کے اثر سے کچھ لوگ بہ رضا و رغبت اور کچھ جبراً و قہراً مسلمان ضرور ہوئے تھے لیکن بہ حیثیت مجموعی سوسائٹی پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ یعنی کہ سلطان محمود غزنوی کے حملے تیز و تند آندھی کی طرح ہوتے تھے جو بڑی تیزی سے گرد و غبار کا جھکار اڑاتی، درختوں کو گراتی اور شکستہ و خستہ دیواروں کی شکست و ریخت کرتی آتی اور گزر جاتی ہے اور اپنے پیچھے تخریب اور بربادی کے چند نقوش کے سوا کوئی چیز بطور یادگار نہیں چھوڑ جاتی۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جنگ جوئی اور عسکریت پسندی کے علاوہ سلطان علم وفن اور شعر و ادب اور آرٹ کا بھی بڑا سرپرست اور مربی تھا اور اس کے دربار پر عباسی خلیفہ مامون کے دربار کا شبہ ہوتا تھا۔ وہ ہندوستان سے جو بیش قیمت جواہرات

Marfat.com

اور پتھر اور دوسری قسم کا ساز و سامان لے گیا تھا، اس سے اس نے غزنی کو خوب صورت اور شاندار شہر بنا دیا تھا اور اس میں عجائب خانہ، یونیورسٹی اور کتب خانہ تک سب کچھ ہی تھا۔

لیکن حالات کی ستم ظریفی کہ سلطان محمود کے انتقال کے بعد دولتِ غزنویہ پر انحطاط و زوال کے اثرات طاری ہو گئے۔ باپ کے دنیا سے رخصت ہوتے ہی تاج و تخت کے لئے بھائیوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ آخر مسعود بن محمود غالب آیا اور بھائی کو قتل کر کے خود تخت نشین ہوا لیکن اسے بھی چین نصیب نہ ہوا۔ ایک طرف سلجوقی ترک غزنی کا علاقہ ویران کر رہے تھے تو دوسری جانب طوائف الملوکی اور ترکی اور ہندی غلاموں کی سرکشی نے اندرونی امن و امان کی فضا کو تاریک کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ ہوا کہ مسعود کو معزول کر کے اس کے بھائی محمود کو تخت نشین کیا گیا۔ اس کے بعد متعدد بادشاہ اور حکمران ہوئے جو سیاسی اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے جس کی بنا پر ٹھمبور اور ایسے بہت سے علاقے مسلمانوں کی توجہ سے ہٹ گئے۔

اور پھر اس زمانے میں دولتِ غزنویہ پر زوال طاری تھا۔ قندھار کے قریب غور میں اس کی ایک رقیب قوت نشو و نما پا رہی تھی۔ بارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ان دونوں میں جنگ ہوئی اور کئی سال تک یہ جنگ جاری رہی۔ آخر غور کے بادشاہ علاؤالدین نے اپنے بھائی کے فریبانہ قتل کا انتقام لینے کے لئے 1149ء میں غزنی کا محاصرہ کیا اور شدید ترین حملوں کے بعد اسے فتح کر لیا۔ علاؤالدین کو اس پر بھی سیری نہ ہوئی۔ اس کی اجازت سے غوری لشکریوں نے غزنی میں سات روز تک مسلسل قتل عام اور لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ غزنی کے بڑے بڑے سرداروں کو جو علاؤالدین کے بھائی کے قتل کی سازش میں شریک تھے ان کو پابہ زنجیر کیا گیا اور قتل کر کے ان کے خون کو گارے میں ملا کر ان عمارتوں کی تعمیر میں استعمال کیا گیا جو اس وقت غور شہر میں بن رہی تھیں۔ شدید مظالم کے باعث علاؤالدین کو جانسوز کے لقب سے یاد کیا گیا۔

علاؤالدین جانسوز کے بعد اس کا بھتیجا حکمران ہوا جسے تاریخ شہاب الدین غوری کے نام سے جانتی ہے۔

شہاب الدین نہایت عالی ہمت اور بلند حوصلہ انسان تھا۔ وہ شروع سے ہی

Marfat.com

ہندوستان کو فتح کرنے کا آرزو مند تھا۔ اس مقصد کے لئے سب سے پہلے ضروری تھا کہ پنجاب کو پہلے کی طرح تاج وتختِ غزنی کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے لاہور پر حملہ کیا اور آخر کار دو مرتبہ کی ناکامی کے بعد فتح کر لیا اور خسرو ملک جو لاہور میں دولت غزنویہ کی آخری نشانی تھا، کو گرفتار کر کے غور بھیج دیا۔

پنجاب پر قبضہ ہو جانے کے بعد شہاب الدین غوری کے لئے ہندوستان پر حملہ کرنا یونہی آسان تھا کہ اس کو مزید قوت اس سے پہنچی کہ اس وقت قنوج اور دہلی اور اجمیر اور شمالی ہند میں راجپوتوں کی دو مضبوط اور طاقت ور حکومتیں تھیں۔ قنوج کی حکومت جے چند کے قبضہ میں تھی اور دہلی اور اجمیر کی سلطنت کا فرمانروا پرتھوی راج تھا اور ان دونوں میں ایسے ہی اتفاق نہیں تھا جیسے غوری اور غزنویوں میں نہ تھا۔

شہاب الدین غوری بھٹنڈہ پر حملہ آور ہوا اور اسے فتح کر لیا۔ پرتھوی راج کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ لشکرِ جرار لے کر مقابلے کے لئے نکلا۔ تھانیسر سے 14 میل کے فاصلے پر دونوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا جس میں شہاب الدین غوری بری طرح گھوڑے سے گر گیا جس کی بنا پر اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

لیکن شہاب الدین غوری ہمت ہارنے والا نہیں تھا۔ پھر جنگی تیاریوں کا اہتمام کر لیا۔ دوسری طرف پرتھوی راج خود بھی بڑا بہادر تھا۔ پھر جنگ کا تجربہ رکھتا تھا۔ غوری بھی بڑے تزک واحتشام اور ساز وسامان کے ساتھ نکلا اور پرتھوی راج کے لشکر کو ایسی بدترین شکست دی کہ اس کے لشکر کو اس نے پیس کر رکھ دیا تھا اور اسی شاندار فتح کے نتیجہ میں اجمیر تک کا علاقہ سلطان نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد غوریوں نے شمالی ہند کی دوسری راجپوت ریاست یعنی قنوج پر حملہ کیا۔ یہ جنگ بڑی جگرداری اور بہادری سے لڑے۔ لیکن آخر کار شکست کھائی اور غوری اسے فتح کر کے افغانستان چلا گیا۔ بعد ازاں قطب الدین نے گجرات اور بختیار خلجی نے جو قنوج میں غوری کا نائب تھا پہلے اودھ اور بہار اور پھر مغربی بنگال کو بھی فتح کر لیا۔

ان حالات میں سلطان شہاب الدین غوری کے لئے رتھمبور کو فتح کرنا کوئی بڑا معرکہ نہ تھا لیکن قرامطی جو مسلمانوں کے ازلی دشمن تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ

Marfat.com

مسلمانوں کی حکومت ہندوستان میں مضبوط اور مستحکم ہو۔ وہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کے درپے ہوئے۔ چنانچہ جس وقت سلطان شہاب الدین غوری ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ہندوستان آیا اور اس سے فارغ ہو کر واپس جا رہا تھا کہ دریائے جہلم کے کنارے ان ملحد قرامطیوں نے اس پر حملہ کیا۔ سلطان زخمی ہوا اور جانبر نہ ہو سکا۔

قدیم مؤرخ شہاب الدین غوریؒ کی وفات کو اسلام اور مسلمانوں کا عظیم حادثہ قرار دیتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حاجی دبیر جوزجانی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کب ہو گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''کچھ 600 برس بعد۔''

اس کے بعد مؤرخ موصوف لکھتا ہے کہ غوری کی وفات بھی ہجری 602ھ میں ہوئی۔ اس بناء پر اس کو قیامت کی پہلی علامت سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ چنگیز خان کے حملوں کا آغاز بھی اسی سن میں ہوا تھا۔ اس لئے یہ قیامت کی دوسری نشانی تھی۔

بہرحال سلطان محمود غزنوی کی طرح سلطان شہاب الدین غوری کا دور بھی گزر گیا اور رتھمبور کو کسی نے نہ چھیڑا۔ اس لئے کہ رتھمبور والوں نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔

شہاب الدین نے غلاموں کو اہمیت دی۔ اس کا چونکہ کوئی بیٹا نہیں تھا لہٰذا سلطان نے اپنے غلاموں کو انتظامی اور فوجی قابلیت سے آراستہ کر کے ایک گروہ پیدا کر دیا تھا جو اس کے بعد بھی ہندوستان میں حکومت اور سلطان کا کام بخوبی چلا سکتا تھا۔ چنانچہ شہاب الدین غوری کے بعد قطب الدین ایبک دہلی کا حاکم ہوا۔

تخت نشین ہونے کے بعد قطب الدین ایبک تاج الدین یلدوز سے لاہور چھیننے کے بعد فارغ ہو کر غزنی گیا تو چالیس روز وہاں مقیم رہ کر واپس لاہور آیا۔ یہاں قیام کے دوران وہ ایک دن چوگان کھیل رہا تھا کہ گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔ اُس کی تدفین بھی لاہور ہی میں ہوئی۔

سلطان قطب الدین ایبک کے دور میں بھی چونکہ رتھمبور کے محافظوں اور وہاں کی عسکری قوت نے مسلمانوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی تھی لہٰذا مسلمانوں نے اپنی رواداری کی پالیسی کو جاری رکھتے ہوئے رتھمبور والوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اس طرح رتھمبور والوں کا یہ کہنا کہ سلطان محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان

Marfat.com

قطب الدین ایبک ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو کوئی اور مسلمان ان کا کیا بگاڑے گا، یہ ان کی حماقت اور ان کی ناپختہ ذہنیت تھی۔

شاید رتھمبور والے اس سے بے خبر تھے کہ تاریخ عالم میں مسلمان ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں اور تاریخ کے اوراق جانتے ہیں کہ کس قدر حیرت انگیز طور پر مسلمانوں نے نہایت محیر اور خیرہ کن طریقے پر ترقی کی اور اپنے کارناموں کا نقش صفحہ تاریخ پر اس طرح ثبت کیا کہ دنیا کی دوسری قومیں ان کی عظمت و برتری کے سامنے سرِ اطاعت خم کر دینے پر مجبور ہوئیں۔

یہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان ہی تھے جنہوں نے مشرق میں سندھ اور چینی ترکستان تک، مغرب میں اُندلس تک اپنی حکومت اور مملکت کی حدود وسیع کی اور ان ملکوں میں صرف سیاسی طاقت وقوت حاصل نہیں کی بلکہ اسلام کی حقانی تعلیمات اور اسلامی تمدن اور تہذیب کی ناقابل فراموش دلکشی نے اپنا ایسا رنگ جمایا کہ چند ملکوں کو چھوڑ کر تمام مفتوحہ ممالک، اسلامی بلک بن گئے۔ پھر علوم وفنون میں ایجادات و اختراعات، تہذیبِ نفس اور نظامِ اخلاق کی ترتیب وتدوین میں اپنی ذہنی اور دماغی عظمت، برتری اور مافوق عادت اپنی جدوجہد کا ایسا ثبوت دیا کہ بڑے سے بڑا معاند مؤرخ بھی ان کو جھٹلانے کی جسارت نہیں کرسکتا۔

مسلمانوں کی اس عظمت وقوت اور عسکری مہارت کے باوجود رتھمبور والوں کا یہ کہنا کہ وہ ناقابلِ تسخیر ہیں ایک حماقت خیز زعم سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے رتھمبور والوں کے اسی زعم اور اسی دعویٰ ناتسخیر ہونے کو توڑنے کے لئے اس پر ضرب لگانے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ رتھمبور والے آنے والے دور میں قرامطیوں سے مل کر مسلمانوں کے لئے کوئی اور مسئلہ، سازش یا بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش نہ کریں۔

Marfat.com

نیزک خان، قراطیس اور باربد ایک روز دیوان خانہ میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے جبکہ حسین اور خوبصورت استمر مطبخ میں کام کر رہی تھی۔ اس کی اب شادی ہو چکی تھی۔ وہ کذلک خان کی بیوی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دیوان خانہ میں داخل ہوئی۔ اپنی ماں کے پہلو میں بیٹھ گئی، پھر غور سے اپنے باپ نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! اس موقع پر جبکہ اماں بھی یہاں ہیں، بھائی بھی یہاں ہے، میں آپ سے ایک اجازت لینا چاہتی ہوں۔"

استمر کے ان الفاظ پر نیزک خان نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"بیٹی! اوّل تو میں تیری بات سمجھا ہی نہیں، تُو کیا کہنا چاہتی ہے؟ کس بات کی اجازت لینا چاہتی ہے؟ دوئم میں تم سے یہ کہوں کہ اب اگر تم نے کوئی کام کرنے کی اجازت لینی ہو تو میری بچی! یہ اجازت تجھے کذلک خان سے لینی چاہئے۔ میری بیٹی! اب تُو شادی شدہ ہے، کذلک خان کی بیوی ہے لہٰذا سب سے پہلا حق تجھ پر کذلک خان کا بنتا ہے۔ میری بچی! تُو جو بھی کام کرنا چاہتی ہے اسے کرنے کے لئے اجازت تجھے کذلک خان سے لینی چاہئے۔"

نیزک خان جب خاموش ہوا تب استمر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! میں آپ کی باتوں، آپ کی ذات پر فخر کرتی ہوں۔ پر بابا! میں نے کوئی

Marfat.com

کام کرنے کی اجازت نہیں لیتی۔ اگر ایسا ہوتا تو میں ضرور آپ اور کذلک خان دونوں سے اس سلسلے میں مشورہ کرتی۔ بابا! آپ جانتے ہیں کل لشکر یہاں سے کوچ کرے گا اور سلطان رتھمبور والوں پر ضرب لگائے گا۔ اس لئے کہ رتھمبور والوں نے جو یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ وہ ناقابلِ تسخیر ہیں، سلطان ان کے اس زعم اور دعویٰ کو توڑنے کے درپے ہے۔ اس کے علاوہ رتھمبور والوں کے ساتھ قرامطی ساز باز کئے ہوئے ہیں اور یہ وہی قرامطی ہیں جو اس سے پہلے مسجد میں سلطان اور مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور سلطان ہر صورت میں اس قوت کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے جو ہندوستان میں قرامطیوں کی فلاح اور بہبود کے لئے کام کرتی ہے۔

بابا! جو لشکر کل روانہ ہو گا اس کے لشکریوں اور سالاروں کو سلطان شمس الدین التمش نے اجازت دے دی ہے کہ وہ اپنے اپنے اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ رتھمبور کی مہم طول بھی پکڑ سکتی ہے۔ رتھمبور کے علاوہ سلطان آس پاس کے ان قلعوں اور چھوٹی گڑھیوں پر بھی حملہ آور ہوں گے جہاں باغی اور سرکش پرورش پاتے ہیں۔ اس بناء پر یہ مہم طول پکڑے گی۔ بابا! ابھی تھوڑی دیر پہلے جبکہ کذلک خان مستقر کی طرف جانے لگے تھے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ میں ان کے ساتھ لشکر میں شامل ہوں گی۔ بابا! ان کا کہنا ہے کہ انہیں ساتھ لے جانے میں تو کوئی اعتراض نہیں لیکن سب سے پہلے اماں اور ابا سے اجازت لو۔ بابا! اس سے پہلے میں اماں سے بات کر چکی ہوں، اماں مجھے یہ خوشی جانے کی اجازت دے چکی ہیں۔ اب میں یہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں ان کے ساتھ لشکر میں شامل ہو جاؤں گی اور اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو یہیں آپ کے پاس رہوں گی۔"

جب تک استر بولتی رہی، نیزک خان پیار اور شفقت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکراتا رہا۔ اور جب وہ خاموش ہوئی تب نیزک خان ایک دم سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

"واہ میری بچی! یہ بھی تم نے خوب کہی۔ میں کون ہوتا ہوں تمہیں کذلک خان کے ساتھ جانے سے روکنے والا۔ بیٹی! تو اس کی بیوی ہے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں، سب سے پہلا حق تم پر کذلک خان کا بنتا ہے....... میری بچی! اگر وہ تمہیں اپنے ساتھ

Marfat.com

لے جانے پر رضامند ہے تو میں تو کیا، کوئی بھی تمہیں تمہارے اس ارادے، تمہاری اس خوشی سے روک نہیں سکتا۔ میری بچی! اگر تم کذلک خان کے ساتھ اس مہم میں شامل ہونا چاہتی ہو تو یوں جانو اس میں تمہارے باپ کی خوشی اور طمانیت بھی ہے۔"

نیزک خان کے ان الفاظ پر استر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر جب مسکراتے ہوئے بڑی شفقت میں قراطیس نے استر کی طرف دیکھا تو استر مسکراتے ہوئے اپنی ماں سے لپٹ گئی تھی۔

اس موقع پر کمرے میں کچھ دیر خاموشی رہی اور نیزک خان بڑی محبت اور چاہت میں اپنی بیٹی استر کی طرف دیکھتا رہا، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میری بچی! کل تُو یقیناً اپنے شوہر کے ساتھ لشکر میں شامل ہو کر جائے گی۔ میری بیٹی! میری ایک بات یاد رکھنا، انسان میں دو قوتیں ہیں۔ ایک سوچنے اور غور کرنے کی قوت جس کو قوتِ نظری کہتے ہیں۔ یہ قوت اشیائے عالم کی حقیقت دریافت کرنے اور ان کی ماہیت کا کھوج لگانے کے بعد فیصلہ کرتی ہے کہ کون سا عمل اچھا ہے، اسے اختیار کرنا چاہئے اور کون سا عمل برا ہے جس کی بنا پر اسے ترک کر دینا چاہئے۔

قوتِ نظری کے اس فیصلے کے بعد دوسری قوت قوتِ عملی ہے۔ وہ قوتِ نظری کے فیصلے کے مطابق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ ان دونوں قوتوں کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ ایک مدعا ادراک ہے اور دوسری مدعا تحریک۔ پھر ان دونوں قوتوں کے ماتحت مختلف قوتیں ہیں جو اپنے اپنے دائرہ اثر و عمل میں کام کرتی ہیں۔ تمام فلسفۂ اخلاق کی بنیاد انہی دونوں قوتوں کے محرکات اور ان کے مظاہر سے بحث کرنے پر قائم ہیں۔ انہی دو قوتوں کی بے اعتدالی سے جب یہ افراط و تفریط ہو جاتی ہے تو برے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب ان میں اعتدال پایا جاتا ہے تو ان سے فضائلِ اخلاق کا ظہور ہوتا ہے۔

میری بیٹی! تُو اب کذلک خان کی بیوی ہے اور وہ تیری زندگی کا محور، تیری تمناؤں اور ارادوں کا مرکز ہے اور تُو اس کی منزل اور اس کی حیات کا محور ہے۔ میری بیٹی! کذلک خان کے ساتھ میدانِ جنگ میں رہتے ہوئے کوئی کام ایسا نہ کرنا جس میں کذلک خان کی خوشی اور رضامندی شامل نہ ہو۔ میری بچی! میں جانتا ہوں تُو اس سے

Marfat.com

کس قدر محبت کرتی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیری عادات کیا ہیں۔ اس کے باوجود ایک باپ کی حیثیت سے تجھے سمجھانا میری بیٹی! میرا فرض بنتا ہے۔ میری بیٹی! جس چیز کو دانش ور حکمت کہتے ہیں، وہ انہی دونوں قوتوں پر مشتمل ہیں۔ یہی حکمت ہے جو انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی اساس اور بنیاد ہے۔ اسی بناء پر زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی بہر حال اس کی کامیابی اور ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ شخصی اور انفرادی یا قومی اور اجتماعی قوتیں نظری اور عملی قوت دونوں تندرست ہوں۔ افراط و تفریط سے الگ ہوں۔ اور اعتدال پر قائم رہ کر کسی چیز کے حُسن و قبح کو سمجھنے یا کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں وہی روّیہ اختیار کیا جائے جو صحیح معنوں میں ایک تندرست اور معتدل قوت کو اختیار کرنا چاہئے۔

میری بچی! جس طرح ہر انسان میں قوتِ نظری اور قوتِ عملی ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح ہر قوم کا ایک مزاج ہوتا ہے اور اس اعتبار سے پوری قوم کی بھی ایک قوتِ نظری ہوتی ہے جس کے آئینے میں وہ اشیائے عالم کے حُسن و قبح کو دیکھتی اور جانتی ہیں اور اسی طرح ایک پوری قوم کی قوتِ عملی ہوتی ہے جس کے باعث قوم کے تمام افراد متحد اور متفق ہو کر کوئی کام کرتے ہیں۔ اس وقت ان افراد کے عقائد و اعمال میں ایک ہم آہنگی، یکسانیت اور استواری پائی جاتی ہے۔ ان سب کا مرکزِ نگاہ ایک ہوتا ہے، ایک ہی مقصد اور ایک ہی جذبہ کے ماتحت ان کی حرکات ہوتی ہیں۔

ظاہر ہے، اگر اس قوم کے مزاج میں فتور نہیں آیا اور اس کا دماغ اور اس کے اعضاء و جوارح تندرست ہیں تو اس قوم کا ہر اقدام مستعد اور اس کا ہر عمل نیک ہو گا اور یہ قوم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رحمت و برکت کا سرچشمہ ہو گی۔ وہ جس کسی سمت کا بھی رخ کرے گی، باطل اور شر و فساد کی تمام ظلمتیں خود بہ خود چھٹتی چلی جائیں گی اور حق و صداقت کے آفتاب کی شعاعیں لحہ بہ لحہ وسعت پذیر ہوتی رہیں گی۔

میری بچی! یہ باتیں میں تجھ سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تا کہ لشکر میں شامل ہو کر تُو فکر مند اور خوف زدہ نہ ہو۔ اس لئے کہ جہاں تک سلطان شمس الدین التمش کا تعلق ہے جن خوبیوں کو میں نے تم پر ظاہر کیا ہے یہ اس میں بدرجہ انتہا موجود ہیں۔ وہ ایک نیک دل بادشاہ ہے۔ اس کی رعایا بھی اس سے محبت کرتی ہے۔ میری بیٹی! اسی طرح

Marfat.com

اگر تُو اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے اس کی ہر بات کے سامنے سرِتسلیم خم کر دے گی اور اس سے کوئی نظری یا عملی اختلاف نہیں رکھے گی تو میری بیٹی! تُو زندگی بھر خوش رہے گی۔ تُو میری بیٹی ہے، مجھ سے بہتر تیرے اخلاق، تیری عادات کو کوئی نہیں جانتا۔ میں جانتا ہوں، تُو صابر شاکر ہے اور ہر معاملے میں صبر شکر کر سکتی ہے اور کرتی رہی ہے۔ جہاں تک کذلک خان کا تعلق ہے میری بچی! میں اس کے مزاج کو بھی سمجھ چکا ہوں۔ وہ بھی بڑا صابر، بڑا شاکر بچہ ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں بڑی تکلیفیں اور ابتلائیں دیکھ رکھی ہیں، غلامی کے دور سے گزر چکا ہے۔ بیٹی! ایک بات یاد رکھنا، جو شخص غلامی کے دور سے گزر جاتا ہے اسے زندگی کی قدروں سے سب سے زیادہ پیار ہو جاتا ہے۔ وہ آزادی کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ شخصی آزادی کو بھی، اجتماعی آزادی کو بھی۔ اور پھر وہ جینے کا ڈھنگ بھی سیکھ جاتا ہے۔ نہ کسی کی آزادی چھیننے کی کوشش کرتا ہے نہ اپنی آزادی چھیننے دیتا ہے۔ نہ خود غلامی کو پسند کرتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ کسی کو زبردستی ناحق غلام بنا لیا جائے۔ اس بناء پر میری بیٹی! میں تیرے شوہر کذلک خان پر بھی پورا اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں اور میں تم سے یہ بھی اُمید رکھتا ہوں کہ تُو اپنے شوہر کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔"

یہ فقرہ ادا کرتے کرتے نیزک خان اچانک چونک پڑا تھا۔ اس کے اس طرح اچانک خاموش ہونے پر قراطیس، استمر اور باربد بغور اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ بھی چونکے تھے اس لئے کہ نیزک خان کا چہرہ دیوان خانہ کے دروازے کی طرف تھا اور قراطیس، استمر اور باربد کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ جب نیزک خان بغور دیوان خانہ کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا تب قراطیس، استمر اور باربد نے بھی پلٹ کر دیوان خانہ کے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں کذلک خان کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اسے اس حالت میں دیکھتے ہوئے استمر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔

"آپ یوں دیوان خانہ کے دروازے پر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ اندر آئیں۔"
وہاں کھڑے ہی نیزک خان کو مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔
"بابا! آپ جو کچھ استمر سے کہہ رہے تھے اس کا ایک حصہ میں سن چکا ہوں۔

Marfat.com

دروازے کے قریب آتے آتے میں رک گیا تھا۔ بابا! اس سلسلے میں آپ کو استمر سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔''

اس کے ساتھ ہی کذلک خان آگے بڑھا، نیزک خان کے پہلو میں بیٹھ گیا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''بابا! شادی کے بعد جو حُسنِ سلوک استمر نے میرے ساتھ کیا ہے، ایسا سلوک، ایسا عمدہ روّیہ، ایسا محبت اور چاہت بھرا سلوک تو بابا! میں نے اپنے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب دم لینے کے لئے رکا تب اپنے باپ نیزک خان کی طرف دیکھتے ہوئے استمر بول اُٹھی۔

''بابا! یہ کچھ زیادہ ہی کسرِ نفسی سے کام لے رہے ہیں۔ حالانکہ شادی کے بعد ان کا سلوک میرے ساتھ مثالی اور عمدہ رہا ہے۔ جب کہ میں نے ابھی تک ان کی بھلائی اور بہتری کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔ بابا! یہ صرف آپ کو خوش کرنے کے لئے تعریف کر رہے ہیں ورنہ......''

استمر کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ نیزک خان بول اُٹھا۔

''بیٹی! کذلک خان جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ اس لئے کہ میں تیرے مزاج سے واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں تُو اپنے شوہر کو ازحد خوش اور مطمئن رکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے اور تُو ایسا کر گزرے گی۔''

پھر نیزک خان نے کذلک خان کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! تیری آمد سے پہلے یہ مطبخ سے میرے پاس آئی اور اس نے کل لشکر میں شامل ہونے کے لئے مجھ سے اجازت مانگی۔ میرے بیٹے! اب یہ تمہاری بیوی ہے۔ ایسے کاموں میں اسے مجھ سے نہیں، تم سے اجازت لینی چاہئے۔''

نیزک خان مزید کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔

''بابا! اس میں استمر کا نہ کوئی قصور ہے نہ اس کی غلطی۔ بابا! سب سے پہلے گزشتہ رات میں نے علیحدگی میں اس سے بات کی۔ پہلے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا

Marfat.com

میرے ساتھ لشکر میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے؟ اس پر اس نے بڑی خوشی سے ارادہ ظاہر کیا کہ یہ میرے ساتھ لشکر میں روانہ ہو گی۔ بابا! میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ یہ اس طرح لشکر میں شامل نہیں ہو گی۔ میں نے ہی اس کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ اس موضوع پر اماں اور بابا سے بات کرو اور ان دونوں سے اس سلسلے میں اجازت طلب کرو۔ بابا! میں آپ اور اماں کے مزاج سے واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے روکیں گے نہیں لیکن اس طرح آپ دونوں کی اہمیت کم ہوتی تھی۔ ٹھیک ہے، استر میری بیوی ہے لیکن ساتھ ہی یہ آپ کی بیٹی بھی ہے۔ پہلے یہ آپ کی بیٹی ہے بعد میں میری بیوی ہے۔ میں چاہتا ہوں یہ شادی سے پہلے تک جس انداز میں آپ کی خدمت کرتی رہی ہے، ویسے ہی کرتی رہے اور جس طرح آپ اس کی ذات پر شادی سے پہلے تک فخر کرتے رہے ہیں، شادی کے بعد بھی آپ کا رویہ اس کے ساتھ ایسا ہی رہے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ بابا اور اماں سے اس سلسلے میں اجازت لینا۔ اس کے ایسا کرنے سے بابا! گھر میں آپ دونوں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اس گھر میں ہر فیصلہ آپ کی مرضی اور منشا سے ہوتا ہے اور اگر آپ دونوں کوئی کام نہ کرنا چاہیں تو وہ کام اس گھر میں نہیں ہو گا۔"

نیزک خان تھوڑی دیر تک بڑی شفقت اور ممنونیت میں کذلک خان کی طرف دیکھتا رہا، پر کہنے لگا۔

"بیٹے! میں تیری ذات پر فخر کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں میری بیٹی استر کذلک خان کے لئے پیدا ہوئی تھی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ استر کے ساتھ جو تم نے ہم سے اجازت لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے لئے میں تیرا ممنون و شکر گزار ہی نہیں بلکہ جب تک زندہ رہوں گا، تیری ذات پر فخر کرتا رہوں گا۔"

نیزک خان رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"بیٹے! تم مستقر کی طرف گئے تھے۔ اب بولو کیا معاملہ ہے؟"

جواب میں کذلک خان کہنے لگا۔

"بابا! آنے والی پوری شب لشکر اپنی تیاری میں گزارے گا اور اگلے روز فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد لشکر تھمبور کی طرف روانہ ہو گا۔"

Marfat.com

کذلک خان کے اس انکشاف پر نیزک خان نے استمر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! کذلک خان کے ساتھ آنے والی شب کے اختتام پر تم دونوں نے لشکر کے ساتھ کوچ کرنا ہے۔ اپنی تیاریوں کو آخری شکل دو۔''

پھر نیزک خان نے قراطیس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''قراطیس! تم بھی اس معاملے میں دونوں کی مدد کرو۔ بلکہ میں اور باربد بھی اٹھتے ہیں۔''

اس پر باربد جست لگانے کے انداز میں اٹھا اور کہنے لگا۔

''بابا! آپ اور اماں دونوں کذلک بھائی اور استمر بہن کے ساتھ مل کر ان دونوں میاں بیوی کے کوچ کی تیاریاں کریں، ان کے لئے بہترین زادِ راہ کا اہتمام ہونا چاہئے........ میں اصطبل کی طرف جارہا ہوں۔ بڑے پیارے انداز میں اپنے بھائی کے گھوڑے کو کھریرا کروں گا، اس کے دانے چارے کا اہتمام کروں گا اور اس کے بعد میں خود بھی بازار جاؤں گا، اپنے بھائی اور بہن کے لئے کچھ چیزیں بھی خرید کر لاؤں گا۔''

باربد کے ان الفاظ پر استمر اور کذلک خان مسکرا رہے تھے۔ نیزک خان اور قراطیس بھی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر باربد اُٹھ کر اصطبل کی طرف چلا گیا۔ نیزک خان، قراطیس، استمر اور کذلک خان دیوان خانے سے باہر نکل گئے تاکہ استمر اور کذلک خان کی تیاری کو آخری شکل دی جائے۔

اگلے روز فجر کی نماز کے بعد سلطان شمس الدین اپنے لشکر کے ساتھ رتھمبور کی طرف روانہ ہوا تھا۔

Marfat.com

رتھمبور والوں کو اپنی عسکری طاقت اور قوت اور اپنے قلعے کی مضبوطی اور استحکام پر بڑا فخر اور ناز تھا چنانچہ ان کی جنگی تیاریاں تو پہلے ہی عروج پر تھیں اس لئے کہ قرامطی ان کے ساتھ سازباز کئے ہوئے تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی کہ ان سے نمٹنے کے لئے سلطان شمس الدین التمش دہلی سے روانہ ہو چکا ہے تب انہوں نے بھی اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ چنانچہ جب سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ رتھمبور کے نواح میں پہنچا تب رتھمبور کے لشکر نے شہر سے باہر فصیل کے قریب سلطان شمس الدین التمش سے ٹکرانے کا عزم کر لیا۔ اس طرح دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تھے۔

اس موقع پر رتھمبور والوں نے ایک چال چلی۔ وہ جانتے تھے سلطان شمس الدین التمش دہلی سے ایک لمبا سفر طے کرتے ہوئے آیا ہے لہٰذا اس کے لشکری اور سالار تھکاوٹ محسوس کر رہے ہوں گے، لہٰذا ان کے سفر کی اس تھکان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ جونہی سلطان اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا اور سلطان نے پڑاؤ قائم کیا، رتھمبور والوں نے اپنے لشکر کے اندر جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے نرسنگے پھونکنے شروع کر دیئے تھے۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے سلطان نے بھی اپنے لشکر کی ترتیب کو آخری شکل دی۔ سلطان نے وسطی حصہ اپنے پاس رکھا اور عزالدین کو اپنے نائب کی حیثیت سے وسطی حصے میں ہی رکھا۔ دائیں حصے کی کمانداری علاؤالدین جانی کے پاس تھی۔ دوسرا

Marfat.com

بڑا سالار سیف الدین کوچی اُس کی نیابت کر رہا تھا۔ بائیں پہلو کی کمانداری خواجہ مہذب کے سپرد تھی جبکہ کبیر خان جیسا سالار اس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ حسب سابق سلطان شمس الدین التمش نے دشمن پر ضرب لگانے کے لئے اپنا پہلا طریقہ کار ہی استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لشکر کے ان تین حصوں کے علاوہ کذلک خان کی کمانداری میں مقدمتہ الجیش کو علیحدہ رکھا گیا تھا تاکہ عین جنگ کے عروج پر اس سے دشمن پر ضرب لگوائی جائے۔ اس کے علاوہ چند دستوں پر مشتمل لشکر کا ایک اور حصہ بھی ایک چھوٹے سالار کی سرکردگی میں سلطان نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

جس وقت دونوں لشکر صفیں درست کر رہے تھے اس وقت کذلک خان اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ اپنے لشکر کے دائیں پہلو کے بالکل پیچھے تھا لہٰذا سامنے سے دیکھنے والے کو وہ سلطان کے دائیں حصے کا ہی ایک جزو لگتا تھا چنانچہ اپنی صفیں درست کرنے اور کچھ دیر تک وحشیانہ انداز میں نعرے بلند کرنے کے بعد تھمبور والوں نے اپنے کام کی ابتداء کی اور فضاؤں کو اُداس اور رُتوں کو مضمحل کرتے صحرا کے خونی سرابوں، سردی کے برفانی جنگل سے نکلنے والے پالے اور گھمنڈ کے ہتھیاروں سے لیس اور اندرائن جیسے کڑے نرگ اور قضا کے عناصر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

تھمبور والوں کے اس حملے کے جواب میں سلطان اور اس کے سالاروں نے بھی اپنی کارروائی کی ابتداء کی اور وہ بھی لہو کی لکیریں پھیلاتی داستانوں میں دشمن کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکنے والے موت کے بے اتھاہ سیلابی ریلے، انا البرق کہہ کر اندھیروں اور طوفانوں سے بھڑ جانے والے شجاعت کے پاسبانوں اور ریاضتوں کے نقیبوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

میدانِ جنگ کے اندر خوفناک آوازیں آوارہ جملوں، سسکتے تڑپتے الفاظ کی طرح رقص کرنے لگی تھیں۔ خون آشام تلواریں میدانِ جنگ کے اندر جگر دوز چیخوں کا سبب بننے لگی تھیں........ گھوڑوں کے سم گرد کے گرداو‌زاُڑانے لگے تھے........ مسکراہٹیں بڑی تیزی سے آنسوؤں میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

میدانِ جنگ اور رزم گاہ میں ہر کوئی ایک دوسرے پر کہر کے غلاف، سحر کی کرنوں،

Marfat.com

سنسان راتوں میں بے چین شراروں کے خروش، اندھی بھوکی جبلت کی طرح طاقت اور جبروت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھانے کی کوشش کرنے لگا تھا...... ہر کوئی موت کا پیغامبر بن کر دوسرے کی حالت بنجر کھیتوں، ویران بستیوں جیسی کرنے کے درپے ہو گیا تھا...... میدانِ جنگ میں جگہ جگہ جنگی نعرے تاریخ کا سرمایہ بن کر اُترتے حادثوں کو جنم دینے لگے تھے۔

جس وقت سلطان شمس الدین التمش اور رتھمبور کے لشکر ایک دوسرے پر خونی جذبوں، حشر برپا کرتی بے قراریوں، قیامت کھڑی کرتی اضطرابیوں، سینوں میں آتش فشاں بھڑکاتے گرم تند لاووں اور زمین کو لپیٹتی کالی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے، اسی وقت سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کے اندر ایک نئی حرکت شروع ہوئی اور یہ حرکت ایک خونی انقلاب کا باعث بننے والی تھی۔

کذلک خان جو اس سے پہلے بھی اکثر و بیشتر جنگوں میں اسی طرح پشت کی جانب سے نکل کر دشمن کی صفوں پر ضرب لگایا کرتا تھا، اس بار بھی اس سے وہی کام لیا گیا۔ جس وقت دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے پر ویرانیاں طاری کرتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے، کذلک خان اپنے لشکر کے ساتھ سلطان کے لشکر کے دائیں پہلو کی پشت کی طرف سے ہٹا، اپنے لشکر کے دائیں پہلو کی آخری صفوں کے ساتھ ہوتا ہوا وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے آگے بڑھا اور عجیب طرح کے خوف ناک نعرے بلند کرتا ہوا وہ رتھمبور کے لشکر کے بائیں پہلو پر دستورِ زباں بندی طاری کر کے دشمن کی ساری کجی درست کر دینے والے خوں گشتہ اندیشوں سے لپٹے طوفانوں کے سایوں اور نغمہ وصوت کو نامانوس کر کے دشتِ دل میں لحوں تک کو اسیر کر دینے والی صحراؤں کی دہکتی آگ اور بڑھی بڑھاتی قوتِ ارادی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کذلک خان کے اس طرح حملہ آور ہونے سے وہی کچھ ہوا جو اس سے پہلی مہموں میں اس کے اس طرح دشمن کے پہلو پر حملہ آور ہونے سے ہوا کرتا تھا۔ جب کذلک خان نے رتھمبور والوں کے بائیں پہلو پر زوردار حملے شروع کئے تو اپنے ان حملوں میں اس نے کئی صفوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ ان صفوں کے پیچھے جو دشمن کے

Marfat.com

لشکری کام کر رہے تھے، انہوں نے جب دیکھا کہ ان کے بائیں جانب لڑنے والے لشکری بڑی تیزی سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا شروع ہو گئے ہیں اور ان کے بائیں جانب سے مسلمانوں کی کوئی اور قوت حملہ آور ہو گئی ہے تب انہوں نے اپنے لشکر کے وسطی حصے کی طرف کھسکنا شروع کیا تا کہ اپنے آپ کو اور اپنی جانوں کو محفوظ کر سکیں۔ ان کے ایسا کرنے سے بایاں پہلو تو متاثر ہوا ہی تھا، رتھمبور والوں کا قلب لشکر بھی متاثر ہونے لگا تھا۔

دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش نے جب اندازہ لگایا کہ اس کا مقدمتہ الجیش دشمن کے بائیں پہلو پر ضرب لگا چکا ہے اور اپنے کام کی کامیابی کے ساتھ رفتار تیز کرتا چلا جا رہا ہے تب سلطان شمس الدین التمش نے لگاتار نعرے بلند کئے۔ ایسے نعرے اور تکبیریں بلند کرنے کا سلطان کا مقصد علاؤ الدین جانی اور خواجہ مہذب کو اطلاع کرنا تھا کہ وہ پوری قوت سے حملہ آور ہونے لگا تھا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی سلطان نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی اور انہی نعروں کے جواب میں علاؤ الدین جانی اور خواجہ مہذب نے اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے حملوں میں شدت پیدا کر لی تھی۔

جب مسلمانوں کے لشکر کی طرف سے ایسے ہولناک حملے ہونا شروع ہوئے تب رتھمبور کے کافی لشکری کٹ کر مرنے لگے اور پھر رتھمبور والوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے شب ہجراں کے زہر غم دہر کی تلچھٹ، کفن کی دھجیوں، حوصلہ شکنی کے سیلاب اور ذلت اور رُسوائی کی خوفنا کی جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ رتھمبور والوں کے سالاروں نے آپس میں مشورہ کیا، اس کے بعد انہوں نے پسپائی اختیار کی اور بھاگ کر وہ قلعے کے اندر محصور ہو گئے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا گیا۔

رتھمبور والوں کو اس طرح بدترین شکست دینا سلطان شمس الدین التمش کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ چنانچہ جب رتھمبور والوں کا لشکر شکست اٹھا کر محصور ہو گیا تو چند ہی لمحوں بعد رتھمبور والوں کے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ فصیل پر دکھائی دینے لگا تھا۔ برجوں کے اندر انہوں نے اپنے اپنے مورچے سنبھال لئے تھے۔ فصیل کے اوپر جگہ

Marfat.com

جگہ پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ برجوں کے اندر تیروں کے گٹھے ایک دوسرے کے اوپر پڑے ہوئے تھے اور لشکری بڑی تیزی سے اب برجوں کے اندر اور برجوں کے باہر جو قلعے کے خلال کے پیچھے محفوظ جگہیں بنی ہوئی تھیں، ان کے پیچھے بیٹھ چکے تھے۔ ایسا کر کے وہ مسلمانوں کو فصیل کے قریب نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔

اس روز سلطان نے پیش قدمی بھی نہیں کی۔ چونکہ سلطان کے لشکر کا پڑاؤ قائم ہو چکا تھا، اس بناء پر سلطان نے اپنے لشکر کا ایک حصہ تو بالکل مستعد رہنے کے لئے مقرر کیا۔ یہ وہی حصہ تھا جسے جنگ میں حصہ نہیں لینے دیا گیا تھا بلکہ اسے پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا۔ باقی لشکر کو سلطان نے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

Marfat.com

زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد کذلک خان اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت اسمتر بڑی بے چینی سے شاید اسی کی منتظر تھی۔ جب وہ خیمے میں داخل ہوا تو پہلے تو اسمتر کذلک خان کا لباس خون آلود دیکھ کر انتہا درجہ کی پریشان ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔ رنگ اُتر گیا تھا۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کذلک خان مسکرایا، آگے بڑھا، بڑے پیارے انداز میں اس نے اسمتر کے سر پر ہاتھ رکھا اور اس کا سر آہستگی سے سہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا ہوا؟''

اسمتر نے کذلک خان کے خون آلود لباس کی طرف دیکھا اور پریشانی میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کذلک خان سمجھ گیا، کہنے لگا۔

''اس سے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟........ اسمتر! تم کیونکہ پہلی بار میرے ساتھ اس مہم میں شامل ہوئی ہو۔ لہٰذا تم پر فکرمندی اور گھبراہٹ طاری ہو گئی ہے۔ ایسا تو ہر مہم میں ہوتا ہے۔ ابھی میں یہ لباس تبدیل کروں گا، جنگی لباس اُتار کر دوسرا لباس پہنوں گا تو پھر سارے معاملات معمول پر آ جائیں گے۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر اسمتر کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی، پھر کہنے لگی۔

''کیا آپ نے پھر رتھمبور پر حملہ آور ہونے کے لئے جانا ہے، یا........''

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

''اسمتر! ایک بار ہم رتھمبور والوں کو بدترین شکست دے چکے ہیں اور وہ محصور ہو

Marfat.com

چکے ہیں...... سلطان نے اب مزید حملہ آور ہونے سے روک دیا ہے۔ پھر تم دیکھو، سورج غروب ہونے کے لئے بھی جھکنے لگا ہے۔ میرے خیال میں آج کی شب سلطان لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کرے گا۔ پھر تھمبور پر حملوں کی ابتداء کی جائے گی۔ ابھی تک سلطان نے اپنے کسی سالار کو منصوبہ بندی سے آگاہ نہیں کیا، لیکن میرا اندازہ یہی ہے۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تب استر بڑے پیار سے بول اٹھی۔

"پہلے آپ نہا لیں۔ کچھ لشکری آئے تھے، وہ طہارت خانے میں پانی بھر گئے ہیں۔ نہانے کے بعد میں آپ کو دوسرا لباس دیتی ہوں اور یہ خون آلود لباس ہے جو آپ نے پہنا ہے، اسے دھو دیتی ہوں۔ شاید آپ نے پھر یہی پہننا ہوگا۔"

استر کے ان الفاظ پر مسکراتے ہوئے کذلک خان نے اثبات میں گردن ہلائی، پھر اس نے غسل کیا، لباس تبدیل کر لینے کے بعد وہ خیمے کے وسط میں آکر بیٹھا، جبکہ اتنی دیر تک استر نے اس کا وہ خون آلود لباس خوب دھو کر خشک ہونے کے لئے باہر خیمے کی رسیوں پر ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد استر کچھ سوچتے ہوئے کذلک خان کے سامنے آن بیٹھی۔ کچھ دیر تک دونوں میاں بیوی خاموش رہے، پھر گفتگو کا آغاز استر نے کیا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"جنگوں میں حصہ لینے کے لئے یہ میرا پہلا تجربہ ہے اور میرے خیال میں تم خوف زدہ اور گھبرا بھی گئی ہو۔" غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے پوچھ لیا تھا۔

کذلک خان کے ان الفاظ پر استر کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگی۔

"آپ کا اندازہ غلط ہے۔ میں سلطان شمس الدین التمش کے مقدمتہ الجیش کے سالار کی بیوی ہوں۔ لہٰذا ایک سالار کی بیوی کی حیثیت سے میں ایسی مہموں سے خوف زدہ ہونے والی نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ دریائے جیحوں سے دہلی کی طرف آتے ہوئے میں نے بڑی مشکلیں دیکھی ہیں۔ جس وقت منگول ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہوئے تھے تو چاروں طرف آگ اور خون ہی نظر آتا

Marfat.com

تھا۔ میں ان حالات میں نہیں گھبرائی، خوف زدہ نہیں ہوئی تو یہاں تو میں اپنے لشکر کے اندر محفوظ ہوں اور اس سے بھی بڑھ کر میں اپنے شوہر کے ساتھ ہوں۔ اب بولیں، آپ کیا کہتے ہیں؟"

جواب میں کذلک خان مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

"میرے پاس اب کہنے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں۔"

جواب میں استر نے پھر کچھ سوچا، اس کے بعد بڑی سنجیدگی میں کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"آپ کو رایان اور لبانہ کے حصول کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئے۔ اکثر و بیشتر جب مجھے رایان اور لبانہ کے ماں باپ اور بھائی کا چہرہ نظر آتا ہے تو میں اُداس اور پریشان ہو جاتی ہوں....... آپ نے دیکھا، جس روز ہماری شادی تھی اور ہماری شادی میں شرکت کے لئے محترم جمال الدین، ان کی بیوی اور بیٹا قدر خان آئے تھے۔ ٹھیک ہے، بظاہر وہ ہماری شادی پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے لیکن ان کی جو باطنی اور اندرونی حالت تھی، اس کا اندازہ میں خوب لگا رہی تھی۔ ان کی آواز میں پہلے جیسی خوشی نہیں تھی۔ درد اور کرب چھپا ہوا تھا۔ رایان اور لبانہ کا یوں اٹھا لیا جانا اور غائب ہو جانا ان کے لئے ایسا روگ بن گیا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور پھر آپ جانتے ہیں وہ آپ پر سب سے زیادہ بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ......"

یہاں تک کہتے کہتے استر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ کذلک خان بڑی سنجیدگی اور غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"استر! جو کچھ تم نے کہا ہے، میں اس کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہوں۔ رایان اور لبانہ کا یوں اُٹھا لیا جانا اور پھر اس کے بعد اُن کا اتا پتہ تک نہ ملنا بے شک ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ خداوند قدوس نے چاہا تو میں ایک روز ان کی تلاش میں ضرور نکلوں گا۔ اس لئے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ان دنوں اپنے مخبر دو کاموں کے لئے پھیلا رکھے ہیں اور وہ مخبر بڑی سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ پہلا کام وہ یہ سرانجام دیں گے کہ قرامطیوں کے ان سرکردہ لوگوں کو جاننے کی کوشش کریں جنہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں حملہ کر کے نمازیوں کو نقصان پہنچایا اور جنہوں نے وہاں سلطان شمس

Marfat.com

الدین التمش کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وہ مخبر یہ بھی دیکھیں گے کہ قرامطیوں کے ہندوستان کے اندر جو سربراہ ہیں وہ اپنے ساتھیوں کو آئندہ کس جگہ اکٹھا کرتے ہیں۔ اور جب ایسا ہوگا تو ان پر حملہ آور ہو کر ان کا قصہ پاک کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سلطان شمس الدین التمش نے اپنے انہی مخبروں کے سپرد جو دوسرا کام کیا ہے، وہ رایان اور لبانہ کی تلاش ہے اور مجھے امید ہے کہ سلطان کے یہ مخبر رایان اور لبانہ سے متعلق بھی بہت جلد کوئی خبر لے کر آئیں گے۔

استمر! تم نے نہیں دیکھا ہوگا اس لئے کہ جس روز میری اور تمہاری شادی تھی اور ہماری شادی میں شرکت کرنے کے لئے جمال الدین اور ان کی بیوی اور بیٹا قدر خان آئے تھے، اس وقت تم دوسرے کمرے میں تھیں اور میں ان کے ساتھ دیوان خانے میں بیٹھا ہوا تھا۔ رایان اور لبانہ سے متعلق ان کے ساتھ تفصیل کے ساتھ وہاں گفتگو ہوئی تھی اور میں نے انہیں تسلی اور ڈھارس دینے کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ جونہی سلطان کے مخبر رایان اور لبانہ سے متعلق کچھ بتائیں گے، میں ضرور ان کی تلاش میں نکلوں گا۔ اس سلسلے میں میرے دونوں ساتھی تردی خان اور ارغون خان بھی بڑے بے چین اور پریشان ہو رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو تلاش کرنے کے لئے ضرور نکلنا چاہئے اور وہ اس بات پر بھی مجھ سے اصرار کر رہے ہیں کہ جب قرامطیوں کے سربراہوں کا پتہ چل جائے، ان کے خلاف کوئی کارروائی ہو تو تردی خان اور ارغون خان دونوں کو میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ بہر حال یہ بعد کا معاملہ ہے۔ استمر! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں رایان اور لبانہ کو نہ بھولا ہوں نہ انہیں فراموش کیا ہے نہ ہی مجھے محترم جمال الدین، ان کی بیوی اور بیٹے کی جو حالت ہے اس سے بے خبری ہے۔ خداوند نے چاہا تو ایک روز رایان اور لبانہ کا پتہ ضرور لگانے کی کوشش کی جائے گی۔"

کذلک خان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش کے محافظ دستوں کا سالار کذلک خان کے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''امیر! آپ کو سلطان نے طلب کیا ہے۔ آپ ہی کو نہیں، سلطان نے اپنے سارے چھوٹے بڑے سالاروں اور سرکردہ اشخاص کو اپنے خیمے میں بلایا ہے۔ کوئی انتہائی اہم معاملہ ہے۔''

اس پر کذلک خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم چلو، میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد کسی قدر پریشانی سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے استر بول اٹھی تھی۔

''اب جبکہ سلطان اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دے چکے ہیں تو اس وقت سلطان نے سارے سالاروں اور سرکردہ لوگوں کو کیوں جمع کرلیا ہے؟ اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو اس کا مطلب ہے ایسا کرنے کی ضرور کوئی وجہ اور علت ہوگی۔''

کذلک خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''استر! تم بیٹھو، میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کیا معاملہ ہے۔ اور پھر واپس آ کر تفصیل کے ساتھ تم سے گفتگو کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی کذلک خان جب اپنی جگہ سے اٹھا، تب استر بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ خیمے کے دروازے تک استر، کذلک خان کے ساتھ آئی۔ اس کے بعد کذلک خان، سلطان کے خیمے کی طرف ہولیا تھا۔

❀

کذلک خان جب سلطان کے خیمے میں داخل ہوا اس وقت لشکر میں شامل چھوٹے بڑے سالاروں، کچھ سرکردہ لوگوں کے علاوہ جو سلطان کے ساتھ مشیر تھے، وہ بھی سلطان کے خیمے کے اجلاس میں شریک ہو رہے تھے۔ سارے سالار اپنے اپنے منصب کے مطابق اپنی نشستیں سنبھال رہے تھے۔ کذلک خان بھی آگے بڑھ کر عزالدین کے قریب جو نشست تھی، اس پر ہو بیٹھا۔

یہ خیمہ شامیانہ نما تھا۔ کافی بڑا تھا۔ یہ سلطان نے صرف اپنے سالاروں سے صلاح مشورہ یا دوسرے اجتماعات کے لئے رکھا ہوا تھا۔

جب سارے سالار اور سرکردہ اشخاص وہاں جمع ہو گئے تب اس کی اطلاع سلطان

Marfat.com

شمس الدین التمش کو کی گئی اور اس کے تھوڑی دیر بعد سلطان اس خیمے میں داخل ہوا۔ سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان کو تعظیم دی۔ سلطان نے مسکراتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس پر سب بیٹھ گئے۔ سلطان شمس الدین التمش بھی ایک نشست پر ہو بیٹھا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر سلطان اپنے سارے سالاروں اور سرکردہ افراد کا جائزہ لیتا رہا اس کے بعد کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں، گزشتہ دن کی جنگ نے تم لوگوں کو تھکا دیا ہوگا اور اس وقت تم لوگوں کو آرام کی ضرورت تھی لیکن ہمارے مخبر کچھ ایسے معاملات لے کر آئے ہیں جن پر ابھی اور اسی وقت بات کرنا انتہائی اہم اور ضروری تھا۔ میرے عزیز ساتھیو! رتھمبور والے کیونکہ مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرتے رہے ہیں، اور پھر یہ لوگ ہمارے خلاف قرامطیوں کے ساتھی اور پشت پناہ بھی بنے رہے ہیں۔ اس بناء پر شروع سے ہی انہوں نے اپنی جنگی تیاریوں کی تکمیل کر لی تھی۔ جس وقت ہم اپنا لشکر لے کر دہلی سے روانہ ہوئے تھے اس سے پہلے ہی انہوں نے چار بڑی قوتوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ جب مسلمان رتھمبور پر حملہ آور ہوں تو چار قوتیں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئیں اور سلطان پر ضرب لگائیں تا کہ سلطان کسی صورت رتھمبور کو فتح نہ کر سکے۔

ایسا وہ اس لئے چاہتے ہیں کہ انہوں نے انتہائی تکبر اور گھمنڈ کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ رتھمبور کو نہ کوئی مسلمان حکمران فتح کر سکا اور نہ ہی اسے فتح کر پائے گا۔ چنانچہ انہوں نے جن چار قوتوں کو اپنی مدد کے لئے آمادہ کر رکھا ہے، ان چار قوتوں میں سے ایک گوالیار والے، دوسرے بھیلسہ، تیسرے اجین اور چوتھے مندادر والے ہیں۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے مخبر جو خبریں لے کر آئے ہیں ان کے مطابق اس وقت رتھمبور والوں کی مدد کے لئے چار لشکر دو گروہوں میں ہماری طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک گروہ میں مندادر اور بھیلسہ والے ہیں جبکہ دوسرے گروہ میں گوالیار اور اجین کے لوگ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی چھوٹے بڑے قلعے ہیں، جہاں کے جنگجو ان دونوں لشکروں میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان قلعوں میں زیادہ مشہور دربنگا قلعہ، تھنکر قلعہ،

Marfat.com

جاج نگر زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے مخبروں نے بتایا ہے، اس کے مطابق یہ چاروں قوتیں دو گروہوں میں رنھمبور کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ شاید ان کی منصوبہ بندی میں کوئی فرق آ گیا ہے، ورنہ اپنے مخبروں کے مطابق وہ اس وقت یہاں ہوتے جس وقت رنھمبور پر حملہ آور ہونے کے لئے ہم یہاں پہنچے تھے۔ مخبروں کا کہنا ہے کہ وہ لوگ اگر زیادہ تیزی سے بھی رنھمبور کا رخ کریں تو کل دن کے پہلے حصے میں کسی وقت وہ رنھمبور پہنچ سکتے ہیں۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آنے والے ان دو لشکریوں کو رنھمبور پہنچنے ہی نہ دیا جائے اور راستے میں ہی ان سے نمٹ لیا جائے۔ رنھمبور کو فتح کرنے کے بعد پھر ہم ان چار بڑی قوتوں کے علاوہ ان چھوٹے چھوٹے قلعوں اور شہروں کے خلاف بھی حرکت میں آئیں گے جنہوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر رنھمبور کی مدد کے لئے بڑے گروہوں میں شامل کئے ہیں۔

میں نے جو منصوبہ بندی کی ہے، اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ مقدمتہ الجیش سمیت اپنے پورے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ یہاں میرے پاس رہے گا تاکہ رنھمبور کا لشکر اگر شہر سے باہر نکل کر ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا ہمارے پڑاؤ پر حملہ آور ہو تو اس لشکر کا سدِ باب کیا جا سکے۔

دوسرے دو لشکر ہماری طرف بڑھنے والے دشمن کے دو گروہوں پر حملہ آور ہوں گے۔ جو فیصلہ میں نے کیا ہے اس کے مطابق ایک لشکر کی کمانداری علاؤالدین جانی کرے گا۔ سیف الدین کوچی اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ ہو گا۔ دوسرے حصے کی کمانداری میں کذلک خان کے سپرد کرتا ہوں اور کبیر خان اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ باقی سالار اور امراء عزالدین سمیت میرے پاس رہیں گے۔ اس لئے کہ میں ان کی بہت زیادہ ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ چنانچہ لشکر کے یہ دونوں حصے علاؤالدین جانی اور کذلک خان کے تحت کئے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں ہمارے مخبر جو دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق خبریں لے کر آئے ہیں، انہیں بھی تقسیم کر کے دو حصوں میں کر دیا جائے۔ ان میں سے کچھ کذلک خان کے ساتھ اور کچھ علاؤالدین جانی کے ساتھ کر دیئے جائیں گے اور یہ ان دونوں کے لشکریوں کی

Marfat.com

رہنمائی کرتے ہوئے انہیں دشمن کی طرف لے کر جائیں گے۔

میں چاہتا ہوں کذلک خان اور علاؤالدین جانی ان دونوں بڑے گروہوں پر حملہ آور ہو کر انہیں رات کی تاریکی میں بھاگ جانے پر مجبور کر دیں.......ان کے بھاگنے کے بعد رتھمبور والوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ زیادہ دن تک ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے........رتھمبور فتح کرنے کے بعد پھر ان ساری قوتوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے جو رتھمبور والوں کی مدد کے لئے بھوکی چیلوں کی طرح اُمڈنے لگے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد شمس الدین التمش رکا، پھر علاؤالدین جانی اور کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم دونوں کے ساتھ عزالدین اور دوسرے سالار بھی جاتے ہیں۔ عزالدین کی موجودگی میں لشکر کی تقسیم کا کام سرانجام دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں چاہوں گا کہ تم دونوں اپنے اپنے لشکر کو لے کر اپنے مخبروں کی رہنمائی میں یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی منداور اور بھیلسہ کے متحدہ لشکر پر ضرب لگائیں۔ جبکہ کذلک خان اور کبیر خان دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گوالیار اور اجین کے متحدہ لشکر پر حملہ آور ہوں اور انہیں مار بھگائیں۔ اگر تم لوگ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو یاد رکھنا رتھمبور کی فتح ہمارے لئے آسان ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہم رتھمبور کی مدد کے لئے اُمڈنے والوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔"

سلطان کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ پھر سلطان کے کہنے پر ہی عزالدین سارے سالاروں کے ساتھ خیمے سے نکلا اور لشکر کی تقسیم کا کام ہونے لگا تھا۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

۞

اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد کذلک خان جب دوبارہ اپنے خیمے میں آیا تو استر جو بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی، بڑی تیزی سے اس کی طرف لپکی، دروازے کے قریب ہی اس کے دونوں ہاتھ جا پکڑے اور جستجو بھرے انداز میں کذلک خان کو مخاطب کر کے اس نے پوچھ لیا۔

''سلطان نے آپ کو بلایا تھا۔ خیریت تو ہے؟''

کذلک خان مسکرایا، بڑے پیارے انداز میں اس نے استر کا گال تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''زیادہ پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ بیٹھو، میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔''

کذلک خان کے ان الفاظ پر استر کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔ کذلک خان کے ساتھ آگے بڑھی، دونوں میاں بیوی خیمے میں بیٹھ گئے۔ پھر سلطان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی، اس کی تفصیل کذلک خان نے استر سے کہہ دی تھی۔

ساری تفصیل جاننے کے بعد جب ردِعمل کا اظہار کرتے ہوئے استر ابھی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی کذلک خان غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

''استر! اب تم یہ پوچھو گی کہ لشکر رات کے اس وقت جو روانہ ہو گا تو اس میں کوئی خطرہ، کوئی خدشہ تو نہیں ہے؟ اور یہ کہ......''

Marfat.com

کذلک خان کے ان الفاظ پر استمر مسکرا دی۔ کذلک خان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کا اندازہ درست نہیں ہے۔ میں نے آپ سے کہا تا کہ میں ایک سالار کی بیوی ہوں۔ بزدل نہیں ہوں۔ بد سے بدتر حالات میں بھی اپنا اور اپنے شوہر تک کا دفاع کر سکتی ہوں۔ میرے شوہر اگر میری حفاظت، میرے تحفظ اور میری ذات کی پاسبانی کر سکتے ہیں تو ایسا ہی میں اپنے شوہر کے لئے بھی کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتی ہوں۔ میں جانتی ہوں، ایک سالار کی حیثیت سے آپ کو ایسی کئی مہمیں پیش آئیں گی۔ آپ بے فکر رہیں، میں ہمت ہارنے والی لڑکی نہیں ہوں۔ بد سے بدتر، اچھے سے اچھے، سب حالات میں آپ کی زندگی کی بہترین ساتھی بن کر آپ کا ساتھ دوں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد استمر رک گئی، کچھ سوچا، پھر دوبارہ وہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''جس وقت سلطان نے آپ کو بلایا تھا، اس وقت میں آپ سے رایان اور لبانہ سے متعلق گفتگو کر رہی تھی۔ سلطان کے جو مخبر لوٹے ہیں اور جنہوں نے رتھمبور والوں کی مدد کے لئے دشمن کے دو بڑے لشکروں کی نشاندہی کی ہے، کیا انہوں نے ابھی تک یہ پتہ نہیں لگایا کہ مسجد میں نمازیوں پر حملہ آور ہونے والے قرامطیوں کے سربراہ کون ہیں؟ اور کیا ابھی تک وہ یہ بھی سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہوئے کہ رایان اور لبانہ کو کس نے اٹھایا اور ان پر کیا بیتی؟''

اس موقع پر کذلک خان نے غور سے استمر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''استمر! میں جانتا ہوں، جو تعلق تمہارا رایان سے تھا، اس میں بڑی گہری محبت اور بڑی اُنسیت تھی۔ کاش! اب تک ہم یہ جان سکتے کہ وہ دونوں بہنیں کہاں ہیں، کس نے انہیں اٹھایا ہے تو اب تک ہم اٹھانے والوں کی گردنیں کاٹ چکے ہوتے......''

یہاں تک کہتے کہتے کذلک خان خاموش ہو گیا۔ اس لئے کہ دونوں میاں بیوی کا کھانا آ گیا تھا۔ دونوں انتہائی پُرسکون ماحول میں کھانا کھانے لگے تھے۔ اور اس کے

Marfat.com

تھوڑی ہی دیر بعد کذلک خان اور دوسرا سالار علاؤالدین جانی اپنا اپنا لشکر لے کر اپنی اپنی مہم کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

❁

گوالیار اور اجین والوں کا متحدہ لشکر دشمن کے دوسرے حصے کی نسبت سلطان شمس الدین التمش کے پڑاؤ سے زیادہ قریب تھا۔ اس لئے علاؤالدین جانی کی نسبت کذلک خان اور کبیر خان کا سفر تھوڑا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مسافتوں کو رات کے وقت بڑی تیزی سے سمیٹا۔

رات آدھی کے قریب جا چکی تھی اور اندھیرے اپنی تاریخ کے ان گنت اوراق ٹٹولتے، ارتقاء آدم کی رزم آشنا اُڑانوں کی طرح اپنا آپ سمیٹتے چلے جا رہے تھے۔ اظہار کے سارے پیمانوں کو، قوت کے سارے سرچشموں کو رات نے محدود کر دیا تھا۔ لمحوں کے آئینوں، خواہشوں کے ان گنت بگولوں اور روشنیوں کے گیتوں تک کو نیند نے مدہوش سا کر کے رکھ دیا تھا۔ ایسے میں کذلک خان اور کبیر خان نے گوالیار اور اجین کے لشکر کو جا لیا اور انہیں دیکھتے ہی ان پر گرم سرد موسموں کو فراموش کر کے ذرّے ذرّے کو خاک آلود کر دینے والی پتھروں کی ہولناک بارش، ظنون و شکوک کے اندھے وہموں میں بخارات کے کھولتے التہاب کی طرح حلقہ در حلقہ پھیلتی بے کنار تباہی کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے گوالیار اور اجین کے لشکری بھی درد کی خلعتیں سجاتی افلاس کی تشنہ یورشوں، آسیبی بستیوں میں اُترتی خزاں رُتوں کے خونی بگولوں اور رسم انقطاع کی ابتداء کرتے سرخ شعلوں کے رقص کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

یوں رات کی گہری تاریکی میں ویرانوں کے اندر رزم گاہ سے اُٹھتے فضا کے سرخ شعلے جبر و ظلم کا آئینہ بن کر اعضاء شکنی طاری کرنے لگے تھے۔ رات کو لپیٹتے موت کے بھنور، دُکھوں کی بے انت کسک کھڑی کرنے لگے تھے۔

کذلک خان اور کبیر خان نے زیادہ دیر تک گوالیار اور اجین والوں کو اپنے سامنے ٹکنے نہ دیا۔ کچھ دیر تک جم کر لڑتے رہے، اس کے بعد انہوں نے ان کا قتل عام شروع

Marfat.com

کر دیا تھا۔ گوالیار اور اجین کے اس متحدہ لشکر نے جب اندازہ لگایا کہ اب ان کے لشکری حملہ آوروں کے سامنے بے بس ہوتے دکھائی دے رہے ہیں اور ان کا بڑی تیزی سے قتل عام شروع ہو چکا ہے تب انہوں نے اس سمت کا رخ کیا جدھر سے ان کا دوسرا لشکر سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہا تھا اور جس پر حملہ آور ہونے کے لئے علاؤالدین جانی گیا تھا۔

کذلک خان اور کبیر خان بھی سمجھ گئے تھے کہ ان کے کیا ارادے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کی اور ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

❁

دوسری طرف کذلک خان اور کبیر خان سے کافی دیر بعد علاؤالدین جانی اور دوسرے سالار سیف الدین کوچی نے منداور اور بھیلسہ کے لشکر کو جا لیا۔ چونکہ سلطان شمس الدین التمش کے دونوں لشکروں کی رہنمائی ان کے طلایہ گر کر رہے تھے، لہٰذا دشمن کو تلاش کرنے میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئی تھی۔ چنانچہ کذلک خان اور کبیر خان کی طرح منداور اور بھیلسہ کے لشکر کو دیکھتے ہی علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی ان پر زبردستوں کے لئے ہیبت گاہ بنتی مشیت الٰہی کی سحر طرازی، بے خواب آنکھوں میں وحشت بھر دینے والی دکھوں کی بے انت کسک اور زمین کی کوکھ میں ہیجان پیدا کرتے گرسنہ جذبوں کی حرارت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے منداور اور بھیلسہ کا متحدہ لشکر بھی علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کے لشکر پر جنوں بھرے انتقام پر اُترتے مرگ کے تاریک ہیولوں، موجوں کے کھولتے شعور کی طرح دلوں کے کواڑ پر دستک دیتی ہیوانی کیفیت کے شراروں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

یوں رات کی تاریکی میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے رزم گاہ میں اُمید و رجا کی ہر متاع، آس و ڈھارس کی ہر پونجی لٹنے لگی۔ کھولتی بپھرتی جوالا مکھی کی طرح گھات لگا لینے والی بے روک مرگ، گرسنہ جذبوں کی حرارت اور دلوں کی دھڑکنوں کی

Marfat.com

سرگوشیوں کو بڑی تیزی سے خاموش کرنے لگی تھی۔

جس وقت علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی بڑی تیزی سے دشمن پر ضربیں لگا رہے تھے اور دشمن کے لشکر کے اندر انہوں نے ایک طرح کی افراتفری اور بدنظمی برپا کرنی شروع کر دی تھی اور قریب تھا کہ علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی اپنی فتح کو آخری شکل دے دیں کہ اچانک رات کے گہرے اندھیروں میں دشمن کا کوئی اور لشکر جو گھات میں تھا، اچانک نمودار ہوا اور علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ رگ رگ سے بدن کا خون چوس لینے والی چنگیز خان کی وحشت، ہلاکو کے قتال، تیمور خان کی خونخواری، ضمیر کی بدترین پستیوں، سرابوں کی موجوں اور اندھیروں کی طغیانیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اندھیرے کے اندر نمودار ہونے والے اس لشکر نے بڑا زوردار حملہ کیا تھا اور قریب تھا کہ وہ علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کے لشکر کو بے پناہ نقصان پہنچاتا کہ اسی دوران اندھیرے کی پھیلی بپھری موجوں کے اندر ایک اور لشکر نمودار ہوا اور علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کے پہلو پر دشمن کے جس لشکر نے حملہ کیا تھا، نیا آنے والا لشکر دشمن کے اس لشکر پر عقل و شعور میں خوف ناکی کی تاثیر جاری کرتے فطرت کے جلال بھرے آشوب، درندوں کی طرح دھاڑتی ہواؤں میں تلخی اور محرومیوں بھرے عذاب کھڑے کرتی سمندر کی آندھیوں کے قافلوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یوں دشمن کا جو گھات میں بیٹھا ہوا لشکر اچانک نکل کر علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کے لشکر کے ایک پہلو پر حملہ آور ہوا تھا، وہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا جو لشکر اچانک نمودار ہو کر اس پر حملہ آور ہوا تھا اس نے اس کا پوری طرح خاتمہ کر دیا تھا۔ پھر مسلمانوں کا نیا آنے والا لشکر اب بھیلسہ اور مندادور کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔

اب بھیلسہ اور مندادور کے لشکر کی حالت یہ ہو رہی تھی کہ سامنے کی طرف سے علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی نے ان پر ضربیں لگا رکھی تھیں جبکہ ان کے ایک پہلو پر نیا آنے والا مسلمانوں کا لشکر اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ حملہ آور ہو

Marfat.com

گیا تھا۔ اس طرح بھلیسہ اور منداور کے لشکر کا قتل عام شروع ہو گیا تھا اور بڑی تیزی سے اس لشکر کی حالت بدلنے لگی تھی........ رات کی تاریکی میں بھلیسہ اور منداور کے لشکریوں کی زبان کا ذائقہ تلخ، چہروں کا رنگ خاک، ہونٹ بے نطق، بصارتیں بے نور، ساعتیں منجمد ہونا شروع ہو گئی تھیں اور وہ غم زدہ ساعتوں اور فنا کے خاکوں کی طرح اُداس اور افسردہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے مزید ٹکراؤ کے بعد بھلیسہ اور منداور کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور ان کے بچے کھچے لشکری بھاگ گئے۔

اُس وقت تک علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کو یہ خبر تو تھی کہ ان کے لشکر کے ایک پہلو پر دشمن کے کسی لشکر نے اچانک گھات سے نکل کر حملہ کیا تھا لیکن ابھی تک وہ یہ نہ جان سکے تھے کہ اس لشکر پر مسلمانوں کا جو لشکر حملہ آور ہوا تھا، وہ لشکر کون سا تھا؟ اور اس کا سالار کون تھا اور وہ کہاں سے آیا تھا؟

چنانچہ جب میدانِ جنگ سے بھاگنے والوں کا تعاقب ترک ہوا اور مشرق کی طرف سے روشنی کے آثار نمودار ہوئے تب علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی نے دیکھا کہ جو لشکر ان کی مدد کے لئے آیا تھا وہ تو کذلک خان اور کبیر خان کا تھا۔

تعاقب کے بعد جب علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی نے اپنی طرف آتے کذلک خان اور کبیر خان کو دیکھا تب دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ ان کے نزدیک آ کر کذلک خان اور کبیر خان بھی اپنے گھوڑوں سے اترے۔ پھر چاروں ایک دوسرے سے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گلے ملے، اس کے بعد علاؤالدین جانی، کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''کذلک خان! میرے بھائی! میں سمجھتا ہوں تم انتہائی وقت پر ہماری مدد کے لئے پہنچے ہو۔ پہلے یہ کہو کہ تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت پڑے گی؟''

علاؤالدین جانی کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''علاؤالدین! میرے بھائی! گوالیار اور اجین کے متحدہ لشکر کو میں نے اور کبیر خان نے بدترین شکست دی تھی اور جس وقت انہیں بھگانے کے بعد ہم ان کا تعاقب

Marfat.com

کررہے تھے ہمارے کچھ مخبر ہمارے پاس پہنچے اور انہوں نے ہمیں یہ اطلاع دی تھی کہ تم اور سیف الدین کوچی، منداور اور بھیلسہ کے لشکر کی طرف جارہے ہو۔ جبکہ دشمن کا ایک لشکر گھات میں بھی ہے اور وہ کسی بھی وقت مناسب موقع جان کر تم پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔

یہ خبر ان مخبروں نے تمہیں اور سیف الدین کو اس لئے نہیں دی کہ یہ خبر تمہارے لشکر میں پہنچنے کی وجہ سے تمہارے لشکری بد دلی کا شکار ہو جاتے۔ چنانچہ مجھے جب وہ خبر ملی تو میں نے گوالیار اور اجین کے ان بچے کھچے لشکریوں کا تعاقب ترک کر دیا۔ اس کے بعد میں نے تمہاری اور سیف الدین کوچی کی طرف رخ کیا۔

یہ میری اور کبیر خان کی خوش قسمتی ہے کہ جس وقت تم منداور اور بھیلسہ کے لشکریوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے اور گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی، دشمن کا گھات میں بیٹھا ہوا لشکر نمودار ہوا اور تمہارے لشکر کے پہلو پر اس نے ضرب لگانی شروع کی تھی۔ اسی وقت میں اور کبیر خان بھی یہاں پہنچ گئے اور اس لشکر کا خاتمہ کر دیا.......
اس کے بعد ہم منداور اور بھیلسہ والوں کے لشکر کے ایک پہلو پر حملہ آور ہوئے۔
اس کے بعد جو حالات نمودار ہوئے، وہ علاؤالدین! تم اور سیف الدین دونوں بھائی جانتے ہو۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تب بڑی محبت اور جانثاری میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس بار سیف الدین بول اٹھا۔

''کذلک خان! میرے عزیز بھائی! میں نے اندازہ لگایا ہے کہ جس لشکر میں تم ہو کم از کم اس لشکر کی فتح اور کامیابی یقینی ہو جاتی ہے........''

سیف الدین کوچی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ علاؤالدین جانی، کذلک خان اور کبیر خان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

''میں تم دونوں کی جانثاری، جواں مردی، شجاعت اور جرأت مندی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ تم دونوں نے کیا بروقت یہاں پہنچ کر گھات سے اُٹھنے والے لشکر کا خاتمہ کیا اور اس کے بعد منداور اور بھیلسہ والوں کے لشکر کے پہلو پر ضرب لگا کر ہماری شاندار فتح کو یقینی بنا دیا....... آؤ، یہاں پڑاؤ کرتے ہیں۔ زخمیوں کی دیکھ بھال کے

Marfat.com

علاوہ لشکریوں کو ستانے کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس کے بعد واپسی کا رخ کریں گے۔"

کذلک خان اور کبیر خان دونوں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ کچھ دیر وہاں قیام کیا گیا، اس کے بعد لشکر واپس رنتھمبور کے نواح کا رخ کر رہا تھا۔

Marfat.com

❁

کذلک خان، کبیر خان، علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی اپنے متحدہ لشکر کو لے کر تھمبور کے نواح میں جب اپنے پڑاؤ میں داخل ہوئے تو ان کی وہاں آمد سے پہلے سلطان شمس الدین التمش کو اس کے مخبر ان کی کامیابی اور فتح مندی کی خبر دے چکے تھے اور دونوں جگہ پر کذلک خان اور کبیر خان نے جس کارروائی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کی خبریں بھی سلطان تک پہنچ چکی تھیں۔ چنانچہ اپنے پڑاؤ سے باہر نکل کر سلطان کے علاوہ عزالدین اور دیگر امراء نے سب کا استقبال کیا۔ سارے چھوٹے بڑے سالاروں کے ساتھ سلطان اور دوسرے اُمراء گلے ملے، بے پناہ خوشی کا اظہار کیا، کامیابی اور فتح مندی پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، ساتھ ہی سارے بڑے سالاروں اور چھوٹے کمانداروں اور لشکریوں تک کے لئے سلطان نے انعامات کا اعلان کیا اور جو سامان کذلک خان، کبیر خان، علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی کو دشمن کو شکست دینے سے حاصل ہوا تھا، اسے بھی سلطان نے لشکریوں میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ پھر سلطان، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کذلک خان! پہلے اپنے خیمے میں جاؤ، نہا دھو کر لباس تبدیل کرو۔ کیونکہ تمہاری بیوی بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔ اس کے بعد میرے پاس آنا۔ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

اس پر کذلک خان اور باقی سارے سالار وہاں سے ہٹے اور اپنے اپنے خیموں کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

کذلک خان جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر استر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ غسل کرنے اور لباس تبدیل کرنے کے بعد جب دونوں میاں بیوی خیمے کے وسط میں آکر بیٹھے تب جستجو بھرے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے استر نے پوچھ لیا۔

''آپ کی غیر موجودگی میں کچھ عورتیں میرے پاس آتی رہی ہیں اس لئے کہ آپ کی کارگزاری کی خبر پڑاؤ میں پہنچتی رہی ہے جس کی بناء پر لشکر میں شامل عورتیں اس بات پر فخر کرتی رہی ہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ ان عورتوں سے مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ ہندوستان میں سلطان شمس الدین کو لاکر چند سکوں کے عوض فروخت کر دیا گیا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟''

کذلک خان نے پہلے مسکراتے ہوئے استر کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''یہ عورتیں اسی قسم کی باتیں کرتی ہیں۔ ان کی ساری باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔''

اس پر استر پھر بول اٹھی۔

''گفتگو کے دوران میں نے ان عورتوں پر انکشاف کیا کہ سلطان کو اس کے سگے بھائیوں نے فروخت کیا تھا۔ جبکہ وہ عورتیں کہنے لگیں، نہیں فروخت کرنے والے سگے بھائی نہیں تھے۔ ان عورتوں کی باتوں نے مجھے عجیب سے شش و پنج میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس لئے کہ........''

کذلک خان پھر مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تمہیں پریشانی کا شکار ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ سنو، میں تمہارا ذہن صاف کئے دیتا ہوں۔ چچیرے بھائی ہوں یا سگے بھائی، اس میں شبہ نہیں کہ واقعہ بڑا دردناک تھا۔ چونکہ مسلمان امیر اور بادشاہ بڑی بڑی رقم خرچ کر کے غلام اور لونڈیاں خریدتے رہتے تھے اس لئے ترکستان کا وجود دولتِ اسلام سے بہرہ مند نہیں ہوا تھا تو یہی طریقہ تھا کہ دشمن پر حملہ کرتے تو بال بچوں کو پکڑ کر معمولی قیمت پر تاجروں کے ہاتھ بیچ ڈالتے۔ تاجران بچوں کو تربیت دے کر گراں قدر روپیہ وصول کرتے۔ مسلمانوں کا خیال یہ تھا کہ اس طرح کافروں میں تبلیغِ اسلام ہوتی ہے۔ یعنی جتنے لوگ پکڑے

Marfat.com

جاتے تھے وہ مسلمان گھرانوں سے اسلامی تعلیم اور تربیت پا کر اعلیٰ درجے کے مسلمان بن جاتے ہیں۔ نیز غلاموں اور لونڈیوں کی خرید جب تک شروع نہیں ہوئی تھی، جو بچے باہمی چھاپوں میں پکڑے جاتے تھے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ اس نہایت مکروہ اور ظالمانہ طریقے کو ختم کرنے کے لئے بھی یہ ایک اچھی صورت تھی۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے بچے اور بچیاں خریدنا شروع کیں تو تمام لوگ ایسی جنس کو بہر طور خاص طور سے محفوظ رکھتے کیونکہ اس سے رقم وصول ہونے کا یقین ہوتا تھا۔

لہٰذا استر! سلطان خواہ بھاری رقم کے عوض فروخت ہوئے ہوں یا چند چیتل کے عوض جس وقت فروخت ہوئے تھے غلام تھے۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ اب وہ ہندوستان کے سلطان ہیں۔"

(غلاموں کی اس خرید و فروخت سے جہاں مسلمانوں نے غلامی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی، وہاں ان غلامون کی بھی خوب پرورش ہوئی۔ اگر قطب الدین ایبک، شمس الدین التمش، غیاث الدین بلبن یا ایسے ہی دوسرے لوگ غلام بن کر فروخت نہ ہوتے تو ہندوستان یا دوسرے ملکوں میں شہنشاہی کے اعلیٰ درجے پر کیوں پہنچتے۔ یقیناً یہ قدرت کی ایک تدبیر تھی کہ انہیں بہت بری حالت میں وطن سے نکالا اور عزیز و اقارب سے جدا کیا گیا، لیکن آگے چل کر وہ درجہ عطا کیا جو ترکستان میں رہ کر انہیں کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ یہی کیفیت سبکتگین کی بھی تھی۔ وہ بھی غلام بن کر نہ بکتا تو مسلمانوں کا مشہور بادشاہ کیوں بنتا؟ اور اس کا بیٹا عالم اسلام میں بت شکن اور محمود غزنوی بن کر کیسے نمودار ہوتا؟ نیز حکمرانی کے اس خاندان کی بنیاد کیونکر پڑتی جس سے محمود، مسعود اور ابراہیم جیسے سلطان اٹھے)

"استر! جہاں تک چیتل کا تعلق ہے تو تم جانتی ہو کہ چیتل بہت چھوٹا سکہ ہے۔ ایک درہم میں تقریباً پچیس چیتل ہوتے ہیں اور درہم ہندوستان کے چند سکوں کے برابر ہے۔ اس حساب سے دو سو چیتل کا ہمارا ایک روپیہ بنتا ہے۔ یہ رقم ایسی نہیں کہ جو قابلِ ذکر قرار دی جا سکے یا سمجھی جائے کہ سلطان شمس الدین التمش کو فروخت کرنے والے جمال الدین چست قبا نے صرف اس معمولی سی رقم کے لئے شمس الدین کو کئی

Marfat.com

سال اپنے پاس رکھا۔ کم از کم تین سال بخارا میں، دو سال غزنی میں، پھر دہلی لایا اور فروخت کیا۔ اسٹمر! جہاں تک میں نے سنا ہے، سلطان کی قیمت ایک لاکھ چیتل نہیں، ایک لاکھ تنکہ قرار دی گئی تھی۔"

(اس سلسلے میں ایک اور امر قابل توجہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کی فروخت میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ اگر وہ ظاہری و باطنی اوصاف کی بناء پر ایک غیر معمولی آدمی تھا جیسا کہ سب نے کہا ہے تو اسے کئی سال تک خریدنے کی نوبت کیوں نہ آئی؟ مان لیجئے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے غزنی میں اس کے خریدے جانے کی ممانعت کر دی تھی لیکن بخارا یا کسی اور بڑے شہر کے امراء نے جو ہر وقت غلام خریدنے کے درپے رہتے تھے، اسے کیوں نہ خریدا۔

بعض اوقات ایسا احساس ہوتا ہے کہ یہ داستان حالات کی سادہ سرگزشت نہیں بلکہ اس میں زیب و آرائش کا بھی خاصا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ سلطان شمس الدین التمش کی بہن بھی اسی طرح کنیز بن کر بکی تھی۔ وہ دہلی پہنچی تو سلطان شمس الدین التمش اس وقت بادشاہ تھا اور سلطان نے اسے اپنی کنیز کی حیثیت سے خرید لیا تھا۔

مزید یہ کہا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان شمس الدین التمش کے سر پر اس کی سگی بہن جو اس وقت دہلی میں کنیز کی حیثیت رکھتی تھی، تیل مل رہی تھی کہ یکایک رو پڑی اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب بہہ نکلا۔ سلطان شمس الدین التمش اس کی حالت دیکھ کر بڑا پریشان ہوا۔ بڑی ہمدردی اور التفات میں اس سے اس کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگی۔

"میرا ایک بھائی تھا جس کے سر میں ویسا ہی گنج تھا جیسا کہ آپ کے ہے۔ آپ کو دیکھ کر مجھے میرا بھائی یاد آ گیا۔"

چنانچہ کہتے ہیں، سلطان شمس الدین التمش نے اس کی تحقیق کی تو وہ سلطان کی بہن نکلی۔

کچھ مؤرخین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ انہوں نے خود شہنشاہ اکبر کی زبانی سنا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ روایت بلبن تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس کے ایک سے زیادہ پہلو ہیں جو

Marfat.com

قرین قیاس نہیں۔ التمش تو چلو بھائیوں کے حسد نے فروخت کر دیا، بہن کے لئے کون سی مصیبت پیش آئی؟ اور پھر وہ بہن التمش سے جدائی اور مفارقت کے وقت ہوش مند ہوگی کیونکہ اسے بھائی کے سر کا گنج یاد رہا۔

التمش نے کئی برس فروخت کے انتظار میں گزارے اور ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ 1200ء سے کسی قدر پہلے قطب الدین نے اسے خرید لیا۔ اس نے کم از کم بارہ تیرہ سال قطب الدین کی تابعیت میں بسر کئے۔ یہ تمام حقائق سامنے رکھے جائیں تو وہ کنیز سلطان شمس الدین التمش کے بادشاہ ہونے تک پچیس تیس برس کی ہو چکی ہو گی بلکہ زیادہ۔ اگر اتنی مدت تک وہ جا بجا بکتی رہی تو کم از کم یہ امر قرین قیاس نہیں کہ التمش نے ایسی کنیز کو خریدنا پسند کیا ہو جو خاصی عمر کی ہو چکی تھی)

سلطان شمس الدین التمش کے مختصر سے حالات استمر کو سنانے کے بعد اسے مخاطب کرتے ہوئے بڑے پیار اور چاہت میں کنذلک خان کہنے لگا۔

''یہ جو عورتیں تمہارے پاس آ کر بیٹھی ہیں، ان سب کی سن ضرور لیا کرو لیکن کسی بات کو دل میں مت بٹھایا کرو۔ نہ ہی ان کی باتوں کو اپنے ذہن میں جگہ دیا کرو۔ اس طرح تمہاری پریشانیوں میں خوامخواہ اضافہ ہو گا۔ اب تم ایسا کرو آرام اور سکون کی حالت میں اپنے خیمے میں بیٹھو۔ جو عورت تم سے ملنے کے لئے آئے اس سے اچھا سلوک کرو لیکن کسی کی بات کو یوں نہیں مان لینا کہ تم تفکرات کا شکار ہو جاؤ۔ میں اب سلطان کی طرف جاتا ہوں اور........''

کنذلک خان اپنی بات پوری نہ کر سکا۔ اس لئے کہ جب وہ اپنی جگہ سے اٹھا تو استمر بھی اُٹھتے ہوئے کہنے لگی۔

''سلطان کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟ ابھی تو آپ پڑاؤ میں داخل ہوئے ہیں، پڑاؤ سے نکل کر سلطان نے آپ کا استقبال کیا تھا، پھر سلطان کے پاس جانے کی کیا نوبت آ گئی؟''

اس پر مسکراتے ہوئے کنذلک خان کہنے لگا۔

''جس وقت سلطان نے ہم سب کا پڑاؤ سے باہر نکل کر استقبال کیا تھا، وہیں سلطان نے مجھ سے کہا تھا کہ لباس تبدیل کرنے اور اپنی بیوی سے ملنے کے بعد

Marfat.com

میرے پاس آنا۔ سلطان کا کہنا ہے کہ وہ کسی اہم موضوع پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔''

''کیسا موضوع؟'' فکرمندی کا شکار ہوتے ہوئے استمر نے پوچھ لیا تھا۔

اس موقع پر بڑے پیارے انداز میں کذلک خان نے اس کے گال پر ہلکی سی چپت لگائی اور کہنے لگا۔

''اس میں پریشان اور فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ تم بیٹھو، سلطان نے کسی اچھے مقصد کے لئے ہی مجھے بلایا تھا۔''

اس کے ساتھ ہی کذلک خان خیمے سے نکل گیا جبکہ استمر خیمے میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی تھی۔

❀

کذلک خان جب سلطان شمس الدین التمش کے خیمے میں داخل ہوا تو خیمے میں اس وقت سلطان کے علاوہ عزالدین بھی موجود تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلطان نے اپنے قریب ہی ایک نشست پر کذلک خان کو بیٹھنے کے لئے کہا اور کذلک خان چپ چاپ آگے بڑھ کر اس نشست پر بیٹھ گیا۔

اس موقع پر کذلک خان بڑی عاجزی اور انکساری میں سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس سے پہلے ہی خیمے کے اندر سلطان شمس الدین التمش کی آواز گونج گئی تھی۔

''کذلک خان! میں جانتا ہوں، جمال الدین کی بیٹی رایان سے تمہارا گہرا تعلق رہا ہے اور وہ تمہیں پسند بھی کرتی رہی ہے۔ جمال الدین کی دونوں بیٹیوں رایان اور لبانہ کا یوں اٹھایا جانا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ہمارے کچھ مخبران سے متعلق کچھ اشارے لے کر آئے ہیں۔ میرے خیال میں انہی اشاروں کی مدد سے رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو ہم تلاش کر سکتے ہیں۔''

سلطان شمس الدین التمش کے ان الفاظ پر کذلک خان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ فوراً سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! ان سے متعلق ہمارے مخبر کیا خبر لائے ہیں؟''

Marfat.com

جواب میں سلطان شمس الدین التمش نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔
''کذلک خان! شاید تمہیں یاد ہوگا کہ جمال الدین کی بیوی کا تعلق ایک ہندو خاندان سے تھا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہمارے مخبر جو خبریں لے کر آئے ہیں ان کے مطابق مہاکال مندر کے اندر دو بڑے پجاری ہیں۔ ایک کا نام مادھو راؤ ہے، دوسرے کا نام منگل دیو ہے۔ انہی دونوں کے ساتھ ہندوستان میں قرامطیوں کا سردار اور سرکردہ قور سازباز کرتا رہا ہے اور مجھے تھوڑی دیر پہلے مخبروں نے بتایا ہے کہ قرامطیوں کا سرکردہ قور اور اس کا نائب جس کا نام اِسرام ہے، وہ کچھ عرصہ ان دونوں بڑے پجاریوں یعنی مادھو راؤ اور منگل دیو کے ساتھ مہاکال مندر کے اندر بھی قیام کئے رہے۔ ان مخبروں کا مزید کہنا ہے کہ دہلی کے نواح سے رایان اور لبانہ کو اٹھا لے جانے والے قرامتی ہیں اور یہ کام انہوں نے مادھو راؤ اور منگل دیو کی انگیخت پر کیا۔ مادھو راؤ اور منگل دیو کو اس بات کا دکھ اور غم تھا کہ جمال الدین کی بیوی کے خاندان نے اسلام کیوں قبول کر لیا۔ چنانچہ اس نے قرامطیوں کے سالار قور سے کہا کہ رایان اور لبانہ کو دہلی کے نواح سے اٹھایا جائے۔ دراصل مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں بہنوں کی شادی کسی ہندو سے کرا کر ان کی ماں کے خاندان سے مسلمان ہونے کا انتقام لیں گے۔ اب اس مادھو راؤ اور منگل دیو نے جو رایان اور لبانہ کو قرامطیوں کے سردار قور کے ذریعے اٹھایا تو انہیں کہاں رکھا گیا، اس کی ابھی تک کچھ خبر نہیں ہے اور نہ ہی پتہ چلا ہے۔ میں چاہتا ہوں بیٹے! ان دونوں بہنوں کا پتہ کیا جائے اور انہیں اٹھانے والوں کی گرفت سے نجات دلائی جائے اور جو جو بھی اس مکروہ فعل میں ملوث ہو اس کی گردن کاٹی جائے۔''

سلطان شمس الدین التمش جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔
''سلطانِ محترم! جو کچھ آپ نے کہا، میں سمجھ گیا ہوں۔ میں خود رایان اور لبانہ کی تلاش میں نکلوں گا اور پہلے میں مادھو راؤ اور منگل دیو کا ہی پتہ کروں گا۔ ان سے رایان اور لبانہ کا اتا پتہ جاننے کی کوشش کروں گا۔ میری پہلی جستجو مادھو راؤ اور منگل دیو ہوں گے۔ پہلے ان پر گرفت کروں گا۔ انہیں اپنی گرفت میں کرنے کے بعد ان سے مل

Marfat.com

رایان اور لبانہ کا اتا پتہ پوچھوں گا، جب وہ دونوں مل جائیں گی تو سب سے پہلے مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کی گردنیں کاٹوں گا، اس کے بعد قرامطیوں کے سالار قور اور اس کے دستِ راست اور نائب اِسرام کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا اور ان سے بھی نمٹوں گا اور مجھے اُمید ہے کہ میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب رکا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش کہنے لگا۔

''کذلک خان! یہ تم اکیلے کا کام نہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس مہم میں کس کس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو؟''

اس پر کذلک خان نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! میرے دریائے آمو کی طرف کے دو ساتھی ہیں۔ ایک کا نام تردی خان، دوسرے کا نام ارغون خان ہے۔ دونوں ہی میرے مقدمتہ الجیش میں شامل ہیں۔ دونوں حرب وضرب کے فنون میں بڑے ماہر ہیں۔ میں انہی دونوں کو لے کر اس مہم پر نکلوں گا۔''

کذلک خان کے خاموش ہونے پر تھوڑی دیر تک سلطان شمس الدین التمش بڑے غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''کذلک خان! میرے بیٹے! یہ کوئی معمولی کام نہیں، ایک خطرناک مہم ہے۔ اس مہم کے دوران تمہارا سامنا قرامطیوں کے قور اور اِسرام سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہ دونوں اگر تمہارا سامنا نہ کریں تو تمہارے تعاقب میں اپنے قرامطی ساتھی بھی لگا سکتے ہیں تاکہ وہ تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچائیں۔ لہٰذا بیٹے! یہ کام صرف تردی خان اور ارغون خان سے نہیں چلے گا۔ تمہاری آمد سے پہلے اس سلسلے میں، میں عز الدین کے ساتھ تفصیل سے بات کر چکا ہوں۔ ہم دونوں پہلے ہی جانتے تھے کہ تم رایان اور لبانہ کی تلاش میں ضرور نکلو گے۔ تم بے شک تردی خان اور ارغون خان کو اپنے ساتھ رکھو، لیکن تم تینوں کی حفاظت کا بھی ہم انتظام کریں گے اور یہ کام کبیر خان کرے گا۔ تھوڑی دیر بعد میں کبیر خان کو بھی اپنے خیمے میں بلا رہا ہوں اور اسے سمجھا دوں گا کہ وہ کس طرح تمہاری، تردی خان اور ارغون خان کی حفاظت کا سامان کرے گا۔

Marfat.com

یہ کام سرانجام دینے کے بعد بیٹے! آج ہی کی رات رتھمبور پر آخری ضرب لگانے کا فیصلہ ہم نے کرلیا ہے اور مجھے امید ہے کہ صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے رتھمبور ہمارے قبضے میں ہو گا۔ جس وقت تم، کبیر خان، علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی اپنی مہموں کی طرف گئے تھے تو میں، عزالدین اور دوسرے سالار بے کار نہیں بیٹھے۔ ہم نے رتھمبور کے نواحی علاقوں سے کافی بڑے بڑے درخت کاٹے ہیں اور ان کے بھاری بھر کم تنوں کو بیلوں سے کھینچی جانے والی گاڑیوں میں بڑی مضبوطی کے ساتھ نصب بھی کر دیا ہے۔ انہی درختوں کے تنوں سے شہر پناہ یا دروازوں پر ضربیں لگائی جائیں گی اور شہر پناہ کو توڑ کر شہر میں داخل ہوا جائے گا۔

اب تم جاؤ، اپنے مقدمتہ الجیش کو تیار رکھو۔ تمہارے یہاں آنے سے پہلے علاؤالدین جانی، سیف الدین کوچی کو بھی میں ایسے ہی احکامات جاری کر چکا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر تک کبیر خان آتا ہے تو جہاں میں اسے تمہاری، تردی خان اور ارغون خان کی حفاظت کا کام سونپوں گا، وہاں اسے بھی رتھمبور پر حملہ آور ہونے کے لئے تیاری کا حکم دوں گا۔"

اس طرح سلطان کے کہنے پر سلطان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کذلک خان سلطان کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

جب وہ اپنے خیمے میں داخل ہوا تو وہاں استمر بڑی بے چینی سے اس کی منتظر تھی۔ جی وہ خیمے میں داخل ہوا تو استمر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھا لیا پھر جستجو بھرے انداز اور انتہائی بے تابی میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"سلطان نے آپ کو کیوں طلب کیا تھا؟"

جواب میں سلطان کے خیمے میں ہونے والی ساری گفتگو سے کذلک خان نے استمر کو آگاہ کر دیا تھا۔

اس پر استمر کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"چلو، رایان اور لبانہ سے متعلق کچھ اشارے تو ملے۔ لیکن آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ آپ صرف تردی خان اور ارغون خان کو ساتھ لے کر جائیں گے، رایان اور لبانہ کو تلاش کریں گے۔ جبکہ آپ جانتے ہیں آپ کو قرامطیوں کے دونوں سالاروں

Marfat.com

کے خلاف بھی حرکت میں آنا پڑے گا اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ قرامطی بڑے مربز دست ہوتے ہیں۔ برے کام کرنے کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو نقصان پہنچانے میں بھی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"میں جانتا تھا تم ایسی ہی گفتگو کرو گی۔ لیکن مطمئن رہو، کبیر خان اور چند دستوں کے ذریعے سلطان شمس الدین التمش میری، تردی خان اور ارغون خان کی حفاظت کا بھی سامان کریں گے۔"

کذلک خان کے ان الفاظ پر اسےتمر کسی حد تک مطمئن ہوگئی تھی۔ پھر کذلک خان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اسےتمر! اب تم اپنے خیمے میں بالکل سکون کے ساتھ سو جاؤ۔"

"اور آپ کہاں جائیں گے؟" غور سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے اسےتمر نے پوچھ لیا تھا۔

کذلک خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"ابھی تھوڑی دیر تک رتھمبور پر رات کے وقت حملوں کی ابتداء کی جائے گی۔ سلطان نے مجھے حکم دے دیا ہے کہ میں اپنے مقدمتہ الجیش کو تیار کروں۔ چنانچہ میں جاتا ہوں اور مقدمتہ الجیش کو تیار اور استوار کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی کذلک خان اٹھا۔ اسےتمر بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسےتمر نے خود اسے جنگی لباس پہنایا، اس کے بعد کذلک خان اپنے خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رتھمبور کے شمالی دروازے کے باہر سلطان نے اپنے لشکر کو استوار کیا، لشکر کے تین حصے کیے تھے جو سلطان شمس الدین التمش کا معمول تھا۔ اپنے مقدمتہ الجیش کو بھی سلطان شمس الدین نے وسطی حصے میں ایک طرف استوار کیا تھا اور اس کے آگے کذلک خان کو رکھا تھا۔ دائیں پہلو کی کمانداری حسب سابق علاؤالدین جانی کے سپرد کی گئی۔ سیف الدین کوچی کو نائب مقرر کیا گیا۔ بائیں پہلو کی کمانداری اس بار محترم عزالدین کے ہاتھ میں تھی اور کبیر خان ان کے نائب کی حیثیت سے مقرر تھا۔ جبکہ وسطی حصے میں سلطان خود تھا۔ سلطان کے نائب کی حیثیت سے خواجہ مہذب

Marfat.com

فرائض سرانجام دے رہا تھا جبکہ وسطی حصے کے ایک پہلو میں مقدمتہ الجیش کو رکھا گیا تھا اور اس کے سامنے کذلک خان تیار اور مستعد تھا۔

اس کے بعد ایک بیل گاڑی کو آگے لایا گیا جس کے آگے دو توانا اور طاقت ور بیل جُتے ہوئے تھے۔ پیچھے جو لمبا چھکڑا تھا، اس کے اندر لکڑی کا موٹا تنا نصب کر دیا گیا تھا۔ بیلوں کے اوپر لکڑی کا چھتا سا بنا دیا گیا تھا تا کہ اگر فصیل کے اوپر سے ان پر تیر اندازی کی جائے تو بیلوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اس کے بعد سلطان نے اپنے سارے سالاروں کو لشکر کے سامنے بلایا۔ یہ ساری کارروائی فصیل کے اوپر رتھمبور کے محافظ اور سالار بھی دیکھ رہے تھے۔ وہ پریشان اور فکرمند تھے کہ دیکھیں رات کی تاریکی میں مسلمانوں کا سلطان ان کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہے۔

چنانچہ جب سب سالار سلطان کے گرد جمع ہو گئے تب سلطان نے پہلے ایک گہری نگاہ ان پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

"لشکر کو ہم نے استوار کر دیا ہے۔ جس بیل گاڑی سے ضرب لگانی ہے وہ بھی سامنے آ گئی ہے شمالی دروازے پر ضرب لگائی جائے گی اور جب ضرب لگے گی اور دروازہ ٹوٹنے کے قریب آئے گا یا ٹوٹے گا تو دو طرح کا ردِعمل ہو سکتا ہے۔....... پہلا یہ کہ دشمن کا پورے کا پورا لشکر شمالی دروازے سے نکل کر ہماری طرف بڑھے گا اور ہمیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرے گا۔

ایسی صورت میں، میں سامنے کی طرف سے لشکر کو رکوں گا۔ کذلک خان بھی میرے ہمراہ ہو گا۔ علاؤالدین جانی اور سیف الدین دونوں ان کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہو جائیں گے جبکہ عزالدین اور کبیر خان دائیں پہلو پر ضرب لگائیں گے۔ اس طرح قلعے کے اندر سے دشمن کا جو لشکر نکلے گا اس پر سامنے کی طرف سے میں، ایک طرف سے علاؤالدین جانی اور سیف الدین اور دوسری طرف سے عزالدین اور کبیر خان جب حملہ آور ہوں گے تو مجھے امید ہے وہ لشکر ہمارے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہیں سکے گا۔ واپس لوٹ کر شہر میں محصور ہونے کی کوشش کرے گا۔ ایسی صورت میں ہم پوری طاقت اور قوت کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے پورے لشکر کے ساتھ شہر میں

Marfat.com

داخل ہو جائیں گے اور شہر میں جو کوئی بھی ہتھیار اٹھائے گا اس کا قلع قمع کر کے رتھمبور پر قبضہ کر لیا جائے گا۔

یہ دشمن کی طرف سے پہلا ردِعمل ہوگا۔ اور ایک دوسرا ردِعمل دوسری صورت میں بھی ہمارے سامنے آ سکتا ہے جو کچھ اس طرح ہوگا کہ جب شمالی دروازے کو توڑ دیں گے تو ممکن ہے ایک لشکر شمالی دروازے سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہو اور دو مزید لشکر ایک مغربی دروازے سے اور دوسرا مشرقی دروازے سے نکلے اور ہمارے پہلوؤں پر آ کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے۔ ایسی صورت میں جو لشکر سامنے کی طرف سے یعنی شمالی دروازے سے نکلے گا اس سے صرف میں اور کزلک خان نمٹیں گے، باقی دونوں دروازوں سے جو لشکر نکلیں گے ان سے اپنی اپنی سمت پر علاؤالدین جانی، سیف الدین، عزالدین اور کبیر خان نمٹ لیں گے۔ میرے خیال میں اس طرح ہم بڑی آسانی سے دشمن کے دوسرے ردِعمل کو بھی ناکام بناتے ہوئے شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

سلطان کی اس تجویز سے سارے سالاروں نے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ ان کے اس اتفاق سے سلطان نے بھی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کے بعد سلطان کے حکم پر سارے سالار اپنے اپنے حصے کے سامنے استوار ہو گئے۔

اس کے بعد لشکر کا ایک مخصوص حصہ حرکت میں آیا، اس بیل گاڑی کی طرف بڑھا جس کے اندر لکڑی کا موٹا تنا نصب کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ لشکری جو اپنے سروں پر ڈھالیں باندھے ہوئے تھے، حرکت میں آئے۔ بیل گاڑیوں کے بیلوں کو انگیخت کرتے ہوئے انہیں ہانکا اور چھکڑے میں نصب لکڑی کے اس تنے سے رتھمبور کی شہر پناہ کے شمالی دروازے پر پہلی ضرب لگائی۔

چند ہی ضربیں کھانے کے بعد دروازہ ٹوٹ کر گر گیا تھا۔ دروازے کا ٹوٹ کر گرنا تھا کہ رتھمبور کا لشکر آندھی اور طوفان کی طرح نکلا اور پھر وہ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر پر خون گشتہ اندیشوں سے لیس کوہستانی پناہ گاہوں سے نکلتے مہیب اور وحشی قوم کے افراد، دریاؤں کے بند کھولتے اور پشتوں کو توڑتے برہمی پر اُترتے ساگر کی سیلابی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

Marfat.com

شاید رتھمبور کے لشکری اور ان کے سالار نہیں جانتے تھے کہ ان کی اس حرکت کو سنبھالنے، مقابلہ کرنے کے لئے سلطان شمس الدین التمش نے پہلے سے ہی اپنے سالاروں اور لشکریوں کو استوار کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب رتھمبور کا لشکر نکل کر حملہ آور ہوا، تب سب سے پہلے سامنے کی طرف سے سلطان شمس الدین التمش اور کذلک خان بے کراں وسعتوں میں اطمینان کے سایوں سے نا آشنا کرتی سکر دستی پر اُترتی آتشی برسات، آدھی رات کے آسمان پر ستاروں کے گیتوں کو نوحوں بھری صداؤں میں تبدیل کر دینے والی طوفانی یلغار کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اسی لمحہ دائیں جانب سے علاؤالدین اور سیف الدین کوچی رتھمبور کے لشکر کے پہلو پر صبح شام کے فرسنگ مٹاتی ریگ آلود تیز ہواؤں، درد کے سایوں میں رقص کرتی خوف ناک گونجوں اور عمر کے راستوں پر محرومی کی دلدلیں کھڑی کرتے ناآسودگی کے گرم موسموں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ جبکہ بائیں جانب سے عزالدین اور کبیر خان، دشتِ بیابان میں پل پل سلگتے حادثے کھڑے کرتے رینگتے زہر آلود قہر، درد کی اُڑتی خاک میں احساسات کو منجمد کرتے موت کے ہولناک سایوں کی طرح رتھمبور کے لشکریوں پر ضرب لگانے لگے تھے۔

اس طرح رتھمبور کے نواح میں سجنے والی رزم گاہ میں قضا کے خاکے اور بانجھ بدگمانیاں، گردشِ ایام کا فسوں، قضا کی مستی خیزیاں، خوف ناک خونی داستانیں اور پیاسے آبلہ پا سراب رقص کرنے لگے تھے۔

میدانِ جنگ میں ہر کوئی ستم گزیدہ ہواؤں، نفرتوں کے عہد نو کی طرح ایک دوسرے کا حلقوم کاٹنے لگا تھا۔ ہر کوئی آہیں بھرتے شور، سوزِ حیات کے اضطراب اور ذلت اور رسوائی کی علت بن کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

رتھمبور والے اس زعم میں تھے کہ رتھمبور کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ اپنے اسی زعم میں انہوں نے غلط فیصلہ کیا تھا اور شہر سے باہر نکل کر سلطان شمس الدین التمش سے مقابلہ کر بیٹھے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ماضی میں اگر رتھمبور کی طرف دیکھنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکا تو پھر سلطان شمس الدین التمش بھی انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن یہ جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ سلطان شمس الدین التمش اور اس کے

Marfat.com

سالاروں نے رتھمبور کے لشکریوں کو بے ضرر بھیڑوں کی طرح ہانکتے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

رتھمبور کے سالاروں نے جب دیکھا کہ ان کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی ہے تب وہ پلٹے۔ چاہا کہ بھاگ کر شہر میں محصور ہو جائیں لیکن سلطان شمس الدین التمش نے اس کا بندوبست پہلے سے کر رکھا تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے سلطان کا لشکر بھی شہر میں داخل ہوا اور شہر کے اندر جس کسی نے بھی ہتھیاروں سے لیس ہو کر سلطان کے لشکر کے سامنے جانا چاہا، اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ یوں بڑے شاندار انداز میں سلطان شمس الدین التمش نے رتھمبور کو فتح کیا۔

سلطان نے چند روز تک رتھمبور ہی میں قیام کیا، وہاں کے حالات سدھارنے، نظم ونسق اپنے طور طریقوں پر چلانے کے بعد سلطان اپنے لشکر کے ساتھ دہلی کی طرف چلا گیا تھا۔

Marfat.com

کذلک خان نے جس روز رایان اور لبانہ کی تلاش میں نکلنا تھا، اس روز استر بڑی دلچسپی اور بڑے انہماک کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں کذلک خان کی تیاریوں کو آخری شکل دے رہی تھی۔ جس وقت کذلک خان کے ساتھ استر ضروری سامان، چرمی خرجین میں ڈال رہی تھی، دیوان خانے کی طرف سے نیزک خان کی آواز سنائی دی۔ وہ کذلک خان اور استر دونوں کو آواز دے کر بلا رہا تھا۔ چنانچہ خرجین میں سامان ڈالتے ڈالتے استر کے ہاتھ رک گئے۔ پھر وہ اپنے سامنے بیٹھے اور خرجین کا منہ پکڑے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے پیار اور محبت سے کہنے لگی۔

"میرے خیال میں جو تھوڑا بہت سامان رہتا ہے، وہ آ کر خرجینوں میں ڈال لیتے ہیں۔ بابا ہم دونوں کو آواز دے رہے ہیں۔ چلیں، پہلے یوان خانے میں چلتے ہیں۔"

کذلک خان فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ استر کے ہاتھ سے خرجین لے کر اس نے ایک طرف رکھ دی اور دونوں میاں بیوی آگے پیچھے اپنی خواب گاہ سے نکلے۔

جب وہ دیوان خانے میں آئے تو دیوان خانے میں جہاں اس سے پہلے نیزک خان، قراطیس اور باربد بیٹھے گفتگو کر رہے تھے، وہاں اب جمال الدین، اسماء اور ان کا بیٹا قدر خان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ کذلک خان جب دیوان خانہ میں داخل ہوا تو جمال الدین اور قدر خان باری باری کذلک خان سے گلے لگ کر ملے۔ پھر جب استر، اسماء سے ملنے کے بعد اپنی ماں کے پہلو میں بیٹھ گئی تب جمال الدین بڑے پیار اور محبت میں کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''کذلک خان! تمہاری حیثیت ہمارے ہاں بیٹے کی سی ہے........ بچے! تم نے مجھے کوئی خبر نہیں کی کہ تم آج رایان اور لبانہ کی تلاش میں نکلنے والے ہو۔ وہ تو قدر خان کی ملاقات باربد سے ہوئی اور باربد نے قدر خان پر انکشاف کیا کہ آج تم روانہ ہو رہے ہو۔ بیٹے! ہم سے ملے بغیر اور ہمیں بتائے بغیر ہی تم اس مہم پر نکل جانے والے تھے۔''

جمال الدین کے ان الفاظ پر کذلک خان سنجیدہ ہو گیا تھا، کہنے لگا۔

''آپ کا کہنا اپنی جگہ درست ہے۔ میں واقعی آپ لوگوں کو بتائے اور آپ سے ملے بغیر ہی کوچ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ جو حالت آج کل آپ لوگوں کی ہے، وہ کم از کم میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ دوسرے یہ کہ جس مہم پر میں نکل رہا ہوں، میں نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب میں رایان اور لبانہ دونوں کو تلاش کر کے آپ کے پاس لاؤں گا تو پھر جس قدر شکوے، جس قدر گلے آپ کو مجھ سے ہوں گے وہ سب ڈھل جائیں گے۔ اس بنا پر میں چاہتا تھا کہ کچھ کام کر کے آپ کے سامنے آؤں جس سے آپ کو کچھ تسلی اور تشفی ہو۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تو اس بار فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے جمال الدین کی بیوی اسماء بول اُٹھی تھی۔

''بیٹے! قدر خان کہہ رہا تھا کہ تم اپنے صرف دو ساتھیوں تردی خان اور ارغون خان کے ساتھ رایان اور لبانہ کی تلاش میں دہلی سے کوچ کر رہے ہو۔ تاہم مجھے یا میرے شوہر کو یہ نہیں بتایا گیا کہ تم کس سمت کا رخ کرو گے۔''

جواب میں کذلک خان کہنے لگا۔

''یہ سارا معاملہ راز میں رکھا گیا ہے۔ کسی کو نہیں پتہ کہ رایان اور لبانہ کو تلاش کرنے میں کس وقت نکلوں گا اور کس سمت کا رخ کروں گا اور وہ کون سا مقام ہے جسے میں نے رایان اور لبانہ کو تلاش کرنے کے لئے چنا ہے۔ یہ ساری باتیں خاص مقصد کے تحت راز میں رکھی گئی ہیں۔ جہاں تک آپ کا یہ خیال ہے کہ میں صرف اپنے دو ساتھیوں تردی خان اور ارغون خان کو ساتھ لے کر اس مہم پر نکل رہا ہوں تو بظاہر ایسا ہی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی ہماری حفاظت کے لئے سلطان شمس الدین التمش نے

Marfat.com

کچھ انتظامات کئے ہیں اور وہ بہت عمدہ انتظامات ہیں۔ بس ایک بار میں ان لوگوں پر گرفت کرنے میں کامیاب ہو گیا جو رایان اور لبانہ کو اٹھا کر لے گئے ہیں تو پھر ان کی گردنیں محفوظ نہیں رہیں گی۔ آپ لوگوں کو میرے خلاف یہ شکوہ اور شکایت ہو گی کہ رایان اور لبانہ کے اس طرح گم ہو جانے کے بعد میں آپ کے ہاں کم ہی آیا ہوں۔ دراصل میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ آپ تینوں کی حالت کم از کم میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کروں گا اور جانے سے پہلے میری آپ لوگوں سے التماس ہے کہ میری کامیابی کے لئے بھی دعا کریں۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کے جواب میں جمال الدین کی بیوی نے گھورنے کے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی

''بیٹے! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ ہم تمہاری کامیابی اور کامرانی کے لئے دعا نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ ...... بیٹے! میرا دل کہتا ہے کہ تم رایان اور لبانہ کا اتا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ بچے! تمہارے زادِ راہ کے لئے ہم کچھ سامان بھی لے کر آئے ہیں۔''

اس موقع پر قراطیس بول اٹھی اور اسماء کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بہن! آپ لوگوں کو یہ زحمت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟''

اس پر اسماء مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بہن! کذلک خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ رخصت ہو رہا ہے۔ ایسے موقع پر اس کے پاس جس قدر سامان ہو، کم ہے۔''

اس موقع پر استر اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی۔

''ان کی روانگی کے لئے میں نے تھوڑی سی تیاری کرنی ہے۔ ابھی میں مطبخ کی طرف جاتی ہوں، سب اکٹھے ہوئے ہیں، مل کر کھانا کھاتے ہیں اور کھانا کھانے کے بعد یہ یہاں سے رخصت ہوں گے۔''

اس پر قراطیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور استر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''استر بیٹے! تم ایسا کرو، کذلک خان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس کی تیاری فی

Marfat.com

الفور مکمل کرو۔ میں کھانا تیار کرتی ہوں، پھر سب بیٹھ کر کھاتے ہیں اور اس کے بعد کذلک خان کو الوداع کہتے ہیں۔''

قراطیس جب کھڑی ہوئی تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسماء بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''قراطیس! میری بہن! آپ کا کہنا درست ہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ مطبخ کی طرف چلتی ہوں۔ دونوں بہنیں مل کر کھانا تیار کرتی ہیں۔ اتنی دیر تک استر اور کذلک خان اپنی تیاری کو آخری شکل دیتے ہیں۔ ان کے ایسا کرنے تک نیزک خان، جمال الدین، قدر خان اور باربد یہیں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں۔''

اس پر قراطیس اور اسماء تو اٹھ کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی کذلک خان اور استر بھی اٹھے اور دوبارہ اپنی خواب گاہ کی طرف چلے گئے تھے جہاں سے اٹھ کر وہ دیوان خانے کی طرف آئے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں میاں بیوی سامان درست کرتے رہے۔ جب وہ اپنا کام ختم کر چکے تب استر ایک نشست پر ہو بیٹھی۔ کذلک خان کا بازو پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھایا پھر بڑے غور اور کسی قدر اُداسی اور افسردگی سے کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں جانتی ہوں آپ ایک بہت اچھے کام پر نکل رہے ہیں۔ سب سے پہلے میں آپ سے یہ کہوں گی کہ اپنے کھانے پینے اور اپنی خوراک کا اہتمام کیجئے گا اس کے علاوہ چوکنے اور محتاط ہو کر اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آیئے گا۔ میں جانتی ہوں جن علاقوں کی طرف آپ جا رہے ہیں وہ خطرناک ہیں لیکن چونکہ سلطان شمس الدین التمش نے کبیر خان کی سرکردگی میں حفاظت کے عمدہ انتظامات کئے ہیں اس لئے میں کسی حد تک مطمئن ہوں۔ آپ نے یہ اچھا کیا کہ کسی پر یہ انکشاف ہیں کیا کہ آپ کی منزل کون سا مقام ہے........''

یہاں تک کہتے کہتے استر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''انکشاف کیوں نہیں کیا؟ تمہیں تو بتایا ہے کہ میری منزل کون سی ہے اور مجھے

Marfat.com

کہاں جانا ہے؟"

اس پر اسمتر مسکرائی، ہلکی سی پیار بھری چپت کذلک خان کے گال پر لگائی پھر بڑے پیارے انداز میں کہنے لگی۔

"مجھے بتانے سے کیا ہوتا ہے؟ میں آپ کی ذات، آپ کے جسم کا ایک حصہ ہوں۔ سمجھ لیں جو بات آپ جانتے ہیں وہ میں بھی جانتی ہوں۔ گویا آپ نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ روانگی سے پہلے میں آپ سے یہی کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ایک طرح سے دو قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار ہونے والے ہیں۔ ایک مہاکال کے دونوں بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو اور دوسری بڑی قوت قرامطیوں کی ہے۔ وہ چھپ کر حملہ کرنے اور پشت کی جانب سے وار کرنے میں بڑے ماہر اور دلیر ہیں۔ لہٰذا آپ ان کی طرف سے محتاط رہیے گا۔"

جواب میں بڑے پیارے انداز میں کذلک خان نے اپنا ہاتھ اسمتر کے سر پر رکھا اور کہنے لگا۔

"تمہیں زیادہ پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جانتی ہو میں اپنے آپ کو خطرات میں نہیں ڈالوں گا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری غیر موجودگی میں ایک لڑکی نام جس کا اسمتر ہے اور جو اب میری ذات، میرے جسم کا حصہ ہے، وہ بڑی بے چینی سے میری واپسی کا انتظار کرے گی۔ اس بنا پر میں کیوں اور کیسے اپنے آپ کو خطرات میں ڈالوں گا؟

اسمتر! فی الحال میں اور میرے ساتھی رایان اور لبانہ کو تلاش کرنے کے لئے نکلیں گے اور اس کی ابتدا مادھو راؤ اور منگل دیو سے ملاقات کے بعد کریں گے۔ ہم اپنی پہلی منزل میں قرامطیوں کو فراموش کریں گے۔ کل جو میری ملاقات سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین سے ہوئی ہے اس میں کبیر خان بھی شامل تھا۔ اس میں تردی خان اور ارغون خان دونوں بھی موجود تھے لہٰذا فیصلہ یہی ہوا تھا کہ اس مہم کے دو حصے ہوں گے۔ پہلے حصے میں رایان اور لبانہ کو تلاش کیا جائے گا اور اس تلاش کا سلسلہ مادھو راؤ اور منگل دیو سے شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کو تلاش کرنے کے بعد پھر سلطان جنہوں نے اپنے مخبر پھیلا رکھے ہیں اس وقت حرکت میں آئیں گے۔ اور بتائیں گے۔

Marfat.com

کہ قرامطیوں کے سرکردہ قور اور اس کے دستِ راست اِسرام نے کہاں قیام کر رکھا ہے اور وہ کون سے کاموں میں مصروف ہیں اور کس جگہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکٹھا ہونا چاہتے ہیں۔

سلطان چاہتا ہے کہ جس وقت قور اور اِسرام اپنی قرامطی قوتوں کے ساتھ کسی جگہ جمع ہوں تو وہاں ان پر حملہ آور ہو کر مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے تا کہ آنے والے دور میں کسی سالار، کسی سرکردہ امیر اور حکمران کو قرامطیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہ رہے۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا تب فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے استر بول اُٹھی۔

''ان قرامطیوں اور یہاں کے مختلف ہندو حکمرانوں کا آپس میں میل جول اور اتفاق کیسے ہو گیا؟''

اس پر کذلک خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''استر! یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ان قرامطیوں نے جب سے ہندوستان میں جڑ پکڑی، مسلمانوں کے مقابلے میں انہوں نے یہاں مقامی ہندوؤں کو ترجیح دی۔ ایسا انہوں نے سلطان محمود غزنوی کے دور میں بھی کیا اور ایسا ہی انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کے دور میں بھی کیا۔ سلطان محمود غزنوی کے دور میں ملتان کے قریب ایک ہندو راجہ کی راجدھانی جس کا نام بھاٹیہ تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے دور میں بھاٹیہ کا حکمران ایک شخص بھیرا رائے نامی تھا۔ بڑا مغرور اور متکبر تھا۔ جس وقت سلطان محمود غزنوی کا باپ سبکتگین ہندوستان کے کچھ علاقوں پر حملہ آور ہوا تھا تو یہی مغرور اور متکبر راجہ سبکتگین کے ہندوستانی نائبوں کو نظر میں نہ لاتا تھا اور نہ مقامی راجہ جے پال کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتا تھا۔

اس راجہ کے ملتان کے حکمرانوں سے بڑے گہرے تعلقات تھے اور ملتان کے حکمران ان دنوں قرامطی تھے اور ان کے حکمران کا نام ابوالفتح تھا۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی کو اس گٹھ جوڑ کا پتہ چلا اور ساتھ ہی اسے یہ بھی خبر ہوئی کہ قرامطی ملتان ہی نہیں آس پاس کے مسلمانوں پر بھی بڑا جبر اور ظلم کرتے ہیں، تب وہ اپنا لشکر لے کر نکلا،

Marfat.com

پہلے راجہ بھاٹیہ پر حملہ آور ہوا اور کئی روز کی مسلسل لڑائی کے بعد سلطان محمود غزنوی نے راجہ کو بدترین شکست دی۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر خیال کرتا تھا لیکن سلطان محمود غزنوی نے اس کے لشکر کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں اور اس جنگ میں سلطان کے ہاتھوں راجہ بھی موت کے گھاٹ اتر گیا۔

بھاٹیہ کے راجہ کا قصہ پاک کرنے کے بعد سلطان محمود غزنوی قرامطی حکمران ابوالفتح کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا جس کے تعلقات مقامی ہندو حکمرانوں سے اچھے تھے اور وہ مسلمانوں پر جبر اور ظلم کرنے میں بڑا ماہر تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے ابوالفتح کو اس کی سرکشی اور الحاد پروری کی سزا دینے کے لئے ملتان پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ قرامطی حکمران ابوالفتح کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے مقامی راجہ انند پال سے سلطان کے خلاف مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی کو جب راجہ انند پال اور قرامطی حکمران ابوالفتح کے اس گٹھ جوڑ کا علم ہوا تو اس نے دونوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ سلطان جب ملتان پر ضرب لگانے کے لئے ہندوستان میں داخل ہوا تو راجہ انند پال نے لاہور سے نکل کر پشاور کی طرف جاتے ہوئے سلطان محمود غزنوی کا راستہ روکنا چاہا۔ چنانچہ سلطان بھی یہی چاہتا تھا کہ ابوالفتح کی حمایت کرنے والے انند پال کو بھی سبق سکھائے۔ سو وہ انند پال کے خلاف حرکت میں آیا، جنگ ہوئی، میدانِ کارزار گرم ہوا اور انند پال کو سلطان محمود غزنوی نے بدترین شکست دی اور وہ کشمیر کی طرف بھاگ گیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان پھر ملتان کی طرف بڑھا اور قرامطی حکمران ابوالفتح کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے بعد غزنی لوٹ گیا۔ یہ قرامطیوں کے خلاف مسلمانوں کی پہلی ضرب تھی اور یہ ضرب سلطان محمود غزنوی نے مقامی مسلمانوں کو تنگ کرنے اور ان پر ظلم کرنے کی وجہ سے قرامطیوں پر لگائی۔

ان قرامطیوں پر ضرب سلطان شہاب الدین غوری نے لگائی۔ اس لئے کہ سلطان محمود غزنوی کے بعد ان قرامطیوں نے پھر طاقت اور قوت پکڑ لی اور ملتان میں اپنی حکومت قائم کر لی اور ان کے تعلقات اُچ کے راجہ کے ساتھ بڑے مضبوط، مستحکم اور دوستانہ اور برادرانہ تھے۔ سلطان شہاب الدین کو بھی خبر ملی کہ ملتان کے قرامطی

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف جبر اور ظلم کی بھٹی گرم کئے ہوئے ہیں، تب وہ بھی حرکت میں آیا، ملتان پر حملہ آور ہو کر قرامطیوں کے زور کو توڑا اور ملتان کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ ساتھ ہی اُچ پر بھی حملہ آور ہوا اور وہاں کے راجہ کو اس نے بدترین شکست دی اور حالت یہ ہوئی کہ اُچ کے راجہ کی راجکماری سلطان کے حرم میں داخل ہوئی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان کچھ دیر کو رکا، پھر دوبارہ استمر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"استمر! ان قرامطیوں کا مقامی ہندو حکمرانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا یا ان سے تعلقات کا استحکام اور ان کی طرف داری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان کی یہ کارروائیاں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے جبر و ظلم اور زیادتیوں کی داستانیں سلطان محمود غزنوی کے دور سے بھی پہلے کی ہیں اور اب تک جاری و ساری ہیں۔

تم نے دیکھا کہ چند ہی ماہ پہلے قرامطی اچانک تاجروں اور مسافروں کے بھیس میں دہلی میں داخل ہوئے اور جمعہ کے روز اچانک جامع مسجد میں گھس کر نہ صرف نماز کے دوران نمازیوں کو نقصان پہنچایا بلکہ سلطان شمس الدین التمش کو بھی موت کے گھاٹ اُتارنا چاہا۔ یہ تو قرامطیوں کی بدقسمتی تھی کہ وہ نمازیوں کے ہی ہاتھوں مارے گئے۔ یہی وہ قرامطی ہیں جن کے ہاتھوں سلطان شہاب الدین شہید ہوا اور اب یہی قرامطی ہیں جو ہندوستان میں سلطان شمس الدین التمش کی حکومت کو گرانے کے درپے ہیں۔ گویا یہ لوگ شروع سے مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت مضبوط اور مستحکم ہو۔

استمر! فی الحال سلطان نے فیصلہ کیا ہے کہ قرامطیوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے دونوں سربراہوں یعنی قور اور اسرام کی سرکردگی میں کہیں جمع ہوں۔ جونہی یہ کہیں جمع ہوں گے، سلطان کے مخبر اطلاع کریں گے اور پھر ان کے اجتماع پر ایسی اجتماعی کارروائی کی جائے گی کہ قرامطیوں کی طاقت اور قوت کو بے ضرر بنا کر رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت میری روانگی کا مقصد صرف رایان اور لبانہ کو تلاش کرنا ہے۔ لہٰذا تم فکرمند نہ ہو۔ اس مہم کے دوران میں کسی قرامطی کے خلاف حرکت میں نہیں آؤں گا۔"

جب تک کذلک خان اور استمر دونوں میاں بیوی اپنی خواب گاہ میں اپنی تیاریاں

Marfat.com

کرتے رہے اور گفتگو بھی کرتے رہے، تب تک قراطیس اور اسماء دونوں نے مل کر کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی۔ تب استمر اور کذلک خان نکلے۔ سب کے ساتھ مل کر انہوں نے کھانا کھایا، اس کے بعد سب نے کذلک خان کو الوداع کہا۔ حویلی سے نکل کر کذلک خان مستقر کی طرف گیا تھا، وہاں کبیر خان سے ملنے کے بعد اس نے تردی خان اور ارغون خان کو ساتھ لیا، اس کے بعد وہ اپنی مہم پر روانہ ہو گیا تھا۔

Marfat.com

کذلک خان، تردی خان اور ارغون خان تینوں ایک روز مہا کال مندر کے صدر دروازے کے سامنے جا نمودار ہوئے۔ دروازے کے قریب جا کر تینوں اپنے گھوڑوں سے اُترے۔ انہوں نے دیکھا مندر کے صدر دروازے پر ایک محافظ کھڑا تھا۔ کذلک خان تردی خان اور ارغون خان دونوں کو گھوڑوں کے پاس کھڑا کرنے کے بعد خود مہا کال مندر کے صدر دروازے کے اس محافظ کی طرف بڑھا، اس کے قریب گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! مجھے بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو سے ملنا ہے۔''

اس محافظ نے پہلے سر سے لے کر پاؤں تک کذلک خان کا جائزہ لیا، کچھ سوچا، پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہاں سے آئے ہو؟ اور دونوں پنڈتوں مادھو راؤ اور منگل دیو سے تمہیں کیا کام ہے؟''

''میرے عزیز! میں نہ مادھو راؤ کو جانتا ہوں نہ منگل دیو کو اور نہ ہی وہ دونوں میرے واقف کار ہیں۔ میں دراصل قرامطی ہوں۔ میرے ساتھ وہ میرے دو ساتھی بھی کھڑے ہیں۔ ہم لوگ دہلی سے آئے ہیں اور مادھو راؤ اور منگل دیو کو ہم قرامطیوں کے سربراہ قور اور اسرام کے لئے انتہائی اہم پیغام پہنچانا چاہتے ہیں۔ حالات کچھ ایسے ہیں کہ ہمیں فی الفور دہلی واپس جانا ہے۔ اس بناء پر ہم چاہتے ہیں کہ یہ پیغام مادھو راؤ اور منگل دیو کو دے کر ہم واپس چلے جائیں۔ قور اور اسرام سے ہماری ملاقات نہیں ہو

Marfat.com

سکتی اس بناء پر ہم چاہتے ہیں کہ جو پیغام ہمارے پاس ہے وہ مادھو راؤ اور منگل دیو سے کہہ دیں اور وہ دونوں خود ہی یہ پیغام قور اور اِسرام تک پہنچانے کا اہتمام کر دیں گے۔"

کذلک خان کی اس گفتگو سے مہا کال مندر کا وہ محافظ خاصا متاثر ہوا تھا اس لئے کہ جو حوالہ جات کذلک خان نے دیئے تھے وہ اس کے دل کو لگے تھے۔ لہٰذا وہ کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ قور اور اِسرام واقعی ان دنوں یہاں نہیں ہیں۔ اور میرے خیال میں کسی کو پتہ بھی نہیں کہ وہ کہاں ہیں لیکن وہ اپنے کام میں ضرور لگے ہوں گے۔ میرے عزیز! مجھے افسوس ہے کہ اتنا لمبا سفر طے کرنے کے باوجود تمہاری ملاقات یہاں مادھو راؤ اور منگل دیو سے نہ ہو سکے گی۔ اس لئے کہ مادھو راؤ اور منگل دیو ان دنوں یہاں نہیں ہیں۔ وہ دونوں متھرا گئے ہوئے ہیں۔"

وہ محافظ جب خاموش ہوا تب مایوس اور افسردہ سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا:

"بھائی! یہ تم نے بڑی بری خبر سنائی ہے۔ اب میں نے اور میرے ساتھیوں نے متھرا تو نہیں دیکھا ہوا اور ہمارا مادھو راؤ اور منگل دیو سے ملنا اور ملاقات کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اب میں ان دونوں کو کہاں تلاش کرتا پھروں کا کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہاں تمہارے مہا کال مندر سے کوئی ہمارے ساتھ جائے اور مادھو راؤ اور منگل دیو نے یہاں قیام کیا ہوا ہے وہاں تک ہماری رہنمائی کرے۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جو شخص بھی میرے ساتھ جائے گا اسے میں معاوضے کے طور پر معقول بلکہ بڑی رقم ادا کروں گا۔ میرے بھائی! اگر تم اس کا کوئی اہتمام اور بندوبست کر دو تو میں تمہیں بھی ایک اچھی خاصی رقم دینے کے لئے تیار ہوں۔ دیکھو، جس کام کے لئے ہم تینوں آئے ہیں وہ کام بڑا اہم ہے اور اگر وہ پیغام جو ہم لے کر آئے ہیں، مادھو راؤ اور منگل دیو تک نہ پہنچا تو پھر قرامطیوں کے سربراہ قور اور اس کے دستِ راست اور نائب اِسرام دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کذلک خان جب خاموش ہوا تب وہ محافظ کچھ دیر سو

Marfat.com

رہا پھر کہنے لگا۔

''تم ایسا کرو تھوڑی دیر یہاں رکو، میں اندر جاتا ہوں اور تمہارا معاملہ اندر پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جائے تو میں اسے اپنے ساتھ لے کر آؤں گا۔''

اس محافظ کے ان الفاظ پر کذلک خان نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔ پھر وہ وہیں کھڑا رہا۔ محافظ اندر چلا گیا۔ اس موقع پر اپنے دونوں ساتھیوں تردی خان اور ارغون خان کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو مخصوص اشارہ کیا اور اشارہ پا کر تردی خان اور ارغون خان خوش ہو گئے تھے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ محافظ باہر آیا۔ اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ جوان اور توانا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محافظ کہنے لگا۔

''یہ جوان جو میں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں اس کا نام کوکا رائے ہے۔ یہ مہا کال مندر کے اندر مادھو راؤ اور منگل دیو کے محافظوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ میں نے تمہارا معاملہ اندر مندر کے سرکردہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اور تمہارے کام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے وہ اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ یہ کوکا رائے تمہارے ساتھ جائے گا اور مادھو راؤ اور منگل دیو تک تمہاری رہنمائی کرے گا۔ شرط یہ ہے کہ اس کے پاس سواری نہیں ہے۔ سواری کا اہتمام بھی تم لوگ کرو گے اور اس کے سارے اخراجات بھی تم برداشت کرو گے۔''

اس محافظ کے ان الفاظ پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''ہمیں ہر شرط منظور ہے۔ اس کے اخراجات بھی برداشت کریں گے۔ اس کے لئے سواری بھی مہیا کریں گے اور اسے اتنی رقم بھی مہیا کریں گے جو ساری عمر اس کے اخراجات پورے کرتی رہے۔''

محافظ کے علاوہ وہ نوجوان جس کا نام کوکا رائے تھا، کذلک خان کے یہ الفاظ سن کر خوش ہو گیا تھا۔ کذلک خان نے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور کچھ سنہری سکے نکال کر جب اس نے محافظ کو تھمائے تو محافظ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کوکا رائے کا منہ

Marfat.com

کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ پھر کوکا رائے کو مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

''کوکا رائے! وہ دونوں پیچھے جو جوان کھڑے ہیں وہ دونوں میرے ساتھی ہیں۔ تم ایسا کرو مندر سے جو سامان تم نے لینا ہے، لو اور آؤ یہاں سے کوچ کریں۔''

کوکا رائے خوش ہو گیا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے کہنے لگا، ذرا رکو میں ابھی آتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ بھاگتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ آیا، ہاتھ میں اس کے اپنے کپڑوں اور ضروری سامان کی گٹھڑی تھی۔ چنانچہ کذلک خان نے اسے اپنے ساتھ لیا، اسے تردی خان کے پیچھے گھوڑے پر سوار کروایا، خود بھی گھوڑے پر بیٹھا، اس کے بعد کذلک خان، تردی خان اور ارغون خان تینوں کوکا رائے کی رہنمائی میں متھرا کا رخ کر رہے تھے۔

جب وہ متھرا شہر کے نواح میں پہنچے تب کوکا رائے کو مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

''میرے عزیز! پہلے یہ بتاؤ کہ مادھو راؤ اور منگل دیو نے کہاں قیام کر رکھا ہے؟''

اس پر کوکا رائے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! متھرا سے جو شاہراہ جنوب مغرب کے رخ پر بھرت پور کی طرف جاتی ہے، متھرا سے تھوڑی ہی دور ایک بہت بڑا مندر ہے، اسی مندر کے اندر مادھو راؤ اور منگل دیو نے قیام کر رکھا ہے۔''

اس موقع پر کذلک خان نے لمحہ بھر کے لئے کچھ اشاروں اور بڑی رازداری سے تردی خان اور ارغون خان کے ساتھ گفتگو کی اس کے بعد کوکا رائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کوکا رائے! شاید مہا کال مندر کے محافظ نے تمہیں بتایا ہو گا کہ ہم کس مقصد کے تحت مادھو راؤ اور منگل دیو سے ملنا چاہتے ہیں۔''

اس پر کوکا رائے کہنے لگا۔

''ہاں، محافظ نے مجھے تفصیل سے بتایا ہے۔ اس سلسلے میں تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

چنانچہ دوبارہ کذلک خان، کوکا رائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''کوکا رائے! میں اپنے دونوں ساتھیوں کو باندہ اور کالنجر کی طرف روانہ کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ کچھ لوگوں سے مجھے خبر ملی تھی کہ قور اور اِسرام دونوں نے باندہ اور کالنجر کی طرف اپنے کام کی ابتدا کر رکھی ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ میں جو اہم خبر لے کر آیا ہوں، میں چاہتا ہوں فی الفور قور اور اِسرام تک پہنچے۔ میرے دونوں یہ ساتھی باندہ اور کالنجر کا رخ کریں گے اور جو پیغام ہم مادھو راؤ اور منگل دیو تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ پیغام یہ دونوں قور اور اِسرام تک پہنچائیں گے۔ اگر حالات کی ستم ظریفی سامنے آجائے اور میرے دونوں ساتھیوں کی ملاقات قور اور اِسرام سے نہ ہو سکے اور یہ ناکام واپس آجائیں تب جو پیغام تمہارے ساتھ جا کر میں مادھو راؤ اور منگل دیو تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ پیغام اگر ان دونوں تک پہنچ گیا تب بھی خیریت گزرے گی۔ اس لئے کہ مجھے اُمید ہے کہ مادھو راؤ اور منگل دیو حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے وہ پیغام وقت ضائع کئے بغیر کسی نہ کسی طرح قور اور اِسرام تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا میرے بھائی! یہاں سے میرے دونوں ساتھی ہم سے علیحدہ ہو کر باندہ اور کالنجر کی طرف چلے جائیں گے۔ صرف میں اور تم اس مندر کا رخ کرتے ہیں جس میں مادھو راؤ اور منگل دیو نے قیام کر رکھا ہے۔ میرے عزیز ساتھی! اب کیونکہ تجھے پورے حالات کا علم ہے لہٰذا اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گا کہ جس مندر میں مادھو راؤ اور منگل دیو نے قیام کر رکھا ہے، میں اس مندر کے اندر داخل نہیں ہوں گا۔ اس لئے کہ جو پیغام ہم لے کر آئے ہیں اس پیغام کی خبر مادھو راؤ اور منگل دیو کے علاوہ کسی کو نہیں ہونی چاہئے۔ تم ایسا کرنا، مادھو راؤ اور منگل دیو سے کہنا کہ حالات قور اور اِسرام کے لئے بڑے سنگین ہیں۔ ان کے لئے کچھ لوگ پیغام لے کر آئے ہیں۔ لہٰذا مادھو اور منگل دیو کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ متھرا کے اس نواحی مندر میں قیام ترک کر کے فوراً مہا کال مندر کو روانہ ہو جائیں۔ اس میں ان کا بھی تحفظ ہے۔ انہیں کیا خطرہ ہے، یہ میں انہیں اس وقت آگاہ کروں گا جب ان دونوں سے میری ملاقات ہو گی۔ میں چاہتا ہوں میں اور تم دونوں اپنی حفاظت میں مادھو راؤ اور منگل دیو کو واپس مہا کال لے کر جائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کی جانوں کے لئے بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔''

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی تردی خان اور ارغون خان کو کذلک خان نے مخصوص اشارہ کیا جس پر وہ الوداع کہتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ کوکا رائے کو لے کر کذلک خان آگے بڑھا تھا۔

جس مندر میں مادھو راؤ اور منگل دیو نے قیام کر رکھا تھا اس مندر کے قریب جا کر کذلک خان رک گیا اور کوکا رائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کوکا رائے! تم اندر جاؤ، مادھو راؤ اور منگل دیو کو باہر بلا کر لاؤ۔ میں ان سے تفصیل کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ اگر وہ ابھی اور اسی وقت ہمارے ساتھ مہاکال مندر کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئے تو ٹھیک ورنہ جو پیغام میں لے کر آیا ہوں وہ یہیں ان تک پہنچانے کے بعد میں واپسی کا سفر شروع کروں گا یا اپنے دوساتھیوں کے پیچھے پیچھے باندہ اور کالنجر کا رخ کر لوں گا۔''

کوکا رائے نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ کذلک خان اپنے گھوڑے سے اتر کر وہیں کھڑا ہو گیا جبکہ کوکا رائے مندر میں داخل ہوا تھا۔

اس وقت جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا، مادھو راؤ اور منگل دیو اس مندر کے صحن ہی میں کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ کوکا رائے کیونکہ مہاکال مندر میں مادھو راؤ اور منگل دیو کے محافظوں میں سے ایک تھا لہٰذا ان دونوں نے اسے پہچان لیا تھا اور اسے دیکھ کر فکرمندی کا شکار ہوئے تھے۔ دونوں اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے اس مندر کے لوگ جو ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

کوکا رائے جب قریب گیا تب مادھو راؤ نے انتہائی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''کوکا رائے! کیا بات ہے؟ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟''

کوکا رائے کو کیونکہ کذلک خان کی طرف سے بھاری رقم کے انعام کا لالچ تھا لہٰذا کوکا رائے کہنے لگا۔

''پنڈت جی! معاملہ بڑا سنگین ہے۔ قرامطیوں کا ایک شخص ان کے سالار قور اور اسرام کے لئے ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آیا ہے۔ وہ تین آدمی تھے جو پہلے مہاکال

Marfat.com

مندر میں گئے، وہاں انہوں نے بات کی، اس کے بعد وہ تینوں مجھے ساتھ لے کر آئے۔ راستے میں دونوں بانڈہ اور کالنجر کی طرف چلے گئے ہیں۔ جو پیغام وہ لے کر آئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طریقے سے قور اور اِسرام تک پہنچ جائے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ بانڈہ اور کالنجر میں ان دو کی ملاقات قور اور اسرام سے نہ ہو سکی تو ان کا تیسرا ساتھی جو میرے ساتھ آیا ہے وہی پیغام آپ کو پہنچا کر واپس چلا جائے گا اور وہ پیغام آپ کے ذریعے سے قور اور اسرام تک کسی نہ کسی طریقے سے پہنچے گا۔ اس طرح وہ پیغام پہنچنے کے بعد وہ دونوں اپنے آپ کو محفوظ کر لیں گے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں آپ دونوں کی زندگیاں بھی خطرے میں ہیں۔ آنے والے ان تینوں میں سے ایک نے کہا تھا کہ بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کر کے فوراً مہاکال مندر کی طرف جا کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔"

کوکا رائے یہیں تک کہنے پایا تھا کہ مادھو راؤ اور منگل دیو کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ اُداس اور افسردہ ہو گئے تھے۔ اس بار منگل دیو نے کوکا رائے کو مخاطب کیا۔

"کوکا رائے! تم نے پیغام کچھ ادھورا سا سنایا ہے۔ سمجھ نہیں آئی، کیا معاملہ ہے، کس کی طرف سے ہم دونوں کے علاوہ قور اور اسرام کی جانوں کو خطرہ ہے؟"

اس پر کوکا رائے کہنے لگا۔

"میرے ساتھ آنے والا مندر کے باہر ہی کھڑا ہے۔ وہ اندر نہیں آنا چاہتا۔ دراصل وہ آپ دونوں سے علیحدگی اور انتہائی رازداری میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ آپ باہر نکل کر اس سے مل لیں۔ اس کا یہی مشورہ ہے کہ آپ دونوں فی الفور یہاں سے کوچ کر کے مہاکال مندر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر آپ دونوں روانہ نہیں ہوتے تو پھر جو پیغام اس کے پاس ہے، آپ دونوں تک پہنچا کر واپس چلا جائے گا۔"

کوکا رائے جب خاموش ہوا تب اس مندر کا ایک فرد مادھو اور منگل دیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا:

"یہ کوئی دھوکہ اور فریب بھی ہو سکتا ہے۔"

کوکا رائے کو چونکہ انعام اور رقم ملنے کی اُمید تھی لہٰذا فوراً کذلک خان کی نمائندگی

Marfat.com

اور وکالت کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ایک آدمی کیا دھوکا اور فریب کرے گا؟ اور پھر وہ قراملی ہے۔ وہ سب کچھ تور اور اسرام کی زندگی محفوظ کرنے کے لئے کر رہا ہے۔ وہ کیا پیغام لے کر آیا ہے اس کی تفصیل اس نے مجھے نہیں بتائی تاہم اس کا یہ کہنا ہے کہ تور اور اسرام کے ساتھ مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کی زندگیوں کو بھی خطرہ ہے۔''

کوکا رائے کے ان الفاظ پر مادھو راؤ اور منگل دیو نے کچھ سوچا پر مادھو راؤ کہنے لگا۔

''کوکا رائے ٹھیک کہتا ہے۔ اگر وہ ایک آدمی ہے تو ہمارے لئے کیا خطرے کا باعث بن سکتا ہے؟ اگر وہ مندر سے باہر کھڑا ہے تو اس کی بات سن لیتے ہیں، وہ کیا کہتا ہے۔''

چنانچہ مادھو راؤ اور منگل دیو، کوکا رائے کے ساتھ ہو لئے۔ اس مندر کے کچھ آدمی بھی مادھو راؤ اور منگل دیو کے پیچھے ہو لیے تھے۔ جب وہ اس جگہ آئے جہاں مندر سے باہر کذلک خان کھڑا تھا تب مادھو راؤ نے اسے مخاطب کیا۔ پہلے اپنا اور منگل دیو کا تعارف کروایا اس کے بعد کہنے لگا۔

''میرے عزیز! پہلے یہ بتا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ جو پیغام تو لے کر آیا ہے، کس کی طرف سے ہے؟ کس نوعیت کا ہے؟ اور تور اور اسرام کے علاوہ میری اور منگل دیو کی زندگی کو کیا خطرہ ہے؟''

مادھو راؤ کے ان الفاظ پر کذلک خان نے غور سے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''مادھو راؤ جی! اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں یہیں کھڑے کھڑے تھوڑا سا ایک طرف ہو کر آپ اور منگل دیو سے رازدارانہ گفتگو کر سکتا ہوں؟''

اس پر مادھو راؤ نے خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا۔

''کیوں نہیں........ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔'' ساتھ ہی مادھو راؤ اور منگل دیو ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ کذلک اُن کے قریب آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے کوکا رائے پر پوری بات اور پورا پیغام ظاہر نہیں کیا۔ اس طرح بات

Marfat.com

تیزی سے پھیلنے کا خطرہ تھا۔ آپ دونوں پر میں یہ انکشاف کروں کہ میں قرامطی ہوں۔ دہلی میں قور نے جو شمس الدین التمش کا خاتمہ کرنے کے لئے دہلی کی جامع مسجد میں اپنے آدمیوں کے ذریعے حملہ کروایا تھا اس حملے میں، میں شامل تھا اور یہ سارے معاملات اپنے ایک خاص آدمی کے ذریعے قور نے میرے ساتھ ہی معاملہ طے کر کے مکمل کئے تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بدقسمتی سے شمس الدین التمش کے خلاف ہماری وہ مہم ناکام رہی۔ ناکامیاں بھی کبھی کبھی ایسا ثمر دے کر جاتی ہیں کہ مالا مال کرتی چلی جاتی ہیں۔ پنڈت جی! پہلے یہ بتائیں کہ اگر آپ دونوں کی جان کو کوئی خطرہ ہو تو یہ مندر آپ کے لئے محفوظ رہے گا یا مہا کال؟''

اس پر مادھوراؤ کی بجائے منگل دیو بول اٹھا۔

''یہ مندر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں تو جو چاہے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کر سکتا ہے۔ لیکن مہا کال مندر میں ہم پر حملہ آور ہونا اور ہمارا خاتمہ کرنا ناممکن ہے۔''

منگل دیو لمحہ بھر کے لئے رکا اور پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اجنبی مہا کال مندر کا نام ہی تحفظ اور ایک طرح کی کامیابی و کامرانی کا نشان ہے۔ یہ صرف مندر ہی نہیں، جس کی تقدیس کے لوگ قائل ہیں بلکہ ایک قلعہ ہے جو ناقابل تسخیر ہے۔''

جب تک منگل دیو بولتا رہا، طنزیہ انداز میں کذلک خان اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

''اگر مسلمانوں کے سلطان شمس الدین التمش نے اس پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیا، تب؟''

جواب میں منگل دیو کہنے لگا۔

''ناممکن...... بالکل ناممکن۔ اس لئے کہ وہ مندر قلعہ نما ہے۔ اس کی مضبوط، مستحکم فصیل ہے...... اس کے اندر کافی محافظ ہیں۔ اور پھر اس مندر کے اندر تہہ خانوں کی ایسی بھول بھلیاں ہیں کہ جن کی کسی کو سمجھ ہی نہیں آتی...... اور اس مندر میں رہنے والے انہی بھول بھلیوں کے اندر حملہ آور سے اپنے آپ کو بڑی آسانی سے محفوظ کر سکتے ہیں۔''

Marfat.com

منگل دیو جب خاموش ہوا، تب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔
''منگل دیو جی! یہ بات کہہ کر آپ نے میرا دل خوش کر دیا ہے......اگر یہ بات ہے تو میں آپ دونوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ ابھی اور اسی وقت میرے اور کوکا رائے کے ساتھ یہاں سے مہا کال مندر کی طرف کوچ کر جائیں......اب میں آپ کو کسی شبہ، کسی گنجلک میں نہیں رکھنا چاہتا۔ دو امور کی وجہ سے آپ لوگوں کی جانوں کو خطرہ ہے۔''

''کیسے امور؟'' مادھو راؤ نے ہکلاتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

کذلک خان پھر بول اٹھا۔

''مادھو راؤ جی! پہلا معاملہ یا پہلی علت یا خطرے کی وجہ یہ ہے کہ دہلی میں مسلمانوں کے سلطان التمش تک کسی طریقے سے یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ دہلی کی جامع مسجد میں جو اس پر حملہ کیا گیا تھا، وہ قور اور اِسرام نے کرایا تھا اور قور اور اِسرام کو مادھو راؤ اور منگل دیو نے پناہ دی تھی اور اس معاملہ میں تعاون کیا تھا۔
دوسرا معاملہ جو آپ دونوں کے لئے زیادہ خطرے کا باعث بنتا ہے، وہ یہ کہ دہلی کے نواح سے ایک مسلمان تاجر جمال الدین کی دو بیٹیاں رایان اور لبانہ اغوا کر لی گئی تھیں۔ ان سے متعلق یہ شک کیا گیا ہے کہ یہ کام قور اور اِسرام کے ساتھیوں کا ہے اور چونکہ قور اور اِسرام کے ساتھ آپ دونوں کے نام آتے ہیں، لہٰذا آپ دونوں کی زندگی کو سخت خطرہ ہے۔ میرے عزیز ساتھیو! میں گو قرامطی ہوں لیکن دہلی میں، میں نے یہ معاملہ کسی پر ظاہر ہی نہیں کیا۔ میں نے اپنے سارے ورطریقے، اُٹھنا بیٹھنا اور مذہبی معاملات عام مسلمانوں جیسے رکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا مجھ پر نہ کوئی شک کرتا ہے، نہ شبہ۔ اس بنا پر میں دہلی میں قیام کر کے بڑی آسانی سے قور اور اِسرام کے لئے کام کرتا ہوں اور کر سکتا ہوں۔

میرے دونوں محترم پنڈتو! جو پیغام میں لے کر آیا تھا، وہ میں نے آپ دونوں تک پہنچا دیا ہے۔ اگر تو آپ یہاں سے نکل کر مہا کال جانے کے لئے تیار ہیں تو میں آپ کے محافظ کی حیثیت سے آپ کے ساتھ مہا کال تک جاؤں گا اور وہاں سے واپس دہلی کی طرف چلا جاؤں گا۔ اور جو پیغام میں نے دیا ہے یہ آپ کسی طریقے سے قور

Marfat.com

اور اسرام تک پہنچا دیجئے گا۔ اور اگر آپ دونوں اس وقت یہاں سے نکل کر مہا کال کی طرف جانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ میں یہاں قیام نہیں کروں گا اس لئے کہ یہاں قیام میرے لئے بھی خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے سلطان نے اپنے کچھ آدمی مقرر کر رکھے ہیں جو اب ان علاقوں میں گردش کریں گے اور دہلی کے جمال الدین کی دونوں بیٹیوں رایان اور لبانہ کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب آپ کی مرضی ہے جو چاہے فیصلہ کریں۔ مجھے بتا دیں کہ آپ نے کیا فیصلہ کرنا ہے تاکہ میں اسی کے مطابق عمل کروں۔"

کذلک خان جب خاموش ہوا تب مادھو راؤ اور منگل دیو نے ایک دوسرے کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا۔ اس کے بعد مادھو راؤ کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز! تُو نے باتیں بہت اچھی کی ہیں اور جو باتیں تُو نے کی ہیں وہ سچائی پر بھی مبنی ہیں۔ اگر ہم دونوں کو دہلی کے حکمرانوں کی طرف سے خطرہ ہے تو یقیناً اس خطرے سے ہم یہاں نہیں نمٹ سکتے۔ ہمارا مہا کال مندر کی طرف جانا بہت ضروری ہے۔ وہی ہمارے لئے بہترین اور محفوظ ٹھکانہ ہے۔ سن میرے عزیز! گو ہمارے ساتھ ہمارے آٹھ محافظ ہیں اس کے باوجود اگر تم ایک عقیدت مند کے طور پر ہمارے ساتھ مہا کال تک جانا چاہو تو اس میں ہماری خوشی ہو گی۔ اس لئے کہ قور اور اسرام اب دونوں ہمارے عزیز ہیں۔ اور پھر قرامطہ کے ساتھ تو ہمارے بڑے پرانے اور دیرینہ تعلقات ہیں اور ان تعلقات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تم ایسا کرو، تھوڑی دیر یہاں رکو۔ اگر بیٹھنا چاہو تو ہم مندر کے اندر بھی تمہاری نشست کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ ہم ذرا مندر کے اندر جو ہمارے جاننے والے ہیں، ان سے مشورہ کر لیں۔"

اس پر کذلک خان کہنے لگا۔

"میں اندر نہیں جاتا، یہیں کھڑا ہو کر آپ کا انتظار کرتا ہوں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے مجھے مطلع کر دیں۔"

چنانچہ مادھو راؤ اور منگل دیو پھر مندر میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر مندر کے کچھ لوگ اُن دونوں کے گرد جمع ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کو مخاطب کرتے ہوئے جو

Marfat.com

گفتگو کزلک خان کے ساتھ ہوئی تھی، وہ مادھو راؤ نے کہہ دی تھی۔
یہ ساری گفتگو سننے کے بعد مندر کا ایک کارکن مادھو راؤ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''آپ کے ساتھ آپ کے اپنے آٹھ محافظ ہیں۔ آپ کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ جو شخص آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے آیا ہے اسے کہیں، یہ جہاں جانا چاہتا ہے چلا جائے۔ کہیں یہ راستے میں آپ کے لئے مصیبت کا باعث نہ بن جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہی آدمی دھوکا دینے والوں میں سے ہو اور راستے میں یہ کہیں آپ کے لئے نقصان کا باعث نہ بن جائے۔''
یہ گفتگو کرنے والا جب خاموش ہوا تب اُسی مندر کا ایک دوسرا آدمی بول اٹھا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''تم کیسی گفتگو کر رہے ہو؟ منگل دیو اور مادھو راؤ کے ساتھ آٹھ محافظ ہیں جو بہترین تیغ زن ہیں۔ وہ اکیلا ان کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ پھر وہ قرامطی ہے اور قرامطی ہمارے حلیف، ہمارے حمایتی ہیں۔ اگر وہ ایک ارادت مندی اور عقیدت مندی کے ساتھ مادھو راؤ اور منگل دیو کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو اس میں ان دونوں کی بھلائی ہے۔ آٹھ کی بجائے ان کے ساتھ نو محافظ ہو جائیں گے۔ اس میں پریشانی اور فکرمندی کی تو کوئی بات نہیں ہے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص رکا اور کہنے لگا۔
''فکرمندی کی اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے یہ ہے تو حقیقت پر مبنی۔ اگر وہ لوگ جنہیں دہلی کے حکمرانوں نے مقرر کیا ہے کہ وہ جمال الدین کی بیٹی رایان اور لبانہ کو تلاش کریں اور وہ اگر تلاش کرتے ہوئے ادھر کا رخ کرتے ہیں تو پھر یہاں منگل رائے اور مادھو راؤ دونوں کے لئے خطرہ ہے۔ اس بناء پر یہ امر تو طے شدہ ہونا چاہئے کہ ان دونوں کو آج ہی بلکہ ابھی یہاں سے مہا کال مندر کی طرف کوچ کر جانا چاہئے اس لئے کہ اگر دہلی کے حکمرانوں کو یہ خبر ہو چکی ہے کہ رایان اور لبانہ کو اٹھانے والے قرامطی ہیں اور یہ کام مادھو راؤ اور منگل دیو کے کہنے پر کیا گیا ہے تو پھر معاملہ خطرناک ہے اور ان دونوں کے لئے خطرات بڑی تیزی سے منڈلانا شروع کر

Marfat.com

دیں گے۔ اس بناء پر ان کا مہا کال مندر میں جا کر محفوظ ہو جانا بے حد ضروری ہے ورنہ حالات ان کے لئے خطرناک اور نقصان دہ صورت اختیار کر لیں گے۔''

وہ شخص جب خاموش ہوا تب منگل دیو اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو کچھ تم نے کہا ہے، سچائی اور حقیقت یہی ہے۔ ہمارا یہاں سے ابھی اسی وقت مہا کال مندر کی طرف چلے جانا بے حد ضروری اور اہم ہے۔ رہا سوال آنے والے شخص کا وہ ہمارے لئے خطرے کا باعث نہیں بن سکتا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ وہ اکیلا ہے۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ وہ قرامطی ہے اور قرامطی ان علاقوں میں نہ ہم سے دشمنی پیدا کریں گے نہ ہمارے مفاد کے خلاف کوئی کام کریں گے۔ اس بناء پر میں کہتا ہوں کہ ہم اگر ابھی اسی وقت یہاں سے اپنے محافظوں کے ساتھ کوچ کر جاتے ہیں تو اس میں ہماری بھلائی اور بہتری ہے۔ اور پھر اگر وہ شخص ہمارے ساتھ جاتا ہے تو ہمارے محافظوں کی تعداد آٹھ کی بجائے دس ہو جائے گی۔ ایک وہ خود شامل ہوگا اور دوسرا کوکا رائے بھی آ گیا ہے یہ بھی محافظوں میں شامل ہو جائے گا اور ہم بڑے محفوظ طریقے سے مہا کال مندر تک پہنچ سکتے ہیں۔''

اُس مندر کے جس قدر لوگ وہاں جمع تھے انہوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لہٰذا مادھو راؤ اور منگل دیو نے جلدی جلدی اپنی تیاری مکمل کر لی۔ اپنے آٹھ محافظوں کو ساتھ لیا۔ کوکا رائے بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ پھر اس مندر کے کارکن مندر کے باہر تک انہیں چھوڑنے آئے۔

کنذلک خان ابھی تک اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے باہر کھڑا ہوا تھا۔ مادھو راؤ، منگل دیو اور کوکا رائے تینوں اُس کے پاس آئے۔ مادھو راؤ کہنے لگا۔

''میرے عزیز! چل۔ ہم ابھی، اسی وقت مہا کال کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ تُو بھی ہمارے ساتھ ہوگا۔ مہا کال مندر سے تُو جس طرف جانا چاہے، چلے جانا۔''

مادھو راؤ کے اس فیصلے سے کنذلک خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اندر ہی اندر بے پناہ طمانیت کا اظہار کر رہا تھا لیکن اس نے ظاہر کچھ نہیں ہونے دیا۔ اس کے بعد سب روانہ ہوئے اس حالت میں کہ چار محافظ آگے تھے، ان کے پیچھے مادھو راؤ اور

Marfat.com

منگل دیو تھے اور چار محافظ ان کے پیچھے تھے۔ کزلک خان اور کوکا رائے بھی پیچھے تھے۔ اس طرح یہ مختصر سا قافلہ مہا کال مندر کی طرف روانہ ہوا۔

اپنے گھوڑوں کو درمیانہ روی سے دوڑاتے ہوئے انہوں نے کوئی آٹھ دس میل کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ سامنے کی طرف سے تردی خان اور ارغون خان نمودار ہوئے اور سب کی راہ روک کھڑے ہوئے۔

مادھو راؤ اور منگل دیو نے جب اس صورتِ حال کو دیکھا تو پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر مادھو راؤ نے اپنے قریب ہی کزلک خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"میرے عزیز! تیرا کہنا درست ثابت ہوا۔ یقیناً دہلی کے حکمرانوں نے ہمارے پیچھے کچھ آدمی لگائے ہیں۔ یہ جو دو مسلح جوان سامنے نمودار ہوئے ہیں اور ہماری راہ روکنے کے درپے ہیں، انہی میں سے ہیں۔ ان کا فی الفور خاتمہ کر کے ہمیں اپنے سفر کی رفتار آگے بڑھاتے ہوئے جس قدر جلد ممکن ہو، مہا کال پہنچ جانا چاہئے۔"

مادھو راؤ یہاں تک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ اس لئے کہ اس کے آگے جو چار محافظ تھے ان میں سے ایک تردی خان اور ارغون خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم کون ہو؟ کیوں ہماری راہ روکی اور کیا چاہتے ہو؟"

اس پر تردی خان کھولتے ہوئے لہجے میں اس محافظ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم چار آگے ہو اور چار محافظ پیچھے ہیں۔ کوکا رائے کو ملا کر پیچھے پانچ خیال کر لو۔ تم سب کے بیچ میں مادھو راؤ اور منگل دیو ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دہلی کی جمال الدین کی بیٹی رایان اور لبانہ کو اٹھوایا۔ اب ہم ان سے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ رایان اور لبانہ کہاں ہیں؟ اگر نہیں بتائیں گے تو پھر اس رات کی تاریکی میں یہ دونوں بھی قبرستان کی طرف کوچ کر جائیں گے۔"

تردی خان کے یہ الفاظ سن کر محافظ غصے میں سرخ ہو گئے تھے۔ اس بار دوسرا محافظ تردی خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تیرا دماغ خراب لگتا ہے۔ مادھو راؤ اور منگل دیو کو چھوڑ کر ہم تعداد میں دس ہیں تو کیا تم دو، دس کا مقابلہ کر پاؤ گے؟ کیا تم دو، ہماری موجودگی میں مادھو راؤ اور منگل

Marfat.com

دیو دونوں کو قبرستان کا راستہ دکھانے کے قابل ہو؟‘‘

وہ محافظ جب خاموش ہوا تب اس بار ارغون خان نے رات کی گہری تاریکی میں ایک ہولناک اور خوف زدہ کر دینے والا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

’’سنو منگل دیو اور مادھو راؤ کے محافظو! کسی دھوکا، کسی فریب، کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ مادھو راؤ اور منگل دیو نے اگر یہاں رایان اور لبانہ سے متعلق کچھ نہ بتایا تو یقیناً تھوڑی دیر تک یہ قبرستان کی طرف کوچ کریں گے۔ اگر اس سلسلے میں تم میں سے کسی کو کوئی شک ہو تو اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائے۔‘‘

ارغون خان کے ان الفاظ پر مادھو راؤ اور منگل دیو ہی نہیں، ان کے محافظ اور کوکا رائے سب پریشان ہو گئے تھے۔ جب اپنے چاروں طرف انہوں نے نگاہ دوڑائی تو ان کے چاروں طرف آگے پیچھے، دائیں بائیں مسلح جوان گھوڑوں پر کھڑے تھے۔ یہ وہی تھے جنہیں سلطان شمس الدین التمش نے کبیر خان کی سرکردگی میں علیحدہ رہ کر کذلک خان، تردی خان اور ارغون خان کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے منگل دیو اور مادھو راؤ ہی نہیں، سارے محافظوں کے منہ بھی لٹک گئے تھے۔ پھر کھولتے لہجے میں اس بار دوبارہ تردی خان کی آواز سنائی دی۔

’’قبل اس کے کہ میں ان مسلح جوانوں کو، جو تمہارے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں، تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہیں، یہ حکم دوں کہ تم پر تیر اندازی کر کے تم سب کو چھلنی کر کے رکھ دیں، اپنے ہتھیار پھینک دو۔ ایسا کرو گے تو اس میں کم از کم تھوڑی دیر کے لئے تم لوگوں کی سلامتی ہے۔ نہیں کرو گے تو پھر کتوں کی موت مارے جاؤ گے۔ اب آگے تمہاری مرضی ہے۔ اپنی موت کے جس طریقہ کار کا چاہے انتخاب کر لو۔‘‘

اس موقع پر مادھو راؤ نے اپنے محافظوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

’’اپنے ہتھیار پھینک دو۔ اسی میں ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔ ورنہ سب مفت میں مارے جائیں گے۔‘‘

مادھو راؤ کے کہنے پر سارے محافظوں نے، جن میں کوکا رائے بھی شامل تھا، اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ لیکن کذلک خان ویسے کا ویسا ہی کھڑا تھا۔ یہ صورت حال مادھو

Marfat.com

راؤ اور منگل دیو ہی نہیں، آٹھ محافظوں اور کوکا رائے کے لئے بھی پریشان کن تھی۔ یہاں تک کہ منگل دیو، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تو بھی ہتھیار پھینک دے۔ کہیں تیرے اس رویے سے ہی ہم چھلنی نہ کر کے رکھ دیئے جائیں۔''

کذلک خان مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔ منگل دیو اور مادھو راؤ کے سارے محافظوں کے ہتھیار اس نے اٹھا کر ذرا فاصلے پر پھینک دیئے۔ پھر مادھو راؤ اور منگل دیو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کم از کم میں تم سب کے لئے مصیبت کا باعث نہیں بن سکتا۔ میں اپنے ہتھیار کیوں پھینکوں؟ اس لئے کہ میں تمہارے محافظوں میں سے نہیں ہوں۔ جنہوں نے راہ روکی ہے اور جو تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہیں، ان کے الفاظ تم نے نہیں سنے؟ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو تمہارے محافظ ہیں، وہ ہتھیار پھینک دیں۔ سو تمہارے محافظوں نے ہتھیار پھینک دیئے ہیں۔ میں تمہارے محافظوں میں سے نہیں ہوں۔ اس لئے میں نے ہتھیار نہیں پھینکے۔ اور تم دیکھتے ہو میرے ایسا کرنے پر انہوں نے کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔''

اس دوران مادھو راؤ اور منگل دیو بالکل کذلک خان کے قریب آگئے تھے۔ دوسری طرف کبیر خان بھی رات کی تاریکی میں نمودار ہوا اور اپنے آٹھ دس مسلح جوانوں کے ساتھ وہ بھی کذلک خان کے پہلو میں آن کھڑا ہوا تھا۔ پھر کذلک خان، مادھو راؤ اور منگل دیو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مادھو راؤ اور منگل دیو جی! برا نہ مانئے گا۔ اب جبکہ آپ دونوں بے بس ہیں، آپ کے محافظ بھی آپ کے پاس بے بسی کی حالت میں کھڑے ہیں تو کیا آپ یہ بتانا پسند نہیں کریں گے کہ دہلی کے جمال الدین کی دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ کہاں ہیں؟''

کذلک خان کے ان الفاظ پر وہ محافظ چونکے تھے۔ مادھو راؤ، منگل دیو اور کوکا رائے خوف زدہ انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ منگل دیو نے لرزتی ہوئی آواز میں کذلک خان کو مخاطب کر کے پوچھا۔

Marfat.com

''کیا تم بھی انہی کے ساتھ ہو؟''
منگل دیو کے ان الفاظ کے جواب میں کذلک خان اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ صرف ہمارے ساتھی نہیں، ہمارے سالار بھی ہیں۔ نام ان کا کذلک خان ہے۔ یہ نام یقیناً تم نے سن رکھا ہو گا۔ اس لئے کہ یہ سلطان شمس الدین التمش کے نامور سالاروں میں سے ہیں۔''

ان الفاظ نے مادھو راؤ، منگل دیو اور سارے محافظوں کو دہلا کر رکھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے پھر مادھو راؤ اور منگل دیو کو مخاطب کیا۔

''مادھو راؤ اور منگل دیو! میں نے تم سے رایان اور لبانہ سے متعلق پوچھا ہے۔ لیکن ابھی تک تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اور یہ خاموشی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو جائے گی۔''

مادھو راؤ اور منگل دیو جب پھر بھی خاموش رہے تب کذلک خان نے اپنے پہلو میں کھڑے کبیر خان کے کان میں کچھ کہا جس پر کبیر خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور کوکا رائے سمیت مادھو راؤ اور منگل دیو کے سارے محافظوں کا خاتمہ کر دیا۔ یہ صورتِ حال مادھو راؤ اور منگل دیو کے لئے انتہائی پریشان کن تھی۔ رنگ اُن کے پیلے ہو گئے تھے۔ جسم کپکپا رہے تھے۔ اسی کپکپاہٹ میں کذلک خان کی کھولتی ہوئی آواز پھر سنائی دی تھی۔

''میں پھر تم دونوں سے وہی سوال کرتا ہوں کہ بولو، جمال الدین کی دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ کہاں ہیں؟ نہیں بولو گے تو تمہارا خاتمہ تمہارے محافظوں کی طرح نہیں کیا جائے گا۔ یہاں زمین کی ننگی پیٹھ پر، ہم تمہیں لٹا دیں گے اور تم دونوں کے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹتے جائیں گے۔ ایک حصہ کاٹنے کے بعد رایان اور لبانہ سے متعلق پوچھیں گے۔ دوسرا حصہ کاٹیں گے، پھر تم سے پوچھیں گے۔ اس طرح یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک تم دونوں کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا علیحدہ نہیں ہو جاتا۔''

کذلک خان کے ان الفاظ کے جواب میں منگل دیو ہکلاتے ہوئے کہنے لگا۔
''اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رایان اور

Marfat.com

لبان دونوں بہنوں کو، جو جمال الدین کی بیٹیاں ہیں، دہلی کے نواح سے اٹھایا گیا تھا۔ اٹھانے والے قرامطی تھے اور ایسا ہندوستان میں قرامطیوں کے سربراہ قور کے کہنے پر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد........"

یہاں تک کہتے کہتے منگل دیو کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی طرف گہری نگاہوں اور انہماک سے دیکھتے ہوئے کذلک خان بول اٹھا۔

"چلو، اگر قور کے کہنے پر قرامطیوں نے رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو دہلی کے نواح سے اٹھایا تھا تو پھر وہ دونوں بہنیں کدھر گئیں؟"

کذلک خان کے سوال کے جواب میں اس بار مادھو راؤ بول اٹھا۔

"ان دونوں بہنوں کو رام نگر کے ٹھاکر حمیر دیو کے حوالے کر دیا گیا تھا تاکہ وہ ان دونوں کی شادی اپنے بیٹوں سے کر دے۔"

ان الفاظ پر غصے میں کذلک خان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ کھا جانے والے انداز میں مادھو راؤ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ بستی، جس کا نام تم نے رام نگر بتایا ہے اور جہاں کا رہنے والا ٹھاکر حمیر دیو ہے، وہ بستی یہاں سے کتنی دور اور کس طرف ہے؟"

مادھو راؤ پھر ہکلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ بستی یہاں سے پانچ میل آگے شاہراہ کے دائیں جانب ہے۔"

کذلک خان اس بار فیصلہ کن انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ اور ہمیں اُس بستی کی طرف لے کر چلو۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی راستے میں کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی یا بھاگنا چاہا تو تمہاری پشت پر ایسا خنجر ماروں گا کہ دل کے پار ہو جائے گا۔ اب میرے آگے آگے لگو۔"

چنانچہ مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد پھر سفر کی ابتداء ہوئی۔

پانچ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک بستی کے نواح میں مادھو راؤ اور منگل دیو رک گئے۔ پھر مادھو راؤ، کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہی وہ بستی ہے جس کا نام رام نگر ہے۔ اور اسی بستی کا ٹھاکر ہے۔ اس کا نا

Marfat.com

حمیر دیو ہے۔ رایان اور لبانہ دونوں کو اس کے حوالے کیا گیا تھا۔"

جواب میں کذلک خان نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"ٹھاکر کا مکان بستی کے کس طرف ہے؟"

"بستی کے شمال کی طرف اس کی بہت بڑی حویلی ہے اور وہ بڑا سرکردہ آدمی ہے۔"

اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر کذلک خان مادھو راؤ اور منگل دیو کے مزید قریب ہوا، پھر کھا جانے والے انداز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"پچھلی منزل پر مادھو راؤ! تم نے کہا تھا کہ رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو دہلی کے نواح سے اٹھانے والے قرامطی ہیں اور ایسا انہوں نے قور کے کہنے پر کیا تھا۔ مادھو راؤ! جھوٹے آدمی کو میں برداشت ہی نہیں کر سکتا اور نہ اسے معاف کرتا ہوں۔ تُو نے جھوٹ بولا۔ دیکھ! سچ نہیں اُگلے گا تو مارا جائے گا۔ کیا تُو نے ہی قور سے نہیں کہا تھا کہ رایان اور لبانہ کی ماں کا تعلق ایک ہندو خاندان سے تھا اور وہ مسلمان ہو گئی۔ لہٰذا اس کے مسلمان ہونے کا تمہیں بڑا دکھ اور غم ہے۔ لہٰذا ان کی دونوں بیٹیوں کو اٹھا کر تم چاہتے ہو کہ ہندو نوجوانوں سے انہیں بیاہ دیا جائے۔ ایسا کر کے تم اس خاندان سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس لئے تُو نے قور کا سہارا لیا اور اسے کہا کہ رایان اور لبانہ کو وہ دہلی کے نواح سے اٹھا کر تمہارے حوالے کر دے۔ اس کے بعد تم نے ان دونوں لڑکیوں کو رام نگر کے ٹھاکر حمیر دیو کے حوالے کر دیا ہو گا۔ مادھو راؤ! ذرا اپنے گریبان میں جھانکتے ہوئے سوچ کر جواب دو۔ کیا میں نے درست کہا ہے؟"

مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کی گردنیں جھک گئی تھیں۔ جواب میں کچھ نہ کہہ پائے۔ اس موقع پر سر کے اشارے سے کذلک خان نے تردی خان اور ارغون خان کو اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھے۔ مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کو گھوڑوں سے کھینچ کر نیچے اتارا اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ان کے گھوڑوں کو دوسرے گھوڑوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ ایک بار پھر وہ اُس بستی کی طرف بڑھے تھے۔

رات اب کافی جا چکی تھی۔ بستی میں جب وہ داخل ہوئے تو جو پہلا مکان آیا اس کے دروازے پر کذلک خان نے دستک دی۔ تیسری، چوتھی دستک پر دروازہ کھلا۔

Marfat.com

دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔ اسے مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

''بھائی! رات کے اس وقت تمہیں زحمت دے رہے ہیں۔ معاف کرنا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ٹھاکر حمیر دیوی کی حویلی کون سی ہے؟''

اس پر وہ نوجوان کہنے لگا۔

''دائیں جانب جائیے۔ دو مکان چھوڑ کر اگلی حویلی ٹھاکر حمیر دیو کی ہے۔''

کذلک خان نے جب اس کا شکریہ ادا کیا تو اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے زنجیر لگا لی۔

کذلک خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا۔ سب سے پہلے کذلک خان کے کہنے پر کبیر خان نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حمیر دیو کی حویلی کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ جب ایسا ہو چکا، تب کذلک خان نے حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا جوان آدمی تھا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو اپنی حویلی کے دروازے پر کذلک خان کے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کو دیکھتے ہوئے وہ پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کذلک خان نے اسے مخاطب کیا۔

''دیکھ میرے عزیز! ہمارے ساتھ مہاکال مندر کے بڑے پنڈت مادھو راؤ اور منگل دیو ہیں۔ ہم حمیر دیو سے ملنا چاہتے ہیں۔ ایک اُلجھا ہوا معاملہ سلجھانا چاہتے ہیں۔''

کذلک خان نے جب مادھو راؤ اور منگل دیو کا نام لیا تب وہ شخص کسی قدر پُرسکون ہو گیا۔ کہنے لگا۔

''آپ اندر آئیں۔ دیوان خانہ میں بیٹھیں۔ میں حمیر دیو کا بیٹا ہوں۔ انہیں جگاتا ہوں اور انہیں دیوان خانہ میں لے کر آتا ہوں۔''

چنانچہ اس نے دروازہ کھول دیا۔ کذلک خان اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا۔ جس نوجوان نے دروازہ کھولا تھا، اس نے دیوان خانہ کے اندر ایک مشعل روشن کی اور کذلک خان اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بٹھا دیا۔ خود وہ حویلی کے اندرونی حصہ کی طرف گیا تھا۔

Marfat.com

تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان لوٹا۔ اس کے ساتھ چند مسلح جوان تھے اور ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص تھا۔ ڈھلی ہوئی عمر کا شخص دیوان خانہ کے دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ ''تم لوگ کون ہو؟ رات کے اس وقت میری حویلی پر دستک دینے کی اور اندر آنے کی تم لوگوں نے کیسے جرأت کی؟ تم لوگوں نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے کہ تمہارے ساتھ مادھو راؤ اور منگل دیو ہیں۔ اگر ہیں تو وہ کہاں ہیں؟...... مجھے تم مشکوک لگتے ہو۔ لہٰذا اگر میرا اندازہ درست ہے تو پھر تم میں سے کوئی یہاں سے بچ کر جانے نہیں پائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی وہ شخص دم لینے کے لئے رکا، پھر دوبارہ کہنے لگا۔

''میرا نام حمیر دیو ہے۔ میرے پیچھے دیکھو۔ یہ جو مسلح جوان کھڑے ہیں، یہ لمحوں کے اندر تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔ سچی بات کہو کیا معاملہ ہے؟''

حمیر دیو یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کذلک خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ لہٰذا حمیر دیو اسے دھمکی آمیز انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''جس نشست پر بیٹھے ہوئے ہو، وہیں بیٹھے رہو۔ آگے بڑھو گے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔''

اس پر کذلک خان نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ ''حمیر دیو! تمہارے پیچھے تمہارے مسلح جوان کھڑے ہیں۔ ذرا خود بھی پیچھے دیکھو اور اپنے مسلح جوانوں کو کہو کہ وہ بھی اپنے پیچھے دیکھیں۔ تب سب معاملہ تم پر کھل جائے گا۔''

حمیر دیو اور اس کے پیچھے کھڑے مسلح جوانوں نے جب پیچھے دیکھا تو پیچھے کبیر خان اور اس کے مسلح جوان اپنے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے کھڑے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے حمیر دیو، اس کے بیٹے اور مسلح جوان سب لرزنے کانپنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ کذلک خان آگے بڑھا۔ اس کے پیچھے پیچھے تردی خان، ارغون خان اور مسلح جوان جو کذلک خان کے ساتھ دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے، وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر کذلک خان نے حمیر دیو کی گردن پہ ہاتھ رکھا اور ایک طرح سے اسے اٹھا کر دیوان خانہ سے پیچھے لے آیا۔ اتنی دیر تک کبیر خان اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر حمیر دیو کے مسلح جوانوں سے ہتھیار چھین لئے تھے۔

دیوان خانہ سے باہر نکل کر کذلک خان نے حمیر دیو کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

''حمیر دیو! تم نے مہا کال مندر کے بڑے پجاری مادھو راؤ اور منگل دیو سے دو لڑکیاں حاصل کی تھیں۔ ایک کا نام رایان، دوسری کا نام لبانہ تھا۔ ان کی شادی تم اپنے دو بیٹوں سے کرنا چاہتے تھے۔ بس یہ بتاؤ، وہ دونوں لڑکیاں کہاں ہیں؟ ان کی بازیابی کے لئے ہم آئے ہیں۔ جھوٹ بولو گے یا ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کرو گے تو جس قدر تمہارے مسلح جوان یہاں کھڑے ہیں انہیں اور تمہیں اور تمہارے اہلِ خانہ کی گردن کاٹ کر ہم یہاں سے چلتے بنیں گے۔''

کذلک خان کے ان الفاظ نے حمیر دیو کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ کپکپانے لگا تھا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور جو مسلح جوان تھے، وہ بھی پیلے ہو کر رہ گئے تھے۔ رات کے وقت جبکہ چاروں طرف سناٹا تھا اور کذلک خان اور اس کے ساتھ موت کی صورت میں حمیر دیو اور اس کے آدمیوں کے سامنے کھڑے تھے۔ حمیر دیو فی الفور کوئی جواب نہ دے سکا لہٰذا ایک جھٹکے کے ساتھ کذلک خان نے اپنی تلوار بے نیام کی اور کہنے لگا۔

''لگتا ہے تُو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ موت کو آواز دینا چاہتا ہے۔ بول! ورنہ میری تلوار بلند ہو کر گرے گی اور تیرے شانوں سے لے کر تیری رانوں تک چیرتی چلی جائے گی۔''

کذلک خان کے یہ الفاظ کارگر ثابت ہوئے اور حمیر دیو فوراً بول اٹھا۔

''میں نہیں جانتا آپ لوگ کون ہیں؟ تاہم میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے رایان اور لبانہ دونوں کو حاصل کیا تھا اور چاہتا تھا کہ ان دونوں کی شادیاں اپنے بیٹوں کے ساتھ کر دوں۔''

حمیر دیو یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کھولتے لہجے میں کذلک خان بول اٹھا۔

''اور اب وہ دونوں بہنیں کہاں ہیں۔''

اس پر حمیر دیو جو حقیقت سے ناواقف تھا، فوراً بول اٹھا۔

''میں نے ان دونوں کی شادی جب اپنے دونوں بیٹوں سے کرانا چاہی تو ان میں سے ایک نے جھپٹ کر میرے بیٹے کی کمر سے خنجر نکال لیا۔ اس وقت ہم پریشان ہو گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتی ہے اور اپنا دفاع کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اس خنجر سے ان دونوں بہنوں نے خودکشی کر لی۔ اب وہ اس دنیا میں

Marfat.com

نہیں ہیں۔"

غصے میں کذلک خان کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ کھا جانے والے انداز میں اس نے حمیر دیو کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"جب ان دونوں نے خودکشی کر لی تو پھر تم دونوں نے ان کا کیا کیا؟"

حمیر دیو نے بے پرواہی سے کہنا شروع کیا۔

"ہم نے اُن کا کیا کرنا تھا، ہم نے اُن دونوں کی چتا جلا دی۔"

یہ سارا معاملہ اس وقت کذلک خان کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔ حمیر دیو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا تم جانتے نہیں تھے وہ دونوں مسلمان تھیں؟"

اس دوران تک حمیر دیو کی حویلی سے باہر کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے جس سے حمیر دیو کو کچھ حوصلہ ہوا۔ چنانچہ وہ کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم مجھ سے سوال جواب ایسے کر رہے ہو جیسے تمہارے سامنے میں مجرم کھڑا ہوں اور تم میرا انصاف کرنے والے ہو۔ دیکھو! میں اس بستی کا ٹھاکر ہوں۔ یہاں کسی کو میرے سامنے سر اٹھا کر چلنے کی جراٗت نہیں ہے اور تم مجھ سے یوں سوال و جواب کر رہے ہو جیسے میں تمہارا ادنیٰ داس ہوں۔"

اس پر کذلک خان نے اپنی تلوار لہرائی، غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم کسی ادنیٰ داس سے بھی کمتر ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے وہ دو بیٹے کون سے ہیں جن سے تم نے رایان اور لبانہ کی شادی کرنا چاہی؟"

اس پر اپنے قریب کھڑے اپنے دونوں بیٹوں کی طرف حمیر دیو نے اشارہ کر دیا۔ یہاں تک کہ کذلک خان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"حمیر دیو! تمہارے ہاں جب کسی عورت کا شوہر مرتا ہے تو وہ چتا میں جل مرتی ہے۔ لیکن جب کسی مرد کی بیوی مرتی ہے تو شوہر چتا میں کیوں نہیں جل مرتا؟ آخر حقوق کے لحاظ سے عورت و مرد برابر تو ہیں۔ حمیر دیو! جن دو لڑکیوں سے تم نے اپنے دو بیٹوں کی شادی کرانا چاہی، انہوں نے خودکشی کر لی۔ اور پھر تم نے ان دونوں کی چتا جلا دی اور اس چتا میں تُو نے اپنے دونوں بیٹوں کو کیوں نہ جلایا؟"

Marfat.com

حمیر دیو نے گھورنے کے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔
"یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ میں پہلے بھی تمہیں کہہ چکا ہوں کہ میں اس بستی کا بھلا کر رہا ہوں۔ اپنے آپ میں رہ کر مجھ سے گفتگو کرو۔"

اس پر کذلک خان فوراً حرکت میں آیا، اپنی تلوار کی نوک اس نے حمیر دیو کی گردن پر رکھ دی اور تھوڑا سا دباؤ جب تلوار کی نوک کا گردن پر بڑھایا تب حمیر دیو لرزنے کانپنے لگا تھا۔ اس موقع پر حمیر دیو کے دونوں بیٹوں نے جب آگے بڑھ کر اپنے باپ کی مدد کرنا چاہی تو قریب کھڑے تردی خان اور ارغون خان نے ان دونوں کو ایک ایک ایسا زوردار طمانچہ مارا کہ دونوں کو انہوں نے خاموش کر دیا تھا۔ اس موقع پر حمیر دیو کو مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

سنو۔ مادھو راؤ اور منگل دیو نے قرامطیوں کے ذریعہ ان دو لڑکیوں کو دہلی کے نواح سے اٹھایا تھا۔ اس گھناؤنے جرم کی پاداش میں مادھو راؤ اور منگل دیو کو ہم موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اس گھناؤنے جرم میں چونکہ تم اور تمہارے دونوں بیٹے بھی شامل ہیں لہٰذا تم تینوں کو بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔"

اس کے ساتھ ہی کذلک خان نے پہلے تردی خان اور ارغون خان کو مخصوص اشارہ کیا۔ ساتھ ہی اس کی تلوار بلند ہوئی اور حمیر دیو کا خاتمہ کرتی چلی گئی۔ عین اسی لمحہ تردی خان اور ارغون خان نے بھی حمیر دیو کے دونوں بیٹوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قصہ تمام کر دیا تھا۔

حمیر دیو اور اس کے دونوں بیٹوں کے مارے جانے سے بستی کے وہ لوگ جو وہاں جمع ہو گئے تھے، ان پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی تھی۔ ان میں سے اکثر وہاں سے کھسکتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ اس کے بعد کذلک خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں رکا نہیں، وہیں سے نکل کر اس نے دہلی کا رخ کر لیا تھا۔

Marfat.com

۞

کذلک خان دہلی شہر میں داخل ہوا۔ اس کے کہنے پر تردی خان اور ارغون خان دونوں مستقر کی طرف چلے گئے تھے۔ کبیر خان نے بھی اپنے ساتھیوں کو مستقر کی طرف بھیج دیا تھا جبکہ وہ خود بھی دہلی شہر میں داخل ہوا تھا۔ کذلک خان نے سیدھا عزالدین کی حویلی کا رخ کیا۔ گھوڑے کو اس نے باہر باندھا، عزالدین کے دروازے پر دستک دی۔

جس لڑکے نے دروازہ کھولا اس نے کذلک خان کو دیکھتے ہی دروازے کے دونوں پٹ کھول دیئے۔ پھر اسے مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

"عزالدین گھر پر ہوں تو انہیں دیوان خانہ کی طرف بھیج دو۔"

اس پر لڑکا دروازہ بند کر کے حویلی کے اندرونی حصہ کی طرف چلا گیا۔ کذلک خان آگے بڑھ کر دیوان خانہ میں ہو بیٹھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عزالدین دیوان خانہ میں داخل ہوا، اپنی جگہ سے اٹھ کر کذلک خان نے پُرجوش انداز میں عزالدین سے ہاتھ ملایا۔ عزالدین کچھ دیر تک گہری نگاہوں سے کذلک خان کا جائزہ لیتا رہا، پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اور کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کذلک خان! میرے عزیز! تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ جس مقصد کے لئے تُو گیا تھا اس میں کامیاب نہیں ہوا۔"

جواب میں کذلک خان نے مہاکال مندر کی طرف جانے، وہاں سے نکل کر

Marfat.com

دونوں بڑے پنڈتوں مادھو راؤ اور منگل دیو کی طرف روانہ ہونے، ان کا خاتمہ کرنے اور پھر حمیر دیو ٹھا کر اور اس کے دونوں بیٹوں کے خاتمے تک کے سارے حالات تفصیل سے کہہ ڈالے تھے۔

یہ تفصیل جاننے کے بعد عزالدین کی گردن کافی دیر تک جھکی رہی۔ گہری سوچوں میں کھویا رہا، پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''یہ جمال الدین کے ساتھ زیادتی، ظلم اور جبر ہو گیا ہے۔ یقیناً یہ قرامطی اس قابل ہیں، جہاں بھی یہ ملیں ان کا قتل عام کر دینا چاہئے۔ بیٹے! مجھ میں تو اب اتنی ہمت نہیں کہ میں یہ خبر خود جمال الدین سے کہوں۔ تمہارے ان سے بہت اچھے تعلقات ہیں بلکہ جمال الدین فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اپنی بڑی بیٹی رایان کو تمہارے عقد میں دے دے گا۔ لیکن قدرت کو شاید ایسا منظور نہیں تھا۔ بہر حال جمال الدین پر اس حقیقت کا انکشاف بھی تم نے ہی کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں یہ سن کر اُن کی حالت یقیناً نا قابلِ برداشت ہو گی لیکن بہر حال حقیقت ہے انہیں آگاہ تو کرنا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عزالدین رکا، اس کے بعد کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کذلک خان نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی۔

''محترم عزالدین! آپ کے ہاں سے نکل کر میں اب سلطان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ مہربانی کر کے اس ساری صورتِ حال سے خود ہی سلطان کو آگاہ کر دیجئے گا۔ آپ کے ہاں سے نکل کر میں حویلی کی طرف جاؤں گا۔ فی الفور جمال الدین کا رخ نہیں کروں گا۔ میرے خیال میں اتنی دیر تک میری آمد کا سن کر جمال الدین اور ان کے اہلِ خانہ بھی محترم نیزک خان کی حویلی میں آجائیں گے۔ پھر ہم سب مل کر انہیں اصل صورتِ حال سے آگاہ کر دیں گے اور انہیں سنبھال بھی لیں گے۔''

کذلک خان جب خاموش ہوا، تب عزالدین کہنے لگا۔

''اس سلسلے میں، میں سلطان سے خود بات کر لوں گا۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ اب وہ سازشی لوگ جو اپنی سازش کو مہا کال مندر میں پروان چڑھاتے ہیں، بچ نہیں سکیں گے۔ مہا کال مندر میں صرف

Marfat.com

دو بڑے پنڈت ہی رہائش نہیں رکھتے، وہ بہت بڑا مندر ہے۔ لہٰذا اور بھی ان گنت سازشی لوگ وہاں رہتے ہوں گے۔ اور میرے خیال میں یہ جو گھناؤنا جرم انہوں نے کیا ہے، اس کی پاداش میں اس مندر کی بھی اینٹ سے اینٹ بجے گی۔ اس کے علاوہ دہلی کی جامع مسجد میں جو قراملی حملہ آور ہوئے، جن کا سرکردہ قور ہے۔ اس نے اور اس کے نائب نے بھی یہ ساری کارروائی مہاکال مندر میں قیام کے دوران ترتیب دی تھی۔ اب تک جو مخبر اطلاع لے کر آئے ہیں ان کے مطابق قور اور اس کا نائب مہاکال مندر سے کسی دوسری سمت روانہ ہو چکے ہیں اور یقیناً وہ کسی اور جگہ اپنے ساتھیوں کو جمع کریں گے۔ پھر مسلمانوں کے خلاف کسی اور کارروائی کی ابتداء کریں گے........ بیٹے! تم بیٹھو، میں تمہارے لئے کھانا منگواتا ہوں۔''

اس پر کذلک خان اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''آپ سلطان کی طرف چلے جایئے گا۔ میں اب جاتا ہوں۔ اس لئے کہ شہر میں میرے آنے کی خبر تو پھیل چکی ہو گی لہٰذا نیزک خان اور ان کے اہلِ خانہ بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔''

اس کے ساتھ ہی عزالدین سے اجازت لے کر کذلک خان دیوان خانہ سے نکلا۔ صدر دروازے تک عزالدین اسے چھوڑنے آیا۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کذلک خان وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔

❁

دوسری طرف نیزک خان، قراطیس، باربد اور اسٹر چاروں اپنے دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی وقت دیوان خانہ میں جمال الدین، ان کی بیوی اسماء اور بیٹا قدر خان داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی سب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ تینوں جب آگے بڑھ کر نشستوں پر بیٹھ گئے، تب جمال الدین نے نیزک خان کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم نے سنا ہے، کذلک خان شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟''

اس پر نیزک خان کہنے لگا۔

Marfat.com

''آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ ہم تک بھی یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ کذلک خان شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد کذلک خان سیدھا عزالدین کی طرف گیا ہے۔''

اس موقع پر دکھ بھرے انداز میں جمال الدین کہنے لگا۔

''وہ شاید یہاں آنے میں تاخیر کر رہا ہے۔ چاہتا ہے کہ اسے ہمیں بری خبر نہ سنانی پڑے۔''

''کیسی بری خبر؟'' نیزک خان نے دکھ بھرے انداز میں جمال الدین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''یہی بری خبر کہ میری دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ زندہ نہیں ہیں۔''

جمال الدین کے ان الفاظ پر استمر کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ قراطیس، بارمید اور نیزک خان بھی دکھ بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ اسماء اور اس کے بیٹے قدر خان کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔ اس پر جمال الدین پھر بول اٹھا۔

''نیزک خان! اگر وہ رایان اور لبانہ دونوں بہنوں کو اپنے ساتھ لے کر آتا تو سیدھا ہماری حویلی کا رخ کرتا، عزالدین کی طرف نہ جاتا۔ دوسرے گزشتہ کئی دنوں سے میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں۔ اس سے بھی مجھے اشارہ مل رہا ہے کہ میری دونوں بیٹیاں زندہ نہیں ہیں۔''

اس موقع پر استمر نے روتی ہوئی آواز میں جمال الدین کو مخاطب کیا۔

''عم! آپ کیسا خواب دیکھ رہے ہیں؟ اور اس سے آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ وہ دونوں بہنیں زندہ نہیں ہیں۔''

اس پر جمال الدین رو دینے والی آواز میں کہنے لگا۔

''گزشتہ کئی دنوں سے میں گدلا پانی دیکھتا ہوں۔ اس پانی میں میری دونوں بیٹیاں ڈوب رہی ہوتی ہیں اور مجھے بچانے کے لئے بار بار آواز دیتی ہیں۔ جب سے میں نے یہ خواب دیکھنا شروع کیا ہے، میری راتوں کی نیند جاتی رہی ہے۔ گو میں جانتا ہوں، میری بیٹیاں اب زندہ نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی میں کذلک خان سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔''

Marfat.com

اس موقع پر اسماء اور قدر خان دونوں ماں بیٹا رونے لگے تھے۔ باربد اپنی جگہ سے اٹھا، قدر خان کے پاس بیٹھا، اُسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جبکہ قراطیس نے آگے بڑھ کر اسماء کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے اس کی آنکھیں خشک کیں اور اسے تسلی و ڈھارس دینے لگی تھی۔ جمال الدین نے پھر نیزک خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''نیزک خان! میں سمجھتا ہوں مجھ جیسا بدقسمت انسان بھی کوئی نہیں ہوگا کہ جس کی دونوں بیٹیاں ایک ساتھ اس سے جدا ہو گئیں۔ لوگ اپنی بیٹیوں کو بیاہ کر جدا کرتے ہیں لیکن بعد میں انہیں ملنے کی امید بھی ہوتی ہے۔ لیکن میری بیٹیاں تو ایسی گئیں کہ ملنے تک کی امید نہیں ہے۔''

نیزک خان اس موقع پر جمال الدین کو ڈھارس اور تسلی دینے لگا تھا جبکہ استر اپنا چہرہ اپنے دونوں گھٹنوں میں دبا کر سسک سسک کر رونے لگی تھی۔

ایسے میں حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس پر استر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

''میں سمجھتی ہوں، وہ آ گئے ہیں۔ آپ بیٹھیں، میں دروازہ کھولتی ہوں۔''

اس پر استر باہر نکلی۔ حویلی کا دروازہ جب اس نے کھولا تو دروازے پر کذلک خان اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا۔ اس کا عمامہ دھول سے اٹا ہوا تھا۔ چہرے کا رنگ بھی فق تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے استر پگھل کر رہ گئی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ باہر کھڑے ہی کھڑے استر کو مخاطب کر کے کذلک خان کہنے لگا۔

''استر! تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟ تمہارے گالوں پر آنسوؤں کے بہنے کے داغ بھی ہیں۔ کیا بات ہے؟ کیا کسی نے تمہیں کچھ کہا ہے؟ کسی نے تمہاری دل شکنی کی ہے؟ بولو!''

اس پر استر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑی، دوسرے ہاتھ سے اس نے کذلک خان کا بازو پکڑا، پھر بڑی چاہت میں کہنے لگی۔

''آپ پہلے اندر تو آئیں، پھر میں آپ کو بتاتی ہوں۔''

اس پر کذلک خان حویلی میں داخل ہوا۔ استر نے دروازہ بند کر دیا۔ کذلک خان

Marfat.com

جب گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے جانے لگا تو استمر اس کے ساتھ ہو لی اور پھر کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اندر جمال الدین، اسماء اور قدر خان آئے ہوئے ہیں۔ آپ چونکہ شہر میں داخل ہونے کے بعد محترم عزالدین کی طرف چلے گئے تھے لہٰذا اس سے انہوں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ ان کی دونوں بیٹیاں نہیں ملیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ بیٹیاں ملی ہوتیں تو انہیں لے کر کذلک خان سیدھا ہماری حویلی کی طرف آتا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا رایان اور لبانہ نہیں ملیں۔''

اتنی دیر تک کذلک خان اصطبل میں داخل ہوا، گھوڑے کا دھانہ اتار کر اس نے اپنے گھوڑے کو باندھا۔ اتنی دیر تک استمر نے لپک کر زین اتار دی تھی اور زین کے ساتھ بندھی ہوئی دونوں خرجینیں اس نے علیحدہ کر لی تھیں۔ اس موقع پر دکھ بھرے انداز میں کذلک خان کہنے لگا۔

''سمجھ نہیں آ رہی، میں جمال الدین، ان کی بیوی اور بیٹے کا سامنا کیسے کروں گا؟ ان کا اندازہ درست ہے۔ رایان اور لبانہ دونوں اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ کاش! وہ زندہ ہوتیں اور میں انہیں اپنے ساتھ لا کر جمال الدین کی حویلی میں پہنچاتا۔''

پھر دکھ بھرے انداز میں کذلک خان کہنے لگا۔

''استمر! چلو، اب اس موضوع پر ان سے بات تو بہرحال کرنی ہے۔ یہ خرجینیں مجھے دے دو، میں اٹھا لیتا ہوں۔''

اس پر استمر نے گھورتے کے انداز میں کذلک خان کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔

''میں آپ کی بیوی ہوں، آپ کے سارے کام کرنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ آپ سفر سے تھکے ہارے آئے ہیں، خرجینیں میں خود اٹھا کر لے کر جاؤں گی۔ آپ خالی ہاتھ میرے ساتھ آئیں۔''

استمر کے کہنے پر کذلک خان اس کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں میاں بیوی دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کذلک خان آگے بڑھ کر بڑے پُرجوش انداز میں نیزک خان، جمال الدین، باربد اور قدر خان سے ملا۔ قراطیس اور اسماء بھی بڑی چاہت اور محبت سے پیش آئیں۔ پھر وہ بیٹھ گیا۔

Marfat.com

کچھ دیر تک بڑے غور سے جمال الدین اسماء اور قدر خان کا جائزہ لیتا رہا، پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''آپ تینوں کی حالت دیکھتے ہوئے میں اندازہ کر چکا ہوں کہ آپ کے جذبات کیا ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میں ناکام لوٹا ہوں۔''

اس کے بعد کذلک خان نے مادھو راؤ اور منگل دیو سے ملنے اور ان کا خاتمہ کرنے، پھر ٹھاکر دیو کی بستی کی طرف جانے، رایان اور لبانہ کے وہاں خودکشی کرنے اور پھر ٹھاکر امیر دیو اور اُس کے دونوں بیٹوں کا خاتمہ کرنے تک کی ساری تفصیل کہہ دی تھی۔

یہ تفصیل جان کر اسماء اور قدر خان زور زور سے رونے لگے تھے۔ جمال الدین کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا تھا۔ اس موقع پر کذلک خان اٹھا، جمال الدین کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ استمر بھی بری طرح رونے لگی تھی۔ قراطیس اسماء کو سنبھال رہی تھی۔ باربد نے قدر خان کو لپٹا رکھا تھا۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا، پھر سب سنبھلے اور جمال الدین اپنی بیوی اسماء اور اپنے بیٹے قدر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب یہ سب کچھ ہم نے برداشت کرنا ہے۔ یوں جانو، خداوند قدوس کی طرف سے یہ ہمارا امتحان ہے اور اس امتحان میں ہم نے پورا اُترنے کی کوشش کرنی ہے۔''

پھر کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے جمال الدین کہنے لگا۔

''میرے بیٹے! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ میری بیٹیوں کے لئے تم نے اتنی تگ و دو کی۔ بیٹے! تم تھکے ہارے آئے ہو۔ نہا دھو کر لباس تبدیل کرو۔ ہم تینوں اب جاتے ہیں۔''

اس پر کذلک خان تیزی سے اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ جمال الدین کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بٹھالیا، پھر کہنے لگا۔

''آج آپ یہاں سے جائیں گے نہیں۔ رات کا کھانا بھی یہیں کھائیں گے اور شب بسری بھی یہیں کریں گے۔ دیکھیں! آپ مجھے بیٹا کہتے رہے ہیں ار بیٹے کی حیثیت سے میری التجا ہے، انکار نہ کیجئے گا۔''

Marfat.com

جمال الدین خاموش ہو کر مان گیا تھا۔ اسماء اور قدر خان نے بھی اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ پھر نیزک خان، استمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"استمر! میری بٹی! اپنے آپ کو سنبھالو۔ کذلک خان کو ساتھ لے جاؤ۔ اسے نیا لباس نکال کر دو تا کہ یہ نہا کر لباس تبدیل کر لے۔"

اس پر استمر اُٹھ کھڑی ہوئی، کذلک خان کے پاس آئی، دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

"آپ میرے ساتھ آئیں۔"

کذلک خان اس کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں میاں بیوی چپ چاپ وہاں سے نکل گئے۔ نہا دھو کر اور لباس تبدیل کرنے کے بعد کذلک خان پھر دیوان خانہ میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ شام کا کھانا سب نے اکٹھے کھایا۔ جمال الدین، اسماء اور قدر خان نے وہ رات وہیں گزاری اور اگلے روز وہ اپنی حویلی کی طرف چلے گئے تھے۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش نے اب اپنے لشکر کے ساتھ منداور نام کے قلعے کا رخ کیا جو حدودِ صوالت میں موجود تھا اور وہاں کے ارباب اختیار اور عسکری قوت کے سرکردہ مسلمانوں کے خلاف سازش میں مصروف تھے۔ منداور والوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سلطان شمس الدین التمش دشمن پر ضرب لگانے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ دہلی سے کوچ کر چکا ہے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اپنی ساری عسکری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے اسے منداور نام کے قلعے کے باہر استوار کر لیا تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ قلعے سے باہر ہی سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگائیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے منداور کے قلعے میں محصور ہو جائیں گے۔ جنگ کو طول دیتے چلے جائیں گے۔ اتنی دیر تک ہندوستان کی دوسری غیر مسلم قوتیں ان کی مدد کے لئے پہنچ جائیں گی جس کے نتیجہ میں بالآخر سلطان شمس الدین التمش کو منداور کا محاصرہ ترک کرنا پڑے گا۔

اپنی اسی خوش خیالیوں میں انہوں نے لشکر کو استوار کر لیا تھا اور ان کے پاس ایک خاصا بڑا لشکر تھا جس کے ساتھ وہ سلطان شمس الدین التمش کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔

دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش نے بھی بڑی تیزی اور سُرعت رفتاری سے منداور کی طرف سفر کیا اور عین منداور کے لشکر کے سامنے جا کر اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔ بس یہ حکم ملتے ہی آن کی آن میں لشکر کے پیچھے پڑاؤ قائم ہو

Marfat.com

گیا کیونکہ منداور کے لشکر نے صفیں درست کر لی تھیں۔ شاید وہ جنگ کی ابتداء کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ سلطان نے بھی اپنے لشکر کو صفیں درست کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

سلطان نے پہلے لشکر کی تقسیم کو آخری شکل دی، لشکر کے تین حصے کیے گئے۔ لشکر کا وسطی حصہ سلطان نے اپنے پاس رکھا اور اپنے نائب کی حیثیت سے عزالدین کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ لشکر کے دائیں پہلو کی کمانداری حسب سابق علاؤالدین جانی کو دی گئی۔ سیف الدین کوچی کو پہلے کی طرح اس کا نائب رکھا گیا۔ لشکر کے بائیں پہلو کی کمانداری کذلک خان کے ہاتھ میں تھی جبکہ کبیر خان کو اس کا نائب مقرر کر دیا گیا تھا۔ لشکر کی تقسیم کے بعد سلطان کے حکم پر سارے سالار اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس موقع پر سلطان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیز ساتھیو! ایک بات کا خیال رکھنا۔ وہ یہ کہ شروع ہی سے دشمن پر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہونا ہے اور اس پر دباؤ ڈالنا ہے۔ دشمن کے لشکر پر نگاہ کرو۔ عددی لحاظ سے اگر اسے ہم پر فوقیت نہیں تو ہم اس سے کم بھی نہیں ہیں۔ قلعے سے باہر نکل کر انہوں نے جو ہمارا مقابلہ کرنے کی ٹھانی ہے تو ان کے پیچھے ان کے یہی عزائم ہوں گے کہ اگر قلعے سے باہر وہ ہمیں پسپا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سارے ہندوستان میں ان کی واہ واہ ہو جائے گی۔ اور اگر وہ ہمارے ہاتھوں شکست کھا گئے تب ناکامی کی صورت میں وہ منداور کے قلعے میں محصور ہو جائیں گے۔ جنگ کو طول دیں گے اور محصور رہ کر مقابلہ کرتے رہیں گے۔

لیکن ہم نے ان کی کسی تدبیر کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ میں اور عزالدین وسطی حصہ میں ہوں گے۔ جس وقت دشمن کو شکست نظر آئے گی اور وہ پیچھے ہٹنے کی کوشش کرے گا، تب علاؤالدین جانی، سیف الدین کوچی، کذلک خان اور کبیر خان! تم چاروں کا کام شروع ہو جائے گا۔ تم چاروں نے اپنے لشکر کو آگے بڑھانا ہے اور پسپا ہوتے دشمن کو شہر پناہ کے دروازے کی طرف نہیں جانے دینا۔ دروازہ ان کے لئے مسدود کر دینا۔ اس کے بعد سامنے کی طرف سے میں حملوں میں تیزی پیدا کر دوں گا۔ دائیں بائیں سے تم لوگ انہیں کاٹنا۔ اور اس طرح امید ہے کہ منداور کے اس لشکر کا خاتمہ کر کے ہم منداور فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیں گے۔''

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کے حکم پر سارے سالار اپنے لشکر کے آگے چلے گئے۔ اس لئے کہ منداور والے اب جنگ کی ابتداء کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔

آخر منداور والوں نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ خواہشوں کے منہ زور سمندر میں تشنگی میں سمٹی نا اُمیدیوں، زندگی کو ناپید کرتے ظلم وتشدد کی ہوائیں چلاتے اندھے طوفانوں اور جبر کی شیرازہ بندی کرتے ظلم کی چادر بکھیرتے جرم کو قوت کا نشان بناتے گناہ اور عصیان کے عذاب گیروں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

جوابی کارروائی سب سے پہلے سلطان شمس الدین التمش نے کی اور وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بے کراں آسمان کی پنہائیوں میں قضا وقدر کے کارکنوں کی طرح حرکت میں آیا۔ سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین دونوں نے پہلے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ ان کی ان تکبیروں کے جواب میں پورے لشکر نے تکبیریں بلند کی تھیں۔ اس کے بعد سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین درد بھری نفرت، دکھوں کی لہر، ہر شے کو دھول بنا کر اُڑاتی دربدری کی تپش کی طرح منداور کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

سلطان کے اس طرح حملہ آور ہونے کے بعد علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی بھی حرکت میں آئے اور وہ بھی سینوں میں آندھیاں، آنکھوں میں چنگاریاں بھر کر امیدوں کی بکل کو لیر لیر کرتے خوفناک جذبوں، اندھیروں کی چپ، سناٹوں کی چھاؤں میں مایوسیوں کے نقاب الٹے قہر بھرے جھکڑوں کی طرح منداور کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اس کے بعد کذلک خان اور کبیر خان دونوں نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ منداور کے لشکر کے دائیں پہلو پر کرب کے صحراؤں سے اُٹھتی سیاہ آندھی، سرخ کوہستانوں سے نکلتے خونی طوفانوں کی سی برق و بار، اپنوں کے لئے بہار میں محبتوں کے روپ، خودسروں کے لئے سیلِ بے کراں میں کرب خیزیوں کی دھوپ، قضا وموت کی برق شکن طاقت اور ارضی وسماوی قوتوں کی قوی ضرب کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کچھ دیر تک منداور کے نواح میں دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔

Marfat.com

منداور والوں کو اپنی عسکری طاقت و قوت پر بڑا گھمنڈ اور تکبر تھا۔ اسی بناء پر وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے لیکن جب جنگ چھڑی، وسطی حصہ سے سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین، دائیں جانب سے علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی اور بائیں طرف سے کذلک خان اور کبیر خان نے ان پر جان لیوا ضربیں لگانا شروع کیں تب منداور والوں نے محسوس کیا کہ پنے پہلے ہی حملے میں مسلمان مجاہدوں نے ان کے سارے تکبر اور گھمنڈ کو دھو کر رکھ دیا ہے۔

اس کے بعد وقت کی آنکھ اور زمین کی پتھریلی سطح نے دیکھا، منداور کے لشکر کی حالت مسلمانوں کے مقابلے میں خشک ہونٹوں پر جمی پیاس کی لہروں، زرد چہرے پر رقص کرتی رنج و حزن میں ڈوبی اداسیوں، دل گرفتہ و حرماں نصیب بیواؤں، صحرا کی اندھی کوکھ، بے مفہوم بانجھ تحریروں، اُجڑے کھیت کھلیانوں اور روندے ہوئے باغ اور تاکستانوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے منداور کے سالاروں اور لشکریوں نے مل کر فیصلہ کیا اور فیصلہ یہ تھا کہ اب وہ مسلمانوں کا مزید دباؤ برداشت نہیں کر سکتے اور اگر کچھ دیر تک انہوں نے مزید قلعے سے باہر رہ کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا تو مسلمان چاروں طرف سے ان کا گھیراؤ کرتے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیں گے۔ لہٰذا بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ شکست قبول کرتے ہوئے پسپا ہوا جائے اور قلعے کے اندر محصور ہو لیا جائے۔

چنانچہ یہ فیصلہ ہونے کے بعد منداور کا لشکر پسپا ہوا چاہتا تھا کہ شہر پناہ کے دروازے سے قلعے کے اندر محصور ہو جائیں لیکن ان کی بدقسمتی اس وقت تک علاؤالدین جانی اور کذلک خان نے اپنے اپنے لشکر کو خوب پھیلا دیا تھا۔ قلعے کا راستہ انہوں نے مسدود کر دیا تھا اور جو بھی منداور کا لشکری پسپا ہو کر اور پیچھے ہٹ کر قلعے میں داخل ہونے کی کوشش کرتا، علاؤالدین جانی اور کذلک خان کے لشکریوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اس طرح منداور کے شکستِ خوردہ لشکر کو منداور کے قلعے میں داخل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کرنا نصیب نہ ہوا۔ قلعے کے دروازے کے پاس کچھ

Marfat.com

دیر تک گھمسان کا رن پڑا اور اس گھمسان کے رن میں منداور کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور جو بچے وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تا کہ اپنی جانیں بچا سکیں۔

سلطان شمس الدین التمش اب اپنے سالاروں اور لشکر کے ساتھ منداور کے قلعے میں داخل ہوا۔ قلعے کے اندر بھی جس نے مدافعت کرنے کی کوشش کی، اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس طرح منداور کے قلعے پر سلطان کا قبضہ ہو گیا اور سلطان نے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔ چند روز تک منداور میں قیام کرنے کے بعد سلطان نے وہاں کا نظم ونسق اپنے طریقے پر درست کیا، اس کے بعد سلطان اپنے لشکر کو لے کر دہلی کی طرف چلا گیا تھا۔

❁

مہاکال مندر سے نکل کر قرامطیوں کے سربراہ قور اور اس کے نائب اسرام نے رتلام کے جنوب مغربی حصہ کی طرف ایک سرائے کے اندر قیام کر رکھا تھا۔ ان دنوں یہ علاقہ ایک بڑی شاہراہ کے قریب تھا اور یہ شاہراہ غزنی سے نکل کر لکی، وہاں سے ملتان، ملتان سے بہاولپور، پھر سری کولیان، وہاں سے آگے بڑھتی ہوئی اجمیر، وہاں سے رتلام اور پھر آگے کھنڈوہ کی طرف چلی گئی تھی۔ سرائے کے جس کمرے میں قور اور اسرام بیٹھے ہوئے تھے اس کمرے میں کچھ دیر خاموشی رہی، پھر گفتگو کا آغاز قور نے کیا اور اسرام کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اسرام! ہم سے ایک بہت بڑی غلطی ہوئی۔''

اسرام نے تیز نگاہوں سے قور کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''کیسی غلطی؟''

اس پر قور تاسف بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''ہم نے ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کو ختم کرنے کا ایک انتہائی سنہری موقع گنوا دیا۔ اور اگر ہم اس سے فائدہ اٹھاتے تو یقیناً اب تک ہندوستان میں ہماری حکومت قائم ہوتی۔''

اس پر جستجو بھرے انداز میں اسرام نے پوچھ لیا تھا۔

Marfat.com

''وہ کیسے؟''

جواب میں قور کہنے لگا۔

''جس وقت جلال الدین خوارزم شاہ منگولوں کے آگے آگے بھاگتا ہوا ہندوستان کی طرف آیا تھا تو ہمیں چاہئے تھا، شاندار انداز میں اس کا استقبال کرتے۔ اس وقت بھی ہمارے ساتھ ہمارے ہزاروں جانثار تھے۔ ان سارے جانثاروں کے ساتھ ہم سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کے لشکر میں داخل ہو جاتے اور اپنے آپ کو اس کا پکا سچا پیروکار بتاتے۔ خود کو کٹر قسم کے مسلمان ظاہر کرتے۔ اگر ہم ایسا کرتے تو یاد رکھنا جلال الدین خوارزم شاہ ہندوستان میں جم جاتا اور اگر وہ ایک بار پاؤں جمانے میں کامیاب ہو جاتا تو شمس الدین التمش کو شکست دے کر وہ یقیناً ہندوستان کے تخت و تاج کا مالک بن سکتا تھا۔''

اسرام نے دخل اندازی کرتے ہوئے پوچھا۔

''اگر وہ تخت و تاج کا مالک بن جاتا تو پھر اس کے ایسا کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوتا؟'' اسرام نے دخل زاندازی کرتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

اس پر قور کہنے لگا۔

''اگر جلال الدین خوارزم شاہ دہلی کے تخت و تاج کا مالک بن جاتا تو اس میں ہمارے لئے فوائد ہی فوائد تھے، ہمارا کوئی نقصان نہیں تھا۔ تم یہ پوچھو گے کہ جب خوارزم شاہ، دہلی کے تاج و تخت کا مالک بن جاتا تو ہمیں کیا فائدہ ہوتا؟ وہ ہمیں کیوں نوازتا؟ ایسا معاملہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جلال الدین خوارزم شاہ کے پیچھے پیچھے منگول لگے ہوئے تھے اور چنگیز خان نے اپنے ایک بیٹے چغتائی کو ایک خاصا بڑا لشکر دے کر جلال الدین خوارزم شاہ کے پیچھے لگایا تھا اور جب خوارزم شاہ، التمش کا خاتمہ کرنے کے بعد ہندوستان کا حکمران بنتا تب ہم اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ جلال الدین کا ساتھ چھوڑ کر منگولوں سے جا ملتے اور انہیں جلال الدین خوارزم شاہ کے خلاف انگیخت کرتے۔ منگول یقیناً جلال الدین پر حملہ آور ہوتے اور اس کا خاتمہ کر کے اسے اگلے جہان کی طرف پہنچا دیتے۔ اس کے خاتمے کے بعد یقیناً ہندوستان کی مملکت کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہوتی اور کوئی ہم سے باز پرس کرنے والا نہ ہوتا۔''

Marfat.com

قور کے اندازے درست تھے لیکن اب یہ خواب و خیال کی باتیں تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ منگولوں کے فتنہ نے ہندوستان کی سلطنت کے لئے واقعی نازک حالات پیدا کر دیئے تھے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ سلطان شمس الدین التمش اس وقت پوری سلطنت کے تمام حصے زیر نگیں نہیں لا سکا تھا اور مملکت کے لئے ذرا سا بھی خطرہ تباہی خیز ثابت ہو سکتا تھا۔ محض جلال الدین ہی کا معاملہ غور طلب نہیں تھا، اصل خطرہ یہ بھی تھا کہ منگول جلال الدین کے تعاقب میں ہندوستان آ سکتے تھے اور تباہی و بربادی کا وہ سیل اس ملک میں بھی اسی طرح بہہ نکلتا جس طرح ترکستان، افغانستان، ایران وغیرہ میں بہہ نکلا تھا اور مسلمانوں کے چھ سو سالہ علمی و فنی تعمیری اور تمدنی اندوختے ملیامیٹ ہو چکے ہوتے۔

اسلامی جذبات کا تقاضا یہ تھا کہ سلطان جلال الدین کے لئے ہر ممکن امداد کا انتظام کیا جاتا لیکن ہندوستان کو منگولوں کی ترک و تاز سے محفوظ رکھنے کی صورت صرف ایک تھی کہ جلال الدین کے لئے ہندوستان کو معاون نہ بننے دیا جائے۔ التمش نے دوسری مصلحت پر عمل کیا اور جلال الدین کو پیغام بھیج دیا کہ دہلی کی آب و ہوا آپ کے لئے سازگار نہ ہو گی ورنہ جہاں ہزاروں دوسرے لوگوں کو پناہ دی جا چکی ہے، وہاں جلال الدین کو پناہ دینے میں تامل نہیں ہو سکتا تھا۔ اصل خطرہ یہ تھا کہ منگول اسے برداشت نہیں کریں گے اور جلال الدین کے تعاقب میں ہر جگہ آگ و خون کا طوفان برپا کریں گے۔ یہی وہ اندیشے اور خیالات تھے کہ جن کے تحت سلطان شمس الدین التمش نے جلال الدین کو حُسنِ تدبیر کے ساتھ آگے بڑھنے سے روکا۔ لشکر کو تیار رکھا کہ اگر ضرورت پڑے تو اسے منگولوں کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ کچھ لشکر لاہور کی جانب بھیج دیا مگر سلطان خود دہلی سے نہ نکلا اور سلطنت ہند کے سابقہ علاقوں کی بازیافت کے لئے تمام منصوبے تین چار سالوں تک ملتوی رہے۔ ہندوستانی لشکر اور جلال الدین میں کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ اس لئے آخر الذکر کی توجہ محض اتفاق کی بناء پر سندھ کی جانب ہو گئی لہٰذا ہندوستان کے لئے براہِ راست خطرہ ٹل گیا۔

قور کے اندیشے اور اس کے ارادے اور اس کی تدبیریں اپنی جگہ بڑی درست اور صحیح تھیں۔ لہٰذا اس کی ساری تفصیل جان کر اسرام کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا، پھر

Marfat.com

غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''قور! تمہارا اندازہ بڑا درست ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟ اب تو اس پر ہاتھ ملتے ہوئے افسوس کیا جا سکتا ہے۔ جلال الدین خوارزم شاہ یہاں سے جا چکا ہے اور اس کے جانے کے بعد سلطان شمس الدین التمش وہ قوت پکڑ چکا ہے کہ اس پر قابو پانا اتنا آسان نہیں ہے۔''

اسرام جب خاموش ہوا تب عیارانہ مسکراہٹ میں قور کہنے لگا۔

''اسرام! بے شک مشکل ہے۔ لیکن ہم اس کام کو کئے بغیر رہیں گے بھی نہیں۔ رتلام کے انہی علاقوں کے آس پاس اپنے سارے ساتھیوں کو جمع کریں گے۔ اس کے بعد دیکھنا کہ میں کیسے حرکت میں آتا ہوں۔ ابھی میں پھر اپنا پرانا کام شروع کروں گا اور اپنے لشکریوں کی تعداد میں مزید اضافہ کروں گا۔''

یہاں مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس قور کا پرانا طریق کار یہ تھا کہ وہ وعظ کہتا جس میں اوباش جمع ہو جاتے۔ وعظ میں وہ اہل سنت و الجماعت کے عالموں کو غاصب قرار دیتا۔ عام لوگوں کو حنفی اور شافعی علماء کے خلاف بھڑکانا اس کا بہترین مشغلہ تھا۔ شروع میں وہ ہر جگہ گھومتا پھرتا رہتا۔ آخر میں اس نے یہ کام کرنے کے لئے ایک وقت مقرر کر لیا تھا جس کے تحت اپنے وعظ اور اپنی تقریروں میں وہ مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلتا تھا۔ جہاں دیکھتا کہ کچھ لوگ ضرورت مند ہیں۔ ان میں ضروریاتِ زندگی اور رقوم تقسیم کرتا۔ ان کے دل جیتتا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیتا تھا۔ اسرام آخر قور کو مشورہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''قور! معاملہ یہ ہے کہ ایک بات نے مجھے پریشان اور فکرمند کر رکھا ہے۔''

قور نے گھورنے کے انداز میں اسرام کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''وہ کون سی بات؟''

اس پر اسرام غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس وقت رتلام کے گرد و نواح میں ہمارے ہزاروں ساتھی جمع ہو چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان سے کوئی کام لیا جائے۔ انہیں یوں بے کار نہیں بٹھانا چاہئے۔ وہ زیادہ دن بے کار بیٹھیں گے تو یقیناً تنگ پڑ جائیں گے اور اس تنگی کی حالت میں وہ

Marfat.com

رتلام اور اس کے گرد و نواح میں لوٹ مار کا کام شروع کر دیں گے۔ اگر انہوں نے یہ کام شروع کر دیا تو پھر یاد رکھنا یہاں کے لوگ ہم سے متنفر ہو جائیں گے اور جس وقت لوگ متنفر ہو گئے تو پھر ہمارے لئے مصیبت اور ابتلاء کے دن اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جو کام ہم نے کرنا ہے اس کی ابتداء جلد کریں اور جب دوسرے علاقوں میں ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بھی یہاں بلا لیں۔ اس طرح اپنی طاقت و قوت میں خوب اضافہ کر کے ایسا کام کر گزریں جو ہمارے حق میں ہو اور جس سے ہمیں کوئی فائدہ اور منفعت بھی حاصل ہو۔"

اپنے ساتھی اسرام کے ان الفاظ پر قور مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اسرام! جو کچھ تم کہتے ہو وہ درست ہے۔ میں خود چاہتا ہوں کہ اپنے مختلف گروہوں کو جو مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں یہاں جمع کروں۔ ایک ناقابل تسخیر قوت حاصل کروں اور پھر خم ٹھونک کر دہلی کے سلطان کے خلاف حرکت میں آؤں۔"

اس قرامطی قور کے ساتھیوں سے متعلق مؤرخین کا کہنا ہے کہ قرامطی اور ملحد ہندوستان کے مختلف حصوں مثلاً گجرات، سندھ، اطراف دہلی اور جمنا اور گنا کے کناروں پر پھیلے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کا رابطہ اور تعلق تھا۔

قور اور اسرام میں ابھی یہیں تک گفتگو ہوئی تھی کہ ان کے دو ساتھی سرائے کے اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوئے۔ ہاتھ کے اشارے سے قور نے انہیں اندر آنے کو کہا، اپنے قریب ہی انہیں بٹھایا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا تم کوئی نئی اور فائدہ مند خبر لے کر آئے ہو؟"

اس پر ان دو میں سے ایک قور کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہم دونوں اچھی نہیں، بری خبر لے کر آئے ہیں۔"

"کیسی بری خبر؟" قور نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

اس پر اُس نے ایک گہری نگاہ قور اور اسرام پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

"آپ نے دہلی کے جمال الدین کی بیٹی رایان اور لبانہ کو اُٹھوا کر مادھو راؤ اور منگل دیو کے حوالے کیا تھا۔ مادھو راؤ اور منگل دیو نے ان دونوں بہنوں کو اپنے جانے

Marfat.com

والے ایک ٹھاکر حمیر دیو کے حوالے کر دیا تھا۔ حمیر دیو نے ان دونوں بہنوں کی شادی اپنے دو بیٹوں سے کرنا چاہی تب ان دونوں بہنوں نے خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر لیا تھا۔

یہ ایک خبر ہے۔ دوسری خبر یہ ہے کہ جب جمال الدین کی دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ دہلی کے نواح سے غائب ہو گئیں، تب سلطان شمس الدین التمش اور عزالدین نے اپنے کچھ مخبر اور جاسوس ان دونوں کو تلاش کرنے کے لئے مقرر کئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے یہ بھید لگا لیا کہ دہلی کے نواح سے جمال الدین کی دونوں بیٹیوں کو آپ کے کہنے پر قرامطیوں نے اُٹھایا تھا اور ایسا مہاکال مندر کے دو بڑے پنڈتوں مادھو راؤ اور منگل دیو کی انگیخت پر کیا گیا تھا۔ جب سلطان کو اس کے مخبروں نے یہ خبر دی، تب سلطان نے جمال الدین کی دونوں بیٹیوں رایان اور لبانہ کی تلاش میں اپنے سالار کذلک خان کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کے دو ساتھی بھی تھے جن کے نام تردی خان اور ارغون خان ہیں۔

بس یہ تینوں پہلے مہاکال مندر پہنچے، وہاں انہوں نے مادھو راؤ اور منگل دیو کا پتہ کیا اور اس وقت جو مندر کا محافظ تھا اس نے یہ بتایا کہ وہ قرامطی ہیں اور مادھو راؤ اور منگل دیو کے لئے ایک اہم پیغام رکھتے ہیں۔ اس طرح کذلک خان نے چکنی چپڑی باتوں سے مہاکال مندر کے محافظوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا جس کے نتیجہ میں مہاکال کے مندر کے محافظوں نے کوکا رائے کا انتخاب کیا اور اس سے کہا کہ وہ کذلک خان کو مادھو راؤ اور منگل دیو کے پاس لے جائے۔ اس لئے کہ مادھو راؤ اور منگل دیو اُس وقت مہاکال میں نہیں ٹھہرے ہوئے تھے، بھرت پور کی طرف گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ کوکا انہیں اس مندر میں لے کر گیا جہاں مادھو راؤ اور منگل دیو نے قیام کر رکھا تھا۔ کذلک خان نے مادھو راؤ اور منگل دیو دونوں کو بے وقوف بنایا اور انہیں ڈرایا دھمکایا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش کو پتہ چل گیا ہے کہ تمہارے کہنے پر دہلی کے جمال الدین کی دو بیٹیوں کو اٹھایا گیا تھا لہٰذا تم دونوں کو قتل کرنے کے لئے سلطان نے کچھ آدمی مقرر کئے ہیں لہٰذا تم فوراً واپس مہاکال مندر کی طرف چلے جاؤ۔

مادھو راؤ اور منگل دیو ایسے احمق ثابت ہوئے کہ اسی وقت اپنے محافظوں کے

Marfat.com

ساتھ مہاکال کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں مادھو راؤ اور منگل دیو کو کذلک خان نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روک لیا اور ڈراتے دھمکاتے ہوئے ان سے یہ جان لیا کہ جمال الدین کی دونوں بیٹیاں رایان اور لبانہ کہاں ہیں۔ منگل دیو اور مادھو راؤ نے راز کو اُگل دیا۔ انہوں نے کذلک خان کے سامنے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ جمال الدین کی دونوں بیٹیوں کو دہلی کے نواح سے قور کے کہنے پر قرامطیوں نے اٹھایا تھا۔ یہ بھی انکشاف کر دیا کہ اس نے اور منگل دیو نے دونوں لڑکیوں کو ٹھا کر حمیر دیو کے حوالے کیا تھا۔ یہ ساری تفصیل جاننے کے بعد کذلک خان نے مادھو راؤ اور منگل دیو کا قصہ پاک کر دیا۔ انہیں قتل کر دیا۔

اس موقع پر چونکنے کے انداز میں قور نے پوچھ لیا۔

”کیا مادھو راؤ اور منگل دیو اکیلے تھے کہ جو کذلک خان اور اس کے دو ساتھیوں نے انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا؟“

اس پر آنے والا وہ مخبر کہنے لگا۔

”نہیں۔ مادھو راؤ اور منگل دیو کے ساتھ ان کے آٹھ محافظ بھی تھے اور نواں اُن کے ساتھ کوکا رائے تھا۔ لیکن کذلک خان بڑا چالاک نکلا۔ اس نے سامنے صرف اپنے ساتھ اپنے دو ساتھیوں تردی خان اور ارغون خان کو رکھا جبکہ اس کے آس پاس، اردگرد بہت سے ساتھی منڈلاتے رہتے تھے بس وہ بھی وہاں جمع ہو گئے۔ مادھو راؤ اور منگل دیو کو انہوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس کے بعد اُسی رات کی تاریکی میں وہ حمیر دیو کی طرف گئے۔

حمیر دیو کی حویلی کا محاصرہ کر لیا گیا اور اس سے رایان اور لبانہ سے متعلق پوچھا گیا۔ جب حمیر دیو نے انکشاف کیا کہ شادی سے پہلے ان دونوں لڑکیوں نے خودکشی کر لی تھی۔ تب کذلک خان نے حمیر دیو اور اس کے دونوں بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور پھر دہلی کی طرف چلا گیا۔

اب جو بڑا خطرہ ہمارے لئے منڈلا رہا ہے وہ یہ کہ سلطان شمس الدین التمش نے اپنے کچھ جاسوسوں کو مقرر کیا ہے جو آپ کا اور اسرام کا پتہ لگائیں گے اور ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کا محل وقوع جاننے کے بعد سلطان شمس الدین التمش ایک بار پھر اپنے سالار

Marfat.com

کذلک خان کو مقرر کرے گا اور وہ آپ لوگوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔"

وہ مخبر جب خاموش ہوا تب قور چھاتی تانتے ہوئے انتہائی تکبر اور گھمنڈ میں کہنے لگا۔

"اس کذلک خان کی ایسی تیسی۔ وہ ہمارے پیچھے کیا آئے گا، کیا ہمارا خاتمہ کرے گا۔ اس کی موت تو اب ہمارے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں مر کر رہے گا۔ میں دیکھتا ہوں وہ کتنے دن مزید اپنی زندگی کے دن گزارتا ہے اور کب تک سانس لیتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قور رکا تو مخبر قور اور اسرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس ایک اہم خبر ہے۔"

"کیا؟" قور نے تجسس بھرے انداز میں پوچھ لیا تھا۔

اس پر آنے والا مخبر کہنے لگا۔

"سلطان شمس الدین التمش نے پہلے مندادر پر حملہ کیا، اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر کچھ وقفہ ڈال کر اس نے بھیلسہ پر چڑھائی کر دی۔ بھیلسہ والوں نے مدافعت کرنے کی کوشش کی، ناکام رہے۔ انہیں بھی سلطان شمس الدین التمش نے بدترین شکست دی۔ لہٰذا مندادر اور بھیلسہ دونوں علاقوں پر سلطان شمس الدین کا قبضہ ہو چکا ہے اور ان علاقوں کو اس نے اپنی عملداری میں شامل کر لیا ہے۔ اب دہلی اور اس کے گرد و نواح میں یہ افواہیں اُڑ رہی ہیں کہ عنقریب سلطان شمس الدین التمش گوالیار پر حملہ آور ہو گا۔"

اس قرامطی مخبر کے ان الفاظ پر قور کے نائب اسرام کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ پھر وہ قور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! اپنے نقصان کی تلافی کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں ہمیں ایک بہت اچھا موقع مل رہا ہے۔"

قور نے گھورنے کے انداز میں اسرام کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"کھل کر کہو۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا کون سا نقصان؟ کیسی تلافی؟"

اسرام سنجیدہ ہو گیا، کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے بھائی! دہلی کی جامع مسجد میں جو ہمارے ساتھیوں کا نقصان ہوا تھا، وہ ہمارے لئے ہی نقصان ہے۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ اس نقصان کی ہم تلافی کریں۔''

اسرام کے ان الفاظ پر قور چونکا تھا۔ کہنے لگا۔

''کھل کر کہو! نقصان کی بات تو میں سمجھ گیا ہوں۔ ہمارے لئے وہ بہت بڑا نقصان تھا۔ لگ بھگ ہمارے ایک ہزار ساتھی دہلی کی جامع مسجد میں نمازیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اب یہ کہو کہ اس کی تلافی یا اس کا انتقام کیسے لیا جا سکتا ہے؟''

جواب میں اسرام نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر کہنے لگا۔

''جیسا کہ ہمارے آنے والے طلایہ گر نے یہ خبر دی ہے کہ عنقریب شمس الدین التمش، گوالیار پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے گا۔ تو میرے بھائی! گوالیار کوئی معمولی طاقت نہیں ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ گوالیار پر حملہ کر کے شمس الدین التمش اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی اور حماقت کرے گا۔''

اسرام رکا، دم لیا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''گوالیار کی کتنی عسکری طاقت اور قوت ہے، اس کا اندازہ شاید التمش کو بھی نہیں ہو گا۔ اور میرا اندازہ ہے کہ گوالیار والے التمش کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس موقع پر اگر ہم ایک قدم اٹھائیں تو اس کے دو فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اسرام جب خاموش ہوا تو قور اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا تھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر اسرام بول اٹھا۔

''وہ اس طرح کہ جب التمش گوالیار پر حملہ آور ہو تو ہم اچانک ایک طرف سے اس وقت حملہ آور ہوں گے جس وقت شمس الدین گوالیار والوں سے مصروف جنگ ہو۔ اس مصروفیت کے موقع پر اگر ہم شمس الدین کے لشکر کے ایک پہلو پر حملہ آور ہو جائیں تو ایک ہزار کیا، التمش کے کئی ہزار لشکریوں کو ہم موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جامع مسجد دہلی میں اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا۔''

Marfat.com

اسرام رکا، کچھ سوچا، دوبارہ قور کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔
''میرے بھائی! ایسا کرنے سے میں نے کہا، ہمیں دو فائدے ہوں گے۔ پہلا یہ کہ ہم جامع مسجد دہلی میں مرنے والے اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ گوالیار والوں کی نگاہوں میں ہماری عزت، ہمارا وقار بن جائے گا اور وہ ایک طرح سے ہمارے حلیف اور ساتھی بن جائیں گے۔ اور آنے والے دور میں جب کبھی بھی ہمیں شمس الدین التمش یا کسی اور عسکری قوت سے خطرہ ہوا تو ہم نہ صرف گوالیار میں پناہ لے سکتے ہیں بلکہ گوالیار کے حکمران ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری حفاظت اور مدد کا سامان بھی کر سکتے ہیں۔''
اسرام دم لینے کے لئے رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔
''اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ اس سے پہلے جو ہمارے مخبر اطلاعات لے کر آئے تھے تو انہوں نے یہ اشارہ دیا تھا کہ اگر شمس الدین التمش، گوالیار پر حملہ آور ہوتا ہے تو گوالیار والوں کی مدد کے لئے کم از کم تین قوتیں ضرور حرکت میں آئیں گی۔ پہلی قوت مالوہ والے ہیں، دوسری قوت اُجین شہور والے۔ تیسرے مہاکال مندر کے اندر جو ایک بہت بڑا لشکر ہے، وہ بھی گوالیار والوں کی مدد کے لئے پہنچیں گے۔ اور جب ایسا ہوگا تو گوالیار والوں کی فتح اور التمش کی شکست یقینی ہو جائے گی۔''
اسرام جب خاموش ہوا تب قور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''اسرام! میں تمہاری اس منصوبہ بندی سے اختلاف کرتا ہوں۔ دیکھو! جو کچھ تم نے کہا ہے یہ ہماری دیرینہ اور کہنہ منصوبہ بندی کے قطعی خلاف ہے۔ ہم کبھی بھی اور کسی بھی موقع پر کھل کر اپنے دشمنوں کے سامنے نہیں آتے۔ چھپ کر وار کرتے ہیں اور ایسا وار کرتے ہیں کہ جس کو ہدف بناتے ہیں، بچنے نہیں دیتے۔ ہمارے یہ مخبر اچھی خبریں لے کر آئے ہیں۔ اگر دہلی کا سلطان شمس الدین التمش، گوالیار والوں پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکا ہے تو یہ بات طے ہے کہ مالوہ اور اجین اور مہاکال والے گوالیار والوں کی مدد کریں گے۔ اس لئے کہ چند ماہ پہلے ہی ان قوتوں کے درمیان زبانی معاہدہ بھی ہو چکا ہے جس میں انہوں نے ایک دوسرے سے وعدے وعید کئے تھے کہ کسی بھی دشمن کے خلاف وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اسرام! ہم علیحدہ رہ کر تماشا دیکھیں۔

Marfat.com

ہمارا کام خفیہ طور پر دشمن کے خلاف حرکت میں آنا ہے، خم ٹھونک کر نہیں۔ گجرات کو چھوڑ کر باقی جس جس جگہ ہمارے آدمی ہیں، ان سب سے کہو کہ وہ گنگا اور جمنا کے دو آبے میں جمع ہو جائیں ہم انتظار کریں گے کہ کب التمش اور گوالیار والے ٹکراتے ہیں۔ اگر تو گوالیار والوں کو فتح نصیب ہوئی تو شمس الدین التمش کی طاقت اور قوت خود ہی کمزور پڑ جائے گی اور ہم ہندوستان کے اندر من مانی کارروائیاں کرنے میں آزاد ہوں گے۔ اور اگر شمس الدین التمش فاتح رہا، تب ہم گوالیار اور دوسری ہندو قوتوں سے بات کریں گے، ان سے بھاری رقم بٹوریں گے اور انہیں اس راستے پر لائیں گے کہ وہ جنگ کی تیاری کریں۔ ہم ان کی مدد کریں گے اور شمس الدین پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے اور ہندوستان کا حکمران اس کی جگہ کوئی اور ہو۔"

یہ فیصلہ ہونے کے بعد قور اور اسرام دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ آنے والے جاسوسوں کو بھی ساتھ لیا۔ رتلام کے نواح میں جہاں ان کے ساتھی قیام کئے ہوئے تھے، ادھر گئے اس کے بعد مختلف علاقوں کی طرف تیز رفتار قاصد روانہ کئے اور جہاں جہاں بھی قرامطی ٹھہرے ہوئے تھے، صرف گجرات کو چھوڑ کر باقی سب علاقوں کے قرامطیوں کو گنگا جمنا کے دوآبہ میں جمع ہونے کے احکامات جاری کر دیئے گئے تھے۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش گوالیار والوں کو ان کی ماضی کی غلطیوں اور تکبر اور گھمنڈ کی سزا دینے کے لئے دہلی سے نکلا۔

گوالیار والوں نے بھی اسی تمرد، اسی گھمنڈ، اسی تکبر کا مظاہرہ کیا جو بھیلسہ والوں نے کیا تھا۔ جس طرح بھیلسہ والے باہر نکل کر سلطان شمس الدین التمش کے لشکر سے ٹکرائے تھے، اسی طرح گوالیار والوں نے بھی سلطان شمس الدین التمش کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کو قلعے سے باہر استوار کیا تھا۔

تاہم انہوں نے بھیلسہ والوں جیسی غلطی نہیں کی۔ بھیلسہ والے اپنے قلعے سے کافی آگے نکل آئے تھے اور جب انہیں شکست ہوئی تو سلطان کے لشکریوں نے انہیں شہر میں داخل نہ ہونے دیا لیکن گوالیار والوں نے اس کی پیش بندی کر لی تھی۔ اول یہ کہ وہ فصیل کے قریب رہے۔ دوئم یہ کہ اپنے لشکر کے پیچھے دائیں بائیں انہوں نے کچھ دستے مقرر کر دیئے تھے جو شہر پناہ کے اس دروازے کی حفاظت پر مقرر تھے جو دروازہ ان کے لشکر کے پیچھے تھا۔

گوالیار کی فصیل کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔ گوالیار کی طرف جانے کے لئے بھی سلطان شمس الدین التمش اور اس کے سالاروں نے عجیب وغریب راستہ اختیار کیا تھا۔ دہلی سے متھرا، وہاں سے بھرت پور اور پھر گوالیار کا رخ کرنے کی بجائے سلطان دہلی سے روانہ ہوا۔

متھرا کی طرف جانے کی بجائے اس نے ریواڑی کا رخ کیا۔ اس شاہراہ پر چڑھا

Marfat.com

جو شاہراہ پاکپتن سے ریواڑی کیطرف آتی تھی۔ اس شاہراہ پر چڑھنے کے بعد سلطان آگے بڑھا، مہاوہ پہنچا، وہاں سے بھرت پور پہنچا۔ بھرت پور سے وہ باری گیا اور باری پہنچنے کے بعد تیزی سے آگے بڑھا اور گوالیار کی شہر پناہ کے شمال میں اپنے لشکر کو اُس نے پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ احتیاط کی خاطر سلطان شمس الدین التمش نے نواحی علاقوں میں اپنے مخبر پھیلا دیئے تھے تاکہ گوالیار والوں کی مدد کے لئے اگر کوئی لشکر آئے تو بروقت اس کی اطلاع مل سکے۔ اس کے بعد دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں۔

سلطان نے اپنے لشکر کو پہلے کی طرح تین حصوں میں تقسیم کیا۔ تاہم اس بار اس نے لشکر کی کمانداری میں تھوڑی بہت تبدیلی کی تھی۔ لشکر کے وسطی حصہ میں وہ خود رہا اور حسب سابق عزالدین کو اپنے ساتھ رکھا۔ اس بار سلطان شمس الدین التمش نے لشکر کے دائیں حصہ کی کمانداری کذلک خان کے حوالے کی تھی۔ کبیر خان کو اس کے ساتھ اس کے نائب کی حیثیت سے رکھا تھا اور بائیں پہلو کا کماندار علاؤالدین جانی تھا۔ اور سیف الدین کوچی اس کی نیابت کر رہا تھا۔

لشکر کے کچھ دستے سلطان شمس الدین التمش نے لشکر کی پشت پر اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر کر دیئے تھے۔

جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تب حملہ آور ہونے کی ابتداء گوالیار والوں نے کی۔ گوالیار والوں کو ایک اور غلط فہمی اور گھمنڈ بھی تھا۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ سلطان شمس الدین التمش اپنے مرکز سے دور گوالیار والوں سے ٹکرانے کے لئے آیا ہے لہٰذا وہ زیادہ عرصہ تک گوالیار اور اس کے نواح میں قیام نہیں کر سکے گا۔ اسے رسد اور کمک کی قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خود وہ اس گھمنڈ میں تھے کہ ان کے پیچھ گوالیار ہے اور شہر سے انہیں ضرورت کی ہر شے میسر ہو گی۔ اس بناء پر انہوں نے پہلے حملہ آور ہو کر سلطان کو نقصان پہنچانے کا عزم کیا اور اس عزم کو سامنے رکھتے ہوئے گوالیار والوں نے حملے میں پہل کرنے کا فیصلہ کیا۔

گوالیار کا راجہ منگل دیو اس وقت اپنے لشکر کے اندر موجود تھا اور اپنے لشکر کے

Marfat.com

وسطی حصہ میں تھا۔ اس کے باپ کا نام مالدیو تھا۔ دونوں بڑے جنگجو تھے۔ اپنے لشکر کے جس حصہ میں منگل دیو تھا، اس کے اردگرد سازندے مختلف ساز لئے انہیں بجاتے ہوئے اپنے لشکریوں کے اندر ایک نیا جذبہ اور جوش پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے منگل دیو کے حکم پر اس کا لشکر موسموں کی گہری گرد اور سرما کی سرد دھند میں مجروح کرتے تیغ نما حروف کی کرب بھری داستانوں، پاؤں کے آبلے، گہری تشنگی کا کرب کھڑا کرتے تقدیر کے ہولناک عذاب اور خونی لمحوں کی یورش کی طرح سلطان شمس الدین التمش کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔

جوابی کارروائی پہلے سلطان شمس الدین التمش نے کی اور وہ بھی رگ رگ میں تلاطم برپا کرتی دہکتی موجوں کے تند ریلوں، شک کے سرد خانوں میں موت کی خاک اُڑاتے سلگتے سرخ لاووں اور خونی لمحوں کی یورش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سلطان کے بعد کذلک خان اور کبیر خان حرکت میں آئے۔ دونوں نے پہلے مل کر ایسی زوردار اور روانی کے ساتھ تکبیریں بلند کیں کہ تکبیروں کی للکار سے تیغ پناہ مانگے۔ ان کی روانی سے دریا روانگی بھول جائیں۔ ایسی خوف ناکی طاری ہو کہ جبر اپنی ترتیب بھول جائیں۔ اس کے بعد کذلک خان اور کبیر خان دونوں درد کا درماں، دل کا قرار چھینتے اُبلتے، کھولتے ہزاروں طوفانوں، خواہشوں کے بگولوں کو ریزہ ریزہ کرتے، پیچ و تاب کھاتے اضطراب، گردشِ دوراں کے تیور بدل دینے والے اور زبان کی حرکت میں خوف زدہ آوازیں بھر دینے والے قضا کے ہولناک قصوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کذلک خان اور کبیر خان کے پیچھے ہی پیچھے علاؤالدین جانی اور سیف الدین کوچی نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی غیض و غضب کی انگڑائی، بغض و عداوت کی شر انگیزی کی طرح آگے بڑھے۔ اس کے بعد وہ دونوں بھی اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ ہر شے کو کھوجتے اور تلپٹ کرتے آتشی بگولوں، ذلت کی آغوش میں دفن کر دینے والے بدقسمتی کے ہولناک سیلاب، بدنصیبی کے ذخیروں میں کڑتی اُداس پتوں کی زرد کہانیوں اور بپھرتی کڑکتی ٹوٹتی برق اور فطرت کی ہولناکیوں کی طرح حملہ آور ہو

Marfat.com

گئے تھے۔

گوالیار کے نواح میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے تباہی کی آگ، مایوسی کی گھٹائیں، برق کے گہوارے کروٹیں لیتے طوفان، نفس کی بھوک، قضا کی ہوک، خشمگیں بے لگام تاثرات رزم گاہ میں چاروں طرف رقص کرنے لگے تھے۔ لگتا تھا جیسے بہت سے جوالا مکھیوں کے اَن گنت دہانے کھل گئے ہوں یا چاروں طرف ستم کے برستے تازیانوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہو۔ چہروں پر المناکیوں کے انبار لگنے لگے تھے۔ خون آشام تلواریں سماعتوں اور بصارتوں کو گروی رکھنے لگی تھیں۔

کچھ دیر تک انتہائی ہولناک انداز میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے اس کے بعد گوالیار کے راجہ نے محسوس کیا کہ اس کے لشکر کے اندر بد دلی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے اس کے لشکر کی کئی صفوں کو پکے ہوئے کھیت کی طرح کاٹ کر بساط کی طرح زمین پر بچھا دیا تھا۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد خود راجہ اور اُس کے سینا پتیوں نے دیکھا، ان کے لشکر کی حالت شکست خوردہ اوہام کے زنگار چہروں پر مرگ کی سیاہی، جسم پر لرزش ٹپکنے لگی تھی اور مجموعی طور پر ان کی حالت بکھرے پتوں کی لاشوں، دیمک زدہ در و بام، وحشت کی پت جھڑ، خیالات کی مسمار ہوتی کائنات، بے کراں صحرا کی ویرانیوں، اندھے کردار کی خونخواری اور بد اخلاقی کے ضابطوں سے بھی زیادہ بری ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے راجہ نے آخری فیصلہ کیا۔ شکست کو قبول کیا اور اپنے لشکر میں پسپا ہونے کے نرسنگے اُس نے بجوا دیئے تھے۔ ان نرسنگوں کی آواز سنتے ہی گوالیار کے راجہ کا لشکر ایک دم پیچھے ہٹا اور شہر کے اندر محصور ہو گیا تھا۔

شمس الدین التمش اور اس کے سالار شکست خوردہ لشکر کو شہر میں داخل ہونے سے روک نہ سکے۔ اس لئے کہ راجہ نے فصیل کے ساتھ اپنے لشکر کے دو بڑے حصے دائیں بائیں کھڑے کر دیئے تھے تا کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر پہلو کی طرف سے آگے بڑھتے ہوئے اس کے لشکر کو شہر میں داخل ہونے سے روک نہ سکے۔ اس بناء پر راجہ، گوالیار میں محصور ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

Marfat.com

شہر میں داخل ہوتے ہی لشکر کا بڑا حصہ گوالیار کے راجہ منگل دی نے فصیل کے اوپر برجوں اور قلعے کے خلال کے پیچھے مقرر کر دیا تھا۔ خود اس نے فصیل پر چڑھنے کے لئے جو سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں، ان کے قریب ہی اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔ جب سارے سالار اس کے پاس جمع ہو گئے تب کچھ دیر تک راجہ منگل دیو انتہائی افسوس ناک اور اداس انداز میں سوچتا رہا، پھر اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس جنگ کے نتائج قطعی طور پر ہماری امیدوں کے خلاف ثابت ہوئے ہیں۔ میں اس سے پہلے یہ خیال کرتا تھا کہ دہلی کا سلطان شمس الدین التمش اس سے پہلے چھوٹے موٹے لشکریوں سے ٹکراتا رہا ہے لہٰذا وہ فتح یاب رہا ہے۔ دل میں، میں نے یہ بھی ارادہ کر رکھا تھا کہ جس روز وہ ہم سے ٹکرائے گا، اس روز اسے خبر ہو گی کہ جنگ کیا ہوتی ہے۔ لیکن آج کے ٹکراؤ نے مجھے بے حد مایوس اور افسردہ کیا ہے۔ مجھے اپنی طاقت اور قوت پر بڑا ناز تھا اور مجھے سو فیصد امید تھی کہ گوالیار کے نواح میں شمس الدین التمش کو ہم بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی بناء پر میں نے شہر سے باہر نکل کر اس کی راہ روکی اور اس سے ٹکرانے کا عزم کیا۔ اگر مجھے پہلے سے خبر ہوتی کہ معاملہ اس نوعیت کا ہے تو میں کبھی بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر نہ نکلتا بلکہ محصور رہ کر جنگ کو طول دیتا۔ یہاں تک کہ محاصرے کی طوالت سے تنگ آ کر التمش خود ہی واپس جانے پر مجبور ہو جاتا۔ اب ہمارے لشکر کا کافی نقصان ہو گیا ہے۔ اگر میرا پورے کا پورا لشکر اس وقت میرے پاس ہوتا تو یقیناً میں گاہے گاہے، وقفہ وقفہ سے شہر سے نکل کر شمس الدین کے لشکر پر شب خون مارنے کی کوشش کرتا اور حملہ آوروں کو مجبور کرتا کہ وہ اپنا پڑاؤ اٹھا کر یہاں سے چلتے بنیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد راجہ منگل دیو جب خاموش ہوا تب اس کا ایک سالار بولا اور کہنے لگا۔

''بہتر یہی ہے کہ ہم چند ہفتوں تک خاموشی اختیار کئے رہیں۔ اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود رکھیں۔ جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے، اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک حصہ دن کے وقت فصیل پر پہرہ دے اور دوسرا رات کے وقت۔ رات کے

Marfat.com

وقت پوری فصیل پر جگہ جگہ مشعلیں روشن رکھی جائیں اور اتنی روشنی کا اہتمام کیا جائے کہ فصیل کے قریب آتی ہر متحرک چیز فصیل پر بیٹھے ہمارے لشکریوں کو دکھائی دیتی رہے۔ ساتھ ہی نئے لشکری بھرتی کر کے اپنے لشکر کی طاقت اور قوت کو بحال کیا جائے۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ چند روز تک شمس الدین التمش بھی اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کرے گا۔ لیکن وہ محتاط بھی رہے گا۔ اسے یہ بھی خدشہ رہے گا کہ کہیں ہم شہر سے باہر نکل کر اچانک اس کے لشکر پر شب خون نہ ماریں۔ اس بناء پر وہ اپنے لشکر کے کسی نہ کسی حصہ کو ہمہ وقت چوکس اور مستعد رکھے گا۔ اس بناء پر ان دنوں اگر ہم نے التمش کے لشکر پر شب خون مارنے کی کوشش کی تو ہم نقصان اٹھائیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ چند ہفتے خاموشی اختیار کئے رہیں، اس کے بعد حالات کو دیکھتے ہوئے نیا قدم اٹھانے کی کوشش کریں گے۔"

اپنے اس سالار کی اس گفتگو کو راجہ منگل دیو نے پسند کیا تھا۔

کہنے لگا۔

"میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ جس قدر لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے، اسے دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصہ دن کے وقت اور ایک حصہ رات کے وقت فصیل پر پہرہ دے گا۔ اس کے علاوہ عام حالات میں فصیل کے اوپر جس قدر مشعلیں جلتی تھیں، ان کی تعداد تین گنا زیادہ کر دو۔ فصیل کا ہر حصہ اندر اور باہر سے روشن رہنا چاہئے اور سالاروں کی بھی تقسیم کا کام انجام دیا جائے۔ کچھ سالار دن کے وقت، کچھ رات کے وقت چوکس رہیں گے اور کچھ سالار ایسے مقرر کئے جائیں جو دن اور رات دونوں وقتوں میں فصیل کے اوپر پہرہ دینے والے لشکریوں کی نگرانی کا فرض ادا کریں گے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رہنا مسلمانوں کو ہم شہر کی فصیل کے قریب نہیں آنے دیں گے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو شمس الدین التمش کچھ عرصہ محاصرہ جاری رکھے گا۔ اس کے بعد جب وہ دیکھے گا کہ اُس کا محاصرہ لاحاصل ہوتا جا رہا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے والی بات کرے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد منگل دیو رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا

Marfat.com

تھا۔

''لیکن اس جنگ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میں اپنی طاقت اور قوت میں ایسا اضافہ کروں گا کہ آنے والے دور میں کوئی بھی حملہ آور گوالیار کو اگر اپنا ہدف اور نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا تو اسے منہ کی کھانی پڑے گی اور شکست اٹھا کر واپس جانا پڑے گا۔ اُٹھو! اب لشکر کی تقسیم کا کام سرانجام دیں اور ساتھ ہی سالاروں کو بھی تقسیم کریں کہ کس نے رات کو، کس نے دن کے وقت فصیل کے اوپر رہنا ہے اور کون کون سے سالار دن اور رات کے مختلف حصوں میں فصیل پر پہرہ دینے والوں کی نگرانی بھی کریں گے۔''

اس کے ساتھ ہی منگل دیو اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سارے سالار بھی اٹھ کر لشکر کی تقسیم کے کام میں لگ گئے تھے۔

❁

دوسری طرف سلطان شمس الدین التمش نے بھی اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا لیا تھا اور پڑاؤ میں لے گیا تھا۔ پڑاؤ گوالیار کی فصیل سے اتنا دور تھا کہ اگر فصیل کے اوپر سے بڑی کمان سے بھی تیر چلایا جاتا تو وہ سلطان شمس الدین التمش کے پڑاؤ میں نہیں پہنچتا تھا۔

پڑاؤ میں پہنچنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اپنے لشکر کے اس حصہ کو جسے اس نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر رکھا تھا، چوکس کر دیا۔ باقی لشکریوں کو آرام کرنے کا موقع دیا اور ساتھ ہی جو لشکری زخمی ہوئے تھے، ان کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کا بہترین کام شروع ہو گیا تھا۔

اس حالت میں کچھ دن گزر گئے۔ جنگ میں جو زخمی ہوئے تھے، وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔

ایک روز سلطان شمس الدین التمش پھر گوالیار پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے خیمے سے باہر اپنے سالاروں سے صلاح و مشورہ کر رہا تھا کہ سلطان کے کچھ مخبر وہاں آئے، قریب آ کر وہ گھوڑوں سے اُترے۔ ہاتھ کے اشارے سے سلطان نے انہیں اپنے

Marfat.com

قریب آنے کو کہا۔

جب وہ قریب گئے تب سلطان نے بڑے غور سے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

”کیا تم کوئی اچھی اور نئی خبر لے کر آئے ہو؟“

اِس پر ان آنے والوں میں سے ایک، سلطان شمس الدین التمش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سلطانِ محترم! خبر نئی ہے لیکن اچھی نہیں۔ معاملہ یوں ہے کہ قرامطیوں کے سربراہ قور نے اپنے دستِ راست اور نائب اسرام کے ساتھ مل کر اپنے سارے جنگجو قرامطیوں کو جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ صرف ایک علاقے گجرات کو مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ وہاں جس قدر قرامطی ہیں، اُنہیں اطلاع نہیں دی گئی، باقی جس جس جگہ بھی قرامطی ہیں اور وہ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتے ہیں، اُنہیں قور نے اکٹھا کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس کے بعد وہ کیا کارروائی کرنا چاہتا ہے، اس کی ابھی تک کوئی خبر نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کی کہیں سے کوئی افواہ اُڑی ہے۔“

وہ مخبر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش نے اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ قور نے اپنے قرامطی جنگجوؤں کو کہاں اور کس جگہ جمع کرنا شروع کیا ہے؟“

اس پر وہ مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

”سلطانِ محترم! قور نے اپنے سارے قرامطی جنگجوؤں کو گنگا و جمنا کے دوآبہ میں جمع ہونے کا حکم دے دیا ہے اور اب حالت یہ ہے کہ ہر طرف سے جنگجو قرامطی بھیس بدل کر کبھی تاجروں، کبھی مذہبی آدمیوں کے بھیس میں گنگا جمنا کے دوآبہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ گنگا و جمنا کے دوآبہ میں اس طرح وارد ہو رہے ہیں جیسے اَن گنت برسوں کی بھوکی چیلیں مردار پر اُترتی ہیں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جاسوس رک گیا، کچھ سوچا، دوبارہ سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''سلطانِ محترم! ان کے جمع ہونے کا طریق کار بھی خوب ہے۔ ان کے پاس کوئی خیمہ نہیں ہے۔ تاہم قور نے ایک ایسا گروہ ضرور مقرر کیا ہے جس نے گنگا جمنا کے دو آبہ میں خوراک اور ضروریات کے دوسرے سامان کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے ہیں اور اس سلسلے میں مہا کال مندر کے اندر جو لشکر ہے، وہ بھی پوری طرح قور اور اسرام کے ساتھ ہے اور ان کی مدد کر رہا ہے۔ مہا کال مندر سے بھی ان کے لئے خورد ونوش کے سامان کے علاوہ جنگ میں کام آنے والے ہتھیار بھی بھیجے جا رہے ہیں۔ سلطانِ محترم! ابھی قرامطی صرف گنگا جمنا کے دو آبہ میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہاں جمع ہونے کے بعد وہ کیا کارروائی کرتے ہیں، اس کی کوئی خبر نہیں۔''

وہ مخبر جب خاموش ہوا، تب سلطان اُن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم آنے والی شب یہاں آرام کرو؛ اس کے بعد پھر اپنے کام میں لگ جاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی سلطان کے کہنے پر وہ مخبر جب وہاں سے ہٹ گئے، تب سلطان کچھ دیر سوچتا رہا، پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! مخبروں نے جو کچھ کہا، تم نے بھی سنا، میں بھی سن چکا ہوں۔ اب بتاؤ! کیا کرنا چاہئے؟''

سلطان شمس الدین اَلتمش جب خاموش ہوا تب تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے عزالدین کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! اس میں کوئی شک نہیں، گوالیار کے لشکر کو ہم بدترین شکست دے چکے ہیں اور گوالیار کا راجہ منگل دیو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد گوالیار میں محصور ہو چکا ہے لیکن ابھی یہ قصہ ختم نہیں ہوا۔ ہم نے ابھی گوالیار فتح نہیں کیا، صرف منگل دیو کو شکست دی ہے۔ منگل دیو یقیناً شہر کے اندر محصور ہونے کے بعد اپنی طاقت اور قوت کو بحال کرنے گا اور محاصرے کو طول دینے کی کوشش کرے گا۔ ایسی صورت میں یہ بھی خدشات اُٹھ سکتے ہیں، یہ جو گنگا جمنا کے دو آبہ میں قور کی سربراہی میں قرامطی جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں، کہیں وہ اُس وقت ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کریں جس وقت ہم گوالیار کی فصیل پر حملہ آور ہونے میں مصروف ہوں یا اُس وقت ہم پر شب خون نہ ماریں جس وقت ہمارے لشکر کی اکثریت آرام کر رہی

Marfat.com

ہو۔ اس بناء پر میں چاہتا ہوں، ان قرامطیوں کا بندوبست گوالیار سے پہلے ہو جانا چاہئے۔"

عزالدین جب خاموش ہوا، تب سلطان کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

"عزالدین! جو کچھ تم نے کہا ہے، میں اس سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں اور اس سے متفق ہوں۔ میں خود چاہتا ہوں کہ ہمیں دو قوتوں کے درمیان نہیں پسنا چاہئے۔ قرامطیوں کا تو گنگا کے دو آبہ میں اس طرح سے جمع ہونا ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور وہ اس سلسلے میں گوالیار کے راجہ منگل دیو سے ساز باز بھی کر سکتے ہیں کہ منگل دیو کے ساتھ کوئی دن مقرر کر لیں کہ سامنے کی طرف سے منگل دیو حملہ آور ہو اور اچانک کہیں کمین گاہ سے نکل کر قرامطی ہماری پشت یا پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے مسائل اُٹھ سکتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ گوالیار کی فتح سے پہلے پہلے قرامطیوں کا بندوبست کر لینا چاہئے۔"

اس موقع پر کزلک خان، سلطان شمس الدین التمش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ شاید اُسے آپ قابلِ عمل جانیں۔ جو لشکر اس سے پہلے میرے اور کبیر خان کے تحت کام کرتا رہا ہے وہ ہم دونوں کے حوالے کر دیں۔ ہم آنے والی شب کے پہلے حصہ میں بڑی رازداری کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے۔ یہ جو مخبر آئے ہیں، یہ بھی ہمارے ساتھ ہماری رہبری کے لئے جائیں گے۔ گنگا جمنا کے دو آبہ تک پہنچنے سے پہلے میں اور کبیر خان اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں گے اور گنگا جمنا کے دو آبہ سے مختلف حصوں کی طرف آگے بڑھیں گے۔ اس سلسلے میں ہمارے مخبر ہم دونوں کی راہنمائی کریں گے۔ چنانچہ آدھی رات کے وقت قرامطیوں پر ایک طرف سے میں اور دوسری طرف سے کبیر خان حملہ آور ہو جائے گا۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ جب گنگا جمنا کے دو آبہ میں جمع ہونے والے قرامطیوں پر اس طرح کا دوطرفہ حملہ ہو گا تو وہ رات کے وقت اس حملے کے باعث اوّل تو قرامطیوں کی ایک بڑی تعداد کو ہم موت کے گھاٹ اُتار دیں گے۔ اگر

Marfat.com

اُن میں سے کوئی بچ بھی نکلا تو پھر وہ آنے والے دور میں ہمارے لئے بالکل ضرر رساں نہ رہے گا۔"

کذلک خان کی ساری گفتگو سننے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے جواب طلب سے انداز میں اپنے پہلو میں بیٹھے عزالدین کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر عزالدین کچھ دیر مسکراتا رہا، پھر کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! کذلک خان کا کہنا درست ہے۔ گوالیار کا محاصرہ طول پکڑ سکتا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ طول پکڑے گا۔ اور اس دوران پھر قرامطہ، گنگا جمنا کے دوآبہ میں مزید طاقت اور قوت پکڑ سکتے ہیں۔ اگر اس وقت اُن پر ضرب لگا دی جائے تو میرے خیال میں اُن کی قوت کو تہس نہس نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ یہ بھی کوشش کی جائے کہ اُن کے دونوں سربراہ قور اور اسرام کو زندہ گرفتار کیا جائے اور پھر سرعام ان دونوں کو ایسی عبرت انگیز سزا دی جائے کہ اُن کی حالت دیکھتے ہوئے قرامطی لرز کانپ جائیں اور آنے والے دور میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بھی سازش کرنے کی جرأت اور جسارت نہ کریں۔"

عزالدین کی اس گفتگو سے سلطان شمس الدین التمش نے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ کذلک خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کذلک خان! تم اور کبیر خان تیار ہو جاؤ۔ تھوڑی دیر تک لشکر کا ایک حصہ تم دونوں کے حوالے کر کے میں تمہیں اس مہم پر روانہ کرنا چاہتا ہوں۔ تمہاری روانگی سے پہلے میں کچھ مسلح جوان اس شاہراہ کے آگے اور دائیں بائیں پھیلا دوں گا، جس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے تم نے گنگا جمنا کے دوآبہ کا رخ کرنا ہے۔ تاکہ گوالیار کے مخبروں کو یہ خبر نہ ہونے پائے کہ مسلمانوں کے لشکر کا ایک حصہ گوالیار کے نواح سے نکل کر گنگا جمنا کے دوآبہ کی طرف جا چکا ہے۔"

سارے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا تھوڑی دیر بعد اس لشکر کو تیار کیا گیا جس نے کذلک خان اور کبیر خان کے ساتھ جانا تھا۔ سارے انتظامات مکمل کئے گئے، لشکروں کی روانگی سے پہلے کچھ مسلح جوان، کچھ مخبروں کی رہبری میں روانہ کئے گئے تاکہ اس شاہراہ کو دشمنوں کے جاسوسوں سے صاف کرتے جائیں جس شاہراہ پر سفر

Marfat.com

کرتے ہوئے کذلک خان اور کبیر خان دونوں نے اپنے لشکر کے ساتھ گنگا جمنا کے دو آبہ کی طرف جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کذلک خان اور کبیر خان ایک لشکر لے کر گوالیار کے نواح سے گنگا جمنا کے دوآبہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

Marfat.com

پیاسے نفسوں کو سیراب کرتی بے چین روحوں کو سکون فراہم کرتی اپنی محبتوں کے بادبان کھولتی سرمدی لطافتوں کی رنگینیاں بکھیرتی سیلِ وقت میں زشت کے روشن اور سکون پرور سایوں کی طرح اپنی منزل کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔

گنگا جمنا کے دوآبہ میں اس وقت موت کے گہرے سمندر، حرف وصوت کے سایوں، بے سہارا آفاق کی چپ، افسردہ سامان وفاؤں کے شہر، شکست خوردہ خواب ناک کھنڈروں اور قافلوں کی گرد میں گل اندام جذبوں جیسی خاموشی طاری تھی ایسے میں قرامطی، گنگا جمنا کے دوآبہ میں کچھ جاگ رہے تھے، کچھ بیدار رہ کر حفاظت کا فرض ادا کر رہے تھے۔ رات آدھی سے زائد جا چکی تھی۔ ایک طرف سے اچانک کزلک خان اپنے بیٹے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا پھر وہ سیاہ رات کے تاریک کفن میں شکستوں کے غبار اڑاتی نا اُمیدیوں اور محرومیوں کی لہروں، شب کی خاموش فضاؤں میں زندگی کی قید و بند سے آزاد کرتی ساحلوں سے آشنا، سمندر کی لہروں اور اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو درخشانی بخشتی سرفروشوں کی سرفروشی اور حقائق آشنا لمحوں کی طرح قرامطیوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب میں قرامطی بھی رشک، حسد، عداوت، رقابت اور حیوانی خواہشوں سے لیس چہروں کو شکن شکن، تن کو لخت لخت کرنے کے انداز میں کبر و پندار بھرے غرور، قلب و جگر تک کی تہوں میں گھس جانے والی پستیوں اور رسوائیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

Marfat.com

جس وقت کذلک خان اور قرامطی بری طرح آپس میں ٹکرائے تھے، عین اسی وقت قرامطیوں کی پشت کی جانب سے کبیر خان اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا۔ وہ خوابوں کو ادھورا، تعبیروں کو بانجھ کرتے اجل کے کاروانوں کے سیلاب، حلق کا پھندا، زبان کا کانٹا بن جانے والے آفاق کے اسرار اور موت کے کھولتے سایوں کی طرح قرامطیوں کی پشت پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

گنگا جمنا کے دوآبہ میں رات کی گہری تاریکی میں ہر کوئی دوسرے پر عزمِ راسخ و جرأتِ محکم، عظیم اعتماد اور لازوال بے خوف جذبوں کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔ جسموں کو تار تار کرتی چارسُو بھڑکتی آگ، قریہ قریہ، نگر نگر پکارتی موت کی طرح رقص کرنے لگی تھی۔ خاک وخون کر دینے والی بجلیوں کی کڑک، زلزلوں کی دھمک کے انداز میں ہر کوئی، دوسرے کو زیر کرنے کے درپے ہو گیا تھا۔ دونوں طرف کے لشکری اپنے تن، من، دھن کی بازی لگاتے ہوئے سمندر کے سینہ پر موجزن خوں سامان لہروں اور وقا کے خونی دستور کی طرح اپنے اپنے کام کی ابتداء کر چکے تھے۔

قرامطی جو اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے، گنگا جمنا کے دوآبہ میں اُن پر مصیبت بن آئی تھی۔ جس وقت اکیلا کذلک خان اُن پر حملہ آور ہوا تھا، اُس وقت اُن کے جذبے، اُن کی تخریب کاری کی قوت اپنے عروج اور اپنی جوانی پر تھی۔ چونچہ جو لشکر لے کر کذلک خان حملہ آور ہوا تھا، گنگا جمنا کے دوآبہ میں قرامطیوں کی تعداد اس سے دُگنے سے بھی زیادہ تھی۔ اس بناء پر جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ کذلک خان پر بڑھ چڑھ کر ضربیں لگانے لگے تھے اور یہ اُمید واثق لگائے ہوئے تھے کہ تھوڑی دیر تک وہ حملہ آوروں کو نہ صرف شکست دیں گے بلکہ پوری طرح اُن کا قتل عام کر کے اُن کے ایک ایک فرد کو موت کے گھاٹ اُتاریں گے اور کسی کو بھاگنے نہیں دیں گے۔

لیکن تھوڑی دیر بعد جب پشت کی طرف سے کبیر خان بھی حملہ آور ہو گیا، تب قرامطیوں کے لئے مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں بانٹ کر سامنے اور پشت کی طرف سے دفاع کرنا چاہا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ جس وقت وہ اس تقسیم کا کام سرانجام دے رہے تھے، سامنے کی طرف سے کذلک خان نے اپنے حملوں میں پہلے سے کہیں زیادہ شدت پیدا کر دی ساتھ ہی وہ تکبیریں بھی

Marfat.com

بلند کرنے لگا تھا۔ ان تکبیروں سے شاید کبیر خان کو بھی کوئی پیغام مل رہا تھا۔ لہٰذا وہ بھی تکبیریں بلند کرتے ہوئے پہلے کی نسبت زیادہ شدت سے قرامطیوں پر حملہ آور ہونے لگا تھا۔

کافی دیر تک گھمسان کا رَن پڑتا رہا۔ قرامطیوں کو اُمید تھی کہ اگر وہ دشمن کو شکست نہ دے سکے تو اُنہیں اس قابل کر دیں گے کہ جب سورج طلوع ہو تو وہ اپنا نقصان دیکھتے ہوئے پیچھے ہٹ جائیں۔

لیکن رات کی تاریکی میں جب قرامطیوں نے اندازہ لگایا کہ ان کی حالت تو بڑی بری ہوتی جا رہی ہے اور سامنے اور پشت دونوں طرف سے ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے حملہ آور اُن کی طاقت کا زور توڑ رہے ہیں اور ان کے لشکریوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے ہوئے بڑی تیزی سے اُن کی تعداد کم کرتے جا رہے ہیں۔ اسی بناء پر قور اور اسرام بھی اس وقت لشکر میں شامل تھے، وہ حرکت میں آئے۔ قور کی طرف سے نرسنگے بجائے گئے اور ان نرسنگوں کی آوازوں کے جواب میں قرامطی، رات کی تاریکی میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ تاہم کذلک خان کے ایک لشکری نے اسرام کو گرفتار کر لیا تھا جبکہ قور بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کذلک خان اور کبیر خان دونوں نے قرامطیوں کو شکست دینے اور انہیں مار بھگانے کے بعد صبح تک دریائے گنگا جمنا کے دوآبہ ہی میں قیام کئے رکھا۔ فجر کی نماز کے بعد لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا، اس کے بعد کذلک خان اور کبیر خان اور کچھ دوسرے سالار ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ساتھ ہی ایک چھوٹے سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کذلک خان کہنے لگا۔

"ذرا قرامطیوں کے سربراہ قور کے نائب اِسرام کو تو لاؤ۔ میں دیکھوں کہ وہ کیا بلا ہے اور وہ ہندوستان کی سرزمینوں میں کیا چاہتے ہیں؟"

تھوڑی دیر بعد وہ سالار لوٹ کر آیا اور اس کے ساتھ دو محافظ بھی تھے جنہوں نے اسرام کو پکڑ رکھا تھا اور اسے لا کر کذلک خان کے سامنے کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کذلک خان کچھ دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک اسرام کا جائزہ لیتا رہا، پھر دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

Marfat.com

’’ہندوستان میں تم قرامطیوں کا سردار اور سربراہ قور اس وقت کہاں ہے؟‘‘
اس پر اسرام کہنے لگا۔
’’گزشتہ شب کی جنگ کے دوران قور یہیں تھا لیکن میرے خیال میں اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ وہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔‘‘
’’آخر تم ہندوستان کی سرزمینوں میں مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچا کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟‘‘ اس بار اسرام کی طرف دیکھتے ہوئے کذلک خان نے کھولتے لہجے میں پوچھا تھا۔
جواب میں اسرام کہنے لگا۔
’’آپ جانتے ہیں کہ کبھی ملتان پر ہماری حکومت تھی، جو ہم سے چھین لی گئی۔ کیا ہمیں اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہم چھیننے والوں سے اپنا انتقام لیں؟‘‘
اِسرام کے ان الفاظ کے جواب میں کھا جانے والے انداز میں کذلک خان نے اُس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔
’’تم لوگوں نے دہلی کی جامع مسجد میں نہ صرف نمازیوں پر حملہ کیا، بلکہ سلطان شمس الدین التمش کو قتل کرنے کی سازش کی۔ تو کیا تم سمجھتے ہو اس کا انتقام لینے میں ہم حق بجانب نہیں ہیں؟‘‘
کذلک خان کے اس سوال پر اسرام کی گردن جھک گئی تھی۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔
کذلک خان نے پھر اسے مخاطب کیا۔
’’تم لوگوں نے مہاکال مندر کے پجاریوں سے ساز باز کر کے دہلی کے جمال الدین کی دونوں لڑکیوں کو اُٹھوایا، اس کے بعد دونوں کو ایک ٹھاکر کے حوالے کر دیا جہاں ان دونوں بہنوں نے خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر لیا۔ کیا ہم تم سے تمہارے اس گھناؤنے فعل کا انتقام لینے میں حق بجانب نہیں ہیں؟........ تم نے اور تمہارے لومڑی کی طرح بھگ جانے والے قور نے گنگا جمنا کے دو آبہ میں اپنی طاقت اور قوت کو جمع کیا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہاں جمع ہو کر تم اگلی کارروائی کیا کرنا چاہتے تھے؟‘‘
اس پر اِسرام کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں نہیں جانتا کہ کیا ہونے والا تھا۔ یہ سارا کھیل قور کا تھا۔ وہ چونکہ جان بچا کر بھاگ چکا ہے لہٰذا مجھے کچھ علم نہیں۔ میں تو جو وہ کہتا تھا، اُسی پر عمل کرتا تھا۔''

کذلک خان کچھ دیر خاموش رہا، پھر گھورنے کے انداز میں اسرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''پیدائشی قرامطی ہو یا بعد میں بن گئے؟''

''میں پیدائشی قرامطی ہوں۔'' اسرام نے دھیمے سے لہجے میں جواب دیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی، اس کے بعد اسرام نے گردن سیدھی کی، کذلک خان کی طرف دیکھا، پھر بڑی ڈھٹائی سے کذلک خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرنا۔ تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے رہا کر دو۔ ورنہ بہت برا ہوگا۔ اور اگر تم نے مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں ابھی سے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ہمارے آدمی زہریلے سانپوں کی طرح تمہارا تعاقب کریں گے۔ جہاں کہیں بھی تم جاؤ گے، تمہارے پیچھے ہوں گے اور اس طرح تمہارا تعاقب کریں گے۔ جہاں کہیں بھی تم جاؤ گے، تمہارے پیچھے ہوں گے اور اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑیں گے جب تک تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اُتار دیں گے۔''

اس وقت تلخ سی مسکراہٹ کذلک خان کے چہرے پر نمودار ہوئی۔

''چلو یہ بھی دیکھتے ہیں، تم قرامطی میرا کیا بگاڑتے ہو۔ لیکن ایک بات تُو بھی اپنے دل پر لکھ لے۔ تُو قتل ہو کر رہے گا۔ ہر صورت میں تیرے جسم کے ٹکڑے کئے جائیں گے۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ قرامطی ہندوستان کی سرزمینوں میں مسلمانوں کے خلاف کیا حماقت کرتے ہیں۔''

اسرام نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر پہلے کی طرح کھولتے لہجے میں کذلک خان نے اسرام کو مخاطب کیا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ قور بھاگ کر کدھر گیا ہے؟''

اسرام کچھ دیر خاموش رہا، پھر نگاہیں جھکائے کہنے لگا۔

''جب جنگ ہو رہی تھی، میں لشکر کے بائیں جانب تھا۔ دائیں جانب ہونے کی

Marfat.com

وجہ سے اسے بھاگنے کا موقع مل گیا۔“

”ہندوستان میں تمہارے مقاصد کیا ہیں؟........ شمس الدین التمش کو تم لوگوں نے قتل کرنے کی کیوں کوشش کی؟........ اس سے پہلے تمہارے ہی لوگوں نے سلطان شہاب الدین غوری پر حملہ آور ہو کر اسے شہید کیا تھا۔ کیا ان سارے جرائم کے لئے تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟“

اس پر اسرام کہنے لگا۔

”میں بتا چکا ہوں کہ ملتان میں ہماری حکومت تھی، وہ ختم کر دی گئی۔ اسی کو بنیاد بناتے ہوئے ہم نے سلطان شہاب الدین سے انتقام لیا اور اسی بنیاد پر دہلی کی جامع مسجد میں ہم سلطان شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوئے۔“

اسرام جب خاموش ہوا، تب کذلک خان کچھ سوچتا رہا، پھر اپنے پہلو میں بیٹھے ایک سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اس اسرام کو ایک طرف لے جاؤ اور اس کو اس کے کئے کی سزا دے کر واپس آ جاؤ۔“

اس پر وہ سالار اُٹھا، اسرام کو پکڑ کر ایک طرف لے گیا۔ تلوار بلند کر کے اس نے اُس کی گردن کاٹ دی تھی۔

اس کے بعد کذلک خان اور کبیر خان دونوں اپنے لشکر کے ساتھ گنگا اور جمنا کے دوآبہ سے نکلے اور گوالیار کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

Marfat.com

گوالیار کا محاصرہ طول پکڑتا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فصیل بےحد مضبوط اور مستحکم تھی۔ دوسرے یہ کہ سلطان کے پاس قلعہ شکن آلات نہیں تھے۔ ان حالات میں سلطان شمس الدین التمش نے ایک بار پھر اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔ جب سارے سالار سلطان کے خیمے کے باہر جمع ہو گئے، تب سلطان نے ایک گہری نگاہ سے سب کا باری باری جائزہ لیا، اس کے بعد کہنے لگا۔

"گوالیار کا محاصرہ ہماری توقعات کے کہیں خلاف طول پکڑتا جا رہا ہے۔ اب میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میری خواہش ہے کہ گوالیار کو فتح کرنے میں اب مزید وقت برباد نہ کیا جائے۔ لیکن میں گوالیار کو فتح کئے بغیر ٹلوں گا بھی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، ہمارے پاس قلعہ شکن آلات نہیں ہیں جس کی بناء پر اس محاصرہ نے طول پکڑا۔ میرے عزیز بھائیو! تھوڑی دیر پہلے مخبر یہ خبر بھی لے کر آئے ہیں کہ گوالیار کے راجہ منگل دیو نے شہر پناہ کے دروازے سے باہر گوکھرو بچھا رکھے ہیں اور اگر ہمارا کوئی بھی لشکری وہ گوکھرو ہٹانے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو فصیل کے اوپر سے ان پر جان لیوا تیر اندازی کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے جو طریقہ اس سے پہلے ہم نے استعمال کیا تھا کہ ایک چھکڑے میں بڑے درخت کا تنا گاڑنے کے بعد اس چھکڑے کے آگے بیل جوتنے کے بعد اُس تنے کی ضربیں شہر پناہ پر لگائی تھیں اور شہر پناہ کا دروازہ ٹوٹ گرا تھا۔ اب یہ طریقہ کار ہم استعمال نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ دروازے کے سامنے گوکھرو بچھا دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں نہ انسان چل سکتا ہے نہ

Marfat.com

گھوڑے دوڑ سکتے ہیں۔

میرے بھائیو! گوالیار کو فتح کرنے کا طریقہ ہم وہی رکھیں گے۔ اس وقت ہمارے لشکر میں چھکڑے بھی کافی ہیں، بیل بھی ہیں۔ لہٰذا آنے والی شب میں اردگرد کا جائزہ لو۔ جو دور ونزدیک بہت بڑا درخت ہو، اس کا انتخاب کرو، اسے کاٹو، اس کے بعد اسے پہلے کی طرح ایک چھکڑے میں نصب کرنے کے بعد اس بار اس سے شہر پناہ کے دروازے پر نہیں، شہر کی فصیل پر ضرب لگائیں گے۔ اس لئے کہ شہر پناہ کے دروازے پر ضرب اس لئے نہیں لگائی جا سکتی کہ اس کے سامنے کافی گوکھرو بچھا دیئے گئے ہیں۔ اور اگر ہم اپنے لشکری مقرر کرتے ہیں کہ گوکھرو کو وہاں سے ہٹا دیں تو فصیل کے اوپر سے تیر اندازی کی جاتی ہے، جو نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اس بناء پر شہر پناہ کے دروازے کی بجائے اس بار ہم ہدف فصیل کو بنائیں گے۔''

سلطان شمس الدین التمش کی اس تجویز سے اس کے سالاروں نے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ آنے والی شب میں اس کام کو آخری شکل دی جائے۔ لشکر کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ باقیوں کو مستعد رکھا گیا۔ چنانچہ رات کی گہری تاریکی میں ایک بہت بڑا درخت کاٹا گیا، اس کے تنے کو درست کر کے رات کے وقت ہی اسے ایک چھکڑے کے اندر مضبوطی سے نصب کیا جانے لگا تھا۔

✿

اسی رات گوالیار کا راجہ منگل دیو، شہر پناہ کی سیڑھیوں کے پاس اپنے چند اُمراء اور سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اُس کے کچھ مخبر اس دروازے سے شہر میں داخل ہوئے، جس طرف سلطان شمس الدین التمش کا لشکر نہیں تھا۔ وہ مخبر قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اُترے، راجہ منگل دیو کو انہوں نے تعظیم دی۔ یہاں تک کہ راجہ منگل دیو نے انہیں مخاطب کیا۔

''کیا تم ہمارے پاس مسلمانوں کی کمزوری کی کوئی خبر لے کر آئے ہو؟''

اس پر اُن میں سے ایک، راجہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم ایک تاسف آمیز خبر لے کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہم سے بڑی بھول چوک ہوئی۔ ہم نے ایک سنہری وقت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اگر ہم اُس سنہری موقع

Marfat.com

سے فائدہ اٹھاتے تو آج یقیناً دہلی کا سلطان شمس الدین التمش ہمارے سامنے زیر ہو کر رہتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب دم لینے کے لئے رکا، تب اسے مخاطب کر کے منگل دیو کہنے لگا۔

''جو کچھ کہنا چاہتے ہو، کھل کر کہو۔ میں تمہاری یہ پہیلی سمجھا نہیں۔''

اس پر وہی مخبر پھر بول اٹھا، کہنے لگا۔

''میں کہہ رہا تھا کہ ہم نے ایک سنہری موقع ضائع کر دیا کہ ہم سلطان شمس الدین التمش کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے تھے۔ مالک! ہوا یوں کہ چند دن پہلے قرامطیوں کا ایک بہت بڑا گروہ گنگا جمنا کے دوآبہ میں جمع ہوا تھا اور ایسا انہوں نے اپنے سردار قور کے کہنے پر کیا تھا۔ دراصل قور نے اپنے خفیہ نمائندوں کے ذریعہ جہاں جہاں بھی قرامطی بیٹھے ہوئے ہیں، اُن کو پیغام بھجوایا کہ وہ فی الفور گنگا جمنا کے دوآبہ میں پہنچ جائیں۔ صرف گجرات والوں کو اطلاع نہیں کی تھی۔ لیکن ایک تو وہ دُور تھے لہٰذا وہاں سے بروقت پہنچنا مشکل تھا۔

''مالک! شمس الدین التمش کو اس کے مخبروں نے قرامطیوں کی گنگا جمنا میں جمع ہونے کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ قرامطیوں پر ضرب لگانے کے لئے سلطان التمش نے اپنے دو سالاروں کا انتخاب کیا۔ ایک کذلک خان اور دوسرا کبیر خان۔ اور یہ دونوں ایسے انداز میں حملہ آور ہوئے کہ ان میں سے اکثریت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ جو بچے، وہ بھاگ کر مہا کال کے مندر میں پناہ لے چکے ہیں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک سنہری موقع اس طرح ضائع کیا کہ جس وقت سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کا ایک حصہ کذلک خان اور کبیر خان کی سرکردگی میں گوالیار کے نواح سے اٹھ کر قرامطیوں پر ضرب لگانے کے لئے گیا تھا، اس وقت اگر ہم گوالیار سے نکل کر ایک دم شمس الدین التمش کے لشکر پر حملہ آور ہو جاتے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس وقت ہماری فتح یقینی ہوتی اور اگر گوالیار کے نواح میں شمس الدین التمش کو ہم شکست دینے میں کامیاب ہو جاتے تو پھر دہلی تک کوئی بھی قوت ہماری راہ نہ روک سکتی اور شمس الدین التمش کا خاتمہ کر کے دہلی کی حکمرانی ہمارے ہاتھ

Marfat.com

میں ہوتی۔''

وہ مخبر جب خاموش ہوا تب منگل دیو کہنے لگا۔

''یہ کوئی اہم خبر نہیں ہے۔ شمس الدین التمش ایک بار ہمیں شکست دے چکا ہے۔ لہٰذا اس کے مقابلے میں ہمارے لشکری شکستہ دل ہیں۔ التمش کے لشکر کے ایک حصہ کے گنگا جمنا کے دوآبہ کی طرف چلے جانے کے باوجود اگر ہم شہر سے نکل کر شمس الدین التمش پر حملہ آور ہوتے تو ہمیں کامیابی نہ ہوتی اس لئے کہ ایک بار شکست کھانے کے بعد ہمارے لشکریوں پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ چھا چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے پہلے مخبر ہمیں یہ بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ التمش کے لشکر کا ایک حصہ ہمہ وقت چوکس اور بیدار رہتا ہے اور اگر ہم گوالیار سے نکل کر حملہ آور ہوتے تو ایسا کر کے ہم یقیناً اپنی موت کو دعوت دیتے۔

اس موقع پر کسی کو افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب دیکھتے ہیں، مسلمان گوالیار پر حملہ آور ہونے کے لئے کیا تدبیر اختیار کرتے ہیں؟ اُن کے پاس فصیل گرانے کا کوئی اوزار نہیں ہے۔ اسی بناء پر وہ شہر سے ہٹ کر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکے ہیں اور شہر کو فتح کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ وحربہ استعمال کریں گے۔ بہر حال ہمیں بیدار اور محتاط رہنا ہوگا۔''

اس کے ساتھ ہی منگل دیو اُٹھا، پہلے فصیل پر چڑھا، اپنے سارے سالاروں کے ساتھ فصیل پر چوکس بیٹھے اپنے لشکریوں کی طرف دیکھا اور پھر مطمئن ہونے کے بعد وہ اپنے قصر کی طرف چلا گیا تھا۔

❀

دوسرے روز سہ پہر تک سلطان شمس الدین التمش کے سالاروں اور لشکریوں نے شہر کی فصیل پر ضرب لگانے کے لئے ایک کافی لمبا اور موٹا تنا ایک چھکڑے کے اوپر جما کر رکھ دیا تھا۔ سلطان کے لشکر میں کوئی اس قسم کے صناع یا کاریگر یا فصیل گرانے یا فصیل کو بھک سے اڑانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ اسی بناء پر اسی تنے سے کام لینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

چنانچہ عصر کی نماز کے بعد سلطان کے حکم پر کام شروع ہوا۔ ایک چھکڑے کے

Marfat.com

آگے دو مضبوط و توانا اور خوب قد آور خچر جوتے گئے تھے اور چھکڑے کے اگلے حصہ پر لکڑی کے تختے کچھ اس طرح آگے بڑھا کر لگائے گئے تھے کہ اگر فصیل کے اوپر سے تیراندازی کی جائے تو چھکڑے کے آگے خچروں کو نہ لگے۔

اس کے علاوہ ان چھکڑے کے دائیں بائیں بھی لکڑی کے کچھ تختے بڑھا دیئے گئے تھے اور انہی کے نیچے رہتے ہوئے لشکری خچروں کو ہانکتے تھے۔

چھکڑے کے اندر درخت کا موٹا تنا نصب کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش کے سالاروں اور لشکریوں نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ خچروں کو پوری رفتار سے بھگایا جاتا۔ اوپر سے گوالیار کے لشکری بھرپور تیراندازی کرتے لیکن ان کے لئے مصیبت یہ تھی کہ چھکڑوں کے آگے جو توانا اور بڑے بڑے خچر جتے ہوئے تھے، چھکڑے سے متصل چار تختے خوب آگے بڑھے ہوئے تھے جو خچروں کے آگے تک آ گئے تھے لہٰذا فصیل سے جو تیراندازی ہوتی تھی، اس سے خچروں کو نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ اس کے علاوہ چھکڑے کے دائیں بائیں بھی تختوں کے کچھ حصے بڑھے ہوئے تھے اور ان بڑھے ہوئے تختوں کے نیچے رہ کر لشکری چونکہ خچروں کو ہانکتے تھے لہٰذا تیراندازی سے خچروں کو ہانکنے والے بھی محفوظ تھے۔

پہلی چار پانچ ضربوں تک فصیل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ مزید ضربوں کے بعد آخر جب فصیل پر تنے کی چوٹ پڑتی رہی تو اس چوٹ کی آواز تبدیل ہونا شروع ہو گئی۔ پہلے آواز بڑی کڑک دار تھی، جو یہ ظاہر کرتی تھی کہ فصیل بڑی مضبوط اور مستحکم ہے۔ اس طرح تنے کی چوٹ سے گرنے والی نہیں۔ اور پھر کافی ضربیں پڑنے کے بعد آواز تبدیل ہونا شروع ہوئی اور اس میں بھربھرا پن آنا شروع ہوا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اندر سے دیوار کہیں نہ کہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے حالانکہ دیوار کافی اونچی اور چوڑی تھی۔

شام تک یہ جدوجہد جاری رہی اور شام تک مسلمان لشکریوں نے اس تنے کی ضربیں لگاتے ہوئے ایک طرح سے فصیل کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور فصیل کے اندر ایک خاصی بڑی اور چوڑی دراڑ پیدا ہو گئی تھی۔

اس روز اتنا ہی کام کیا گیا اور سلطان نے لشکریوں کو واپس بلا لیا اور حکم جاری کیا

Marfat.com

کہ آج چونکہ عصر کے کافی بعد کام شروع کیا گیا تھا اس کے باوجود بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور فصیل کے اندر دراڑ ڈال دی گئی ہے۔ چنانچہ سلطان نے حکم دیا، باقی کام کل کیا جائے گا۔ دیوار کے ایک حصہ کو گرا کر ہر صورت میں گوالیار کو فتح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس بناء پر لشکری پیچھے ہٹ گئے تھے۔ لشکر کا ایک حصہ سلطان نے مستعد کر دیا تھا اور باقی لشکر کو اس نے آرام کرنے کا موقع دے دیا تھا۔

دوسری طرف جب فصیل کے اندر دراڑ پڑ گئی، تب راجہ نے ایک بار پھر اپنے سارے اُمراء اور سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ اس موقع پر راجہ منگل دیو اپنے سالاروں اور اُمراء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں سمجھتا تھا، گوالیار کی فصیل بڑی مضبوط اور مستحکم ہے۔ مسلمان بادشاہ اور اس کے سالار اور لشکری گوالیار کی دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر اور تھک کر واپس دہلی جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میرے لئے مشکل یہ ہے کہ شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک بار ہمیں شکست ہو چکی ہے اور اس شکست کے نتیجہ میں مسلمان لشکریوں کے حوصلے بلند ہو چکے ہیں اور ہمارے لشکریوں پر دل شکنی اور شکستگی طاری ہے۔ اور جب میرے پاس یہ خبریں آئیں کہ مسلمانوں نے ایک درخت کے تنے کی ضربیں لگاتے ہوئے فصیل کے ایک حصہ میں دراڑ پیدا کر دی ہے تو یہ انکشاف ہمارے لئے زیادہ کرب خیز ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس کام کی ابتداء صبح سے کر دی ہوتی تو شاید سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ فصیل کا ایک خاصا بڑا حصہ گرا کر شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن فصیل پر ضربیں لگانے کا کام چونکہ انہوں نے عصر کے بعد شروع کیا تھا لہٰذا شام تک وہ فصیل کے اندر ایک خاصی بڑی دراڑ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں، میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟''

اتنا کہنے کے بعد منگل دیو رکا، پھر دوبارہ اپنے سالاروں اور امراء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے کوئی مشورہ دینے سے پہلے یہ سوچنا کہ عصر کے بعد کام شروع کر کے شام تک مسلمانوں نے شہر کی فصیل کے اندر خاصی بڑی دراڑ ڈال دی ہے اور فصیل کا ٠٠

Marfat.com

حصہ لرز کانپ گیا ہے اور یقیناً اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہو گا...... یہ بھی یاد رکھنا کہ کل مسلمان پھر اسی کام کی ابتداء کریں گے اور جہاں انہوں نے درخت کے تنے کی ضربیں لگاتے ہوئے فصیل کے اندر ضعف اور دراڑ پیدا کر دی ہے، یاد رکھنا، وہیں وہ دوبارہ ضربیں لگانا شروع کر دیں گے۔ ہر صورت میں دیوار کا ایک حصہ گرائیں گے۔ س کے بعد جب وہ شہر میں داخل ہوں گے تو شہر کے اندر جو شخص بھی انہیں ہتھیار اٹھاتا نظر آئے گا، وہ زندہ نہیں بچے گا، قتل کر دیا جائے گا۔ ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے کوئی مشورہ دینا۔ پھر اس کے مطابق عمل کروں گا۔"

گوالیار کا راجہ منگل دیو جب خاموش ہوا تب اُس کا ایک مشیر بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"اگر آپ سمجھتے ہیں کہ فصیل شکستہ ہو چکی ہے اور کل مسلمان اسے گرانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اگر فصیل گری تو مسلمان آندھی، طوفان اور سیلابی ریلے کی طرح شہر میں داخل ہوں گے اور ہمیں وہ نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا اس وقت ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لہٰذا میں ذاتی طور پر یہ مشورہ دوں گا کہ مسلمانوں سے معافی مانگ لینی چاہئے اور ان سے صلح کر لینی چاہئے۔"

اپنے اس مشیر کے ان الفاظ پر منگل دیو کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر اپنے اس مشیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ تم نے کہا ہے، بظاہر اس میں بڑی دلچسپی، بڑا امن اور سکون ہے۔ لیکن یہ بھی دیکھو کہ ماضی میں ہم نے سلطان شمس الدین التمش کے مفادات کو کافی مرتبہ نقصان پہنچایا۔ اس بناء پر ہماری حرکات کو سامنے رکھتے ہوئے سلطان ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ اگر ہم صلح کر بھی لیتے ہیں، سفید جھنڈے لہراتے ہوئے لشکر کی طرف جاتے ہیں تو مجھے خدشہ ہے کہ سلطان یہ مطالبہ کرے گا کہ گوالیار کے راجہ کو اس کے حوالے کر دو۔ اور اگر ایسا ہوا تو شمس الدین التمش میری گردن ضرور کاٹے گا۔

لہٰذا اس موقع پر میرے ذہن میں یہ تجویز ہے کہ آج آدھی رات کے وقت میں اپنے بڑے سالاروں اور اُمراء اور لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ گوالیار کے خفیہ دروازے سے نکل کر مہاکال مندر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اب تک جو خبریں

Marfat.com

ہمارے پاس آئی ہیں وہ یہ کہ گنگا جمنا کے دوآبہ میں یہ جو قور اور اسرام کے ساتھ سلطان شمس الدین التمش کے سالار کزلک خان اور کبیر خان کا مقابلہ ہوا تھا تو اس مقابلے میں قرامطیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان کا نائب سالار اسرام مارا جا چکا ہے جبکہ قور اپنے بچے کھچے ساتھیوں کو لے کر مہاکال مندر میں پناہ لے چکا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آدھی رات کے وقت ہم بھی یہاں سے نکلیں اور مہاکال مندر میں جا کر پناہ لے لیں۔ شمس الدین التمش مہاکال پر گرفت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ مہاکال ایک مندر ہے لہٰذا مسلمان سلطان کی حیثیت سے شمس الدین التمش اس کا احترام کرے گا۔ اس لئے کہ مسلمان دوسروں کی عبادت گاہوں میں دخل اندازی نہیں کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ مہاکال مندر کی فصیل اتنی اونچی ہے کہ کوئی اسے پھلانگ ہی نہیں سکتا اور فصیل کے اندر جو سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، ان سیڑھیوں نے فصیل کی چوڑائی کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے۔ اس بناء پر باہر سے مہاکال مندر کی فصیل پر کتنی ہی ضربیں لگائی جائیں، کسی بھی حصہ سے اس کے شکستہ ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ لہٰذا میں آج آدھی رات کے وقت اپنے لشکر کے بڑے حصے اور سالاروں اور چیدہ چیدہ اُمراء کے ساتھ گوالیار سے نکل کر مہاکال مندر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اب تم میں سے کسی کو اس پر اعتراض ہو تو کہے۔''

گوالیار کے راجہ منگل دیو کی اس تجویز اور منصوبہ بندی پر تقریباً سب نے ہی اتفاق کیا۔ لہٰذا وہ اجلاس منتشر ہو گیا اور آدھی رات کے وقت منگل دیو اپنے چیدہ چیدہ سالاروں اور لشکر کے بڑے حصے اور چیدہ چیدہ اُمراء کو لے کر گوالیار کے اس دروازے سے نکلا جو اس دروازے سے بالکل مخالف سمت تھا جس دروازے کے سامنے سلطان شمس الدین التمش نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آدھی رات کے وقت منگل دیو اس دروازے سے نکل کر ایک لمبا کاوا کاٹتے ہوئے مہاکال مندر جا پہنچا تھا۔

❀

دوسرے روز دوپہر سے پہلے سلطان شمس الدین التمش اپنے سالاروں کے ساتھ مشورہ کر رہا تھا کہ شہر کی فصیل میں جہاں دراڑ پڑ گئی تھی۔ اس میں پھر ضربوں کی ابتداء

Marfat.com

کی جائے تاکہ فصیل کا وہ حصہ گرا کر شہر میں داخل ہوا جائے۔

اور سلطان کے حکم پر فصیل پر ضربوں کی یہ ابتداء ہونے ہی والی تھی کہ سلطان کے کچھ مخبر وہاں آن پہنچے۔ انہیں دیکھ کر سلطان نے خوشی کا اظہار کیا۔ قبل اس کے کہ سلطان انہیں مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہتا، وہ قریب آئے، سلطان کو تعظیم دی، پھر ان میں سے ایک سلطان شمس الدین التمش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! ہم ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔ جس وقت امیر کذلک خان اور کبیر خان دونوں دریائے گنگا جمنا کے دوآبہ میں قرامطیوں پر حملہ آور ہوئے تھے اور رات کے وقت ان پر ضرب لگائی گئی تھی، اس ضرب کے نتیجہ میں انہیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ان کا ایک سرکردہ، جس کا نام اسرام تھا، وہ گرفتار ہو گیا تھا اور بعد میں امیر کذلک خان کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ جبکہ قرامطیوں کا سربراہ قور بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ امیر کذلک خان نے ہمارے ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ ہم تلاش کریں کہ قور کدھر گیا ہے۔ لہٰذا ہم نے پیچھا کیا۔ اِدھر اُدھر اُسے تلاش کیا تو آخر ہم اُس کا محل وقوع جاننے میں کامیاب ہو گئے۔

سلطانِ محترم! گنگا جمنا کے دوآبہ میں جو قرامطی مارے گئے، وہ تو جہنم واصل ہوئے، جو بچ گئے انہیں قور لے کر بھاگا تھا اور اس وقت وہ اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مہا کال مندر میں جا کر پناہ گزین ہو گیا ہے۔''

ان مخبروں کے اس انکشاف پر سارے سالار مسکرا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سلطان شمس الدین التمش نے انہیں مخاطب کیا۔

''تم بہت اچھی اطلاعات لے کر آئے ہو۔ میں تمہاری کارگزاری پر خوش ہوں اور تمہیں شاباش دیتا ہوں۔ اگر قرامطیوں کے سربراہ قور نے گنگا جمنا کے دوآبہ سے بھاگ کر مہا کال مندر میں پناہ لے لی ہے تو پھر اس کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اس لئے کہ ہم بھی ارادہ کر چکے ہیں کہ آج گوالیار کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس کی فصیل گرانے کے بعد جب ہمارا لشکر شہر میں داخل ہو گا تو مجھے اُمید ہے منگل دیو اور اُس کے لشکریوں کو جرأت نہیں ہو گی کہ وہ ڈٹ کر ہمارا مقابلہ کریں۔ ہم انہیں کاٹ کر رکھ دیں گے اور شہر پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

تم سب کی کارگزاری سے میں بے حد خوش ہوں۔ بس یہ گوالیار زیر ہونے کی دیر ہے، اس کے بعد میں اپنے لشکر کے ساتھ مہاکال مندر ہی کا رخ کروں گا۔ وہ اب مندر نہیں رہا، سازشوں کا مرکز بن چکا ہے لہٰذا اسے گرانا اور اس کے اندر جنگجو قوتوں کا خاتمہ کرنا مجھ پر فرض ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ........"

یہاں تک کہتے کہتے سلطان شمس الدین التمش کو رک جانا پڑا اس لئے کہ گوالیار شہر کا دروازہ کھلا اور اس میں سے کچھ سوار نمودار ہوئے جو اپنے ہاتھوں میں سفید علم اٹھائے ہوئے تھے۔ سلطان شمس الدین التمش اور اس کے سالار بڑے غور سے ان لوگوں کی طرف دیکھنے لگے تھے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے سالاروں کو مخاطب کیا۔

"لگتا ہے، گوالیار کا راجہ منگل دیو صلح پر آمادہ ہے۔ اسی بناء پر سفید پرچم اٹھائے ایک وفد گوالیار سے نکلا ہے۔"

وفد کے وہ ارکان جو گوالیار شہر سے نکلے تھے جو اپنے ہاتھوں میں سفید پرچم اٹھائے ہوئے تھے، اپنے گھوڑوں و بھگاتے ہوئے سلطان کے لشکر کے قریب آئے۔ لشکر کے محافظوں نے ان کے گھوڑوں کو ایک طرف باندھ دیا اور انہیں سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

جب وہ سلطان شمس الدین التمش کے سامنے گئے، تب سلطان نے انہیں مخاطب کیا۔

"تم گوالیار شہر سے نکل کر کس غرض کے تحت ہماری طرف آئے ہو؟"

اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

"سلطانِ محترم! ہم صلح چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ لوگوں نے بھڑکایا تھا لیکن ہمیں اس کی کافی سزا مل گئی ہے۔ ہم آپ سے معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔"

وہ شخص جب خاموش ہوا تب غصے کا اظہار کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش کہنے لگا۔

"تمہارے راجہ منگل دیو نے صلح کرنے اور معافی مانگنے کے لئے تم لوگوں کو کیوں بھیج دیا؟ وہ خود کیوں نہیں آیا؟"

اس پر ان میں سے ایک نے آہ بھرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''سلطانِ محترم! منگل دیو سے اب ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ وہ گزشتہ شب آدھی رات کے وقت اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے علاوہ اپنے سالاروں اور اُمراء کے ساتھ گوالیار سے نکل کر مہا کال مندر کی طرف چلا گیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص رکا، دوبارہ سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! اس وقت شہر میں حفاظت کے لئے چند دستے ہیں اور وہ دستے یقیناً آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ صلح کر لیں۔ ہم گوالیار شہر آپ کے حوالے کر دیں گے۔''

جواب میں سلطان شمس الدین التمش مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تم لوگوں نے اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ جس دروازے سے تم نکلے ہو اس دروازے کو کھلا رہنے دینا۔ اسی دروازے کے ذریعہ ہم اپنا لشکر لے کر شہر میں داخل ہوں گے۔''

چنانچہ صلح کے لئے آنے والا وہ وفد چلا گیا۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد سلطان نے بھی اپنے لشکر کو استوار کیا، آگے بڑھا اور اسی راستے سے شہر میں داخل ہوا جس راستے سے گوالیار کا صلح کے لئے آنے والا وفد گزرا تھا۔

جب وہ وفد شہر کے اندر داخل ہوا تب سلطان شمس الدین التمش اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا، گوالیار شہر میں داخل ہوا، شہر کے اندر جس کسی نے بھی ہتھیار بند ہو کر سامنے آنا چاہا یا ٹکرانا چاہا اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس طرح گوالیار کو سلطان نے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔

Marfat.com

گوالیار کو فتح کرنے کے بعد سلطان نے مالوہ کا رخ کیا تھا۔ اس سے پہلے سلطان بنگال کے حالات اپنے حق میں درست کر چکا تھا۔ دراصل گوالیار کی فتح سے پہلے خلافتِ عباسیہ کے قاصد دہلی آئے تھے اور انہوں نے سلطان شمس الدین التمش کو بارگاہِ عباسی کی طرف سے بھیجا ہوا عمامۂ خلافت پیش کیا تھا۔ التمش نے اس مذہبی خلعت کی پوری پوری تعظیم اور تکریم کی اور خلعتِ فاخرہ کو زیبِ تن کر کے بے حد خوش ہوا۔ اس خوشی میں اس نے امیروں اور درباریوں کو خلعتوں اور عطیوں سے نوازا اور تمام شہر کو دُلہن کی طرح سجا کر جشن منایا تھا۔

ابھی التمش ان خوشیوں کے ہجوم میں ہی کھویا ہوا تھا کہ اسے اپنے بڑے بیٹے ناصرالدین حاکم لکنوتی کے انتقال کی خبر ملی۔ التمش کو اس حادثۂ جانکاہ کا بڑا رنج ہوا۔ جب ماتم و تعزیت سے اُسے فرصت ملی تو وہ اپنے چھوٹے بیٹے، جس کا نام بھی ناصرالدین رکھا تھا، سے بے حد محبت کرنے لگا۔

چنانچہ ان حالات میں گوالیار کو فتح کرنے سے پہلے سلطان شمس الدین التمش دہلی سے لکنوتی کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر ان تمام ہنگاموں کو ختم کر دیا جو اس کے بیٹے ناصرالدین کی وفات کے بعد اس علاقے کے گوشے گوشے میں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ہر طرف امن و امان کی فضا پیدا کرنے کے بعد التمش نے علاؤالدین جانی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ لیکن اکثر مہموں میں چونکہ سلطان، علاؤالدین جانی کو اپنے ساتھ

Marfat.com

رکھتا تھا۔ لہٰذا جس طرح سلطان شمس الدین التمش نے کذلک خان کو سرہند کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہاں کذلک خان کی جگہ اس کا نائب کام کرتا تھا۔ بالکل اسی طرح لکھنوتی میں بھی علاؤالدین کا نائب کام کرتا تھا اور جب کوئی مہم اُٹھتی تھی تو علاؤالدین جانی، سلطان کے ساتھ لشکر میں کارہائے نمایاں سرانجام دیا کرتا تھا۔

گوالیار کو فتح کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اپنے لشکر کے ساتھ مالوہ کا رخ کیا تھا۔ یہاں کے حالات بھی بڑے ابتر اور خراب تھے اور لوگوں نے بغاوت کھڑی کر رکھی تھی۔

یہاں بے شک سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کے ساتھ مالوہ کے جنگجو ٹکرائے لیکن اپنے پہلے ہی ہلے اور حملے میں سلطان شمس الدین التمش نے انہیں خس و خاشاک کی طرح اُڑا کر رکھ دیا۔ اس طرح مالوہ، سلطان کی عملداری میں آیا اور وہاں جس قدر تخریب کار قوتیں تھیں یا بغاوت و سرکشی اُٹھانے والے تھے، اُن سب کا سلطان نے خاتمہ کر دیا تھا۔

مالوہ کے حالات درست کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے ایک اور اچھے اور معتبر کام کی تکمیل قطب مینار کی تھی۔

دراصل سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے دورِ حکومت میں دہلی کی فتح کے بعد مسجد قوت الاسلام قطب مینار کی تعمیر کا کام شروع کیا تھا۔ قطب الدین ایبک نے ان دونوں عمارتوں پر بڑی توجہ اور بڑے انہماک کے ساتھ کام شروع کیا تھا۔ چنانچہ قطب مینار کے صرف دو نیچے کے درجے قطب الدین ایبک کے زمانے میں تیار ہو گئے تھے کہ آگے قطب الدین ایبک کو مہلت نہ ملی اور وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔

چنانچہ جب قطب الدین ایبک کے بعد سلطان شمس الدین التمش ہندوستان کا حکمران بنا تو اس نے باقی اوپر کے دو درجے تعمیر کروا کر اس مینار کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا اور مسجد قوت الاسلام میں بھی تین دروازوں کا اضافہ کیا۔

اس کے علاوہ التمش نے حوضِ شمسی، جسے تالابِ شمسی بھی کہتے ہیں، کی تعمیر بھی مکمل کر دی۔

اس سلطان پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اس نے ہندوؤں کے ایک

Marfat.com

بڑے مندر کو توڑا۔ لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ دریائے سندھ کے ڈیلٹا سے برہم پترا تک کے ڈیلٹا تک تمام شمالی ہند، جس میں اُڑیسہ کا علاقہ بھی شامل ہے، مندروں سے بالکل خالی تھا۔ شمس الدین التمش مذہب کا پابند، خود مذہب سے بخوبی واقف ہونے کے علاوہ علماء کی صحبت میں رہتا تھا اور وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف غیر مذہب والوں کی عبادت گاہوں کو بلا سبب نقصان پہنچانے اور مسمار کرنے کی جرأت ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ جس مندر کو بھی اس نے توڑا اور پتھر کی مورتیوں کے خاتمے کا کام کیا تو وہ کسی وجہ اور علّت کے بغیر نہیں تھا۔

بہر حال، مالوہ کے باغیوں سے نمٹنے اور وہاں جو ہندوؤں کی عسکری قوت تھی، اس کا خاتمہ کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اب بھیلسہ کا رخ کیا۔ جہاں تک بھیلسہ کا تعلق ہے تو اسے بھیلسان بھی لکھا گیا ہے اور یہ وسط ہند کا ایک مشہور مقام اور دہلی سے بمبئی جانے والی شاہراہ پر واقع ہے۔

سلطان جب بھیلسہ کی طرف بڑھا تو بھیلسہ میں اس وقت جو لشکر تھا، اس نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ دراصل وہاں سلطان نے تین مقامات پر ضرب لگانی تھی۔ ایک بھیلسہ، دوسرا اُجین اور تیسرا مہاکال کا مندر۔ مہاکال کا مندر اُجین شہر کے قریب ہی تھا۔

چنانچہ جب سلطان اپنے لشکر کے ساتھ بھیلسہ پہنچا تو پتہ چلا کہ بھیلسہ میں کوئی خاص لشکر نہیں تھا۔ دراصل اُجین اور مہاکال مندر کے اندر جو دشمن کی قوت تھی، انہوں نے بھیلسہ والوں کو یہ پیغام پہنچایا تھا کہ وہ بھیلسہ کو خالی کر دیں۔ اس طرح سلطان کو کوئی مزاحمت نہ کرنا پڑی اور بھیلسہ پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

دراصل مخالف قوتیں یہ چاہتی تھیں کہ اُجین سے باہر سلطان شمس الدین التمش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اُجین کو وہ کسی بھی صورت سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ اُجین کسی دور میں ہندوؤں کے ہردلعزیز راجہ بکرماجیت کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا۔

یہ وہی بکرماجیت ہے، جس کے نام سے ہندوؤں کا سن چلتا ہے۔ اس بکرماجیت کا اصل نام چندر گپت ثانی تھا اور وہ گپت خاندان کا مشہور فرمانروا تھا۔ اسے گزرے

Marfat.com

ہوئے کئی سو سال بیت چکے تھے۔ ہندوؤں کے صرف بکرماجیت ہی کا سن نہیں چلا بلکہ ہندوؤں کا ایک سن نہیں بلکہ کئی سن پہلے سے موجود تھے۔ بکرمی سن مہاراجہ بکرماجیت سے شروع ہوا بلکہ کہنا چاہئے یہ سن بھی پہلے سے موجود تھا، اس کا نام بکرمی سن بعد میں رکھا گیا۔ عیسوی سن میں 57 جمع کر لئے جائیں تو بکرمی سن بن جاتا ہے اور بکرمی سن میں 57 منفی کر دیئے جائیں تو عیسوی سن بن جاتا ہے۔

اب مخالف قوتوں نے اُجین شہر سے باہر سلطان شمس الدین التمش سے اپنی پوری طاقت اور قوت سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔ اب یہاں سلطان شمس الدین التمش کا مقابلہ کرنے کے لئے کئی قوتیں جمع ہو گئی تھیں۔

پہلی قوت خود اُجین کا راجہ تھا، جس کے پاس کافی بڑا لشکر تھا۔ دوسری قوت بھیلسہ والوں کی تھی۔ بھیلسہ والوں کا بھی ایک بہت بڑا لشکر تھا جو بھیلسہ خالی کر کے اُجین کی طرف چلا گیا تھا۔ اور تیسری خاصی بڑی قوت مہاکال مندر والوں کی تھی، جو مندر کم اور قلعہ زیادہ تھا اور پھر اس مہاکال مندر میں گوالیار کا راجہ منگل دیو اپنی خاصی بڑی قوت کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا۔ اس کے علاوہ قرامطیوں کی وہاں بہت بڑی طاقت جمع تھی اور قرامطیوں کا سربراہ قور بھی وہیں قیام کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ان ساری قوتوں نے آپس میں اتحاد کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش سے ٹکرانے کا عزم کیا تاکہ اسے ہر صورت میں شکست سے دوچار کر کے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

ہندوستان کے لوگ چونکہ اُجین شہر کو بڑا متبرک خیال کرتے تھے، اس لئے کہ راجہ بکرماجیت، جس سے انہیں ایک طرح کی عقیدت اور ارادت مندی ہے اور جس کے نام سے انہوں نے اپنا سن شروع کیا ہوا ہے، وہ یہیں پر حکمران تھا اور یہی شہر اُس کا پایۂ تخت تھا۔ چنانچہ اُسے بچانے کے لئے انہوں نے پوری طاقت اور قوت صرف کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اُجین شہر سے باہر لشکر استوار ہوا جس میں اُجین والوں کے علاوہ مہاکال مندر کے ہزاروں محافظ، وہ لشکر جسے گوالیار سے منگل دیو لے کر آیا تھا [illegible]
اس کے علاوہ بھیلسہ اور دیگر علاقوں کے لشکری بھی وہاں جمع ہو گئے تھے اور [illegible]

Marfat.com

جس علاقے کو سلطان شمس الدین التمش نے فتح کیا تھا، وہاں سے جو شکست خوردہ عناصر بھاگے تھے وہ بھی انتقام لینے کی خاطر وہاں آن جمع ہوئے تھے۔

چنانچہ اُجین شہر کے باہر اُجین والے اپنے لشکر کو استوار کرنے لگے۔ عام جنگی روایت کے مطابق انہوں نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ درمیانی حصہ میں اُجین کے سپہ سالار کو رکھا گیا تھا، دائیں پہلو کی کمانداری گوالیار کا مغرور راجہ منگل دیو کر رہا تھا۔ بائیں پہلو کے لشکر میں قرامطی اور مقامی ہندو جنگجو تھے اور اُن کی کمانداری اُجین ہی کا سالار کر رہا تھا جس کے تحت بھیلسہ، مہاکال مندر کے علاوہ قرامطیوں کے ان گنت جنگجو تھے۔

جس وقت اُجین والے، میدانِ جنگ میں اپنے لشکر کو استوار کر رہے تھے اور اُس کی تقسیم کو آخری شکل دے رہے تھے اور صفیں بھی بنا رہے تھے، اُس وقت سلطان شمس الدین التمش اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کے سامنے کھڑا تھا۔

کچھ دیر تک وہ بغور دشمن کے لشکر کا جائزہ لیتا رہا، پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عزیز ساتھیو! میرے خیال میں اس سے پہلے اتنے بڑے لشکر سے ہمیں کہیں پالا نہیں پڑا ہوگا۔ لہٰذا اس کے ساتھ ہمیں کسی طریقے، کسی جتن سے نمٹنا ہوگا۔ اس سے پہلے جو مخبر ہمیں بتا چکے ہیں، اس کے مطابق منگل دیو اپنے لشکر کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ گوالیار سے بھاگ کر وہ سیدھا یہاں آیا تھا۔ قرامطی بھی اپنے سربراہ کے ساتھ یہاں موجود ہیں۔ بھیلسہ کا لشکر اُس کے سپہ سالار کے ساتھ شامل ہے۔ اُجین کا لشکر، اس کے علاوہ چھوٹے بڑے علاقے جنہیں ہمارے ہاتھوں شکست اُٹھانا پڑی وہاں سے بھی بھاگنے والے اب سب یہاں ہمارے سامنے آن کھڑے ہوئے ہیں تاکہ ہم سے اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لیں۔ اس وقت ہم نے ان پر ثابت کرنا ہے کہ پہلے کی طرح اس میدان میں بھی خداوند قدوس نے چاہا تو غالب ہم ہی رہیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش جب خاموش ہوا، تب عزالدین کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''سلطانِ محترم! دشمن کی اس عددی فوقیت کو دیکھتے ہوئے ہمیں بھی نہ صرف یہ کہ اپنا لائحہ عمل تبدیل کرنا ہوگا، منصوبہ بندی نئے سرے سے کرنا ہوگی، بلکہ لشکر کی تقسیم بھی تبدیل کرنا ہوگی۔''

سلطان شمس الدین التمش نے اس موقع پر بڑے غور سے عزالدین کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ مکمل کرو۔ اس کے بعد میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔''

اس پر عزالدین کہنے لگا۔

''سلطانِ محترم! لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ہمارے پڑاؤ میں کوئی خاتون نہیں ہے۔ اس بناء پر پڑاؤ کی حفاظت کے لئے لشکر کا کوئی حصہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے پہلے جب ہم اکثر جنگ کی ابتداء کرتے تھے تو لشکر تین حصوں میں تقسیم ہوا کرتا تھا اور مقدمتہ الجیش عموماً کذلک خان کی کمانداری میں علیحدہ ہوا کرتا تھا۔

میں چاہتا ہوں، اس بار بھی مقدمتہ الجیش کو کذلک خان کی کمانداری میں علیحدہ رکھا جائے بلکہ اس پر مزید یہ کام کیا جائے کہ لشکر کے وسطی، دائیں اور بائیں پہلوؤں کے لشکریوں میں کچھ کمی کر کے ایک حصہ اور تیار کیا جائے۔ اور لشکر کے اس حصہ کی کمانداری کبیر خان کے سپرد کی جائے۔

جس وقت جنگ کی ابتداء ہو، اس سے پہلے یہ کام کیا جائے کہ لشکر کا مرکز دایاں اور بایاں پہلو تینوں حصے آگے رہیں۔ کذلک خان اور کبیر خان دونوں اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ پیچھے رہیں۔ ان کے پیچھے رہنے سے یہی سمجھا جائے گا کہ مسلمانوں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا ہے۔

اس کے بعد جنگ کی ابتداء کی جائے۔ شروع میں ہی جارحیت اختیار کی جائے۔ پہلے دشمن کے حملوں کو روکا جائے، اس کے بعد باری باری تیز اور جان لیوا ضربیں لگائی جائیں۔ اس طرح ہم دشمن کی انفرادی فوقیت کو تھوڑی دیر کے لئے بے کار کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

جب ہم دشمن کے پہلے حملوں کو روک دیں تو یہیں تک محدود رہیں گے کہ دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیں، اسے اپنے ساتھ مصروف رکھیں۔ اس کے بعد کذلک خان اور کبیر خان کا کام شروع ہو جائے گا۔ یہ لشکر کے پشتی حصہ سے ہٹ جائیں گے۔ کبیر خان اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ لشکر کے پیچھے ہی پیچھے رہتے ہوئے خوب دائیں جانب ہٹے گا اور ایسا ہی کذلک خان بھی کرے گا۔ وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے رہتے ہوئے اپنے حصہ کے لشکر کو لے کر بائیں جانب بڑھتا چلا جائے گا۔

اس کے بعد مناسب فاصلہ پر جا کر وہ آگے بڑھیں گے۔ کذلک خان دشمن کے لشکر کے بائیں پہلو پر ضرب لگائے گا جبکہ کبیر خان دشمن کے دائیں پہلو پر حملہ آور ہو جائے گا۔ لیکن یہ دونوں جب دشمن کے پہلو پر حملہ آور ہوں تو زوردار انداز میں تکبیریں بلند کریں۔ اس سے دشمن کے لشکریوں کے اندر یہ اندیشے پھیل جائیں گے کہ مسلمانوں کے لئے کمک پہنچ گئی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لشکر کی اب تعداد زیادہ ہو گئی ہے اور مسلمانوں نے انہیں گھیرنا شروع کر دیا ہے۔ جب سامنے کی طرف سے ہمارے لشکر کے تینوں حصے ضربیں لگا رہے ہوں گے اور دائیں بائیں سے کذلک خان اور کبیر خان بھی ٹوٹ پڑیں گے تو پھر مجھے اُمید ہے، دشمن کا لشکر اس سہ طرفہ دباؤ کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ زیادہ سے زیادہ کچھ دیر جم کر لڑے گا، اس کے بعد دشمن کے لشکری اپنی جانیں بچانے کی خاطر اپنے محفوظ مقامات کی طرف بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ میرا اندازہ ہے کہ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو فتح اور کامیابی یقینی طور پر خداوند قدوس ہمیں ہی عطا فرمائے گا۔''

عزالدین کی یہ ساری منصوبہ بندی سن کر کچھ دیر تک سلطان شمس الدین التمش مسکراتا رہا۔ اس کے بعد اپنے سامنے اپنے سارے سالاروں کا جائزہ لیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عزالدین نے جو تجویز پیش کی ہے، وہ میرے دل کو لگتی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا کر کے یقیناً ہم اپنی فتح کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ لیکن میں تم لوگوں کی رضامندی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا تم سب اپنے خیالات کا اظہار کرو۔ کیا تم لوگ اس سے متفق ہو؟ اور کیا ہمیں ایسا کرنا چاہئے؟''

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش کے اس سوال پر سارے سالاروں نے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا، جو عزالدین نے پیش کی تھی۔ سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے سارے ہی سالار اس پر متفق ہیں، تب سلطان نے خوشی اور طمانیت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد لشکر کی تقسیم کو آخری شکل دی گئی۔

لشکر کے تین حصے آگے رکھے گئے۔ لشکر کا وسطی حصہ حسب سابق سلطان شمس الدین التمش نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ جبکہ عزالدین کو سلطان نے اپنے نائب کی حیثیت سے لشکر کے وسطی حصہ ہی میں متعین کیا تھا۔

لشکر کے دائیں پہلو کی کمانداری علاؤالدین جانی کے سپرد کی گئی تھی اور ایک نئے سالار کمال الدین کو اس کا نائب مقرر کیا گیا تھا۔ لشکر کے بائیں حصہ کی کمانداری سیف الدین کوچی کو ملی تھی۔ اس کے تحت بھی ابوسعید نام کا ایک نیا سالار اس کے نائب کی حیثیت سے رکھا گیا تھا۔ اس طرح لشکر کے تین حصوں کی ترتیب اور کمانداری مکمل ہو گئی۔ چوتھا حصہ جو مقدمۃ الجیش تھا، جو پہلے ہی کذلک خان کے تحت ماضی میں بھی کام کرتا رہا تھا، وہ لشکر کے پیچھے استوار ہو گیا تھا۔ لشکر کا جو پانچواں حصہ بنایا گیا تھا، اُسے کبیر خان کی سرکردگی میں دیا گیا تھا۔ اور وہ بھی کذلک خان کی طرح پڑاؤ کے قریب ہی قیام کر گیا تھا۔

دوسری طرف دشمن کے حوصلے بڑے بلند تھے۔ ایسا شاید اس بناء پر تھا کہ انہیں سلطان شمس الدین التمش کے لشکر پر عددی فوقیت حاصل تھی۔ اُجین شہر سے باہر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، دشمن کے لشکر کے سر ہی سر نظر آتے تھے۔ کچھ دیر تک دشمن کے اندر شور و واویلا اُٹھتا رہا، طرح طرح کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ اُن کے سالار مسلمانوں کے خلاف آوازیں کستے رہے۔ آوازیں کسنے والوں میں قراملی پیش پیش تھے۔ کچھ دیر تک یہ شور اپنے عروج پر رہا یہاں تک کہ خاموشی طاری ہو گئی۔ اس خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ اُجین والے اب سلطان شمس الدین التمش کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اُجین والوں نے اپنے لشکر کو وقت کی آندھیوں کے غبار میں اعصاب کا عذاب بنتے شوریدہ پشت جنگجوؤں، شاہراہ حیات کے چوراہوں پر شیطنت کے رنگ بکھیرتی

Marfat.com

طوفانی یورش کی طرح آگے بڑھایا۔ اس کے بعد وہ سلطان شمس الدین التمش کے لشکر پر وقت کے منجدھار میں بھنور بھنور بانہیں پھیلائے، صحرا صحرا پھیل جانے والی آگ، مدنیت کی جلوہ گاہوں میں جنوں و جہد کے طوفانی عزم، مرگ و زیست کے قصوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے سلطان شمس الدین التمش نے تکبیریں بلند کیں، اپنے لشکر کو حرکت میں لایا، پھر وہ آندھیوں کی شدت، زلزلہ انگیزیوں اور خونی انقلابوں میں لپٹی تابکاری کی طرح حرکت میں آیا۔ پھر وہ کڑکڑاتے بادلوں میں جوش مارتی رقیق آتش، عارف آفاق واقفِ دیر و حرم اور بے انت و بے اتھاہ بھنور بھنور طوفان کھڑے کرتی زیست کی عجیب لہروں کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوا تھا۔

سلطان کے بعد علاؤالدین جانی اپنے لشکر کو طوفانوں سے شناسا وقت کی ہولناکیوں، تیز آندھیوں کے غضب ناک جھکڑوں، آرزوؤں کو کفن پہناتی کڑے وقت کی سرد مہری کی طرح حرکت میں لایا۔ اس کے بعد وہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ سازِ حیات توڑتی اور نبضِ زندگی کو تمام کر دینے والی ہنرمندی، کسب و کمال، اہم دفاعی حصار توڑ دینے والے آگ و خون کے پیغام، شام کے سایوں سے اُٹھتے ریت کے سرخ طوفانوں، منظروں کا درد، جذبوں کی محرومیاں کھڑی کرتی کف اُڑاتی موجوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میدانِ جنگ میں پھر تکبیریں بلند ہوئیں۔ اس لئے کہ سیف الدین کوچی اپنے لشکر کو زمستانی جھکڑوں، فطرت کے رجالِ عظیم، پراسرار اشاریت اور انقلاب آفریں تحریر کی طرح حرکت میں لایا تھا اور وہ بھی اپنے بائیں حصہ کے لشکر کے ساتھ دل میں تجسس اُٹھاتی گرم بیابانوں کی ریت، شعور میں تحیر کھڑا کرتی سحر آفریں قوت، رُوح میں کلپنا برپا کرتی زوال و فناء کی پکار، آنکھوں میں حیرت طاری کر دینے والے غیر فانی جذبوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اب اُجین والوں کے تینوں حصے اور سلطان شمس الدین التمش کے تینوں حصے بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔ یہ مسلمان لشکریوں اور مجاہدوں کی کمال ہمت تھی

Marfat.com

کہ اُجین والوں کا لشکر اس وقت مسلمانوں کے تین حصوں کی نسبت دُگنے سے بھی زیادہ تھا۔ پھر بھی ان کے حصے کو کمال جرأت مندی اور ہمت سے روکا تھا۔ اس کے بعد نیا انقلاب برپا ہونا شروع ہوا۔

ہوا یوں کہ اس کے بعد کذلک خان اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ ظلم وستم کی یورش، کرب و الم کی یلغار، ہر موڑ پر اُلجھن کھڑی کر کے ارادوں کو سلب کر لینے والی سحر آفریں قوت کی طرح حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کو کافی دائیں جانب لے گیا۔ پھر ایک دم مڑا، دشمن کے لشکر کے بائیں پہلو کے قریب جا کر اس نے اور اس کے سارے لشکریوں نے ہولناک انداز میں تکبیریں بلند کیں، اس کے بعد کذلک خان، مقدمتہ الجیش کے ساتھ سنگلاخوں کو آئینوں میں تبدیل کرتے غیر فانی جذبوں، ظلمتوں کو روشنی میں بدلتے صداقتوں کے سمندر، ذرّوں کو صحرا کا روپ دیتی آگ کی لپٹوں، شبنم کو بے کراں ساغر میں بدل دیتے مشیت کے رازوں، لالہ گل کو برقِ تپاں کا سوز دیتے سسکتے آسیبوں، خارزاروں کو تاکستانوں میں تبدیل کر دینے والی فطرت کی بدنصیبی، راہوں کے غبار کو کہکشاں بنا دینے والی کف اُڑاتی موجوں اور برفانی تودوں کو شعلوں میں بدل دینے والے قہر وستم کی رزمگاہ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کذلک خان کا یہ حملہ ایسا زوردار اور جان لیوا تھا کہ جس وقت وہ تکبیریں بلند کرتا ہوا آگے بڑھا تھا اور اس نے دشمن کے بائیں پہلو پر ضربیں لگانی شروع کی تھیں، بائیں پہلو کو اس نے ایک طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا اور ایسی افراتفری پیدا کی کہ اس افراتفری میں اس نے بڑی تیزی سے دشمن کے اس پہلو کو کاٹ کر ان کی تعداد تیزی سے کم کرنا شروع کر دی تھی۔

اس کے ساتھ ہی کبیر خان بھی آسمان سے زمین پر بھڑکتے عذابوں، بھڑکتے الاؤ کی تمازت، سحر کی شعاعوں، قہر کے سیلاب کی طرح حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ بائیں جانب لے گیا۔ تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد مڑا، اس کے بعد کبیر خان اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ موت کی کراہیں کھڑی کرتی سانپ کی سی پھنکار کی طرح لہروں کے پیچ وتاب دکھاتی قہرمانیت، روح کے وجدان،

Marfat.com

تن کے بھید کو بختِ روسیاہ کی گردشوں میں ڈبوتی طغیانی پر آئے سیلابی شور اور اپنی ضروریات کا اسیر کرتی موت کی تاریکیوں اور عقوبت کے سمندر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

شروع میں تین محاذ کھلے تھے۔ سلطان شمس الدین التمش اور دشمن کے تینوں حصے بری طرح آپس میں ٹکرائے تھے اور اب جو دو مزید حصے کذلک خان اور کبیر خان کی سرکردگی میں اُجین والوں کے لشکر کے پہلو پر حملہ آور ہوئے تھے تو اس سے عجیب طرح کا شور برپا ہو گیا تھا اور رزم گاہ میں لڑتے وجود پر حسرتوں کے انبار لگنے لگے تھے۔ خوف زدہ چہروں پر ستم خوردہ اعتبار نے رنگ جمانے شروع کر دیئے تھے۔ بے پردہ وحشتیں زیست کو سیاہ رُو کرتی، بھنور بناتی لہریں بنانے لگی تھیں۔ کھولتے بکھرتے لاووں کی صورت میں موت ذہن کی قندیلیں گل کرنے لگی تھی۔ قضا بڑی تیزی سے جسموں کی توانائی شل کرتی جا رہی تھی۔

جس وقت تک کذلک خان اور کبیر خان حملہ آور نہیں ہوئے تھے، اُجین والوں نے سلطان شمس الدین التمش پر دباؤ ڈالتے ہوئے اپنے لئے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جس وقت ایک طرف سے کذلک خان اور دوسری جانب سے کبیر خان حملہ آور ہوا، تب اُجین والوں کے لشکر میں افراتفری پھیلنا شروع ہو گئی۔ ان کے اندر یہ افواہیں اُٹھ کھڑی ہوئیں کہ مسلمانوں کے مزید لشکر ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے ان کے دائیں اور بائیں پہلوؤں پر ضربیں لگاتے ہوئے ان کے لشکریوں کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرنا شروع کر دی ہے۔

کذلک خان اور کبیر خان دونوں نے چونکہ تیز حملوں کے باعث دشمن کے پہلوؤں کی صفوں کو کاٹ کر ان کی تعداد بڑی تیزی سے کم کی تھی، لہٰذا لشکر کے وسطی حصے میں لڑنے والے دشمن کے لشکریوں نے جب دیکھا کہ پہلوؤں پر حملہ آور ہوتے ہوئے مسلمان لشکریوں نے ان کے ساتھیوں کی لاشوں کے انبار لگانے شروع کر دیئے ہیں، تب وہ دل شکنی اور کم حوصلگی کا شکار ہونے لگے۔ ان کے اندر افراتفری پھیلنے لگی۔ تھوڑی دیر کی اس افراتفری کے بعد اُجین والوں نے دیکھا، اُن کے لشکر کی حالت اب روتی راتوں میں برستے سنگِ گراں، اندھیروں کے بھنور، بندگلیوں کی

Marfat.com

تاریکی، ورق ورق پر فنا کی تحریر رقم کرتے انوکھے تجسّس، آنسوؤں کے فسوں میں ڈوبی کڑے قوس کی فرقتوں اور سسکیاں بھرتی آہوں، نوحہ کرتے وقت سے بھی ابتر ہونا شروع ہوگئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد دشمن کو بدترین شکست ہوئی۔ دشمن کے لشکریوں نے اُجین شہر میں محصور ہو جانا چاہا لیکن کزلک خان اور کبیر خان دونوں نے اُن کی راہیں مسدود کر دی تھیں۔ اس طرح دشمن کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ بہت کم لوگوں کو وہاں سے بھاگ کر مہاکال مندر کی طرف جانا نصیب ہوا تھا۔ اس طرح اُجین کے علاوہ بھیلسہ پر بھی سلطان کا قبضہ ہو گیا تھا۔ وہاں سلطان نے صرف چند روز تک اُجین میں قیام کر کے اُس کے حالات درست کیئے۔ نظم ونسق اپنے طور پر چلایا، وہاں اپنا حاکم مقرر کیا، اس کے بعد اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور مہاکال مندر کا اس نے رخ کیا تھا جہاں مسلمانوں کے خلاف شرارتیں کی جاتی تھیں۔

مہاکال مندر میں پہنچ کر سلطان نے کچھ نہیں کیا۔ راستے میں ہی اس نے اپنے سالاروں سے مشورہ کرلیا تھا۔ سلطان کے لشکر میں پہلے سے ایک چھکڑا موجود تھا، جس کے اندر ایک موٹا تنا نصب کیا گیا تھا۔ اُس نے اُجین میں قیام کے دوران تین اور ایسے چھکڑے تیار کر لئے تھے جن کے اندر بڑے وزنی اور موٹے تنے نصب کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ مہاکال پہنچ کر سلطان نے وقت ضائع نہیں کیا اور اپنے کام کی ابتداء کی۔

مہاکال کے ماندر جو لشکری تھے، ان کا یہ خیال تھا کہ سلطان قلعہ نما مندر کو تسخیر کر کے اس میں داخل نہیں ہو پائے گا۔ اس لئے کہ بقول مؤرخین یہ مندر بڑا ہی مضبوط اور پائیدار تھا۔ اس کی تعمیر میں تین سو برس صرف ہوئے تھے اور اس کی دیواریں ایک سو گز بلند تھیں۔ اس بناء پر اس مندر کے محافظ اور لشکری اپنے آپ کو بالکل محفوظ سمجھ سکتے تھے۔ لیکن یہاں پر مسلمانوں نے جو طریقہ استعمال کیا اس سے اس مندر کے محافظوں کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنا شروع ہوگئی تھی۔

سلطان نے مہاکال پہنچتے ہی اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ مندر کے

Marfat.com

چاروں طرف ان چاروں حصوں کو مقرر کر دیا اور ان چاروں حصوں کے اندر ایک ایک وہ چھکڑا رکھا جس کے اندر بھاری تنے نصب کئے گئے تھے اور پھر ان تنوں کی مدد سے مہاکال مندر کے چاروں طرف فصیل پر ضربیں لگنے لگی تھیں۔

شروع میں مہاکال مندر کے پجاریوں اور محافظوں کا خیال تھا کہ وہ تنے تین سو برس میں تیار ہونے والے اس مندر کی فصیل کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ لیکن چھکڑوں کے آگے جو توانا اور مضبوط خچر جتے ہوئے تھے، انہوں نے بھاگ بھاگ کر اس زور سے تنے کی ضربیں دیوار پر لگائی تھیں کہ دیواروں کے اندر دراڑیں پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ یہ صورتِ حال مہاکال مندر کے محافظوں کے لئے انتہائی خوف ناک تھی۔ تھوڑی دیر کی مزید کوشش کے بعد چاروں طرف سے دیوار کو گرا دیا گیا۔ اس کے بعد چاروں طرف سے سلطان کے لشکر کے چاروں حصے مندر میں داخل ہوئے۔ اس طرح مندر کے اندر ایک کہرام مچ گیا تھا۔ مندر کے ماندر جو لشکر تھا اس نے مدافعت کی بھرپور کوشش کی لیکن جب ان پر چاروں طرف سے تلواریں برس گئیں تو وہ زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکے۔ مندر کے اندر جس قدر محافظ تھے، ان سب کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسی حملے میں سارے قرامطی بھی مارے گئے۔ ان کا سربراہ قور بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی جس جس باغی نے بھاگ کر مندر کے اندر پناہ لی تھی، سب کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ یوں مہاکال مندر کا بھی خاتمہ کر کے اسے زمین بوس کر دیا گیا تھا۔

کچھ ہندو مؤرخ، سلطان شمس الدین التمش پر الزام لگاتے ہیں کہ اس نے ناحق مہاکال مندر کو برباد کیا لیکن حقیقت اس سے مختلف ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دہلی اور دہلی کے متصلہ اضلاع میں قرامطہ اور اسی قسم کے دوسرے ملاحدہ اپنی کارروائیوں میں معروف تھے اور ان کی وجہ سے مختلف فتنے سر اٹھاتے تھے۔ یہی وہ قرامطہ تھے، جو سلطان محمود غزنوی کے لئے موجبِ تکلیف ثابت ہوئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ بھیلسہ اور اُجین کو، جو ملاحدہ اور اِن کے شریک کار ہندوؤں کے مرکزی مقام تھے، سلطان شمس الدین التمش نے نقصان پہنچایا اور ان کے سازش خانوں کو جو ہمیشہ حفاظت کی غرض سے قائم کئے جاتے تھے، مسمار کیا۔ اگر ان مندروں کو ان امن

Marfat.com

سوز اور انسانیت کش مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جاتا تو سلطان شمس الدین التمش ان کو بھی ہاتھ نہ لگاتا۔ اگر مندروں کو مسمار کرنے کا ہی اُس کو شوق تھا تو پھر وہ متھرا، مہابند، الہ آباد، بنارس، تھانیسر، کانگڑہ، قنوج، گولیار، جگ ناتھ پوری اور اسی طرح کے دوسرے شہروں کا رخ کرتا جہاں مندروں کی کمی نہ تھی۔ وہ ان مقامات کے مندروں کو مسمار کرتا۔ اور اپنا شوق پورا کر کے خوش ہوتا اور پھر لطف یہ کہ اُجین میں مہاکال مندر کے سوا اور بھی مندر موجود تھے مگر اس نے صرف ایک ہی مندر کو توڑا، باقی کو ہاتھ نہ لگایا۔ اس کی غرض صرف یہ تھی کہ آئندہ ہندو اپنے مندروں کو سازش خانہ اور بغاوت خانہ نہ بننے دیں بلکہ عبادت خانہ ہی رہنے دیں۔ اگر کسی مندر کو سازش خانہ بنایا جائے گا تو وہ عبادت خانہ نہ رہے گا اور اس کو مسمار کر دیا جائے گا۔ یہ صاف اور سیدھی بات اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو کسی کے فہم کا قصور ہے۔ اس کے علاوہ سلطان شمس الدین التمش نے ہندوؤں کو بھی اپنی مصاحبت میں داخل کر کے ان کی دلجوئی کی اور عزت افزائی کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا تھا۔ مگر کچھ لوگ اس بات کو اگر تسلیم نہیں کرتے تو یہ اُن کا ذہنی قصور ہے۔

بہر حال، گوالیار، اُجین، بھیلسہ، مہاکال اور اس طرح کے دوسرے مقام کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کرنے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے اُن کا نظم و نسق درست کیا، اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ دہلی روانہ ہو گیا۔

❀

جس وقت شہر میں داخل ہونے کے بعد کذلک خان، نیزک خان کی حویلی کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں اُس کا ایک جاننے والا ملا۔ ہاتھ کے اشارے سے اُسے روکا، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”کذلک خان! اس وقت حویلی میں کوئی نہیں ہو گا۔ شاید تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ نیزک خان فوت ہو چکا ہے۔“

اُس شخص کے یہ الفاظ سن کر کذلک خان دنگ رہ گیا تھا اور فوراً گھوڑے سے کود گیا۔ اُس کا بازو پکڑتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

"کھل کر کہو، کیا معاملہ ہے؟ اور حویلی میں اس وقت کوئی کیوں نہیں ہے؟"

اس پر وہ شخص کہنے لگا۔

"آج صبح سویرے حویلی میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد نیزک خان اپنے دیوان خانہ میں جب داخل ہوا تو اچانک ایک نشست پر گرا۔ اس کی بیوی اور اہلِ خانہ نے سنبھالنا چاہا لیکن اس وقت تک نیزک خان دم توڑ چکا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے ہی لوگ اُس کے جنازے اور تدفین کے بعد واپس آئے ہیں۔ اُس کے اہلِ خانہ میرے خیال میں ابھی قبر پر ہی ہیں۔ حویلی پر قفل لگا ہوگا۔"

اُس شخص کے اس انکشاف پر کذلک خان کی حالت غیر ہوگئی تھی۔ پریشانیاں اور فکرمندیاں چہرے پر ہجوم کر آئی تھیں۔ چنانچہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا شہر سے نکل کر قبرستان کی طرف گیا۔

گھوڑے کو ایک طرف ایک پودے سے باندھنے کے بعد وہ جب قبرستان میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا، ایک تازہ قبر کے پاس قراطیس، استر اور باربد بیٹھے دھیمے دھیمے رو رہے تھے، سسک رہے تھے۔ جونہی ان تینوں نے کذلک خان کو آتے دیکھا، اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے استر آگے بڑھی اور کذلک خان سے لپٹ کر زار و زار رونے لگی تھی۔ قراطیس اور باربد بھی آگے بڑھ کر کذلک خان سے لپٹ کر رونے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا، پھر کذلک خان نے سب کو سنبھالا، علیحدہ کیا، انہیں تسلی دی۔ اس کے بعد اس نے سب کے ساتھ مل کر فاتحہ پڑھی۔ اس موقع پر تینوں کی حالت بڑی بری ہو رہی تھی۔ استر کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔ یہی حالت باربد اور قراطیس کی بھی تھی۔ کذلک خان نے چند لمحے انہیں غور سے دیکھا، پھر استر کو مخاطب کیا۔

"بابا کو کیا ہوا؟"

اس پر روتی ہوئی آواز میں استر کہنے لگی۔

"صبح اُٹھے، فجر کی نماز کے بعد دیوان خانہ میں داخل ہوئے، اچانک گرے اور دم توڑ گئے......آپ کی آمد سے تھوڑی دیر پہلے ہی جنازہ ہوا ہے اور لوگ یہاں سے

Marfat.com

گئے ہیں۔"

کذلک خان کچھ دیر تک قبرستان ہی میں کھڑا ہو کر قراطیس، استمر اور یاربد کو تسلی دیتا رہا، اُنہیں سنبھالا۔ جب انہوں نے کسی حد تک اپنی حالت کو درست کیا، اس کے بعد وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر قبرستان سے باہر لایا۔ اس موقع پر یاربد نے آگے بڑھ کر کذلک خان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی۔ پھر کذلک خان تینوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر اپنی حویلی کی طرف جا رہا تھا۔

(تمت بالخیر)

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ کے نامور مصنف اسلم راہی ایم اے

Marfat.com